إن الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدّ لھم عذابا مھینا

حقوق محفوظ ہیں بلا اجازت مصنف کسی کو ختیا طبع کرنے یا طبع کرانے کا نہیں ہے

قول فیصل

بعد مناظرہ مذہبی شیعہ وسنی باہمی جناب مولوی شیخ احمد صاحب بوندی والے یاست حیدرآباد خباب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی سنی ایک مقدمہ بعنوان استقرار حق نجات قائم کرکے فریقین کی تصنیفات سے امور ما بہ النزاع کو منتخب کرکے بعد قائمی امور تنقیح یہ قول فیصل معروف بہ

عروج اسلام

ایک بے سبب جناب مفتی آغا محمد عسکری صاحب قزلباش اکبرآبادی نے اہل اسلام پر واقعات اسلام کی حقیقت ظاہر کرنے اور ناواقفوں کو اسلام کے اصلی حالات سے خبردار کرنے اور متلاشیان راہ نجات کے واسطے عام اردو زبان میں مذہب اسلام وحصول نجات کا نقشہ دکھلا دیا ہے جو سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں تالیف کرکے خود مصنف نے

مطبع قیصر ہند آگرہ میں باہتمام مرزا یاور حسین طبع کرایا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ایزد غفار و نعت سید ابرار خواجۂ کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد خاکسار ازلی بندہ محمد عسکری قزلباش اکبرآبادی شائقین علم کلام و منتظرین نجات دارین کی خدمت بابرکت مین عرض کرتا ہے کہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری سے مابین جناب مولوی شیخ احمد صاحب وکیل رئیس قصبۂ دیوبند وکیل ریاست جیپور و جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی جو شہر اکبرآباد مین معلمی کرتے ہین مذہبی مناظرہ ہو رہا ہے اور کتب انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ و انظار الہدیٰ و بدر الدجیٰ و تذکرۃ الخلفا اس مناظرۂ مذہبی مین فریقین نے لکھکر شایع فرمائین جنکو مین نے بھی دیکھا۔ میرے بعض بے تعصب سُنی و شیعہ دوستون نے مجھکو بے تعصب سمجھکر واسطے تحریر **قول فیصل** کے مجبور کیا۔ لہٰذا یہ **قول فیصل** مین نے لکھکر اپنے دوستون کی پسند کے رکھا۔

ناظرین کی خدمت فیضدرجت مین گزارش ہے کہ اگر مجھسے تنقصد

غلطی یا خطا ہو جاوے یا کاتب سے کتابت مین کوئی غلطی رہجاوے تو بنظر توجہ بزرگانہ اوسکی اصلاح کردین مین تہ دل سے شکرگذار ہونگا۔ اور نفس مطلب کی جانب توجہ فرماوین نکتہ چینی مین کوئی صاحب اپنا وقت ضایع نفرماوین۔ کیونکہ نکتہ چینی باعث نجات نہین ہوسکتی۔ البتہ حصول نجات کے متعلق جوکچھ مین نے روایات واحادیث معتبر کتابون سے نقل کین ہین اگر وہ مصنوعی ہون یا مین نے اپنے دل سے تصنیف کرکے حوالہ کتابون کا غلط لکھدیا ہو تو اوسکو باعلان ظاہر فرماوین۔

مین نے فریقین کی کتب مناظرہ سے امور مابہ النزاع کو منتخب کرکے ایک مقدمہ بعنوان استقرار حق نجات قائم کیا یعنی نجات عقبیٰ کا حق شیعون کو حاصل ہے یا سنیون کو۔ اور اس مقدمہ مین امور تنقیح حسب ذیل قائم کرکے تنقیح وار فیصلہ لکھا ہے۔ اور حقوق آل محمد صلعم کو بالتصریح ظاہر کیا ہے۔

امور تنقیح

نمبر شمار	مضمون تنقیح	نمبر صفحہ کتاب ہذا
۱	باہم مولوی شیخ احمد صاحب و مولوی محمد جہانگیر خان صاحب جو مذہبی مباحثہ ہوا اوسکی کیا ضرورت تہی۔	۱
۲	کیا حضرت علی علیہ السلام مشکل کشا نہے اور گنہگار و خاطی و غلط گواہی دینےوالے تہے اور انتظام ملکی کی لیاقت نرکہتے تہے یا افضل الامم و سید العرب امام المتقین تہے۔	۱۲
۳	حکم جہاد کی علت غائی کیا ہے اور نقصان قرآن کا ذکر شیعہ کیون کرتے ہین۔	۳۴
۴	استحقاق درود آل محمد صلعم کو حاصل ہے یا کل اصحاب و ازواج کو۔	۵۴
۵	اسلام مین تفریق مذہبی کب سے شروع ہوئی اور مذہب سنی و شیعہ کب سے جاری ہوا	۸۴

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضمون تصنیح	نمبر صفحہ کتاب ہذا
	اورکون ان کا بانی ہے اور باوصف کلمہ گوئی باہم دشمنی کیون ہے -	
۶	امیر معاویہ کی نسبت شیعہ اور سنیون کے عقائد مین اختلاف کیون ہے	۱۸۲
۷	باہم خلفاے ثلثہ وحضرت علیؑ وجناب سیدہ اتحاد تھا یا اختلاف اور یہ دیکھنے کا شرف کسکو حاصل ہے -	۲۲۰
۸	گروہ اسلام مین آل رسول کا معتقد کونسا فرقہ ہے۔	۲۵۹
۹	آیات قرآن و احادیث نبوی کے شیعہ منکر ہین جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب تحریر فرماتے ہین یا سنی جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا قول ہے -	۲۸۹
۱۰	وقت تعین خلافت اول وخلافت ثالث حضرت علی علیہ السلام خواہان خلافت کیون ہوے اور قتل حضرت عثمان کے بعد حصول حکومت سے انکار کیون کیا -	۲۹۴
۱۱	انسان سے جو گناہ اور افعال بد صادر ہوتے ہین وہ خدا کی طرف سے ہین یا انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے -	۳۰۶
۱۲	اگر تقیہ جائز تھا تو امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیون کیا جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا اعتراض ہے -	۳۱۷
۱۳	جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت باعث نجات ہے تو حصول نجات کی خوشی مین شادی کرنی چاہیے یا غم پھر مجالس عزا کے کرنے سے نفع کیا ہے	۳۲۲
۱۴	مجالس عزا کو بدعت سیئہ کہنے اور ممانعت کرنے سے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی کیا غرض ہے -	۳۲۶
۱۵	عاشور محرم یوم خوشی ہے جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا عقیدہ ہے - یا روز مصیبت جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا اعتقاد ہے -	۳۳۱
۱۶	امام حسین علیہ السلام نے نہم محرم کو ایک شب کی مہلت کیون لی - اگر	۳۳۸

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضمون تنقیح	نمبر صفحہ کتاب ہذا
	واقعہ شہادت نہم ہی کو ہو جاتا تو کیا ہرج تہا۔	
۱۷	ایک شب کی حیات باقیماندہ کے واسطے حالت تشنگی و گرسنگی مین قاسم ابن حسنؑ کا عقد کیون کیا گیا۔	۳۵۱
۱۸	بروز شہادت حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ کیون بلند کی	۳۵۲
۱۹	اگر مضطر نہ تہے تو امام حسین علیہ السلام طفل شش ماہہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تہے۔	۳۵۵
۲۰	مجالس عزائے حسینؑ مین قید المحرم و مصائب المحرم کے ذکر سے حسب قول اہل سنت خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہے یا بقول فرقۂ شیعہ یہ ذکر باعث رہنمائی ہے۔	۳۵۸
۲۱	حسین علیہ السلام کی شہادت شفاعت امت کے واسطے تہی یا رسول خدا کو رتبۂ شہادت حاصل ہونے کو۔	۳۷۸
۲۲	اسمٰعیل علیہ السلام کے حکم ذبح اور بجائے اونکے گوسفند کی قربانی مین مصلحت کیا تہی اور دوام کے واسطے جوانون کی قربانی کس غرض سے مقرر ہوئی۔	۳۸۷
۲۳	مجموعۂ تورات کتاب یسعیاہ باب ۵۳ مین کس بزرگ کے بیجرم و خطا ذبح ہونے کا تذکرہ ہے۔ اور اس شہادت کا نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے۔	۳۹۲
۲۴	تجویز اخیر	۴۱۱
۲۵	خاتمہ	۴۲۵

Presented by Ziaraat.Com

تنقیح نمبر اوّل

باہم مولوی شیخ احمد صاحب و مولوی محمد جہانگیر خانصاحب

جو مذہبی مباحثہ ہوا اُسکی کیا ضرورت تھی

اس تنقیح کے فیصلہ کے واسطے مین نے جہانتک تحقیقات کی تو واضح ہوا کہ مولوی شیخ احمد صاحب نے جب تبدیل مذہب کیا اور سُنّی سے شیعہ ہوگئے تو اکثر اہل سنت اُنسے تبدیل مذہب کے وجوہ دریافت کرتے تھے جنکے جوابات جدا جدا ہر شخص کو دینا ایک طول امل تھا لہذا بنظر اطلاع خاص و عام ایک رسالہ بنام انوار الہدیٰ شائع کیا گیا جسمین تبدیل مذہب کے مفصل اور مکمل وجوہ قلمبند کیے گئے تاکہ طالبان راہ حق کو بآسانی اُنکے دریافت کرنے کا موقع ملے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اس رسالہ مین کسی مذہب پر حملہ کیا تھا نہ کوئی کلمہ توہین آمیز لکھا تھا۔ صرف اپنا عقیدہ ظاہر کیا تھا اس کتاب کے شائع ہونے پر پبلک کو اسقدر حق ضرور حاصل تھا اور حاصل ہے کہ مولوی شیخ احمد صاحب کے وجوہ تبدیل مذہبی کی تردید مین اونکی غلطیان ظاہر کرین اور آمیز نکتہ چینیان کرین لیکن اس کتاب انوار الہدیٰ کے مقابلہ مین جو کتاب اظہار الہدیٰ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی نے شائع فرمائی ہے۔ اس کتاب مین انوار الہدیٰ کے تو ایک جملہ کا بھی جواب نہین دیا گیا ہے نہ مولوی شیخ احمد صاحب کی غلطی دربارہ تبدیل مذہب ثابت کیگئی ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کو سخت گالیان دیگئی ہین اور انتہا درجہ کی توہین مذہبی کی گئی ہے کہین لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا شیعون کا دادا پیر ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعون مین وطی فی الدبر جائز ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعون مین اپنے بھائی کے واسطے لونڈی کی فرج

Presented by Ziaraat.Com

حلال کر دینا جائز ہے۔ اس قسم کے اکثر فحش کلمے فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی
شان مین۔ اظہار الہدی۔ بدر الدجی۔ تذکرۃ الخلفاء مین محمد جہانگیر خان صاحب
نے تحریر فرمائے ہین۔ اور جب ان تہتک آمیز تحریرون کے جواب مین شیعہ
مثل کتاب کوئی کذب لکھدیتے ہین۔ تو اہل سنت عدالت مین نالش کرنے دوڑتے
ہین۔ مین دیکھتا ہون کہ شیعہ ہرجا تامین صبر وشکر کرتے ہین۔ گالیان بھی سنتے ہین
مگر عدالت مین نالش کرنے نہین جاتے۔ کیون ہو آخر یہ فرقہ کس کا معتقد اور پیرو ہے
یہ فرقہ مقلد ہے حضرت علی مرتضی کا کہ جنکو اپنے جمعہ ستے سب کیا۔ مگر آپنے ابن ملجم
کے ساتھ بھی مروت اور سخاوت کی اور اسکی جفا پر صبر کیا۔ یہ فرقہ معتقد اور پیرو
ہے اس حضرت حسین شہید کربلا کا جنکے جوان بھائی جوان فرزند کم سن برادرزادے
ہمشیرہ زادے۔ انصار ورفقا تیغ جفا سے ذبح ہوئے اور آپکے صغیر شیرخوار
بچہ نشانہ تیر ستم ہوا اور آپ نے صبر کیا۔ تین دن کی بھوک پیاس مین اپنا گلا
مثل گوسفندان قربانی کے کمال صبر وشکر کے ساتھ کٹوا دیا۔ انھین شہدا بابت پیر
ومحافظان شرع متین کا پیرو اور معتقد تو فرقہ شیعہ ہی ہے پھر شیعون کا صبر حق بجانب ہے
اور صبر وشکر انکا موروثی حصہ ہے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے صرف
فرقہ امامیہ اثنا عشریہ ہی کی دشنام دہی پر اکتفا نہین کیا ہے بلکہ دوازدہ امام کی
شان مین بھی کمال بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ کلمات تہتک آمیز تحریر فرمائے
ہین۔ انہین سے دو تین کلمے بطور نمونہ ذیل مین نقل کیے جاتے ہین۔
اظہار الہدی صفحہ ۴۴۔ باوجودیکہ سیدہ بالیقین جانتی تھین کہ فدک مین ازواج
مطہرات وعم رسول کائنات وغیرہ بھی حقوق شرعی رکھتے ہین پھر اس درجہ اصرار
وتکرار امر ناحق پر کیون کیا۔ اور باوصف علم حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے
سیدہ نے اپنے سینہ رحمت گنجینہ کو کینہ سے کیون نہ صاف وپاک کیا۔ کیونکہ تین دن سے

Presented by Ziaraat.Com

نزدیک مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔
اس عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ جناب فاطمہ دختر رسولخدا صلعم نے حضرت ابوبکرؓ سے جو مسلمان تھے تین دن سے زیادہ کیون کینہ رکھا یہ فعل جناب حضرت سیدہؑ کا (نعوذ باللہ) داخل کفر ہے۔ اسکی پوری توضیح انشاءاللہ تنقیح ہشتم مین کرونگا۔
اظہار الہدیٰ صفحہ ۳۰۔ جناب مظہر العجائب والغرائب نے باوجود معصومیت غلط گواہی دی۔
تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۰۱۔ یہ بات بھی باقرار حکیم جیو ثابت ہوگئی کہ جناب امیر کو انتظام ملکی کی لیاقت نتھی۔
ان دونون عبارتون سے ثابت ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک (نعوذ باللہ) حضرت علی علیہ السلام کاذب بھی تھے اور نالائق بھی تھے۔ کیونکہ مولوی محمد جہانگیرخان صاحب کی تحریر سے آجتک کسی اہل سنت نے انکار نہین کیا۔ بدینوجہ مولوی صاحب ممدوح کی تحریر ایسی سمجھی جاویگی کہ گویا کل فرقہ اہل سنت کیجانب سے ہے اب مجبیر واجب ہے کہ مولوی محمد جہانگیرخانصاحب کا روزمرہ بھی دکھلادون تاکہ ہر شخص واقف ہوجاوے کہ مولوی صاحب ممدوح مسلمانون کےکس گروہ میں سے ہین۔ اور آپکی لیاقت کس درجہ تک ہے کیونکہ مسلمانون مین متعدد گروہ ہین کنجڑے۔ قصاب۔ خیاط۔ نوربانف۔ نداف۔ بھٹیارے۔ پنبہ بند۔ ایسے ہی علاقہ بند۔ دریباف۔ نان بائی۔ تارکش۔ ڈبلیے۔ کندلہ کش۔ چرم ساز وغیرہ کہیں تو گروہ اسلام مین داخل ہین اور ہر گروہ کا روزمرہ جداگانہ ہے اور ہر شخص اپنے روزمرہ سے شناخت کرلیا جاتا ہے کہ کس قوم اور کس گروہ کا شخص ہے۔ لہذا چند کلمہ بجہت دریافت قوم ولیاقت ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔
۱۔ تذکرۃ الخلفا صفحہ ۳۰۸۔ کیون حکیم جیو تم بیچارے عبداللہ بن سبا کی ہجو مین جو

Presented by Ziaraat.Com

تمام جہان کے شیعان پاک کا دادا پیر ہے

۲- کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۷۹- چشم بد دور مولف صاحب تو فن افترا مین

دستا د اول ہین

۳- ایضاً صفحہ ۱۰۴- مکھی کو بھینسا کوڑی کو ہیا بنایا ہے

۴- تذکرۃ الخلفا صفحہ ۸۹- تف ایسے مذہب پر جو آیۂ کریمہ کو چیتان ٹھہرائے

نفرین ایسی ملت پر جو کلام الٰہی کو پہیلی بنائے

۵- ایضاً- صفحہ ۳۰۸- کیا استفتا لکھتے وقت بھنگ پیکر بیٹھے تھے یا معجون

فلک سیر چکھ گئے تھے-

۶- ایضاً صفحہ ۱۳۷- اگر ہم جواب نہ لکھین تو تمہاری کے جنے کہنا

کیا اہل سنت کے عالمون اور فاضلون کی تہذیب علمی اسی قسم کی ہے-

مین نے انوار الہدیٰ مین اس قسم کی غیر مہذب تحریر کوئی بھی نہ پائی-

پس مذہب اسلام اسی قسم کے مسلمانون کے سبب سے بدنام

ہے جس قسم کے مسلمان مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہین اور

اسی قسم کے مسلمانون کی نسبت مسٹر چارلس گرانٹ نے ۱۷۹۲ء

کے اپنے رسالہ مین مسلمانان ہند کا مغرور تند مزاج سرکش پنے

مذہبی توہمات کا مفتون ہونا خونخوار شہوت پرست جابر مطلق العنان

بانی ظلم عادی نفس پرستی ظالمانہ بے رحمیون کے مطیع دغاباز

غاصب ہندوستان کے لوگون کا بگڑی ہوئی اور ذلیل قوم ہونا

سینہ زوری اور وحشیانہ جذبات کا محکوم ہونا قلمبند

فرما دیتے ہین جس کا ذکر آنریبل مسٹر جسٹس سید محمود

صاحب نے اپنے لیکچر مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۳ء

کے صفحہ ۶ و ۷ و ۸ و ۹ مین کیا ہے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ میرے نزدیک اس قسم کے الزامات سے بالکل بری ہین۔ اِنکی تہذیب انکا علم ادب دنیا کی کُل قومون سے اعلے اور افضل ہے۔ اسمین شک نہین کہ فرقہ اہل سنت ضرور محتاج تعلیم ہے جیسا کہ انریبل ڈاکٹر سر سید احمد خانصاحب بہادر بالقابہ کی تجویز ہے۔ اور اسمین شک نہین کہ فرقہ اہل سنت مین سے جن لوگون نے حسب ہدایت سرسید صاحب بہادر بالقابہ تعلیم پائی ہے وہ لوگ انتہا درجہ کے مہذب اور شائستہ ہو گئے ہین اور ان تعلیم یافتون مین سے ایک بھی ایسا نظر نہین آتا کہ جو مثل مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے باہمی گالی گلوچ سے اپنی تصنیفات کو بدنام کرے۔ مین نے جہانتک غور کیا تو اس تعلیم یافتہ جماعت کو اس امر کا مدعی پایا کہ باہم سنی و شیعہ کے دلی محبت اور دلی میل ہو جاوے اور سب ایک دل ہو کر اس دنیا مین بہ آسایش بسر کرین اور اتفاق باہمی سے پھر اوس عروج کو حاصل کرین جو زمانۂ حیات جناب سرورکائنات مین مسلمانون کو حاصل تھا۔

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی تحریر مندرجہ ذیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کی تحریر مندرجہ اظہار الہدی و بدر الدجی و تذکرۃ الخلفاء صرف اہل سنت کے کم علمون اور جاہلون کے دل خوش کرنے اور روپیہ پیدا کرنے کی غرض سے ہے نہ بنظر اظہار حق۔

کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۷۴ مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اس خلاف داب مناظرہ سے مطلب ابن سبا کے چیلون کا سوائے اسکے نہین ہے کہ کسی صورت سے مشتاقان مباحثہ کو کہ جسکی شہرت تمام ممالک مغربی و شمالی مین مچ رہی ہے ہماری جانب سے بدظن کرین چونکہ ہمارے قدردان بفضل الہی سبھی تو صاحب سلیقہ و ذی علم ہین وے حق شناس مفتریون کے دھوکے و جھڑی مین نہ آینگے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور صفحہ ۷۵ کتاب مذکور مین تحریر فرمایا ہے کہ گو مطلب مفتری کا اس اختراع بیہودہ سراسر زیان سے سوا اسکے نہین ہے کہ جسطرح سے ہوسکے شایقین انصاف دوست کو ہمارے نامی گرامی مباحثہ سے جسکا تذکرہ حدود عرب و عجم تک ہو رہا ہے بدظن کردے + دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست +
راستباز عالم اور حق گو انسان کو اس بات کی کبھی پرواہ نہین ہوتی کہ اوسکی تحریر یا تقریر سے کوئی راضی رہے یا ناراض ہوجاوے - دیکھو جناب رسولخدا صلعم ہدایت فرماتے تھے اور اس ہدایت کی عوض کفار قریش اونکو سخت ایذا پہونچاتے تھے مگر آنحضرت کو کبھی پرواہ نہین ہوئی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا - راستباز انسان کی تحریر اور تقریر بنظر اظہار حق ہوا کرتی ہے - نہ بنظر تالیف قلوب - تالیف قلوب کرنا دوکانداروں اور مکاروں کا کام ہے - تا بذریعہ تالیف قلوب اونکی دوکانداری کو ترقی ہو اور نفع عظیم حاصل ہو - اگر مولوی محمد جہانگیرخان صاحب نے بنظر اظہار حق کتابین تحریر و تالیف فرمائی تھین تو اونکو اس خوشامدانہ تحریر کی کیا ضرورت تھی - کہ ہمارے قدردان مفتریون کے بہکانے سے کبھی ہم سے بدظن ہونگے - اور اس خوشامدانہ تعریف کی کیا احتیاج تھی کہ ہمارے نامی گرامی مباحثہ سے جسکا تذکرہ حدود عرب و عجم تک ہو رہا ہے مفتری ہمارے شایقین کو بدظن کرنا چاہتا ہے پھر اس عجز کی کیا ضرورت تھی کہ - دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + یعنے تم چاہے جسقدر بہکاؤ لیکن اگر ہمارا خدا ہمپر مہربان ہے تو تمہارے بہکانے سے ہماری آمدنی مین کوئی خلل نہ پڑیگا - بلکہ ہماری کتابین ضرور فروخت ہونگی اور ہم نفع اوٹھاوینگے مولوی محمد جہانگیرخان صاحب کے اس اقرار کے مطابق مین اس تنقیح کا یہ فیصلہ کرتا ہون کہ مولوی فصیح احمد صاحب نے انوار الہدی حسب عقیدہ خود محض بنظر اظہار حق تالیف فرماکر شائع کی ہے - اور اونکی محنت تصنیف کا منافع مرزا باقر حسین صاحب کو

Presented by Ziaraat.Com

جو سنی المذہب ہین حاصل ہوا - یہ ایک سرچشمہ مذہب شیعہ کے اثر سے انسان مین
پیدا ہوجاتی ہے - اور مولوی صاحب ممدوح نے محنت تالیف حسبۃً للہ بنظر اظہار حق
بلا کسی نفع دنیوی کے اپنے اوپر گوارا فرمائی - اور اپنی کتاب کی نسبت عام اجازت
دیدی کہ جو چاہے وہ چھاپے - اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے میرے نزدیک
بنظر حصول شہرت و منفعت دنیوی - اظہار الہدی و بدر الدجی و تذکرۃ الخلفاء کو بازاری
محاورات مین تالیف کرکے شائع کیا - صرف جاہلون اور کم علمون کے خوش کرنے کو
تاکہ لوگ پڑھکر اسبات کا مضایقہ اونہ دین کہ خوب چن چن کر شیعونکو گالیان دین
نہین - ورنہ انوار الہدی اور شمس الضحی اور اعلان الہدی کے ایک جملہ کا بھی جواب
مولوی صاحب ممدوح نے اظہار الہدی اور بدر الدجی اور تذکرۃ الخلفاء مین نہین
دیا ہے بجز دشنام دہی کے - مین توجہ دلاتا ہون تمامی فرقہ اہل سنت کو کہ اسلام
مین جسقدر ضعف پیدا ہوا - اور پیدا ہوتا چلا جاتا ہے - اسی قسم کے باہمی بغض
وعناد کے سبب جو اپنے نفع ذاتی کے واسطے شیعون کو گالیان دیکر اپنے پیشواؤن کے
خیالات ظاہر کراتے ہین - اور بغض وعناد کو اسطرح پر ترقی دیتے چلے جاتے ہین -
مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے صرف کم علمون اور جاہلون کے خوش کرنے کو کل
شیعون کو عبد اللہ ابن سبا کا چیلہ اور مرید لکھدیا ہے - اور عبد اللہ ابن سبا کو شیعون
کا دادا پیر بنایا ہے - اور اسی قسم کے اور اتہام کئے ہین کہ شیعون مین وطی فی الدبر
جائز ہے - ایسی فحش گالیون کے جواب مین شیعہ گالیان تو نہین دیتے بلکہ جو الزام
شیعون پر لگائے جاتے ہین وہ سب الزام بالکہ اونسے زیادہ پیشوایان اہل سنت
کی نسبت اہل سنت ہی کی کتابون سے ثابت کردیتے ہین جنکے پڑھنے سے فتنہ
وفساد بڑھتا جاتا ہے کم نہین ہوتا - کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جن پیشواؤنکا
معتقد اہل سنت کا ایک بڑا گروہ ہے - اُن پیشواؤنکا شرمناک حالات شیعون کو چھیڑ کر

Presented by Ziaraat.Com

علمار اہل سنت مشتہر کراتے ہین - اگر ایسے عالم جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہین شیعونکو سخت نہ لکھین اور گالیان نہ دین اور بیجا الزام شیعون پر نہ لگادین تو شیعہ پیشوایان اہل سنت کی شرمناک روایتونکے لکھنے اور بیان کرنے پر کبھی مستعد نہون - مین اسکے ثبوت مین ایک مختصر تحریر فریقین کی اس جگہہ نقل کرتا ہون اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۵۱ - شیعہ اگر بے تقیہ مکہ معظمہ مین جاتے ہین تو بڑا بڑا جوتیان کھاتے ہین - شمس الضحیٰ صفحہ ۴۰۳ - آپنے جو ہمکو جوتیونکی مار کا طعنہ دیا ہے - تو یہ طعنہ کی بات نہین - بلکہ بڑے فخر کی بات ہے - خدا کی راہ مین جوتیان کھانا قدیم سے داخل فضیلت ہے جیسا کہ مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ مکہ معظمہ مین قبل از ہجرت مشرکین نے حضرت ابوبکر کو جوتیون سے مارا جس پر علمار اہل سنت کو بڑا فخر ہے - شمس الضحیٰ کے اس جملہ کا جواب آجتک مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سے نہ بن پڑا - اگر مولوی صاحب ممدوح شیعونکی نسبت ایسا سخت کلمہ نہ لکھتے تو شیعونکو حضرت ابوبکر کی شان مین ایسی بے ادبی کرنیکی ضرورت ہوتی - پس شیعونکو اہل سنت بے سبب چھیڑ کر اس قسم کی باتین سنتے ہین - درحالیکہ خلفار ثلاثہ اہل سنت کے نزدیک پیشوائے دین ہین تو اپنے پیشوایان دین کی شان مین ایسی باتین چھیڑ چھیڑ کر لکھوانے کے مواخذہ دار اہل سنت ہونگے یا کوئی دوسرا - کیونکہ شیعہ تو خلفار ثلاثہ کو پیشوا دین نہین سمجھتے بلکہ مخرب دین کہتے ہین پھر انکو صحیح واقعات کے لکھنے مین کیا تامل ہو سکتا ہے - چاہے اس لکھنے سے کوئی راضی ہو یا ناراض - مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے جو شیعون پر وطی نے الدبر کا اعتراض کیا ہے - ایسے اعتراض کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ انوار الہدیٰ نے وطی نے الدبر کا کوئی تذکرہ نہ تھا کہ جسکے جواب کی ضرورت ہوتی - پھر ایسی باتون کے لکھنے اور ذکر کرنے سے کیا حاصل مجھکو خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ کسی اہل سنت نے از نام شمس عیسائی جو ایک فرضی نام تھا دو سوال شیعون کے پاس بھیجے ایک سوال

Presented by Ziaraat.Com

نسبت تحریف قرآن مجید تھا - اور دوسرا دوبارہ متعہ زنان - ان دونوں سوالوں کے
جواب مین شیعون نے سارے الزام پیشوایان اہل سنت کی نسبت ثابت کر کے
ایک چھوٹا سا رسالہ شایع کیا - اس رسالہ کے جواب مین کسی عالم اہل سنت نے کتاب
طعن السنان شایع کی - اور اس کتاب طعن السنان مین امام جعفر صادق علیہ السلام
و دیگر اماموں کی نسبت کلمات فحش لکھے اور شیعوں کو بھی گالیان دین - جسکے جواب مین
شیعون نے ایک چھوٹا سا رسالہ طبع کرایا اور اوس رسالہ مین یہ بات ثابت کردی کہ
پیشوایان اہل سنت وطی فی الدبر کو حلال جانتے تھے - مین اوس رسالہ مین کے
چند ثبوت بطور نمونہ کتاب تبقاب مصنفہ عالم اہل سنت کے ذیل مین نقل کرتا ہون
کتاب تبقاب صفحہ ۱۲ - مین یہ عبارت درج ہے - واخرج الخطیب فی رواۃ مالک
من طریق النضر ابن عبد اللہ الازدی عن مالک عن نافع عن ابن
عمر فی قولہ تعالیٰ نساءکم حرث لکم الایہ قال النساء فی قبلھا
والنساء فی دبرھا علامہ جلال الدین سیوطی نے جو بہت بڑے عالم مذہب اہل سنت
وجماعت مین گذرے ہین تفسیر درمنثور مین اس روایت کو نقل کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے
کہ خطیب نے طریق نضر بن عبد اللہ الازدی سے اور اوسنے مالک سے اور اوسنے
نافع سے اور اوسنے ابن عمر سے روایت کی کہ انّی شئتم سے اختیار مراد ہے
چاہے قبل مین جماع کرے چاہے دبر مین جماع کرے -

کتاب تبقاب صفحہ ۴۲ و ۴۳ - مین مندرجہ ذیل روایات درج ہین - کہ ابو سعید خدری
قسطلانی نے صحیح بخاری کی شرح مین لکھا ہے کہ محمد ابن علی کہتا ہے کہ مین محمد ابن کعب
قرظی کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ عورت کی دبر مین
وطی کرنے کو کیا کہتا ہے - کہا یہ شیخ قریشی حاضر ہے اس سے پوچھ لینے عبد اللہ ابن
علی بن سائب سے پس کہا عبد اللہ نے کہ ہیہات گندی ہے اگرچہ حلال ہے -

Presented by Ziaraat.Com

پھر انھین صفحات مذکورہ مین ایک دوسری روایت بھی مندرجہ ذیل درج ہے
دراوردی سے روایت ہر کہ لوگون نے زید ابن اسلم سے کہا کہ محمد ابن منکدر دُبر
مین جماع کرنیکو منع کرتا ہے پس کہا زید ابن اسلم نے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد
ابن منکدر نے اس فعل کو جائز کہا ہے - پھر صفحات مذکورہ مین ایک تیسری روایت
مندرجہ ذیل درج ہے - ابن جریر نے روایت کی کہ ابن ملیکہ سے پوچھا کہ عورت
کی دبر سے جماع کرنا کیسا ہے کہا مین نے شب کو اپنی لونڈی سے یہ بات کی ہر
کتاب قبقاب صفحہ ۱۱۴ سے مندرجہ ذیل واقعات نقل کیئے جاتے ہین -
قسطلانی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ وطی فی الدبر کی اباحت یعنی جواز یا التحقیق
ایک جماعت سلف سے منقول ہے - موافق انھین احادیث اور ظاہر آیہ کے
اور ثبت کیا اسکو ابن شعبان نے اکثر صحابہ اور تابعین کیطرف - اور حسب اجازت
امام مالک کے بھی روایات کثیرہ مین - ابوبکر الجصاص نے اپنے احکام القرآن مین کہا
کہ اس مسئلہ وطی نے الدبر کی اباحت یعنی جائز ہونا حلال ہونا امام مالک سے
مشہور ہے اور مالکیہ انکار کرتے ہین بسبب قبح اور شناعت کے حالانکہ یہ امر مشہور ہے
کوئی اوسکو دفع نہین کرسکتا -
کتاب قبقاب کے صفحہ ۵۲ مین مندرجہ ذیل روائتین درج ہین -
ابن جریر کتاب النکاح مین ابن وہب مالکی سے روایت کرتا ہے کہ وطی
فی الدبر مذہب مالکی مین جائز ہے -
ابوسلیمان جرجانی نے امام مالک سے پوچھا کہ اپنے زوجہ کی دبر مین وطی کرنا
کیسا ہے امام مالک نے جواب دیا کہ مین نے ابھی اس فعل کے باعث غسل کیا ہے
کتاب قبقاب صفحہ ۵۸ و ۶۲ مین واقعہ مندرجہ ذیل درج ہے -
ملا عبد الرحمن جامی نے کتاب بہارستان مین تحریر فرمایا ہے - گفت مملوکہ با لک خویش

Presented by Ziaraat.Com

کز نفایش گرفت راہ فساد + ترک این عمل کن کہ جائز نیست + نزد دین پروران نیک نہاد + گفت خامش کہ شیخ دین مالک + بچنین عیش رخصت ما داد + گفت مسکین ز زیر او کہ خدات + در زد و گر مالک انداز اد +

کتاب تبقاب صفحہ ۳۲ مین مندرجہ ذیل روایت درج ہے۔

تفسیر در منثور مین روایت کی طحاوی اور حاکم نے محمد ابن عبد اللہ سے امام شافعی کی تعریف مین کہ لوگون نے امام شافعی سے مسئلہ دخول فی الدبر کا پوچھا فرمایا امام شافعی نے کہ آنحضرت سے نہ اسکی حلت ثابت ہے نہ حرمت اور قیاس چاہتا ہے کہ حلال ہوے۔

کتاب تبقاب صفحہ ۶۵ مین مندرجہ ذیل روایت درج ہے۔

طحاوی عبد الرحمن ابن قاسم سے تفسیر در منثور مین روایت کرتا ہے کہ مین نے نہین پایا کسیکو اپنے مذہب کی پیروی کرنیوالون مین سے ایسا کہ وطی فی الدبر کے حلال ہونے مین شک کرتا ہو کیونکہ وطی نے الدبر حلال ہے۔ اور رایہ نساء حرث لکم کو پڑھا اور کہا کہ کوئی حجت ظاہری وطی فی الدبر کے حلال ہونے مین اس ایہ سے زیادہ نہین ہے۔

یہ اعتراضات جو شیعونکی جانب سے ہوے تو ان اعتراضات کا جواب شافی آجتک کسی اہل سنت سے نہوا۔ تبقاب جو ان اعتراضات کے جواب مین تحریر ہوئی ہے اوسکے مطالعہ سے بھی ایک قسم کا اقبال اور شرمندگی منجانب اہل سنت ظاہر ہوتی ہے۔

کیسے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ فرقہ اہل سنت مین سے ایسے ایسے ذی علم بزرگ مثل مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے بلاوجہ شیعون پر ایسے اعتراض کرکے اون الزامونکو اپنے مذہب کی معتبر کتابون سے اپنے اوپر ثابت کراتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

اوران بے سود مباحثون سے اسلام پر غیر قومونکو مضحکہ کرنے کا موقع دیتے ہین
اور انجام پر غور نہین کرتے - مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے مناظرہ
شائقین سے کوئی دریافت کرے کہ انوار الہدیٰ مین تو ایسی گندی باتونکا ذکر تک
نہین پھر آپ نے وطی فی الدبر کے مباحثہ کو کس غرض سے شروع کیا - اور زمانہ
گذشتہ مین جو شیعون نے اس وطی فی الدبر کا بانی پیشوایان اہل سنت والجماعت
کو قرار دیا تھا - جسکے جواب مین اہل سنت کیجانب سے کتاب تبقاب شائع ہوئی -
جس کتاب مین سے چند ثبوت شیعونکے مین نے نقل کیے ہین - ان ثبوتونکی تردید
اگر مولوی صاحب کر سکین تو بہتر ہے مین بشوق مطالعہ کرونگا - لیکن کوئی جواب شافی
آجتک میری نظر سے نہین گذرا بجز کتاب تبقاب کے اور کتاب تبقاب کے مطالعہ سے یہ
بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ پیشوایان اہل سنت ضرور اس فعل کے بانی ہوئے
جسکا جواب صاحب تبقاب سے بجز تسلیم کے اور کچھ نہو سکا اور تاویلین بے سروپا
کرکے اس دھبہ کو چھوڑاتے ہین اور جواب بھی کتنا معقول دیتے ہین کہ عبداللہ
ابن عمر کے محاورہ مین فی بمعنی من تھا - شرم شرم شرم - افسوس ہے مولوی صاحب
کی سمجھ پر کہ بلاضرورت اپنا مذہبی الزام دوسرون پر لگاتے ہین اور جب دوسرے
مذہب والے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہین تو عدالت مین نالش کرنے کو جاتے
ہین - کیون مولوی صاحب جب ایسے فحش کلمہ آپ شیعونکی نسبت لکھتے ہین اور
شایع کرتے ہین - تو امجد علی خان صاحب تحصیلدار رئیس امروہہ نے جو کتاب آپکی
تالیفات کی ہموزن شایع کی تھی اوسکی بابت آپ کی بھائی بند عدالت مین کیون
مستغیث ہوئے - افسوس ہے کہ خود چھیڑ کرتے ہین اور جب دوسرا جواب
دیتا ہے تو فریاد کنان عدالت کو دوڑتے ہین بڑے شرم اور بڑے افسوس کی بات ہے

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی -

Presented by Ziaraat.Com

تنقیح نمبر ۲ دوم

کیا حضرت علی علیہ السلام مشکل کشا نہ تھے اور گنہگار و خاطی غلط گواہی دینے والے تھے اور انتظام ملکی کی لیاقت نہ رکھتے تھے یا افضل الامم و سید العرب و امام المتقین تھے

جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی نے کتاب اظہار الہدی کے صفحہ ۴۰ مین لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے غلط گواہی دی جس سے آنجناب کا کاذب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۹۵ مین لکھا ہے کہ یا علی کہنا ممنوع ہے اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۰۴ مین لکھا ہے کہ زیادہ تر گنہگار تھے۔ اور کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۰ مین خاطی و عاصی لکھا ہے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۳۵ مین لکھا ہے کہ وہ مشکل کشا نہیں ہین وہ بیچارے اپنی تو مشکل آسان نہ کر سکے تو دوسرون کی کیا مشکل کشائی کرینگے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۳۴ مین لکھا ہے کہ ایک رافضی نے کسی فاضل کامل اہل سنت سے پوچھا کہ مولوی صاحب حضرت علی کی تو تعریف کیجیے فاضل نے جواب دیا کون سے علی آیا رافضیون کے علی یا اہل سنت کے علی۔ اور جناب مولوی شیخ احمد صاحب نے کتاب انوار الہدی مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنو کے صفحات مندرجہ ذیل مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے حضرت علی علیہ السلام کے افضل الامم اور سید العرب ہونے کے ثبوت مین بہت سی حدیثین اور اکثر اقوال و اقرار اہل سنت کے معتبر عالمون کی تصنیفات سے نقل کیے ہین اونین سے چند حدیثین بطور نمونہ ذیل مین درج کیجاتی

اصل احادیث بہ نشان صفحات مندرجہ ذیل کتاب انوار الہدی مین جو صاحب چاہین دیکھ لین ترجمہ اونکا کتاب مذکور سے ذیل مین نقل کیا جاتا ہے۔

انوار الہدی صفحہ ۲۱۹۔ مین بحوالہ ازالۃ الخفاء مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جو اہل سنت کے ایک مشہور اور معتبر محدث ہین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جسنے برا کہا علی کو اوسنے برا کہا مجھکو۔

انوار الہدی صفحہ ۲۱۹۔ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی تم میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے والی ہو۔

انوار الہدی صفحہ ۲۲۰۔ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جس شخص نے دوست رکھا علی کو اوسنے دوست رکھا مجھکو اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا مجھسے۔

انوار الہدی صفحہ ۲۲۱۔ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ علی مرتضی امیر المومنین اور امام المتقین اور قائد الغر المحجلین یعنے گمراہون کو راہ بتانے والے ہین۔

انوار الہدی صفحہ ۲۲۲۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی کا منھ دیکھنا داخل عبادت ہے۔ یہانتک تو فریقین کے مناظرہ کی کتابون سے بطور نمونہ انتخاب کیا گیا اب مین معتبرین علماء اہل سنت کی کتابون سے حسب ذیل انتخاب کرتا ہون اور علماء اہل سنت کا علی علیہ السلام کی نسبت کیا خیال ہے۔

مثنوی شاہ بو علی قلندر صفحہ چہارم۔ جو اہل سنت مین ولی اللہ مانے جاتے ہین۔

بہر دین دل کند از دنیا علی	ان علی والے ملک سبنے
ان وصی مصطفی شیر خدا	ان علی زوج بتول پارسا
زال دنیا را ازان زد پشت پا	تا نیابد ونگاہ اولیاء

مولانا جلال الدین رومی جو اہل سنت کے معتبر عالمون اور ولی اللہ مین سے ہین اپنی مثنوی مین تحریر فرماتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

او خواند اخت پدر و هی علی — افتخار هر نبی و هر ولی

زین سبب پیغمبر با اجتهاد — نام خود وان علی مولا نهاد

گفت هر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولای اوست

کیست مولا آنکه آزادت کند — بند رقیت ز پایت بر کند

چون به آزادی نبوت هادیست — مومنان از انبیا آزادیست

ای گروه مومنان شادی کنید — همچو سرو و سوسن آزادی کنید

امام شافعی حضرت علی ابن ابیطالب کی مدح مین فرماتے ہین -

اقسم بمكة والحطيم وزمزم — والراقصات وسعيهن الى منى

قسم کھاتا ہون مکہ کی اور دیوار کعبہ اور زمزم کی — اور سواری اور اسکے دوڑنے جانب منی کی

بغض الوصي علامة مكتوبة — كتبت على جبهات اولاد الزنا

کہ علی کی عداوت ایک علامت ہے جو لکھی ہوئی ہے — وہ علامت لکھی جاتی ہے ولد الزنا کی پیشانی پر

من لا يوالي في البرية حيدرا — سيان عند الله صلى او زنى

جو شخص کہ علی کی محبت نہ رکھے گا — وہ یکسان ہے خدا کے نزدیک چاہے نماز پڑھے یا زنا کرے

لو ان المرتضى ابدى محله — لكان الخلق طرا سجدا له

اگر مرتضی ظاہر کرتے اپنے رتبہ کو — تو مخلوق انکو سجدہ کرنے لگتی +

كفى في فضل مولانا علي — وقوع الشك فيه انه الله

ثبوت فضائل علی کے واسطے اسقدر کافی ہے — کہ لوگ انکے خدا ہونیکا شک کرتے ہین

ومات الشافعي فليس يدري — علي ربه ام ربه الله

اور شافعی مرگیا اسی جستجو مین + — کہ علی اسکا خدا ہے یا رب اسکا خدا ہے

سورۂ بنی اسرائیل - واسئل من ارسلنا قبلك من رسلنا - روی ابن عبد البر فی الاستیعاب والثعلبی عن ابن مسعود قال ان النبی لیلة اسری به

Presented by Ziaraat.Com

جمع اللہ نبیہ وبین الانبیاء ثم قال لہ سلھم یا محمد علی ماذا بعثتم قالوا بعثنا علی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وعلی الاقرار بنبوتک والولایۃ لعلی بن ابی طالب

اور سوال کر اسے محمد اون رسولون سے جنھین بھیجا ہمنے تجھسے پہلے ۔ روایت کی ابن عبد البر نے بیچ کتاب استیعاب کے اور ثعلبی نے ابن مسعود سے ۔ کہ فرمایا جب جمع کیا پروردگار عالم نے شب معراج کو نبی صلعم کے ساتھ دیگر انبیا کو اوسوقت فرمایا پروردگار عالم نے آنحضرت سے کہ اے محمد سوال کر ان انبیا سے کہ تمکو کس اقرار پر خداے تعالی نے مبعوث برسالت کیا پس جواب دیا سب انبیا نے کہ خداے تعالی نے ہمکو اقرار توحید اور اقرار نبوت جناب محمد صلعم اور اقرار ولایت علی ابن ابیطالب پر مبعوث برسالت کیا ۔

مدارج النبوت جلد دوم ۔ نا د علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ہم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد و بولایتک یا علی یا علی یا علی لفظ متممہ یا اللہ

پکار علی کو کہ وہ جاے ظہور عجائب وغرایب سے پاویگا تو اوسکو مددگر سوا الا اپنی سختیون مین اور ہر رنج وغم آسان ہوگا بوسیلہ نبوت جناب محمد صلعم اور بوسیلہ ولایت علی علیہ السلام ان واقعات سے کہ جنکی نقل اہل سنت کی معتبر کتابون سے کی گئی ہے ۔ ثابت ہے کہ تمام انبیا ولایت علی ابن ابیطالب کے اقرار پر مبعوث برسالت ہوئے اور اسیوجہ سے مولانا روم نے حضرت علی علیہ السلام کو فخر انبیا اور فخر اولیا کہا ہے اور ناد علیا سے علی علیہ السلام کا مشکل کشا ہونا محتاج ثبوت نرہا ۔ جسپر جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے مقلد اور ہم مذہب اہل سنت معترض ہین اور علی علیہ السلام کے مشکل کشا ہونے سے منکر ہین ۔

کنوز الحقائق للامام المناوی علی خیر البشر من شک فقد کفر کان المصیرورۃ وھو التطھیر عن الذنوب ای جعلنہ خیر الناس وکنہ من الکینونۃ والتکوین ھو فی العالم الکون وضعنہ نوراً افضل الامم

علی بہترین خلق ہین جسنے شک کیا وہ تحقیق کافر ہوا اور علی گناہون سے پاک و منزا

طیب وطاہر ہین نور سے پیدا ہوئے ہین اور تمام امت سے افضل ہین۔
اور تمام عالم کے اشرف ہین۔
تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۲۷ - قال الامام احمد بن حنبل ما ورد
لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ما ورد لعلی جلال الدین سیوطی باقرار وحوالہ
امام احمد ابن حنبل لکھتے ہین کہ جسقدر فضائل حضرت علی کے وارد ہوئے ہین
ایسے فضائل کسی اصحاب رسول اللہ صلعم کو نصیب نہین ہوئے۔
غور کا مقام ہے کہ امام مناوی اور امام احمد ابن حنبل دونون پیشوا فرقہ اہل سنت
وجماعت کے ہین۔ اور تاریخ الخلفاء کی معتبری کا تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بھی
اقرار کر چکے ہین۔ پس یہ دونون امام اہل سنت کے حضرت علی کے افضل الامم اور
بہترین خلائق معصوم نور سے پیدا ہونے کا اقرار کرتے ہین اور اپنے ان اقرارات
کی سند احادیث رسول خدا صلعم کے مطابق ظاہر کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ حضرت
علی سے افضل کوئی اصحاب نہین ہے نہ اسقدر فضیلت کسی اصحاب کو حاصل ہوئی جو حضرت
علی کو حاصل تھی۔ اور شک کرنیوالا کافر ہے پس جو لوگ حضرت علی کے مقابلہ مین
کسی دوسرے اصحاب کو فضیلت دین وہ اقرارات مذکورہ کے مطابق کافر قرار پائینگے
یا نہین۔ اور بربنا ان اقرارات کے حضرت علی کے مشکل کشا ہونے مین کونسا
شک باقی رہ گیا۔ اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب یا اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالونکا
انکار دربارہ مشکل کشائی وفضیلت حضرت علی وخلل فہمی حضرت علی قرار پاویگا یا اب
بھی کوئی شک باقی رہگیا۔

کیون مسلمانو جب علی کے حق مین مولانا روم گواہی دین کہ وہ فخر انبیا فخر اولیا ہے
اور امام شافعی بقسم ظاہر کرین کہ مراتب علی اور فضائل علی اسقدر ہین کہ اگر ظاہر
کیے جاتے تو مخلوق اونکو سجدہ کرنے لگتی فضائل علی کے ثبوت کے واسطے اسقدر

Presented by Ziaraat.Com

کافی ہے کہ بعض لوگ اونکے خدا ہونے کا شک کرتے ہین۔ اور شافعی اسی جستجو مین
مرگیا کہ علی اوسکا خدا ہے یا رب اوسکا خدا ہے۔ جس علی کی نسبت جناب رسالتمآب صلعم
فرمادین امیر المومنین امام المتقین گمراہون کے رہنما۔ اور جس علی کا مونھہ دیکھنا اوس
عبادت ہو۔ جو علی نور سے پیدا ہوا ہو۔ اور جو علی معصوم ہو۔ اور جو علی سارے
عالم کا شرف اور افضل الامم اور تمامی اصحاب رسول اللہ صلعم سے اعلےٰ اور افضل
قبول کیا گیا ہو۔ جس علی کی نسبت شاہ بوعلی قلندر گواہی دین کہ تارک لذات دنیا
تھے اور دنیا کو ٹھوکر ماری تھی محض تقویت دین اور استحکام اسلام کیواسطے تا دوستو
اولیاء اللہ دنیا کی جانب رغبت نکرین۔ اوسی علی کی نسبت مذہب اہل سنت والجماعت
کے فخر العلماء مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی شہادت دروغ کا بلفظ الزام لگا دین
اوس علی کے مشکل کشا ہونے سے انکار کرین اور بکمال بے ادبی کے ساتھ ان الفاظ کو
لکھین کہ علی بچارے اپنی مشکل تو آسان ہے نکر سکے تو دوسرون کی مشکل کیا آسان کرینگے۔
اوسی علی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ زیادہ گنہگار تھے۔ اوسی علی کے عاصی وخطاوار ہونیکا
اظہار کیا جاتا ہے۔ وہی علی انتظام ملکی مین (نعوذ باللہ) نالائق بتایا جاوے۔
اور پھر مسلمان ہونیکا دعوی کیا جاوے۔ کیا مسلمان اس گروہ کا نام ہے جو علی اور
اولاد علی کے دشمن ہین۔ اور جنکی دشمنی فقرات مذکورہ سے ظاہر وثابت ہوتی ہے
کیا اہل سنت کو جو ہم خیال وہم مذہب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے ہین بربناء
اسی اعتقاد کے مسلمان ہونیکا دعوی ہے۔ اگر اہل سنت ان عقاید کے پیرو نہین
ہین جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنی تصنیفات مین ظاہر کیا ہے اور
جنکی نقل ہمنے کی ہے۔ تو اہل سنت کو مشتہر کردینا چاہیے کہ مولوصاحب ممدوح
کی تحریرین عقاید مذہب سنت والجماعت کے خلاف ہین تاکہ کم علم وجاہل لوگون کے
عقاید مین خرابی پیدا نہو۔ اور جب تک اہل سنت کیجانب سے ایسا اظہار نہوگا

Presented by Ziaraat.Com

اوس وقت تک مولویصاحب ممدوح کی تصنیفات کُل فرقہ اہل سنت کی جانب منسوب ہونگی۔

کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اسی اعتقاد پر آپ شیعون پر طعنہ زن ہین اور اسی اعتقاد پر آپ کو اہلبیت اظہار کے ساتھ دعوی محبت اور دعوی عقیدت ہے۔ اور اسی اعتقاد پر آپ کو مسلمان ہونیکا دعوی ہے۔ اور آپ کے اسی اعتقادی مناظرہ اور مباحثہ کی شہرت تمام ممالک مغربی و شمالی مین ہو رہی ہے اور حدود عرب و عجم تک اسیکا تذکرہ ہو رہا ہے۔ کہ جس علی کی شان مین جناب رسولخدا صلعم فرمادین کہ ہر مومن و مومنہ کے والی ہو۔ اور مومنین کے سردار ہو۔ اور پرہیزگارون کے پیشوا ہو۔ اوسی علی کو آپ نے بڑے شدومد کے ساتھ غلط کاری و دغا دینے والا۔ انتظام ملکی کے ناقابل گنہگار خطا دار بنانے مین مطلق تامل نہین کیا۔ این کار از تو اید مردان چنین کنند + آپ کی تصنیفات نے مذہب اہل سنت کی قلعی کھولدی۔ لہذا مجھکو اس تنقیح کے فیصلہ مین اس تجویز کے ظاہر کرنے مین کسی قسم کا پس و پیش نہین۔ کہ ممالک مغربی و شمالی یا حدود عرب و عجم تک دشمنان حضرت علی و دشمنان اولاد حضرت علی کو آپ کی تصنیفات کے پڑھنے سے بدرجہ غایت خوشی حاصل ہوئی ہوگی۔ اور اس خوشی مین اون لوگون نے سارے ممالک مغربی و شمالی مین تا حدود عرب و عجم آپ کی تصنیفات کو ضرور شہرت دی ہوگی آپ ہرگز ہرگز متفکر نہون آپ کی یہ شہرت دشمنان علی کے دلون سے زائل نہونے پاویگی جا ہے حکیم جی بہکاوین یا کوئی دوسرا ایماندار سمجھاوے۔ آپ نے وہ کام کیا جو تا قیامت فراموش نہوگا۔ مگر مولویصاحب آپ کے اس اعتقاد کا اثر اون لوگونپر بالکل نہوگا جو دل سے مسلمان ہین اور قیامت کا خوف اونکے دلمین ہے اور حضرت علی کو افضل الامم جانتے ہین خواہ وہ سنی ہون یا شیعہ۔ آپ کو اور آپ کے ہم خیالون اور

Presented by Ziaraat.Com

ہم مذہبون کو بھی اِسبات پر غور کرنا چاہیے کہ زندگی کی مدت بہت تھوڑی ہے۔
امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ دنیا ایک ایسی غیر مستحکم قیام گاہ ہے کہ جسکو بہت
جلد زوال آجاتا ہے نیک بھی مرجاتے ہین اور بد بھی فنا ہوجاتے ہین زندہ
کوئی نہین رہتا نہ اس دنیا کے عیش کو قیام ہے۔ نہ مصیبت کو استحکام۔ نیک نصیب
وہ ہے جو دنیا کی نمایش پر مائل نہو۔ اور دنیا کے بے اصل جلوہ پر فریفتہ نہوجاوے
اور بدنصیب وہ ہے جو دنیا کی فنا ہونیوالی دولت کیجانب رجوع کرے
اور دنیائے بیوفا کی وفاداری پر اعتماد کرے۔ اور یقین کرلے کہ یہ طرح طرح کے
عیش ہمیشہ ایک دستور پر قایم و برقرار رہینگے۔
جناب مولویصاحب غور فرمائے کہ اس دنیا کے واسطے یزید نے فرزند رسول کا
خون بہایا خاندان رسالت کو تباہ و برباد کیا۔ لیکن پورے تین برس بھی
خلافت نکرنے پایا۔ معاویہ بن یزید نے دنیا پر لعنت کی اور خلافت سے دست
بردار ہوا۔ اور جلسۂ عام مین باواز بلند کہدیا کہ یہ خلافت حق تھا حضرت علی کا
میرے جد معاویہ نے بلا استحقاق بموجودگی حضرت علی کے خلافت پر قبضہ کیا
اور انجام اوسکا واقعہ کربلا ہوا۔ مین اس خلافت کو کیونکر اختیار کرون کہ جسکے
واسطے فرزند رسول شہید کیا گیا پس یہ خلافت حق ہے امام زین العابدین علیہ السلام کا
یہ کہکر شامیون سے کہدیا کہ تم جسکو چاہو خلیفہ بنالو مین اس خلافت کو قبول نہین
کرتا۔ اس کلام کے بعد منبر سے اوترایا اور شامیون نے اُسکو زندہ دفن کردیا۔
لیکن اس دنیا مین نہ اب یزید زندہ ہے کہ جسنے فرزند رسول کو ذبح کرایا۔ نہ
معاویہ بن یزید زندہ ہے کہ جسنے حکومت دنیا سے نفرت کی اور حفاظت ایمان
کیواسطے زندہ درگور ہونا قبول کیا۔ ان دونو کا ذکر اس دنیا مین باقی رہ گیا ہے
یزید پر خلق خدا لعنت کرتی ہے اور معاویہ بن یزید کو بہ نیکی یاد کرتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور تاقیامت ان دونوں کی یادگاری اسیطور پر ہوتی رہیگی - وقت تو گذر ہی جاتا ہے مگر بات رہجاتی ہے - مصرعہ رہی بات وقت گذر گیا نہ کرم رہے نہ ستم رہے + اسوقت سنہ ۱۳۱۲ ہجری ہے اس زمانہ دراز مین مسلمانون مین بکثرت لوگ ایسے گذرے جو آل رسول کی دشمنی مین فوت ہو گئے مگر اس دشمنی کے معاوضہ مین کوئی نفع نہ اوٹھایا بجز حسرت اور یاس کے اور اپنے کو اس دشمنی مین قابل لعنت بنا گئے اور تاقیامت ایماندار اونکو بہ نفرت یاد کرتے ہین - اب بھی دشمنان آل رسول بجز بدنامی کے کوئی نفع نہین اوٹھاتے اور اس دشمنی مین تاقیامت اونکے نام سے ایماندار نفرت کرتے رہینگے - اگر کوئی شخص آپکی مانند کتابین لکھکر دشمنان حضرت علی کا ایک گروہ تیار کرے تو اس سے بجز روسیاہی کے اور کچھ حاصل نہوگا کیونکہ نہ اب حضرت علی اس دنیا مین ہمارے درمیان زندہ موجود ہین کہ اونکی ذات پاک کو دشمنوں کی خصومت سے کوئی ضرر پہونچے - نہ مذہب اسلام پر یہ حملہ کارگر ہو سکتا ہے - کیونکہ اسلام اور شریعت اسلام بوجہ شہادت فرزند رسول قایم و برقرار ہو گئے اب تاقیامت اسکو زوال نہین - نہ اب امیر معاویہ و یزید ابن معاویہ زندہ ہین کہ دشمنان حضرت علی کو انعام اور اکرام دین - لیکن بانی گروہ دشمنان حضرت علی کا نام تاقیامت بدنام ہوگا کیونکہ اب اس اظہار دشمنی سے کوئی فائدہ نہین + مرد آخر بین مبارک بندہ ایست + پس مین اس تنقیح کو بحق مولوی شیخ احمد صاحب فیصل کرکے ظاہر کرتا ہون کہ جسقدر حملہ حضرت علی کی ذات پاک پر جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کئے ہین اون حملون سے بخوبی ثابت ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کو اور اونکے ہم مذہب و ہم خیالون کو ابتک حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتھ بغض و کینہ باقی ہے - خدا اونکے دلون سے اس کینہ کو دفع کرے اور وہ راہ راست اختیار کرین - گو لقبا

Presented by Ziaraat.Com

مولویصاحب دوستی حضرت علی اور اولاد حضرت علی کا اظہار کرتے ہین مگر یہ اظہار انکا
کم علم اور جاہلونکی تالیف قلوب کی غرض سے معلوم ہوتا ہے - کیونکہ فرقہ اہل سنت
کے کم علم اور جہلا حضرت علی کو مشکل کشا اور اپنا پیشوا سمجھتے ہین ہر کام مین مولا
مشکل کشا کا دونا چڑھاتے ہین - نیاز و نذر کرتے ہین - ماہ رجب مین مولا مشکل کشا
کی نذر کے کونڈے کرتے ہین - ہر پہلوان اور پھکیت و بکیت اپنے اپنے
اکھاڑون مین مولا مشکل کشا کے نام کا نشان چڑھاتے ہین - جبتک مولا مشکل کشا
کا نام نہ لے لین کشتی نہین کرتے کثرت نہین کرتے - کشتی لڑتے وقت ان الفاظ کو
اول کہہ لیتے ہین کہ حکم مولا مشکل کشا علی کا - اور جب کامیاب ہوتے ہین تو نعرہ
لگاتے ہین کہ یا علی مدد - پیراک جب دریا مین کودتے ہین اول یا علی مدد کہتے
ہین - محرم مین تعزیونکے ساتھ اہل سنت علی العموم یا علی مدد کہتے جاتے ہین -
حیدرآباد مین خاص ایک پہاڑ مولا مشکل کے نام سے مشہور ہے جسپر حضرت
علی کی زیارت کے واسطے اہل سنت کا بہت بڑا مجمع ہر سال ہوتا ہے - نواب
نظام اعتقاداً اوس پہاڑ پر کمال تعظیم اور ادب کے ساتھ تشریف لیجایا کرتے ہین
اور بنظر حصول سعادت وہان چند روز قیام کرتے ہین - اگر کل فرقہ سنت الجماعت
کے ناواقف اور سادہ لوح کم علم و جاہلون پر یہ راز ظاہر ہو جاوے کہ ہمارے
مذہبی علما صرف ہماری تالیف قلوب کے واسطے بظاہر حضرت علی و اولاد حضرت
علی کا اقرار کرتے ہین ورنہ در اصل اونکے دل ابتک صاف نہین ہوئے اور
حضرت علی کا کینہ بھرا ہوا ہے - اور مذہب اہل سنت کی بنا حضرت علی کی دشمنی ہے
تو اکثر اہل سنت ایک دن مین شیعہ ہو جاوین - جیساکہ مولوی شیخ احمد صاحب نے
بعد تحقیق مذہب اہل سنت کی بنا حضرت علی کی دشمنی دیکھکر مذہب اہل سنت سے
کنارہ کشی کرکے شیعہ ہوگئے - اسیطرح ناواقف اہل سنت واقفیت حاصل کرنے

Presented by Ziaraat.Com

پر ضرور شیعہ ہو جاوین - چنانچہ جو لوگ مذہب اہل سنت کے شیعونکے ساتھ مجالس عزا مین شریک ہوتے ہین - اور واقعات شہادت شہداء کربلا سنتے سنتے جب خوب واقف ہو جاتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کو جن لوگون نے شہید کیا وہ سنت الجماعت تھے اور اکثر اومین حافظ قران تھے تو فوراً شیعہ ہو جاوین -
اکثر اہل سنت واقعات اسلام سے ناواقف ہونیکے سبب مذہب سنت والجماعت اختیار کئے ہوئے ہین - فرقہ شیعہ کی کثرت انھین مجالس عزا کے باعث ہوتے اور ہوتی جاتی ہے - اگرچہ علمار اہل سنت نے بہت کوشش کی اور ہر قسم کی تدبیرین کین اور آجتک اپنی تدبیرون سے غافل نہین - اور بہت چاہا کہ مجالس عزا بند ہو جاوین - یا اہل سنت ان مجالس مین شریک نہون - یہانتک زور مارا کہ ابن حجر مکی نے تو قطعاً ممانعت کی اصطلاح امام غزالی نے اور اکثر علمار اہل سنت نے بدعت سئیہ کے فتوی لگائے - لوگونکو یہانتک ڈرایا اور بہکایا کہ مجالس مین حلوہ پر تبرا پھونکتے ہین - فرش کے نیچے تبرا مخفی کر دیتے ہین - مگر ایک نہ چلی اہل سنت برابر شریک مجالس ہوتے ہین اور پیشوایان اہل سنت کے اون ظلمون سے واقف ہو کر کہ جو خاندان رسالت کے ساتھ ہوئے اور جنکے نتیجہ مین امام حسین علیہ السلام مثل گوسفندان قربانی تین روز کے بھوکے پیاسے ذبح ہوئے بے تکلف شیعہ ہو جاتے ہین - مین افسوس کرتا ہون اون ذی علمون پر کہ جو لفظ تبرا کے معنی تک نہین جانتے اور مولوی ہونے کے دعویدار ہین - جہلار اور کم علمون مین لفظ تبرا کو ایک درندہ جانور یا سحر مشہور کر رکھا ہے - جو کہتے ہین کہ حلوہ پر پھونکا جاتا ہے فرش کے نیچے رکھا جاتا ہے - لہذا عوام الناس کی تفہیمت کی واسطے لفظ تبرا کی توضیح کئے دیتا ہون - تبرا کے معنی ہین نفرت کرنا - بیزاری کرنا غیاث اللغات مین جو چاہے دیکھ لے - پس شیعہ دشمنان حضرت علی و دشمنان خاندان

Presented by Ziaraat.Com

بوت وقاتلان شہداء کربلا کے ساتھ ضرور تبرا کرتے ہین یعنی اظہار نفرت و بیزاری
کرتے ہین۔ سوا اس دنیا مین کوئی زندہ جان ایسی نہین ہے کہ اپنے دشمنون اور
اپنے پیشواؤن کے دشمنون اور اپنے باپ دادون کے دشمنون کے ساتھ نفرت اور
بیزاری نکرتا ہو۔ اہل سنت مین بھی ایماندار لوگ دشمنان حضرت علی و دشمنان آل
رسول سے نفرت و بیزاری کرتے ہین اسمین قباحت کیا ہے۔ البتہ دشمنان حضرت
علی و دشمنان خاندان نبوت اور قاتلان شہداء کربلا کے اولاد اور انکے معتقدین کی
اولاد جو دنیا مین جا بجا پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اپنے باپ دادون اور پیشواؤن کے
نام پر تبرا ہوتے ہوئے دیکھکر کبھی شرمندہ ہوتے ہین اور کبھی غضبناک حالت
شرمندگی مین تو کہدیتے ہین کہ جو تبرا کرتا ہے اوسی پر لوٹ آتا ہے اور حالت غیظ و غضب
مین آمادہ بہ تکرار ہوتے ہین اور کوشش کرتے ہین کہ تبرا بند ہوجاوے مگر بند نہین
ہوتا دن بدن ترقی پکڑتا جاتا ہے۔

اگرچہ اہل سنت کے معتبر عالمون اور فاضلون نے اپنی تصنیفات مین جناب اسد اللہ
الغالب علی ابن ابیطالب کے افضل الامم اور بہترین خلائق اور معصوم ہونے و نور سے
پیدا ہونے و امیر المومنین و امام المتقین ہونے کی احادیث و آیات قرانی کو نقل کیا ہے
مگر سب سے زیادہ تعجب ہے ایسے صاف اور صریح احکام الہی اور ارشاد رسالت پناہی
سے دیدہ و دانستہ انحراف کیا جاتا ہے اور جناب امیر کے مشکل کشا ہونے سے انکار
کیا جاتا ہے اور باصرار کہا جاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) وہ انتظام ملکی کے لائق نہ تھے۔
گنہگار و خطادار تھے۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے فخر العلماء جناب مولوی محمد جہانگیر
خانصاحب شکوہ آبادی کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۳۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک
رافضی نے کسی فاضل کامل اہل سنت سے پوچھا کہ مولویصاحب حضرت علی کی تعریف
کیجیے فاضل نے جواب دیا کہ کون سے علی کی بارہ امامیون کے علی یا اہل سنت کے علی۔

Presented by Ziaraat.Com

فاضل اہل سنت کا یہ سوال قابل غور ہے جسکی توضیح اختصار کے ساتھ ذیل مین کیجاتی ہے چونکہ وفات رسول اللہ صلعم کے بعد جناب امیر کے ساتھ علانیہ لوگون نے اظہار دشمنی کردیا جسکی پیروی آجتک اہل سنت مین ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی دشمنی کے سبب آل رسول خلافت سے محروم کیے گئے اور تمامی مہاجر و انصار و تابعین نے بطیب خاطر اجماع کرکے دست امیر معاویہ و یزید ابن معاویہ پر بیعت کرکے خلیفہ و امام بنایا۔ لیکن جب واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام ہوا تو لوگون مین اضطراب پیدا ہوا جسکی تصریح تنقیح نمبر پنجم و ششم مین کیجاویگی۔ اور اس اضطراب کے سبب وقتاً فوقتاً امت کے خیال بنی امیہ و بنی عباس کیجانب سے برگشتہ ہونے لگے۔ اور چونکہ علی علیہ السلام کے اوصاف مین آیات قرآنی اور احادیث نبوی صاف اور صریح موجود تھین جنکے انکار کا موقع باقی نرہا تھا لہذا لوگونکے رخ آل رسول کیجانب پھرنے لگے اور خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کو زوال حکومت کا خوف پیدا ہوا اسوجہ سے وقتاً فوقتاً ایک جماعت از نام اولیا بنائی گئی اور اس جماعت کو ان فضائل و مناقب سے موسوم کرنا شروع کیا جو فضائل و مناقب کہ جناب امیر کے پروردگار عالم و جناب رسالت مآب صلعم نے امت پر ظاہر کیے تھے۔ اور ایک حضرت علی کے مقابل بہت سے علی بمرتبہ علی بنا دیے گئے اور ادنکی جانب امت رجوع کی گئی تاکہ آل رسول کو کسی قسم کی قوت حاصل ہونے پاوے اور امت حضرت علی اور اولاد حضرت علی سے برگشتہ رہے اور اون اولیاء کی معتقد ہوجاوے جو ہمرتبہ علی بنائے گئے تاکہ حکومت بنی امیہ و بنی عباس کے استحکام مین نقص پیدا نہو اور امت اولاد علی کے مطیع نہونے پاوے چنانچہ جن حضرات کو خلفاء بنی امیہ و بنی عباس و معتقدان و پیروان و خیر خواہان بنی امیہ و بنی عباس نے درجہ ولایت پر پہونچا کر ہمرتبہ علی بنایا اونمین سے دو صاحبونکا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے۔

جناب مولوی عبد القادر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد لاہوری جو مذہب اہل سنت کے

Presented by Ziaraat.Com

ایک عالم ہین اپنی کتاب گلدستہ کرامات مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے مناقب بتصریح ذیل درج فرماتے ہین۔

نمبر صفحہ کتاب گلدستہ کرامات	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون
۱۰	جسطرح کبھی رسولخدا کے جسم مطہر پر نہ بیٹھتی تھی اسیطرح جسم شیخ عبد القادر پر کبھی نہ بیٹھتی تھی۔ اور جسطرح بول و براز رسول اللہ صلعم کا زمین کھا جاتی تھی اسیطرح شیخ عبد القادر کا بول و براز زمین کھا جاتی تھی۔ شیخ عبد القادر کہا کرتے تھے کہ ہذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر۔ یعنی عبد القادر جیلانی کا جسم اصل مین جناب محمد صلعم کا جسم ہے (مطلب اس تحریر کا یہ ہے کہ اصل مین شیخ عبد القادر وہی ہین جو اول صلب حضرت عبد اللہ سے پیدا ہوکر از نام محمد معروف ہوے اور ۱۱ھ ہجری مین اس دنیا سے رحلت فرماکر بار دیگر صلب ابو صالح سے پیدا ہوے اور از نام عبد القادر معروف ہوے۔ اور اصل مین یہ واقعہ اوس حدیث کی تردید مین ہے یا اوس حدیث کے جواب مین ہے جو رسولخدا صلعم نے فرمایا تھا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون۔ اور مین اور علی نور واحد سے پیدا ہوئے ہین اور مطلب اسکا یہ ہے کہ شیخ عبد القادر ہمرتبہ علی ہین)
۹	شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ جسطرح جناب محمد میرے جد امجد کا قدم تمام انبیا کی گردن پر ہے اسیطرح میرا قدم تمامی اولیا کی گردن پر ہے۔ (جسطرح شیعہ دعویدار ہین کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہوئی اور جناب امیر پر ولایت یہ اوسکا جواب ہے اور اس جواب سے

Presented by Ziaraat.Com

نقل مضمون یا خلاصہ مضمون۔	نمبر صفحہ کتاب تحفۂ کرامات
علماء اہل سنت اپنے ہم مذہبوں کی اصلاح تسکین کرکے کہ شیعہ حضرت علی کے اور سُنّی شیخ عبد القادر کے غلط مناقب بیان کرکے گنہگار ہوتے ہیں لوگوں کے خیال جناب امیر اور اولاد جناب امیر کی جانب سے برگشتہ کرکے جانب خلفاء ثلاثہ رجوع کرتے ہیں۔ مگر عام لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ جناب امیر کے مناقب قرآن اور احادیث سے ثابت ہیں جو کتب اہل سنت میں درج ہیں اور شیخ عبد القادر کا زمانہ رسولخدا اور بعد وفات قبل از پیدائش شیخ عبد القادر کے عبد القادر کا کوئی نام و نشان بھی نجانتا تھا مناقب کہاں سے پیدا ہو گئے)	۹
اگر تمام دنیا کے برگ ہائے اشجار کاغذ بنجاویں اور شاخہائے درخت قلم بنجاویں اور تمام جن و انس ملکر لکھنا شروع کردیں تو بھی مناقب اور کرامات شیخ عبد القادر ختم نہوں اور تمام مخلوق لکھتے لکھتے عاجز آجاوے (یہ جواب شیعوں کے اوس دعوی کا ہے جو حضرت علی کے فضائل میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر دریاؤں کا پانی روشنائی بن جاوے اور شاخہائے درخت قلم بنجاویں تو بھی فضائل حضرت علی ختم نہوں)	۹
شب معراج کو جب جناب محمد صلعم ہفت آسمان کی منزلیں طے کرکے سدرۃ المنتہی تک پہونچے اوسوقت حضرت جبرئیل تو رخصت ہوگئے اور شیخ عبد القادر نے آنحضرت کا قدم مبارک اپنے کاندھے پر اوٹھاکر قاب قوسین تک پہونچایا۔ (یہ جواب شیعوں کے اوس دعوی کا ہے جو شیعہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا جو نبی کو دیکھا معراج	۱۱

Presented by Ziaraat.Com

نقل مضمون یا خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ کتاب گلدستہ کرامات
مین حضرت نے کیکو دیکھا + کہنے لگے سکا کے محبوب خدا + واللہ جان دیکھا علی کو دیکھا۔ جس شب کو شیخ عبد القادر بمقام گیلان پیدا ہوے اوس شب کو یکہزار و یکصد طفل نجانہ ہاے دیگر بمقام گیلان اور بھی پیدا ہوے تھے جو ببرکت قدم شیخ عبد القادر سب کے سب ولی اللہ ہوئے۔	
(اس دعوی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیعون کو تو ایک حضرت علی کے ولایت ہی پر فخر ہے مگر شیخ عبد القادر تو رتبہ مین حضرت علی سے بھی اسقدر بلند ہین کہ بروز پیدائش اونکے جسقدر طفل پیدا ہونے سب ولی اللہ ہو گئے۔ مگر اون ایکہزار و یکصد طفل کا نام اہل سنت آجتک نہ بتا سکے مگر شیخ عبد القادر کو رتبہ رسول سے بھی زیادہ بڑھا دیا کیونکہ بروز پیدائش رسول جو طفل تولد ہوئے اونمین نہ کوئی رسول ہوا نہ ولی)	۱۹
ایک غرق شدہ کشتی کو بارہ برس کے بعد مع اون لوگون کے جو اوسپر سوار تھے شیخ عبد القادر نے دریا سے نکالا۔ (یہ جواب شیعون کے اوس دعوی کا ہے کہ زمانہ حیات رسولخدا صلعم مین جناب امیر نے پانچ کشتیان غرق شدہ مع اون لوگون کے جو اونپر سوار تھے۔ دریا سے نکالا)	۲۴
زمانہ شیرخواری مین شیخ عبد القادر دایہ کی گود سے جانب آسمان پرواز کر گئے اور تقریب آفتاب پہونچے خلق اللہ کو دو آفتاب نظر آنے لگے (یہ جواب ہے حدیث بساط کا)	۳۰
ایک عیسائی کو شیخ عبد القادر وقت مباحثہ قبرستان مین لے گئے اور	۳۶

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون

تعداد کرامات

۳۶ ایک قبر کہنہ سے ایک مردہ قوال کو قم باذنی کہکر زندہ کیا یعنی زندہ
ہوجا میرے حکم سے وہ قوال گاتا بجاتا قبر سے زندہ نکل آیا ریسے کلمہ
پڑھتا زندہ نہیں ہوا- اور اس واقعہ سے شیخ عبد القادر کا مرتبہ
خدا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور یہ جواب اوسکا ہے جو نصیری حضرت علی کو
خدا کہنے لگے اور شافعی متردد رہے کہ علی اونکا خدا ہے یا رب اونکا
خدا ہے)

اس قسم کے بکثرت واقعات بلا سند کتب کرامات میں درج ہیں۔
اخبار خیر خواہ عالم دہلی مرقومہ ۲۴- فروری ۱۹۱۱ء نمبر ہشتم جلد ہفتم میں ایک خبر اس
عنوان سے درج ہے - (کیفیت عرس شریف گنگوہ ضلع سہارنپور)- راقم دبدبۂ سکندری
کے ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ مقام پیران گنگوہ سہارنپور سے پندرہ کوس ہے
اور وہان حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبد القدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین
رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے - الی آخرہ - یہ لقب شاہ عبد القدوس کو شیعون کے
اوس دعوے کے جواب میں دیا گیا ہے جو وہ حضرت علی کو مشکل کشا کہتے ہیں اور
ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے دنیا کو طلاق دیا تھا-
ان سب واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح شیعہ جناب امیر کو مشکل کشا ولی اللہ وصی بلا
معجزہ جانتے ہیں اور امام کہتے ہیں- اسیطرح اہل سنت بہت سے حضرات کو ہمرتبہ
علی بناکر خلق اللہ کو تسکین دیتے تھے اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی کیجانب سے
لوگون کو بدعقیدہ کرتے تھے تاکہ حکومت بنی امیہ و بنی عباس کو زوال نہو-

Presented by Ziaraat.Com

یہی سبب تھا کہ فاضل کامل اہل سنت نے رافضی سائل سے کہا کہ کون سے علی کی
تعریف کرون رافضیون کے علی کی یا سنیون کے علی کی جسکا مطلب یہ ہے
کہ رافضیون کے علی تو فرزند ابوطالب زوج بتول ہین اور سنیون نے ہمرتبہ علی
بہت سے علی بنا لئے ہین انمین سے جس علی کی تعریف سنا چاہو ہین بیان کرون مگر
رافضی سائل ناواقف تھا وہ یہی جانتا تھا کہ بجز حضرت علی مرتضی کے کوئی دوسرا علی
اس دنیا مین پیدا نہین ہوا اسیوجہ وہ گھبرا گیا اور ساکت ہو گیا اگر اوسکو علم ہوتا
تو وہ کہدیتا کہ سنیون کے علی کی تعریف کرو اوسوقت فاضل کامل اہل سنت یہ سوال
ضرور کرتے کہ سنیونکے کونسے علی کی تعریف کرون آیا ہمرتبہ علی شیخ عبدالقادر جیلانی کی
یا ہمرتبہ علی شاہ عبدالقدوس گنگوہی کی یا ہمرتبہ علی شاہ نظام الدین اولیاء کی اسیطرح
اون سب صاحبون کے نام لیتے جاتے جو ہمرتبہ علی بنائے گئے ہین۔

یہ سارے وہمات اور مباحثات محض جناب امیر کی دشمنی کے سبب ظہور پذیر ہوئے
اور ہوتے جاتے ہین اور ان ذریعون سے کم علمون جاہلونکو دھوکا دیا جاتا ہے۔
اور وہ لوگ بوجہ ناواقفیت محض بربنا تقلید اپنے باپ دادون کے دھوکے
مین آکر عاقبت اپنی خراب کرتے ہین۔ اور دنیا مین بھی اونکو اس عقیدہ فاسد کے
سبب کوئی نفع نہین ہوتا۔ لیکن تعجب اسبات کا ہے کہ اب اس بہکانے سے کیا حاصل
جبکہ خلافت خاندان بنی امیہ مین باقی رہی نہ بنی عباس مین کہ خوف زوال ہو نہ
آل رسول مین خلافت کے پہونچنے کا کوئی اندیشہ ہے۔ اب تو اس قسم کے مباحثات
اور اعتقادات سے اسلام ضعیف ہوتا جاتا ہے۔ میری راے مین تو اب حضرت علی
اور اولاد حضرت علی کی دشمنی ترک کرکے اتفاق باہمی کیجانب رجوع کیا جاوے تو بہتر ہے
مین اس معاملہ مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیالون کو
توجہ دلاتا ہون کہ وہ براہ مہربانی غور تو فرماوین کہ جو لوگ ہمرتبہ علی بنائے گئے ہین

Presented by Ziaraat.Com

اولیاوں کی مزاروں پر ہر سال اہل سنت کے قافلہ بنظر زیارت جایا کرتے ہیں۔ حضرت علی کی زیارت کو نجف اشرف حضرت امام حسین کی زیارت کو کربلا معلی آجتک کوئی قافلہ اہل سنت کا نہیں گیا۔ بلکہ تواریخوں سے یہ بات ثابت ہے کہ زمانہ خلافت بنی امیہ میں بہت کوشش کی گئی کہ نشانات قبر شہدا کربلا معدوم کر دیئے جاویں اور زائرین پر مدت ہائے دراز تک ظلم ہوئے کہ زیارت کربلا و نجف اشرف کو جانیں کو نجانے پاویں اور یہ ظلم بزمانہ سلطنت ناصر الدین شاہ شاہنشاہ ایران میں بند ہوئے۔ لیکن شیخ عبد القادر جیلانی کے مزار کو بغداد شریف اور شاہ عبد القدوس گنگوہی کی زیارت کو ضلع سہارنپور اور شاہ معین الدین چشتی کی زیارت کو اجمیر اور مدار صاحب کی زیارت کو مکن پور اسیطرح ہر ایک صاحب کی زیارت کو جو ہم رتبہ علی بنائے گئے اہل سنت کے قافلہ ہر سال زیارت کو جاتے ہیں۔ مگر کربلائے معلی و نجف اشرف بغداد سے صرف دو منزل ہیں اہل سنت بغداد سے شیخ عبد القادر کی زیارت کرکے اپنے اپنے گھر تو واپس آتے ہیں مگر کربلا معلی و نجف اشرف تک نہیں جاتے یہانتک کہ خاص بغداد میں امام موسی کاظم علیہ السلام کا مزار شریف ہے مگر اہل سنت بغداد پہونچکر شیخ عبد القادر کے مزار کی تو زیارت کرتے ہیں مگر امام موسی کاظم علیہ السلام کے مزار کی زیارت نہیں کرتے۔ اگر اہل سنت کو حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتھ محبت ہوتی اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے اہل سنت معتقد ہوتے تو جسطرح بغداد کو شیخ عبد القادر کی زیارت کو اور اجمیر خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کو اور ضلع سہارنپور شاہ عبد القدوس گنگوہی کی زیارت کو اور مکن پور مدار صاحب کی زیارت کو ہر سال اہل سنت کے قافلہ جاتے ہیں۔ اسیطرح زیارت کربلا و نجف اشرف کو بھی جاتے۔ لیکن سارے مصائب برداشت کرتے ہیں مگر زیارت کربلا معلی و نجف اشرف کو بجز شیعوں کے

اور کوئی مسلمان نہین جاتا - جو جسکا معتقد ہوتا ہے اوسیکے مزار پر وہ جاتا ہے -
پس مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیالونکا یہ الزام کہ حضرت
علی مشکل کشا نہ تھے اور (نعوذ باللہ) خطاوار و گنہگار تھے انتظام ملکی کے لائق
نہ تھے اہل سنت کے اصول مذہبی کے مطابق قابل اعتراض نہین لہذا مین اس تنقیح
کو حسب اقرار مولوی محمد جہانگیر خانصاحب فیصلہ کرتا ہون کہ اصول مذہب اہل سنت کے
مطابق محبت و اعتقاد حضرت علی و اولاد حضرت علی کا دعوی اہل سنت صرف زبانی
کرتے ہین نہ دل سے مگر آیات قرآنی و احادیث نبوی سے کہ جنکا وجود کتب اہل
سنت سے بھی پایا جاتا ہے - حضرت علی کے مشکل کشا و افضل الامم و بہترین خلائق
ہونے مین جائے گفتگو نہین اور شک کرنیوالا نجات عقبی سے ضرور محروم رہیگا -
اور میرے اس فیصلہ کی تائید گلدستہ کرامات صفحہ ۱۳ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے
فرمایا جناب محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری
طرف مخاطب ہوکر فرمایا تھا کہ اے فرزند دلبند و پسر سعادت مند خوشخبری ہو تمکو خوشخبری
ہو تجھکو کہ حق سبحانہ تعالے نے تجھکو میرا وزیر کیا بعد میرے دنیا و آخرت مین -
حالانکہ زمانۂ حیات و زمانہ نبوت جناب محمد مصطفے صلعم مین نہ شیخ عبد القادر کا وجود
تھا نہ شیخ عبد القادر نے جناب رسول خدا صلعم کو دیکھا نہ جناب رسول خدا نے شیخ
عبد القادر کو نہ آنحضرت نے کبھی شیخ عبد القادر کا تذکرہ کیا کہ میری امت مین یا میری
آل مین کوئی شخص عبد القادر نامی ایسا پیدا ہوگا کہ جو بعد میرے دنیا اور آخرت مین
میرا وزیر ہوگا - مگر یہ ساری تک بندی محض دشمنی حضرت علی مین جوڑی گئی ہے -
کیونکہ شیعہ بمقابلہ اہل سنت رسولخدا صلعم کی اوس حدیث سے دلیل لاتے ہین کہ جسمین
آنحضرت نے وقت دعوت اسلام اپنے اہل قبیلہ کو جمع کرکے فرمایا تھا کہ یا علی تم میرے
بعد دنیا اور آخرت مین میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی ہو - اسیکے جواب مین

Presented by Ziaraat.Com

شیخ عبد القادر رسولخدا کے وزیر بنا دیے گئے ہین لیکن شیعہ جو حضرت علی کو وزیر رسول اللہ قبول کرتے ہین تو اوسکے ساتھ بجز حضرت علی کے کسی دوسرے کی خلافت کو بھی تسلیم نہین کرتے - اور جب اسکے مقابلہ اہل سنت شیخ عبد القادر کیواسطے کلام کو جو غیر ہے قبول کرتے ہین کہ وہ دنیا اور آخرت مین رسولخدا کے وزیر ہین تو پھر انکو بھی خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کی خلافت سے انکار کرنا پڑیگا ورنہ ارشاد رسول کی تکذیب لازم آویگی - اور جسطرح شیعہ حضرت علی مرتضی کو قاسم نعماے بہشت و ساقی کوثر و افضل الامم و اشرف المخلوقات کہتے ہین اور دل سے اسکے معتقد ہین اسیطرح اہل سنت شیخ عبد القادر کو ساقی کوثر و افضل الامم و اشرف الخلائق تسلیم کرتے ہین جسکا ثبوت غزل مندرجہ صفحہ ۱۰۸ - گلدستہ کرامات سے بخوبی ہوتا ہے نقل اوس غزل کی ذیل مین درج ہے -

غوث اعظم قطب عالم شاہ اکبر محی الدین ۔۔۔ نور چشم نور چشمان پیغمبر محی الدین

اشرف سادات سرخیل شریفان جہان ۔۔۔ افضل اولاد آدم پیر رہبر محی الدین

شاہ اشرف قاسم نعماے فردوس برین ۔۔۔ مالک باغ جنان ساقی کوثر محی الدین

جبکہ اہل سنت اولاد آدم سے بزرگ اور افضل شیخ عبد القادر کو تسلیم کرتے ہین تو اولاد آدم مین جناب رسالتمآب صلعم اور خلفاء ثلثہ بھی داخل ہین تو جناب رسولخدا و خلفاء ثلثہ سے بھی اعلی اور افضل شیخ عبد القادر ہو گئے - اصل یہ ہے کہ جاہل اور عالم مین یہی فرق ہے - آل رسول کا علم چونکہ شیعون مین باقی ہے لہذا وہ ترک ادب نہین کرتے اور حضرت علی کو افضل الامم کہتے ہین نہ افضل بنی آدم - پس اس اقبال صریح سے یہ بات محتاج ثبوت نرہی کہ اہل سنت کے شاہ محشر عبد القادر ہین اور شیعونکے شاہ محشر جناب رسولخدا ہین - اہل سنت کے ساقی کوثر عبد القادر ہین اور شیعونکے ساقی کوثر علی ابن ابیطالب ہین - پس شیعہ محبت علی ابن ابیطالب اور محبت

Presented by Ziaraat.Com

آل رسول کو ذریعہ نجات گردانتے ہین - اور اہل سنت محبت شیخ عبد القادر کو ذریعہ نجات سمجھے ہین بدینوجہ اہل سنت محبت شیخ عبد القادر مین مجالس حال وقال برپا کر کے مناقب شیخ عبد القادر کو راگ راگنی مین ساتھ رقص وسرود کے سنکر خوش ہوتے ہین اور وجد کرتے ہین اور اس خوشی مین بےخود ہوتے ہین کہ حکومت اسلام ہمارے قبضہ مین رہے - اور شیعہ محبت حضرت علی اور اولاد حضرت علی مین مجالس عزا برپا کر کے گریہ وزاری کرتے ہین کہ ہمارے پیشوایان دین نے خلائق کی رہنمائی اور شریعت کی حفاظت اور اسلام کے استحکام کے واسطے کہ جو تاقیامت بنی آدم کی نجات کا ذریعہ ہے اپنی شہادت قبول کی اور مصائب شدید گوارا کئے مگر ہماری نجات کیواسطے ان مصیبتوں مین صبر کیا اور راضی برضائے الٰہی رہے افسوس ہے کہ ہم روز عاشورہ موجود نہوئے کہ فرزند فاطمہ کے قدمون پر اپنی جان نثار کرتے - پس بربنا ان اقرارون اور ان افعالون کے مجھکو اس فیصلہ مین کچھ عذر نہین کہ مسلمانون مین بجز فرقہ شیعہ کے کسی دوسرے فرقہ کو حق نجات حاصل نہین

تنقیح نمبر سوم

حکم جہاد کی علت غائی کیا ہے اور نقصان قران کا ذکر شیعہ کیون کرتے ہین

جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۲۵ - مین تحریر فرماتے ہین کہ شیعون نے بمقابلہ جہاد کے تعزیہ داری کو اور بمقابلہ جوانمردی کے گریہ و زاری کو ایجاد کیا ہے - لیکن یہ اعتراض مولویصاحب کا بالکل بیجا ہے - تعزیہ داری تو اہل سنت بھی کرتے ہین البتہ اسقدر فرق ہے کہ شیعہ تعزیہ کے آگے صف ماتم بچھا کر روتے ہین اور اہل سنت خوشی کرتے ہین - اور افعال دونون فریق کے

Presented by Ziaraat.Com

درست و بجا ہین کیونکہ لشکر یزید نے شہداء کربلا کے سر نیزون پر نصب کرکے
خوشی کی تھی اسکی پیروی اہل سنت مین ہوتی ہے - اور اہل حرم مین نالہ و شیون
تھا اوسکی تقلید شیعہ کرتے ہین - لیکن شیعونکی جہاد سے کنارہ کشی بوجہ غیبت امام ہے
کیونکہ شرایط جہاد کے مصالح بجز امام وقت کے دوسرا نہین جان سکتا - اور جبتک
امام وقت ظاہر ہوکر حکم جہاد ندین شیعہ جہاد نہین کرینگے - اور جبکہ اون مسلمانون
نے جو خلفاء غیر ذی حق کے مطیع اور معتقد تھے کفران نعمت کرکے ہر زمانہ مین برحق
اماموںکو شہید کیا اور جہاد کو معیشت دنیا اور حصول دولت و سلطنت کا ذریعہ قرار
دے لیا تو پھر شیعونکو بجز تعزیہ داری اور گریہ و زاری کے چارہ کیا ہے -
شیعونکی گریہ و زاری کے دو سبب ہین - پہلا سبب تو یہ ہے کہ وہ افسوس کرتے
ہین کہ عاشورہ محرم کو بوقت جنگ فرزند پیغمبر ہم حاضر نہوئے اگر حاضر ہوتے تو
دشمنان سبط رسول سے جنگ کرتے یا فتحیاب ہوتے یا درجہ شہادت حاصل کرتے
اور اس افسوس مین جب وہ اوسوقت کو موجود نہین پاتے تو فرزند پیغمبر کی تشنگی
اور گرسنگی اور مصائب شدیدہ کے تصور مین بیقرار ہوکر نالہ و فریاد کرتے ہین کہ
افسوس صد افسوس کہ فرزند پیغمبر کی نہ کسی اصحاب نے مدد کی نہ انصار نے نہ تابعین
نے اور قاتلان حسین مین حافظ قرآن بھی بہت تھے مگر کسی نے خاندان رسالت
کا پاس نکیا اور مسلمان ہونے کا دعوی کرتے تھے اور اب تک اونکی اولاد اپنے
کو مسلمان کہے جاتی ہے - دوسرا سبب یہ ہے کہ شیعہ اہل سنت کے اعمال اور
افعال جو دیکھتے ہین کہ فرزند رسول تو بوجہ حفاظت شریعت شہید کیا گیا - اور یہ ہم
محبت فرزند رسول مین اب تک ستائے جاتے ہین اور اہل سنت کسطرح ہماری ضرر
رسانی سے باز نہین آتے - تو اونکو بجز گریہ و زاری کے اور کچھ بن نہین پڑتا -
اور اہل سنت نے شرائط جہاد کو تو بالائے طاق رکھا - اور برحق امامون سے

Presented by Ziaraat.Com

روگردانی اختیار کی اور جہاد کو حصول سلطنت وعیش دنیا کا ذریعہ سمجھکر حق وناحق جہاد کرکے سارے زمانہ کو اپنا دشمن بنالیا۔ اور اونکے کردار سے اسوقت شیعون کو بھی مخالفان اسلام کے ہاتھ سے زحمت اوٹھانی پڑتی ہے۔ پس ان وجوہ سے شیعیت امام مین جہاد سے کنارہ کش ہین۔

مسئلہ جہاد کی تعریف کی تو اسوقت مین ضرورت نہین سمجھا لیکن جہاد کی علت غائی کیجانب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو اور اونکے ہمنا ہبون اور ہمخیالونکو توجہ دلائی جاتی ہے۔

۱۔ سورۃ البقر۔ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ترجمہ نہین زبردستی بیچ دین کے البتہ ظاہر ہوا راہ پانا گمراہی سے۔

۲۔ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ کی اول سے آخر تک سورۃ پڑھجاوے۔ کا ترجمہ یہ ہے کہہ تو (اے محمد) کہ اے کافرو نہین عبادت کرتا مین اوسکی جسکی عبادت کرتے ہوتم۔ اور نہین عبادت کرنیوالے ہوتم اوسکی جسکی عبادت کرتا ہون مین۔ اور نہین عبادت کرنیوالا مین اسکی جسکی عبادت کی تمنے۔ اور نہین عبادت کرنیوالے ہوتم اوسکی جسکی عبادت کی مین نے۔ واسطے تمھارے تمھارا دین ہے اور واسطے میرے میرا دین ہے

۳۔ سورۃ الغاشیہ۔ فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ ترجمہ پس نصیحت کرتو بجز اسکے نہین کہ تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے نہین ہے تو اونپر دارغہ۔ مگر جسنے مُنھ پھیرا اور کفر کیا۔ پس عذاب کریگا اللہ اوسکو۔

آیت اول مین پروردگار عالم نے ظاہر فرمایا ہے کہ امور دینی مین زبردستی یعنی جبر وسختی جائز نہین صرف ہدایت کرنا واسطے گمراہونکے کافی ہے۔ اور جبکہ قرآن مجید ظاہر کیا گیا جسکی ہدایت سے گمراہ راہ پاتے ہین تو پھر جبر وتعدی مین

Presented by Ziaraat.Com

مین عمل نہ کرنا چاہیئے۔ دوسری سورۃ مین پروردگار عالم جناب رسالتمآب صلعم کو حکم دیتا ہے کہ کافرون سے کہدے کہ فساد مت کرو تمھارا دین تمھارے واسطے ہے اور میرا دین میرے واسطے ہے۔ اور آیہ سوم مین خدا فرماتا ہے کہ اے محمد صلعم تو تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے کافرون پر داروغہ مقرر نہین کیا گیا کہ خواہی نخواہی اُن سے دین اسلام قبول کراوے۔ تیرا کام نصیحت کرنا ہے جو کوئی تیری نصیحت پر عمل نکریگا عذاب مین مبتلا ہوگا۔

کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب جبکہ پروردگار عالم نے احکام مذکورۃ الصدر مین منع فرمایا ہے کہ دین مین زبردستی نکرنا چاہیئے۔ ان آزادی بخش احکام کے خلاف آپ کے پیشوایان دین خلیفہ ثالث صاحب، و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس نے جو جہاد کیئے اور اسلام کو بزور شمشیر پہیلایا یہ جہاد شرعاً جائز تھے یا ناجائز۔ اور ان جہادون سے بندگان خدا کی آزادی اور ذی اختیاری مین خلل ہوا یا نہین اور چونکہ دین مین زبردستی شرعاً و عقلاً جائز نہین پھر اس اختلاف کا کوئی سبب معقول آپ یا آپ کے ہم مذہب و ہم خیال تبلا سکتے ہون تو براہ مہربانی مطلع فرمائی۔ کیونکہ مخالفان اسلام اس جہاد پر بڑی سختی کے ساتھ معترض ہین اور یہی واقعات جہاد مخالفونکو اسلام کیجانب سے مشتعل کرتے چلے جاتے ہین۔ میرے نزدیک یہ جہاد خلفاء بنی اُمیہ و بنی عباس کے بالکل خلاف شرع تھے۔ اور آپ اور آپکے ہم خیال و ہم مذہب خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے معتقد اور پیرو ہین بدین وجہ یہ سوال آپ سے کیاجاتا ہے۔ اور شیعہ خلفاء بنی اُمیہ و بنی عباس کے مخالف تھے ہین بدین وجہ یہ اعتراض ان پر عاید نہین ہوتا۔

جناب مولویصاحب جیساکہ خون حضرت عثمان کا بہانہ آپ کے خلیفہ برحق حضرت معاویہ کو حضرت علی اور اولاد حضرت علی کی دشمنی اور خانہ بربادی کا بظاہر حصول

Presented by Ziaraat.Com

سلطنت و عیش دنیا ہاتھ لگا تھا - اسیطرح خلفا ربنی امیہ و بنی عباس و دیگر سلاطین اسلام کو غیر قومونکی آسایش مین خلل اندازی کرنے اور مال غنیمت حاصل کرنے اور خوبصورت عورتونکو اپنے قبضہ مین لانے اور سلطنت و دنیا داری کے ٹھاٹ اور دولت و خزانہ لوٹنے کو جہاد کا بہانہ ہاتھ آگیا تھا - اسلام کی ہمدردی کے سبب یہ جہاد ہرگز نہین ہوئی اگر اسلام کی ہمدردی ہوتی تو آل رسول [illegible] قربانی بہوکے پیاسے ذبح نہ کیئے جاتے - رسول زادیان سر برہنہ بلوا ے عام مین نہ پھرائی جاتین - علی مرتضیٰ کی اطاعت سے روگردانی نہ کی جاتی - امام حسن علیہ السلام زہر سے نہ شہید کیے جاتے - جناب امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم و امام علی رضا و امام محمد تقی و امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام سے امت منحرف ہوکر مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک و مذہب حنبلی و مذہب شافعی اختیار نکرتے اور بحالت موجودگی ان برحق اماموں کے ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ کو اپنا امام نہ بناتے - اور ان برحق اماموں کو زہر سے نہ شہید کرتے - پس ان اماموں کے قاتل ان اماموں کے دشمن جو جہاد کرین وہ کیونکر شرعاً جائز ہوسکتے ہین - برحق اماموں کے قاتلوں اور دشمنوں کے خوشامد کرنیوالے جو بوجہ خوشامد امام بنین اور مذہب جاری کرین یا فقہ اور حدیث جمع کرین اونکا مذہب اونکی فقہ اونکی محدثی کیونکر معتبر اور باعث نجات قرار پاسکتی ہے -

ان ناجائز جہادون نے یہ رنگ دکھلایا کہ اس دنیا کی کل قومین جو اسلام کی [illegible] ہین آج تک بہ آواز بلند شور مچا رہی ہین کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا - اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اسوقت ہر قوم مسلمانونکی جانی دشمن ہو رہی ہے اور مسلمانون کو اس دشمنی کے فرو کرنے اور ارکان مذہبی باطمینان ادا کرنے کی مہلت نہین ملتی -

Presented by Ziaraat.Com

افلاس اور مصیبت روز افزون ترقی پر ہے - دنیا کے جھگڑون اور مصیبتون مین مسلمان ایسے پھنسے ہوے ہین کہ ارکان مذہبی بھی فراموش کرتے چلے جاتے ہین -
مسجدین ویران ہوتی جاتی ہین وعظ کہنیوالے اس فضیلت اور قابلیت کے باقی نہین رہے کہ اسلام کے پریشان گلہ کو یکجا کرین - انکو عبادت الہی کی رغبت دلاوین اگر کم و بیش فاضل زمانہ حال مین موجود بھی ہین تو ایسے ہین کہ جیسے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی قابلیت ہے یا قاضی احتشام الدین کی ذات پاک مراد آباد مین کہ جنکی تحریرات سے باہم سنی و شیعہ کے اور بھی آتش دشمنی افروختہ ہوتی ہے -
اور اسلام کی باقیماندہ عزت بھی آپس کی جنگ وجدال مین تلف ہوئی جاتی ہے -
لیکن مجھکو اس بات کے اقرار مین کچھ عذر نہین کہ ان ناجائز جہادون سے اسلام نے ترقی اور رونق ضرور پائی ہے سو یہ بات قابل تنا و صفت نہین کیونکہ جناب رسولخدا صلعم اسکی خبر دے چکے ہین وہ پیشخبری پوری ہوئی - دیکھو بخاری جلد پنجم صفحہ ۱۴۲ مین اس حدیث کو - اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ اٰخِرَهٗ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یہ دین رونق پاویگا فاسق و فاجر سے -
اب اس پیشخبری پر جو چاہے خیال کرلے کہ وفات رسولخدا کے بعد فقہ کب مرتب ہوئی اور کسنے ترتیب کی کتب احادیث کو کسنے ترتیب دیا اور کب مرتب ہوئین بزور شمشیر اسلام کو کسنے بڑھایا - اسی علم فقہ اور علم حدیث اور ناجائز جہادون کے ذریعہ سے اسلام نے ترقی پائی یا کسی دوسرے طریقہ سے اور وہی فقہ و حدیث و مسائل جہاد تا حال اہل سنت مین جاری ہین یا دوسرے کہ جنمین آل رسول اور برحق اماموں کا کوئی دخل نہین اور یہ سب علامتین حدیث مذکور سے تمام و کمال موافق ہین یا مخالف پھر مذہب اہل سنت کیونکر باعث نجات قرار پا سکتا ہے -

Presented by Ziaraat.Com

جہاد کی اصلی کیفیت وجوہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہو گی۔

جب جناب رسالت مآب صلعم مبعوث برسالت ہوئے تو پانچ برس تک کفار قریش مکہ کو آپ وعظ و پند کرتے رہے۔ لیکن کفار قریش آنحضرت کو سخت ایذا و تکلیف پہونچاتے تھے۔ آنحضرت نے بذات خاص اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے انواع اقسام کی ذلتیں اور نقصانات اوٹھائے۔ چند بار وہ ادائے نماز سے روکے گئے۔ اونکے اوپر کفار نے تھوکا۔ اور خاک ڈالی۔ او بعض کے عمامہ سے اونکی گردن باندھکر کعبہ سے باہر نکالدیا۔ آنحضرت نے اس تحقیر کو بھی ساتھ صبر و شکر کے گوارا کیا (انہین کفار قریش نے مسلمان ہو کر وفات آنحضرت کے بعد بوجہ عداوت سابقہ حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتھ ظلم اور سختیان کین یہانتک کہ مثل گوسفندان قربانی ذبح کر ڈالا خاندان نبوت کو تباہ و برباد کر ڈالا جو مثل جناب رسولخدا صلعم کے صبر و شکر کے ساتھ برداشت کی گئین) تھوڑے سے لوگ جو اوس وقت تک مسلمان ہوچکے تھے اونکے ساتھ یہی ظلم اور بدسلوکیان کیجاتی تھین۔ جب کفار قریش نے زیادہ ظلم اور سختیان کین تو گیارہ مسلمان مع چند عورتون کے مکہ سے ہجرت کرکے شاہ ابی سینیا یعنے نجاشی بادشاہ حبشہ کی حکومت مین پہونچے اور وہان پناہ لی۔

دوسری بار بوجہ ظلم کفار قریش سو مسلمان ہجرت کرکے پھر دربار شاہ ابی سینیا مین پہونچکر پناہ گزین ہوئے۔ کفار قریش نے یہانتک مسلمانونکے ساتھ بلا سبب دشمنی کی کہ اپنا ایلچی دربار ابی سینیا مین بھیجا کہ معزز مسلمانونکو واپس بلاکر سزا دیجاوے۔ مگر بادشاہ نے اون لوگون کے دینے سے انکار کیا۔ دو برس کے بعد کفار قریش نے آپسمین سازش کرکے معاہدہ کیا کہ آنحضرت اور اونکے معتقدین و معاونین کے ساتھ جملہ تعلقات موقوف کردے جاوین۔ اور اس سازش سے آنحضرت کو ترک وطن پر مجبور کیا۔ تین برس تک آنحضرت شعب ابوطالب مین محصور رہے۔ جہان اونکو تکلیفے

Presented by Ziaraat.Com

و تمام و قتاً تلت غذا کے سبب تکلیفین اوٹھائین۔ شہر کے بیرونی لوگ شعب ابوطالب کے اندر سے نیم جان بچون کی آواز سنتے تھے لیکن باہمی عہد کے سبب اعانت سے مجبور تھے۔ بعثت کے دسوین برس حضرت ابوطالب نے انتقال کیا جسکے سبب سے آنحضرت پھر گرفتار مصیبت ہو گئے اور مظالم ابوسفیان اور ابوجہل یوماً فیوماً ترقی پکڑتے گئے (اس مقام پر یہ بات قابل یاددہانی ہے کہ آنحضرت نے ابوسفیان کے مظالم سے ایذا اوٹھائی اور حضرت علی نے اخیر پر امیر معاویہ پسر ابوسفیان کی دشمنی سے بدرجہ غایت دکھ اوٹھایا اور انجام مین شہادت پائی اور امام حسین علیہ السلام نے یزید نبیرہ ابوسفیان کے ہاتھ سے دکھ اوٹھائے اور نسل کو سفندان قربانی ذبح ہوئے اور اسلام مین اختلاف مذہبی اور ظلم شدید اولاد ابوسفیان اور قبیلہ ابوسفیان کے باعث ہوئے جسکی اصلاح آجتک نہین ہوئی) اسی سال مین چند لوگ اہل مدینہ مین سے مشرف باسلام ہوئے بعثت کے گیارہوین سال پھر مدینہ کے لوگ مشرف باسلام ہوئے جنکی تعداد ستر تک پہونچ گئی۔ اور ان لوگون نے آنحضرت کی حفاظت کا عہد و پیمان لیا۔ کفار قریش نے اس حال سے خبر پاکر اور بھی زیادہ ظلم اور سختیان کرنی شروع کین اور عمار کو مع اونکے مادر و پدر کے قید کرلیا۔ اور آنحضرت کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ جسکی خبر پاکر آنحضرت غار ثور مین پوشیدہ ہوے اور بعد تین روز کے جانب مدینہ ہجرت کر گئے۔ کفار قریش نے عمار کے مادر و پدر کو قتل کیا۔ صرف عمار زندہ بچکر مدینہ پہونچے۔ باوجود ہجرت مدینہ کفار قریش کا کینہ و بغض کم نہوا بلکہ اور زیادہ ہوگیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ قرص ابو جبار جو قزاقان قریش کا سردار تھا مدینہ والون کے چرتے ہوے اونٹ صحرا سے لے گیا۔ اور چند بار اہل مکہ نے ممالک مدینہ پر یورش کی۔ قبل اسکے کہ مسلمانون کے ساتھ کوئی جنگ واقع ہو

Presented by Ziaraat.Com

قریش اس مصمم ارادہ سے لڑائی پر تیار ہوئی کہ آنحضرت کو مع اونکے معتقدین مسلمانوں کے بالکل نیست و نابود کر دین - چنانچہ انجام اسکا یہ ہوا کہ مسلمان حفاظت خود اختیاری پر مجبور ہوئے اور بنظر حفاظت جان و مال مسلمانان حکم جہاد نازل ہوا - پس حکم جہاد مسلمانون کے جان و مال و آبرو کی حفاظت کے واسطے اوسوقت نازل ہوا تھا - جبکہ مسلمان از حد مجبور ہو چکے تھے - حکم جہاد بزور شمشیر مذہب پھیلانے کے واسطے نازل نہین ہوا تھا - چنانچہ احکام الٰہی مندرجہ ذیل سے اصلیت جہاد کی ظاہر ہوتی ہے -

۱ - سورۃ البقر - وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ترجمہ اور لڑو راہ خدا مین اون لوگون سے کہ قتل کرتے ہین تمکو اور نہ حد سے گذرو تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا حد سے زیادہ گذرنے والون کو -

۲ - سورۃ البقر - فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ترجمہ یعنے جو کوئی زیادتی کرے اوپر تمھارے پس زیادتی کرو تم اوپر اوسکے مانند اوسکے کہ زیادتی کی اوپر تمھارے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ پرہیزگارون کے ہے - میرے نزدیک حکم جہاد کا اصلی مطلب یہ ہے کہ جو کوئی تمھارے ساتھ دشمنی کرے تمکو ایزا دے تمھارے قتل پر آمادہ ہو - تم بھی اوسکو مارو اور قتل کرو - اور اپنی جان اور اپنے مال کی اور اپنے دین کی حفاظت کرو - اور کفار کی طاقت کم کرو تاکہ تمکو امن حاصل ہو اور باطمینان عبادت الٰہی مین مصروف رہو - آیت اول مین جو حکم ہے کہ حد سے زیادہ نہ گذرو اور آیت دوم مین حکم ہے کہ اللہ ساتھ پرہیزگارون کے ہے اوسکا صاف و صریح مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تمکو

Presented by Ziaraat.Com

ابتدا اونسے قتل نکرے مال تجارت نہ لوٹے تجارت سے امن مین خلل انداز ہو تو تم بھی اوسکو نہ ستاؤ نہ اوس پر زیادتی کرو نہ اوسکو قتل کرو نہ اوسکا مال لوٹو نہ اوسکی عورت کو چھینو۔ پس جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ حیات مین جو جہاد ہوئے وہ بنظر حفاظت جان و مال مسلمانان و تحفظ دین و تحفظ آبرو اور واسطے کم کرنے قوت کفار و مشرکین کے تاکہ مسلمانون کو آزادی حاصل ہو اور دین اسلام مین کوئی رخنہ نہ پڑے اور مسلمان حالت امن مین رہین۔ چنانچہ جزیہ اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ جب کفار و مشرکین اسلام کی اطاعت قبول کرکے جزیہ دینے پر آمادہ ہون اور مسلمان اونکے شر سے بیخوف ہو جاوین تو جزیہ قبول کرکے اونکو پناہ دینا چاہیئے۔ اگر بزور شمشیر اجرار اسلام جائز ہوتا۔ تو جزیہ لیکر کفار کو حالت شرک و کفر مین چھوڑ دینے کا حکم ہوتا۔ پس زمانہ رسولخدا صلعم مین حصول دولت وطلب ریاست کیواسطے جہاد نہین ہوئے۔ بلکہ حفاظت اسلام و حفاظت خود اختیاری کی غرض سے۔

وفات آنحضرت کے بعد ہر چہار جانب سے کفار و مشرکین نے پھر سر اوٹھایا تھا۔ اور اکثر مسلمانون نے دین سے برگشتہ ہونا شروع کیا تھا۔ اور مسلمانون کے خیالات دین سے برگشتہ ہونے لگے تھے بدینوجہ اکثر جہاد بزمانہ خلافت اول و خلافت دوم بحکم و مشورہ حضرت علی مرتضی کے ہوے وہ بضرورت بغرض حفاظت اسلام و حفاظت جان و مال مسلمانان ہوئے تھے نہ بنظر حصول سلطنت و مال غنیمت ان اثناء حفاظت خود اختیاری مین جو ملک و مال قبضہ اسلام مین آگیا وہ عطیہ الٰہی تھا۔

زمانہ حیات جناب رسولخدا صلعم مین بھی اکثر لوگ ایسے تھے کہ جہاد پر محض بہ طمع مال غنیمت جایا کرتے تھے اور جب کفار و مشرکین کا غلبہ دیکھتے تھے فرار ہو جاتے تھے

Presented by Ziaraat.Com

مگر ان ظاہری مسلمانونکے اس ارادہ سے جہاد مین کوئی نقص واقع ہوتا تھا گو رسول خدا صلعم ان زاریونکے اسلام ظاہری سے خبردار تھے مگر اس خیال سے کہ شاید رفتہ رفتہ تعلیم پاکر یہ لوگ دل سے مسلمان ہوجاوین یا آئندہ اُنکے صلب سے مومنان پاک طینت پیدا ہون رسولخدا صلعم نے ان ظاہری مسلمانون سے بجز ہدایت اور رہنمائی کے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔

زمانہ خلافت اول و خلافت دوم مین گو منشاء دلی خلیفہ اول و خلیفہ دوم کا یا دیگر مسلمانان رفقاء و مددگاران خلفاء کا جہاد سے یہی ہو کہ سلطنت و مال غنیمت ہاتھ آوے اور عیش کرین مگر حضرت علی مرتضی کا حکم و مشورہ محض تقویت دین و حفاظت جان و مال مسلمانان کے تھا تاکہ دین اسلام کو استحکام ہو۔ پس زمانہ خلافت اول و خلافت دوم مین جسقدر جہاد بحکم و مشورہ حضرت علی کے ہوئے وہ سب جائز تھے اور جو جہاد بلا حکم و بلا مشورہ حضرت علی ہوئے وہ سب ناجائز اور خلاف شریعت تھے کیونکہ بعد وفات رسولخدا صلعم کے بعد حضرت علی امام برحق و رہنماے امت تھے جیساکہ شاہ تراب علی صاحب و مولانا عبدالرحمن صاحب جامی اقرار کرتے ہین اور یہ دونون بزرگ فرقہ اہل سنت مین علماء عظام و ولی اللہ مانے جاتے ہین۔ انکے اقوال ذیل مین نقل کیئے جاتے ہین۔

شاہ تراب علی صاحب قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ ملک اودھ کے باشندہ اور ولی اللہ تسلیم کیئے جاتے ہین وہ اپنی کتاب مطالب رشیدی کے صفحہ ۷۵-۷۶ مین تحریر فرماتے ہین کہ برادر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کتاب سیف المسلول مین لکھتے ہین کہ بعضے اولیاء اللہ کو ازروے مکاشفہ ظاہر ہوا کہ درگاہ الٰہی سے درجہ ولایت اور فیض جس شخص کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور اقطاب و اوتاد و ابدال و نجباء و نقباء اور جمیع اقسام اولیاء خدا جس شخص کے توسل کے محتاج ہوتے ہین اوس شخص کو امام

Presented by Ziaraat.Com

کہتے ہیں (یعنی پیشوا و امت و رہادی امت و رہنمائے خلائق) اور یہ منصب امامت از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ مقرر تھا۔ اور بعد پیدائش حضرت علی سے پیشتر انبیاء سابق کی امت میں جس کسیکو درجہ ولایت حاصل ہوا وہ بوسیلہ روح پاک حضرت علی مرتضیٰ کے حاصل ہوا۔ اور بعد پیدائش حضرت مرتضیٰ علی سے تا وقت رحلت آنجناب اصحاب رسول اللہ و تابعین کو اور سب کو یہ دولت ولایت و افتخار بوسیلہ حضرت علی حاصل ہوئی۔ اور بعد رحلت حضرت علی یہ منصب امامت حضرت حسن کو اور اونکے بعد حضرت حسین کو اور اونکے بعد حضرت زین العابدین کو اور اونکے بعد حضرت محمد باقر کو اور اونکے بعد حضرت جعفر صادق کو اور اونکے بعد حضرت موسیٰ کاظم کو اور اونکے بعد حضرت علی رضا کو اور اونکے بعد حضرت محمد تقی کو اور اونکے بعد حضرت علی نقی کو اور اونکے بعد حضرت حسن عسکری علیہم السلام کو یہ منصب امامت حاصل ہوا۔ اور یہی اعتقاد تمامی صوفیہ کرام کا ہے چنانچہ مولانا عبدالرحمن جامی نے یہی شواہد النبوت میں اقرار کیا ہے۔ کہ حضرت علی امام اول ہیں اور حضرت حسن مجتبیٰ امام دوم اور حضرت حسین امام سوم ہیں اسیطرح یکے بادیگرے حسب تصریح شاہ تراب علی صاحب تا امام حسن عسکری یازدہ امام کی امامت کو نمبروار قبول کیا ہے اور بارہویں امام کے پیدا ہونیکا انتظار ظاہر کیا ہے۔ پس ان اقرارات سے حضرت علی کا امام اول ہونا ظاہر و ثابت ہوگیا۔ اور بعد وفات رسول خدا صلعم جب حضرت علی کا امام اول ہونا تسلیم کیا گیا تو بموجب حکم امام وقت جو جہاد ہوگا وہ ناجائز ہے کیونکہ مصالح جہاد بجز امام وقت کے دوسرا نہیں جان سکتا۔ بدینوجہ جسقدر جہاد بحکم حضرت علی ہوے وہی جائز تھے یا تمی ناجائز تھے۔

لیکن اسمقام پر ایک امر قابل غور ہے کہ شاہ تراب علی صاحب و مولانا جامی صاحب

Presented by Ziaraat.Com

معتبرین علماء و رولی اللہ مذہب اہل سنت جب اسبات کا اقرار کرتے ہین کہ حضرت علی امام اول ہین اور حضرت حسن مجتبیٰ امام دوم اور حضرت حسین امام سوم تو بحالت موجودگی امام اول حضرت مرتضیٰ علی کے حضرت ابوبکر امام اول اور حضرت عمر امام دوم اور حضرت عثمان امام سوم کیونکر ہو سکتے ہین اور حضرت علی امام چہارم کیونکر قرار پاوینگے یہ تو اجتماع نقیضین ہے - اور حسبانہ اقرارات مذکورہ کے مطابق امام اول و امام برحق حضرت علی قرار پائے اور امام کے معنی ہین پیشوا امت و ہادی امت و رہنما ئے خلائق تو خلفار ثلثہ کے بھی امام یعنی پیشوا اور رہنما و ہادی حضرت علی ہو چکے - اب تعجب اس بات کا ہے کہ اہل سنت جو کہتے ہین کہ حضرت علی نے خلفار ثلثہ کی بیعت کی یہ بات خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے - کیونکہ کسی مذہب اور کسی ملت مین یہ فعل جائز نہین کہ مقلد اپنے امام سے بیعت لیکر اپنے امام کو اپنا مقلد بناوے اور خود اوسکا امام بنے اہل سنت نے محض محبت خلفار مین حضرت علی کا بیعت کرنا غلط لکھکر خلفار ثلثہ پر الزام لگایا ہے اور اگر یہ سچ ہے کہ خلفار ثلثہ نے حضرت علی سے بیعت طلب کی اور حضرت علی نے بہ تقیہ یعنے مصلحتاً بیعت بھی کرلی تو یہ امر داخل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اپنے امام سے بیعت طلب کرنا یا بیعت لینا ایسا ہے کہ جیسا جناب رسالتماب صلعم سے کوئی مسلمان منحرف ہوکر رسول خدا سے کہے کہ میری بیعت کرو تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوجاویگا - مین امید کرتا ہون کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیال صاحبان میرے اس اعتراض کی نسبت ضرور جواب تحریر فرماوینگے اور سکوت داخل تسلیم ہوگا - اور خلافت خلفار ثلثہ کی اس تسلیم سے باطل ہوجاویگی -

اِن اقرارات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفار ثلثہ نے اپنے امام وقت حضرت علی سے انحراف کیا اور بذریعہ حکمت عملی اور تالیف قلوب لوگون کو اپنا محکوم بنایا

Presented by Ziaraat.Com

امارت و ریاست پر قبضہ کیا اور اپنے کو خلیفہ رسول موسوم کیا۔ میرے نزدیک خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس سب بدرجہ مساوی تھے۔ ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہ تھی نہ ان میں کوئی راشدین تھا نہ کوئی مرتد بن تھا سب برابر تھے۔ جس رتبہ اور منصب کے خلیفہ یزید اور امیر معاویہ تھے اوسی منصب اور اوسی رتبہ کے خلیفہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے بلکہ امیر معاویہ و یزید ابن معاویہ رتبہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے افضل تھے کیونکہ یہ دونوں اور ان کا باپ ابوسفیان سردار تھے قبیلہ بنی امیہ کے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو کسی قبیلہ میں کسی قسم کا کوئی رتبہ بھی حاصل نہ تھا۔ مگر افسوس ہے کہ دشمنان آل رسول و دشمنان خاندان نبوت فرقہ اہل سنت کو ایسی کشمکش میں ڈالے ہوئے ہیں اور دلوں میں ایسا تلجان پیدا کیئے ہوے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز مشکل ہوگئی ہے۔ اور رد ہوکے میں پڑے ہوے دین اور دنیا دونوں برباد کر رہے ہیں۔ اگر حسب عقیدہ صوفیہ سنی و شیعہ ملکر حضرت علی کی امامت کو ذریعہ رہنمائی گردان کر خلفاء ثلثہ کی امامت سے انکار کریں تو عاقبت بھی درست ہوجاوے اور دنیا میں بھی اتفاق باہمی سے بسر ہو۔ اسکی پوری توضیح تنقیح نمبر پنجم و نمبر ششم میں کیجاویگی۔ اس تنقیح کا فیصلہ شاہ تراب علی صاحب و مولانا جامی صاحب کی تحریرات کی بنا پر کیے دیتا ہوں کہ جو جہاد زمانۂ خلافت اول و خلافت دوم میں بحکم و مشورہ حضرت علی ہوے وہ سب جائز و درست تھے۔ البتہ وہ جہاد ضرور ناجائز تھے جنمیں حضرت علی مانع ہوے یا شریک مشورہ جنگ نہوئے۔ کیونکہ امام کا کام حکم دینا اور ہدایت کرنا اور رہنمائی کرنا ہے۔ اور افعال خلاف شریعت سے ممانعت کرنا۔ عمل کرنا یا نکرنا امت کے اختیار میں ہے۔ البتہ اگر امت امام وقت کی مطیع اور فرمانبردار ہو اوسوقت امام باقاعدہ احکام شریعت کے اجرار پر قادر ہوتا ہے لیکن وفات رسول خدا

Presented by Ziaraat.Com

صلعم کے بعد امت حضرت علی سے منحرف ہوگئی اور رجوع ہوئی جانب حضرت ابوبکر و
حضرت عمر لہذا حضرت علی نے بوجہ نہونے کسی ناصر کے صبر اور سکوت کیا جو کچھ دیا وہ
لے لیا اور جب کبھی خلفاء نے اعانت شرعی چاہی آپ نے مدد کی اور جب کبھی کوئی
کام بیجا ہوتے دیکھا منع کردیا۔ اگر احکام شرعی مین آپ مشورہ نہ دیتے یا امور ناجائز
سے آپ ممانعت نکرتے تو آپ کا حسد اور کینہ ظاہر ہوتا۔ اور حسد کرنا یا کینہ کرنا
شان امامت کے خلاف ہے۔ لیکن حضرت عثمان کے زمانہ مین جہاد کی ضرورت
باقی نرہی تھی مسلمانون کا اقتدار اور شوکت کل مخالفین اسلام کے مقابلہ مین
قایم ہوگیا تھا۔ اور مسلمانونکو امن حاصل ہوچکا تھا۔ ضرورت حفاظت خود اختیاری
باقی نرہی تھی۔ نہ حضرت علی سے حکم یا مشورہ دربارہ جہاد لیا گیا اسلیے زمانہ خلافت
حضرت عثمان مین جسقدر جہاد ہوے وہ سب ناجائز تھے۔ محض بطمع سلطنت و مال
غنیمت یہ جہاد ہوے۔ کیونکہ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین انتظام خلافت کا
دارومدار مروان بن حکم کی راے پر تھا حالانکہ رسول خدا صلعم نے مروان و آل
مروان پر لعنت کی ہے جسکا ذکر تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۳ و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی
صفحہ ۵۸۹ مین درج ہے۔ اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگ خلافت حضرت عثمان
دخیل تھے جسکے سبب سے حضرت علی بالکل معطل رہے اور کسی دینی کام مین آپ سے
مشورہ نہ لیا گیا۔ اور یہی حال حکومت امیر معاویہ کا رہا یہانتک کہ سنہ ۶۰ ہجری تک
ہر زمانہ مین امام برحق موجود رہے جو بعد حضرت علی کے یکے بادیگرے مسند
امامت پر جلوہ افروز ہوے مگر خلفاء وقت نے اونسے دربارہ جہاد نہ کبھی مشورہ
کیا نہ حکم لیا بالکل معطل کردیا تھا اور ہمیشہ درپے قتل و توہین رہے۔ اور بوجہ
حکومت دشمنان آل رسول امت بھی رجوع نہوئے البتہ شیعون کا ایک گروہ مخفی طور
پر برحق امامونکی تعلیم اور صحبت سے فیضیاب ہوتا رہا اور اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہا

Presented by Ziaraat.Com

سو اس اطاعت اور فرمانبرداری کے سبب شیعہ ہمیشہ دشمنان آل رسول کے ہاتھون سے قتل ہوئے ذلت اوٹھائی کبھی آرام نہ پایا۔ اور آجتک شیعہ بوجہ نسبت واطاعت آل رسول کے دشمنان آل رسول کے ہاتھ سے ستائے جاتے ہین گالیان کھاتے ہین نقصان اوٹھاتے ہین اور خاموش ہین۔ ہندوستان مین بوجہ سلطنت برٹش گورنمنٹ قتل اور غارت گری سے محفوظ ہین۔ پس ابتدار زمانہ حضرت عثمان سے تا اختتام خلافت بنی امیہ وبنی عباس جسقدر جہاد ہوئے بلاحکم ومشورہ امام وقت کے ہوئے اور وہ سب جہاد بطمع مال غنیمت وحصول سلطنت ہوئے نہ بنظر حفاظت خود اختیاری وہمدردی اسلام اسلیئے وہ سب ناجائز تھے۔ اگر اسلام کی ہمدردی ان مجاہدین مین ہوتی تو دوازدہ امام کی اطاعت سے وہ مجاہدین روگردانی اختیار نکرتے اور اپنی مرضی کے امام بناکر مذہب حنفی و مالکی وحنبلی وشافعی کی پیروی اختیار نکرتے دوازدہ امام کی پیروی بجز فرقہ شیعہ کے اور کوئی فرقہ اسلام مین نہین کرتا۔ اہل سنت محض جہلار کی تالیف قلوب کے واسطے دوازدہ امام کی امامت کا زبانی اقرار کرتے ہین لیکن دوازدہ امام کی تقلید کسی مسئلہ یا کسی کام مین اہل سنت نہین کرتے۔ اگر کرتے ہون تو کوئی صاحب بتلادین۔ اہل سنت تقلید کرتے ہین حنفی شافعی حنبلی اور مالکی کی یہانتک کہ انھین چارون صاحبون کے مکہ معظمہ مین مصلے قائم کیئے ہین اور ہر مسئلہ دینی ودنیوی مین بجز ان امام اربعہ کے دوازدہ امام کا کبھی ذکر تک نہ سنا گیا بلکہ اہل سنت کا دعوی ہے کہ ابوحنیفہ علم فقہ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے افضل تھے اگر اہل سنت دوازدہ امام کی امامت کو حق سمجھتے ~~تو مکہ معظمہ مین ان دوازدہ امام کی امامت کو حق سمجھتے~~ تو مکہ معظمہ مین ان دوازدہ اامون مین سے کسی امام کا مصلے بناتے حسنین کے تو سردار جوانان بہشت ہونے کے اہل سنت بھی قائل ہین انھین شاہزادون کا مصلی بنایا ہوتا۔ کیکا دلی اعتقاد پوشیدہ نہین

رہتا افعال ظاہری سے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے سچ ہے چھپتی نہین ہے بات بناوٹ
کی بال بھر آخر کو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی + اہل سنت جو محبت آل رسول کا
اقرار کرتے ہین وہ صرف زبانی ہے اگر دل سے ہوتا تو آل رسول کی یعنی دوازدہ
امام کی تقلید کرتے۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی کی تقلید نکرتے۔ دوازدہ امام کو اونکے زمانہ
امامت مین معطل کرکے روگردانی نکرتے اور بموجودگی امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام
موسی کاظم و امام علی رضا کے ابوحنیفہ اور مالک اور محمد شافعی و احمد ابن حنبل کو امام بناکر
اونکا مذہب اختیار نکرتے اونکی تقلید نکرتے کیا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے
ہم مذہب وہم خیال اسبات کا جواب دے سکتے ہین کہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام
موسی کاظم و امام علی رضا علیہم السّلام کو لیاقت امامت کی نہ تھی جو ان بزرگوار ذکی موجودگی
مین ابوحنیفہ و مالک و شافعی و احمد ابن حنبل امام بنائے گئے۔ کیا امام محمد باقر و امام
جعفر صادق و امام موسی کاظم و امام علی رضا علم فقہہ اور علم حدیث کی تعلیم کے لائق اور پیشوا
امت ہونے کے قابل نہ تھے جو انکی موجودگی مین ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد
ابن حنبل پیشوا امت بنائے گئے اور تخصیص کے ساتھ انکے نام سے مذہب حنفی اور
شافعی اور حنبلی اور مالکی جاری کیا گیا جسکی تقلید تمامی فرقہ اہل سنت کرتا ہے۔ کیا مذہب
آل رسول مخالف اسلام تھا کہ جسکے سبب سے مذہب حنفی و شافعی و حنبلی و مالکی کے جاری
کرنے اور اونکی پیروی کرنے کی ضرورت ہوئی۔ کیا مکہ معظمہ واسطے ادائے نماز
کافی نہ تھا جو حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی کے مصلے بنانے کی ضرورت ہوئی۔
کیا مکہ معظمہ مین جب تک یہ چارون مصلے بنائے نہین گئے تھے اوسوقت تک جن
مسلمانون اور اماموں نے اور خود رسول خدا صلعم نے نماز پڑھی وہ جائز تھی یا نہیں
اگر جائز تھی تو پھر ان امام اربعہ کے مصلے بنانا بدعت ہے یا نہین اور ہر بدعت
ضلالت ہے یا نہین اور ان مصلون کے بنانے کی ضرورت تھی یا نہین۔ اور کیا

Presented by Ziaraat.Com

سبب ہے کہ کسی آل محمد کے نام کا مصلے نہیں بنایا گیا اور حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی کے نام مصلے بنائے گئے - اسی بحث کا جواب مذہبی فیصلہ کے واسطے کافی ہے - جو صاحب جواب دے سکتے ہوں جواب دیں -

از بس صد افسوس کہ امت نے اول تو دوازدہ امام سے روگردانی کرکے منجملہ اونکے یازدہ اماموں میں سے کسیکو تیغ جفا سے شہید کیا کسیکو زہر سے شہید کیا اونکے زمانہ حیات میں کہ جب وہ مسند امامت پر بموجب فرمان الٰہی و ارشاد رسالتمآب پیشاہی جلوہ افروز تھے اونکے شرمندہ کرنے کو عوام الناس امام بنائے گئے اونکی تقلید کی گئی اونکے مذہب جاری کیے گئے اور یازدہ امام معطل رکھے گئے اور اسقدر دین اسلام میں اختلاف پیدا کرنے کے بعد اب صرف اسقدر زبانی جمع خرچ کردیا جاتا ہے کہ کیا ہم کو آل رسول کی محبت نہیں ہے کیا ہم دوازدہ امام کی امامت کے قائل نہیں ہیں جسکو آل رسول کی محبت نہیں وہ مسلمان نہیں جو دوازدہ امام کی امامت کا منکر ہو وہ ایماندار نہیں - مگر عملدرآمد اس زبانی جمع خرچ کے بالکل خلاف ہے کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے - افسوس ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اس قسم کی تحریرات کے ذریعہ سے (جیساکہ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۲۵ میں اونھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ شیعوں نے بمقابلہ جہاد کے تعزیہ داری کو اور بمقابلہ جوانمردی کے مصائب حسینؑ میں گریہ و زاری کو ایجاد کیا ہے) شیعوں کے دلوں میں آتش جہاد کو افروختہ کرنا چاہتے ہیں - اور اس قسم کی تحریرات کے ذریعہ سے شیعوں کو شرم دلاتے ہیں کہ وہ بھی مثل فرقہ اہل سنت غیبت امام میں جہاد کریں اور انکے شریک ہو کر ملک اور نارت گر بنجادیں - خدا کے واسطے مولیصاحب اس قسم کی تحریرات کے ذریعہ سے مذہب اسلام کو تباہ اور برباد نکرو - اور اسلام کی حالت پر رحم کرو - اور فہم و فراست کے ساتھ میری اس مختصر گذارش کے انجام پر غور کرو -

Presented by Ziaraat.Com

جناب مولویصاحب آپ نے جو کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ اول مین لکھا ہے
کہ حضرات شیعہ صرف فضائل اصحاب باصفاہی کا انکار نہین کرتے بلکہ کمال کتاب اللہ
مین بھی نقصان کا اقرار کرتے ہین لہذا گذارش ہے کہ آپ نے اپنے مذہبی کتابون
کو بھی ملاحظہ فرمایا ہے یا بلاحصول علم جو دلمین آتا ہے لکھدیتے ہو۔ جناب من
نقصان قران کا اقرار تنہا شیعہ ہی نہین کرتے بلکہ اہل سنت کو بھی نقصان قرآن کا
اقرار ہے۔ ذرا اپنے مذہب کی تفسیر اتقان نوع ۴۷ فی الناسخ والمنسوخ صفحہ ۱۶۱
کو تو ملاحظہ فرمایئے جسمین اسطرح لکھا ہے۔
ام المومنین عائشہ کہتی ہین کہ سورۂ احزاب تلاوت کیا جاتا تھا حیات رسول اللہ مین
دوسو آیت مگر حضرت عثمان نے بقدر ۷۳ آیت رکھین اور بقیہ دابست وہفت
آیتین نکالڈالین۔ اور سورۂ احزاب مین آیہ رجم تھا۔ اور ابی بن کعب کہتے ہین
کہ تتمہ آیہ صلواۃ قبل تغیر کرنے حضرت عثمان کے قرآن کو۔ قران مین موجود تھے یعنے
ترتیب عثمانی کے قبل تتمہ آیہ صلواۃ قران مین موجود تھی جسکو عثمان نے نکالڈالا۔
ابوموسی اشعری کہتے ہین کہ بعد متروک التلاوۃ آیہ ان اللہ سیؤید الخ لوگونکو یاد تھی۔
عبدالرحمن بن عوف کہتے ہین کہ آیہ ان جاہدو الخ کو قران سے گرادیا جسطرح اور
آیتون کو نکالدیا۔
پس ام المومنین عائشہ اور ابی بن کعب اور ابوموسی اشعری اور عبدالرحمن بن عوف کے
بیانات جو تفسیر اتقان مین دکھلائے گئے ہین یہ لوگ اہل سنت کے پیشوا ہین شیعون
کے پیشوا نہین ہین پس جبکہ پیشوایان اہل سنت بہ آواز بلند نقصان قران کو
ظاہر کررہے ہین تو پھر شیعون نے کیا گناہ کیا جو وہ ملزم بنائے جاتے ہین۔ حق بات
چھپانے سے کہین پوشیدہ ہوتی ہے۔ نہ حضرت عثمان آیات قرانی کو قران سے
نکالتے نہ شیعہ نقصان قران کا ذکر کرتے۔ تعجب ہے کہ قران مین کمی بھی کی گئی اور اوس

اوس کمی کا اقرار بھی کیا جاتا ہے اور اوسکے ذکر کرنیوالے ملزم بنائے جاتے ہین
فرقہ اہل سنت مین جہالت کا بڑا زور شور ہے اور کیون نہو جبکہ اس فرقہ
مین ہر قوم کا جاہل اور عالم بے تکلف امام بنا دیا جاتا ہے - اسمین شک نہین
کہ حضرت عثمان نے ترتیب قرانی مین ایسا نقص پیدا کر دیا ہے کہ عوام
اوسکے سبب پڑکر منکر فرمان الہی ہوجاتے ہین - جیسا کہ حکم متعہ کو ابو حنیفہ
یعنی حضرت عمر احکام نکاح مین مخلوط کرکے عوام کو دھوکے مین ڈالدیا ہی اور
معتقدان حضرت عمر آیہ متعہ کے معنے جو چاہتے ہین دل سے گڑھ لیتے ہین
اور عوام کے دلمین شبہہ پیدا کر دیتے ہین - اور اس بات کا بالکل خوف
نہین کرتے کہ قران کے معنی اور مطالب کے تغیر و تبدل مین الزام لعنت عاید ہوتا ہی - افسوس صد افسوس
افسوس در افسوس کہ اسطے عوام کو قران کے معنی تغیر و تبدیل کرکے بتلانا اور سمجھانا
اور فساد کرنا اور دین کو اسطرح برباد کرنا اور پھر اپنے کو مسلمان کہنا نہایت شرم کی بات
ہے لہذا مین اس تنقیح کے فیصلہ مین ظاہر کرتا ہون کہ شیعونکا اعتقاد مسئلہ جہاد مین
بہت صحیح اور نہایت درست ہی غیبت امام مین ہرگز جہاد جائز نہین ہے اور جسقدر
جہاد بعد خلافت حضرت عثمان سے ابتک ہوئے وہ سب خلاف شریعت از قسم
ملک گیری اور غارت گری تھے جہاد نہ تھے اور نقصان قرانی کا اقرار شیعہ باتفاق اہل
سنت کرتے ہین نہ اپنے دل سے لہذا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے کل اعتراض
اس بارہ مین کتب اہل سنت کے خلاف ہین - اور ان اعتراضات سے حضرت عثمان
نقصان قرانی کے الزام سے ہرگز بری نہین ہوسکتے - اور جناب حکیم افتخار علی صاحب نے
عماد الہدی مین بنسبت قران مجید جسقدر ثبوت اہل سنت کی کتابون سے نقل کیے
ہین وہ بہت درست اور نہایت معتبر ہین اونکی تردید یا اونکا جواب غیر ممکن ہے -
مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اون منقولات کا مطلب تک تو سمجھ نہین سکے جواب کیا دینگے

Presented by Ziaraat.Com

تذکرۃ الخلفاء اہل سنت کی تشفی اور تسلی اور اپنے اظہار ناصبیت کے واسطے زبردستی لکھ ماری ہے۔ وہ معیار الہدیٰ کا جواب ہے نہ شمس الضحیٰ کا جواب بازاری آدمیونکی گپ ہے

تنقیح نمبر چہارم

استحقاق درود آل محمد صلعم کو حاصل ہے یا کل اصحاب ازواج کو

کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ دوم مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے مندرجہ ذیل عبارت درج فرمائی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین۔ دیکھو نمبو صرف دو فقرے حمدیہ ونعتیہ کا ہے جواب نہ مولوی شیخ احمد صاحب نے دیا نہ حکیم افتخار علی جیونے لکھیں۔ اظہار الہدیٰ کا جواب لکھنے کو بہت بڑی لیاقت چاہیے۔

اس تحریر کے دیکھنے سے مجھکو کمال حیرت ہوئی اور یقین ہوگیا کہ اہل سنت مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سے زیادہ اب نہ کوئی ذی فہم باقی ہے نہ ذی علم۔ اگر کوئی ذی فہم یا ذی علم اہل سنت مین باقی ہوتا تو مولوصاحب ممدوح کو اس تحریر کی جرات نہوتی ہر طرف جاہلونکی کثرت ہے وہی مولوصاحب ممدوح کی تصنیفات کی خریدارہین اس قسم کے لفاظی سے خوش ہوتے ہین جسکے سبب سے مولوصاحب کی تصنیفات کی قدر ہوتی ہے مجھکو اس مقام پر ایک قصہ یاد آیا۔ ۱۸۶۵ء مین میری ملازمت ضلع جہانسی مین تھی بتقریب دورہ ایک روز مین قصبہ ایرچ پرگنہ گروتھا ضلع جہانسی مین مقیم تھا یہ قصبہ نومسلمون سے آباد ہے اس قصبہ کے قاضی صاحب میرے پاس آئے جنکا نام اسوقت یاد نہین رہا۔ قاضی کے پاس وہ قصیدہ تھا کہ جسکو فقرا بازارون مین پڑھتے پھرتے ہین جسکا مطلع یہ ہے۔

عزیز رحق تعالے کبریا ہے ٭ ٭ شرف جسنے محمد کو دیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

قاضی صاحب نے مجھے استدعا کی کہ مجھکو یہ قصیدہ پڑھا دو مین نے پڑھا دیا
اور دریافت کیا کہ اسکے پڑھنے سے آپکا مطلب کیا ہے قاضی صاحب نے فرمایا
کہ کل جمعہ ہی خطبہ مین اسکو پڑھونگا۔ اسدرجہ تو اہل سنت کی جہالت بڑھی
ہوئی ہے۔ اور اوسپر یہ دعوی۔ انوار الہدی مین جو ثبوت ضرورت امامت
و ثبوت خلافت بلافصل کے تحریر ہوتے ہین آسکی تردید تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
سے ہو نہ سکی نہ تحریر جواب اور علمی مناظرہ کا اونکو قاعدہ معلوم۔ اظہار الہدی مین
بے سر و پا عبارتین لکھکر کہدیا کہ یہ جواب انوار الہدی کا ہے اوسکے بعد اسی اظہار الہدی
کو بقدر اضافہ کرکے نقل کردیا اور اوسکا نام بدر الدجیٰ رکھدیا۔ کوئی ذی فہم ہو تو
سمجھے کہ اظہار الہدی و بدر الدجی مین بجز بدتہذیبی کے انوار الہدی کے
کس اعتراض اور کون سے ثبوت کی تردید کی گئی ہے جیسی قابلیت اور لیاقت
اور وقعت اور تہذیب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی ہے ویسی ہی فہم و فراست اونکے
ہم مذہبوں اور ہم خیالونکی ہے جنکی بدولت گمراہی مین پڑے ہوئے دین اور
دنیا دونون برباد کر رہے ہین۔ باوجود اسکے کہ اظہار الہدی و بدر الدجیٰ
قابل تحریر جواب نہ تھی تاہم جناب مولوی شیخ احمد صاحب نے اس خیال سے کہ
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے ہم مذہب اور ہم خیال جہلاء یہ نہ سمجھین کہ جواب
ہوسکا اظہار الہدی کے بے سر و پا مضمون اور نامہذب عبارتون کا کمال تہذیب کے
ساتھ شمس الضحیٰ مین جواب لکھدیا۔ پھر بھی بے شرمی اور بے غیرتی کے ساتھ کہا جاتا ہے
کہ اظہار الہدی کے جواب لکھنے کو بڑی لیاقت درکار ہے۔ اب کوئی مشہر ثانی
شل نصاب جواب عرض کرے تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی تشفی ہو پھر عدالت
مین نالش کرنے دوڑین۔ اگر اہل سنت کو علم ہوتا عقل ہوتی خوف قیامت ہوتا
تو انوار الہدی و شمس الضحیٰ و اظہار الہدی و بدر الدجیٰ کو ایک ساتھ دیکھتے تب

Presented by Ziaraat.Com

اونکو حقیقت معلوم ہوتی اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے اس دعوی کی داد دیتے کہ شیعون سے جواب ہو سکتا ہے یا نہیں اور اظہار امدی کی تحریر جواب کو علمی لیاقت درکار ہے یا ناصبی جہالت اور بازاری محاورونکے مطابق لپاڈگی گالی گلوج کی احتیاج ہے لہذا اس امر متنازعہ کے انفصال کے واسطے یہ امر قابل تحقیق ہے کہ پروردگار عالم اور جناب رسالتمآب صلعم نے کن بزرگون کے واسطے شرف درود معین فرمایا ہے - لہذا اہل سنت کی معتبر کتابون سے اور قرآن مجید سے اسکی حقیقت ذیل مین درج کیجاتی ہے سورہ شوریٰ

قُل لَّا اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی ترجمہ کہ (ای محمد صلعم) نہین چاہتا مین تم سے احکام خدا کے پہونچانے مین مزدوری مگر دوستی اقربا کی۔ تفسیر بیضاوی دُرِیَ اَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَتۡ قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ مَنۡ قَرَابَتُکَ مَنۡ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیۡنَ وَجَبَتۡ مَوَدَّتُہُمۡ عَلَیۡنَا قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَابۡنَاھُمَا ترجمہ جبوقت نازل ہوئی یہ آیت عرض کی صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلعم کون سے قرابت مند حضور کے ہین جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی فرمایا آنحضرت نے کہ وہ قرابت مند میرے کہ جنکی دوستی اسقدر واجب ہوئی علی ہین اور فاطمہ اور دونون فرزند اونکے حسن وحسین -

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہفتم صفحہ ۴۰۶ وَلَاشَکَّ اَنَّ فَاطِمَۃَ وَعَلِیًّا وَالۡحَسَنَ وَالۡحُسَیۡنَ کَانَ التَّعَلُّقُ بَیۡنَہُمۡ وَبَیۡنَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اَشَدَّ التَّعَلُّقَاتِ وَھٰذَا کَالۡمَعۡلُوۡمِ بِالنَّقۡلِ الۡمُتَوَاتِرِ فَوَجَبَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا ھُمُ الۡاٰلُ وَرَوَی صَاحِبُ الۡکَشَّافِ اَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَتۡ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃُ قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ مَنۡ قَرَابَتُکَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیۡنَ وَجَبَتۡ عَلَیۡنَا مَوَدَّتُہُمۡ فَقَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَابۡنَاھُمَا فَثَبَتَ اَنَّ ھٰؤُلَاءِ الۡاَرۡبَعَۃَ اَقَارِبُ النَّبِیِّ وَاِذَا ثَبَتَ ھٰذَا وَجَبَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مَخۡصُوۡصِیۡنَ بِمَزِیۡدِ التَّعۡظِیۡمِ وَیَدُلُّ عَلَیۡہِ وُجُوۡہٌ الۡاَوَّلُ قَوۡلُہٗ تَعَالٰی اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی وَوَجۡہُ الۡاِسۡتِدۡلَالِ بِہٖ مَا سَبَقَ الثَّانِیۡ لَاشَکَّ اَنَّ النَّبِیَّ کَانَ

Presented by Ziaraat.Com

یحب فاطمة علیها السلام قال صلعم فاطمة بضعة منی یؤذینی ما یؤذیها
وثبت بالنقل المتواتر ان محمد انه کان یحب علیا والحسن والحسین واذا
ثبت ذالک وجب علی کل الامة مثله بقوله واتبعوه لعلکم
تهتدون ولقوله تعالی فلیحذر الذین یخالفون عن امره ولقوله تعالی
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ولقوله سبحانه لقد کان لکم
فی رسول الله اسوة حسنة الثالث ان الدعاء للآل منصب عظیم
ولذالک جعل هذا الدعاء خاتمة التشهد فی الصلوة وهو قوله اللهم
صل علی محمد وعلی آل محمد وارحم محمدا وآل محمد وهذا التعظیم لا یوجد
فی حق غیر الآل فکل ذالک یدل علی ان حب آل محمد واجب وقال
الشافعی ان کان رفضا حب آل محمد فلیشهد الثقلان انی رافضی

ترجمہ اسمین شک نہین کہ جناب رسالتمآب صلعم و فاطمہ و علے و حسن و حسین کا باہمی تعلق بہت ہے وابستہ اور متصل تعلق تھا اور چونکہ یہ بات احادیث سے بتواتر ثابت ہے اس سے واجب آتا ہے کہ یہی لوگ آل ہین - صاحب کشاف نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحاب نے عرض کی خدمت رسولخدا مین کہ آپ کے قرابت دار کون لوگ ہین جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ قرابتمند میرے علی ہین اور فاطمہ اور دونون فرزند اونکے - اس سے ثابت ہوا کہ یہی چارون نبی صلعم کے اقارب ہین اور جب یہ ثابت ہوگیا تو اس سے واجب ہوگئی یہ بات کہ یہی چارون مخصوص ہین واسطے تعظیم اور تکریم کے - علاوہ اسکے اور بھی کئی دلیلین ہین اول فرمان باری تعالے الا المودة فی القربیٰ اس آیت کے ساتھ استدلال کی وہی وجہ ہے جو پہلے مذکور ہوئی - دوسری وجہ - اسمین شک نہین کہ آنحضرت صلعم فاطمہ علیہ السلام کو پیار کرتے تھے اور آپکا ارشاد ہے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے

Presented by Ziaraat.Com

جس بات سے اوسے ایذا ہوتی ہے وہ بات مجھے بھی ایذا پہنچاتی ہے اور
یہ بات بھی رسولخدا صلعم کی احادیث سے بتواتر ثابت ہے کہ آپ علی و حسن و حسین کو
محبوب رکھتے تھے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو آپ کی ساری امت پر واجب
ہوگیا کہ مثل رسول اللہ صلعم کے علی و فاطمہ و حسن و حسین سے محبت رکھیں۔
جیساکہ پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ تابعداری کرو آنحضرت کی تاکہ تم ہدایت پاؤ
اور پھر خدا نے فرمایا ہے پرہیز کرا ے محمدؐ اون لوگون سے جو نافرمانی کرتے ہین
حکم الٰہی سے اور یہہ بھی خدا فرماتا ہے کہ جو محبت رکھتا ہے خدا سے اور پیروی کرتا ہو
خدا کی وہ دوست رکھے آنحضرت کو۔ تیسری دلیل آل کے لیے دعا کرنا ایک بہت
ہی بڑا منصب ہے اسیواسطے حسب فرمان باری تعالے آخر تشہد مین ہر نماز کے
یہ دعا کہ اللہم صل علے محمد و علے آل محمد وارحم محمد و آل محمد مقرر کی گئی ہے اور یہ تعظیم آل
کے سوا کسی دوسرے کے واسطے نہین پائی جاتی۔ یہ سب وجوہ دلیل ہین اسکی کہ
آل محمد کی محبت واجبات سے ہے۔ اور امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آل محمدؐ کی
محبت کا نام رفض ہے تو جن وانس گواہ ہین کہ مین رافضی ہون تفسیر نیشاپوری
الرابع عَن سَعِیدِ بنِ جُبَیرٍ لَمَّا نَزَلَت هٰذِهِ الاٰیَةِ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَن
هٰؤُلَاءِ الَّذِینَ وَجَبَت عَلَینَا مَوَدَّتُهُم لِقَرَابَتِكَ فَقَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ
وَابنَاهُمَا وَلَا رَیبَ اَنَّ هٰذَا فَخرٌ عَظِیمٌ وَشَرَفٌ تَامٌّ وَیُؤَیِّدُهُ مَا رُوِیَ اَنَّهُ عَنهُ
حُرِّمَتِ الجَنَّةُ عَلٰی مَن ظَلَمَ اَهلَبَیتِی وَاٰذَانِی فِی عِترَتِی وَکَانَ یَقُولُ فَاطِمَةُ
بِضعَةٌ مِنِّی یُؤذِینِی مَا یُؤذِیهَا وَثَبَتَ بِالنَّقلِ المُتَوَاتِرِ اَنَّهُ کَانَ یُحِبُّ عَلِیًّا وَ
الحَسَنَ وَالحُسَینَ وَاِذَا کَانَ ذَالِكَ وَجَبَت عَلَینَا مَحَبَّتُهُم بِقَولِهِ وَکَفٰی شَرَفًا
لِآلِ رَسُولِ اللّٰہِ وَفَخرًا خَتمُ التَّشَهُّدِ بِذِکرِهِم وَالصَّلٰوةُ عَلَیهِم فِی کُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ بَعضُ
المُذَکِّرِینَ اِنَّ النَّبِیَّ قَالَ مَثَلُ اَهلِبَیتِی کَمَثَلِ سَفِینَةِ نُوحٍ مَن رَکِبَ فِیهَا نَجٰی وَمَن تَخَلَّفَ عَنهَا غَرِقَ

Presented by Ziaraat.Com

ترجمہ۔ دلیل چوتھی۔ سعد ابن جبیر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے قرابت داروں میں سے وہ لوگ کون ہیں جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ قرابت مند میرے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑے فخر اور شرف کی بات ہے اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے کہ جو سعید ابن جبیر سے مروی ہے کہ جنت حرام ہے اوس شخص پر جسنے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے باب میں مجھے ایذا دی۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے جو چیز اوسے ایذا دیتی ہے وہی مجھکو بھی ایذا دیتی ہے اور احادیث نبوی سے بتواتر ثابت ہوا ہے کہ آپ علی اور حسن اور حسین کو محبوب رکھتے تھے۔ اور جب یہ امر ثابت ہو تو ہم پر بھی محبت اونکی واجب ہے۔ اور آل رسول اللہ صلعم کے لیئے تو یہی شرف اور فخر کافی ہے کہ تشہد کے خاتمہ پر ہر نماز میں اونکا ذکر داخل کیا گیا ہے۔ اور ہر نماز میں اونپر درود بھیجنے کا حکم ہوا۔ اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ نبی صلعم کا ارشاد ہے کہ میرے اہلبیت کی مثال ایک کشتی کی سے ہے جو اوسمیں سوار ہوا نجات پائی اور جو نہ سوار ہوا ڈوب گیا۔ تفسیر محی الدین بن العربی رُوِیَ اَنَّهَا لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَاَبْنَاؤُهُمَا وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرًا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا مُسْتَكْمِلَ الْاِيْمَانِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَ نَكِيْرٌ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ يُزَفُّ اِلَى الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوْسُ اِلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَهُ مَزَارَ مَلٰئِكَةِ الرَّحْمَةِ

Presented by Ziaraat.Com

الا و من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ الا و من مات علی بغض
آل محمد جاء یوم القیمۃ مکتوب بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ الا و من مات
علی بغض آل محمد مات کافرا الا و من مات علی بغض آل محمد
لم یشم رائحۃ الجنۃ **ترجمہ** جو وقت نازل ہوئی یہ آیت تو عرض کی
صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلعم وہ کون سے قرابت مند آپکے ہین جن لوگون کی محبت پروردگار
عالم نے ہم پر واجب کی ہے۔ فرمایا آنحضرت نے کہ وہ قرابت مند میرے کہ جنکی محبت خدا نے
واجب کی ہے۔ علی ہین اور فاطمہ ہین اور حسن ہین اور حسین ہین اور اونکی اولاد اور
فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے وہ فوت ہوا
مغفرت کیا ہوا اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے وہ فوت ہوا تائب یعنی گناہون سے
پاک و بری اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محبت کے وہ مرا شہید اور کامل الایمان اور
تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے بشارت دیگا ملک الموت اسکو جنت کی پھر بشارت دینگے منکر
اور نکیر اسکو جنت کی۔ اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے وہ جاویگا جنت کو سطرح سے کہ جاتی ہے
دولہن کو اوسکے شوہر کے گھر۔ اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے کردانا خدا نے
اوسکی قبر کو زیارت گاہ ملائکہ رحمت۔ اور تحقیق جو مرا اوپر محبت آل محمد کے وہ
فوت ہوا اوپر سنت نبوی کے اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمد کے آویگا
قیامت کے دن لکھا ہوا درمیان دونون آنکھون کے کہ یہ مایوس ہے رحمت
الٰہی سے اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمد کے وہ مرا کافر۔ اور تحقیق جو فوت
ہوا اوپر بغض آل محمد کے نہین سونگھے گا وہ خوشبو جنت کی۔ امام فخر الدین رازی
جو علماء اہل سنت مین ایک مشہور اور معروف اور معتبر اور مستند عالم اور مجتہد ہین
جنکو اہل سنت نے انکا امام یعنے پیشوا تسلیم کیے ہوے ہین تفسیر آیہ قل لا اسئلکم مین حسب
احادیث نبوی کہ جن احادیث کی صحت بتواتر ثابت ہو چکی ہے مندرجہ ذیل اقرار

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صرف یہی چاروں بزرگوار آل رسول اللہ اور قرابت مند رسول اللہ اور اہلبیت رسول اللہ ہیں اور انھیں چاروں بزرگوں کے ساتھ جناب رسولخدا صلعم نے اپنی آل اور اہلبیت اور قرابت مند ہونیکی تخصیص کی ہے۔ اور بجزان چاروں بزرگوں کے کسی پانچویں کو اپنی آل و اہلبیت و قرابت نہیں بتلایا۔

۲۔ تمامی اصحاب و مہاجر و انصار و جملہ مسلمانان پر انھیں بزرگواروں یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی محبت واجب کی گئی ہے اور بجزان چاروں بزرگواروں کے کسی پانچویں شخص کی محبت امت پر واجب نہیں ہوئی۔

۳۔ آل رسول کا ذکر ہر نماز میں پروردگار عالم نے امت پر فرض کردیا ہے چنانچہ حکم ہے کہ تشہد میں آل رسول پر ہر نماز میں درود پڑھا جاوے۔

۴۔ یہی چاروں بزرگ واسطے تعظیم کے مخصوص کیے گئے ہیں۔ بجزان چاروں بزرگوں کے کسی پانچویں کی تعظیم امت پر واجب نہیں کی گئی۔ اور یہ بہت بڑا شرف ان لوگوں کے واسطے ہے جو کسی پانچویں کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

۵۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر محبت آل رسول کا نام رفض ہے تو میں بھی رافضی ہوں

۶۔ تفسیر نیشاپوری میں بھی ایسا ہی اقرار ہوا ہے۔ اور تفسیر محی الدین ابن العربی میں حسب ارشاد جناب رسولخدا صلعم توضیح کردی گئی ہے محبت آل رسول اور بغض آل رسول صلعم کے جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے جو کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۸ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بوجہ رشتہ خسر و حضرت عثمان کو بوجہ رشتہ دامادی و دیگر خویشان و عزیزان کو داخل عترت کیا ہے اس میں مجھکو بہت حیرت ہے۔ کہ اس مقام پر امام فخرالدین رازی معتبر سمجھے جاوین کہ جنکو تمام فرقہ اہل سنت اپنا امام قبول کرتا ہی

Presented by Ziaraat.Com

یا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب معتبر تصور کئے جادین کہ جنکو امامت پر ابھی تک کسی اہل اسلام
نے بیعت نہین کی امام فخرالدین رازی اقرار کررہے ہین کہ آل اور اہلبیت رسول و
قرابت مندان رسول ہین یہی چار بزرگ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ داخل ہین
کوئی پانچوان داخل نہین۔ اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب خلفاء ثلثہ کو بھی
داخل کئے دیتے ہین۔ اب نہ معلوم کہ امام فخرالدین رازی کاذب ہین یا مولوی
محمد جہانگیر خانصاحب کاذب ہین۔ دوسرے اگر خلفاء ثلثہ بقول مولوی محمد جہانگیر
خانصاحب کے قرابت مند رسول اللہ صلعم و افضل الامم و قابل تعظیم تھے اور بعد
خلفاء ثلثہ کے علیؑ و حسنین علیہم السلام واجب التعظیم ہین تو پھر کیا وجہ ہے کہ پروردگار
عالم نے جو محبت اقرباء رسول اللہ صلعم امت پر واجب کی تو وقت استفسار
جناب رسولخدا صلعم نے اپنا قرابت مند بجز علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے کسی پانچوین
کو نہین تبایا۔ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور عثمان بھی آنحضرت کے قرابت مند و
افضل الامم تھے تو وقت استفسار صحابہ ان حضرات کے نام اپنے قرابت مندون
مین کیون نہین تبلائے اور ان صاحبونکی محبت امت پر کیون واجب نہین کی
گئی تیسرے اگر حضرت عثمان آنحضرت کے داماد عزیز تھے اور اونکو فخر ذی النورین
ہونیکا حاصل تھا تو وہ بھی مثل علی علیہ السلام کے داخل آل و داخل اہلبیت و داخل
قرابت مندان کیون نہوئے۔ اور اونکی محبت امت پر واجب کیون نہ کی گئی اور
رسول خدا صلعم نے اونکا نام اپنے قرابت مندون مین کیون نہ تبلایا چوتھے یہ
بات سب سے زیادہ غور کے لائق ہے کہ خداوند عالم کے بعد جناب رسول خدا
صلعم کا رتبہ ہے اور سب خلائق پر آنحضرت کی تعظیم واجب گردانی گئی ہے چنانچہ
درود آنحضرت کے نام پر بنظر تعظیم پڑھا جاتا ہے۔ اور جب نام باری تعالے کا
لیا جاتا ہے تو اوسکے ساتھ آنحضرت کی نبوت کا بھی اقرار کیا جاتا ہے۔ مگر مین دیکھتا

Presented by Ziaraat.Com

بدون کہ ہر نماز مین جب مسلمان تشہد پڑہتے ہین یعنے توحید الٰہی و نبوت آنحضرت کا
اقرار کرتے ہین تو اوسیکے ساتھ آل محمدؐ کے نام پر درود پڑہتے ہین بموجب فرمان پروردگار
عالم کے اور آل رسول ہین علے علیہ السلام بھی داخل ہین جیسا کہ مفسرین اقرار کرچکے
ہین - پس جو تعظیم آنحضرت کی الفاظ درود کے ساتھ مین ہوئی ہے وہی تعظیم الفاظ درود
کے ساتھ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی بھی ہے اور نام خدا کے بعد جسطرح آنحضرت کے
نام پر درود پڑھنے کا ہر نماز مین حکم ہے اوسیطرح بعد نبی آل نبی کے نام پر یعنے علیؑ
فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کے نام پر ہر نماز مین درود پڑھنے کا حکم ہے - اگر خدا کے
اور رسول خدا کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان افضل تھے
حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسن اور حضرت حسینؑ سے تو اونکے نام پر تشہد
مین درود پڑھنے کا کیون حکم نہین ہوا - اور یہ لوگ قرابت مندان رسول
مین کیون نہ شمار کیے گئے - اب اس مقام پر پروردگار عالم اور جناب رسول
صلعم صادق سمجھے جاوین یا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اسکا فیصلہ کل مسلمانون
اور خاص مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی راے پر چھوڑا جاتا ہے - پانچوین
محی الدین ابن العربی تفسیر مین مطابق احادیث معتبر جناب رسول خدا صلعم
تحریر فرماتے ہین - کہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسین کے ساتھ بغض رکھنے والا کافر
ہے اور رحمت الٰہی سے مایوس رہیگا - مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کتاب
اظہار الحق کے صفحہ ۴۰ مین لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے غلط گواہی دی اس سے
آپکا کاذب ہونا ظاہر ہوتا ہے - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۴ مین لکھا ہے کہ زیادہ تر
خطاکار تھے اور کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۸۰ مین خاطی و عاصی لکھا ہے اور صفحہ
۱۴۸ مین کتاب مذکور کے لکھا ہے کہ وہ مشکل کشا نہین وہ بیچارے اپنی تو
مشکل آسان ہی نہ کرسکے تو دوسرونکی مشکل کیا آسان کرینگے - اور کتاب مذکور

Presented by Ziaraat.Com

کے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ علی علیہ السلام مین انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی اِن کلمات سے
مولویصاحب ممدوح کا دشمن علی ہونا محتاج ثبوت نہ رہا۔ اور دشمن علی کے حق مین جو تصریح
محی الدین ابن العربی نے کی ہے اوسکے مطابق ناظرین مولوی صاحب ممدوح کی نسبت سمجھ لین
کہ وہ اور اونکے معتقد اور ہم مذہب ناجی ہین یا ناری۔ دوسرے اگر مولوی صاحب ممدوح کی تحریر
حضرت علی علیہ السلام کی نسبت صحیح سمجھی جاوے تو مذہب اسلام باطل ہوا جاتا ہے اور عدالت
الہی مین نقص پیدا ہوتا ہے کیونکہ بحالت کذب و گنہگاری و عدم لیاقت انتظام ملکی کے علیؑ کی
محبت کو پروردگار عالم نے کل امت پر واجب کیا ہے اور مثل رسول اللہ صلعم اونکو واجب التعظیم
قرار دیکر ہر نماز مین اونکے نام پر درود پڑہنے کا حکم دیا ہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت
عثمان کہ جو انتظام ملکی مین لائق اور گناہونسے پاک اور راست گواہی دینے والے تھے نہ
پروردگار عالم کے نزدیک واجب التعظیم قرار پائے نہ رسول خدا کے نزدیک اگر واجب التعظیم
قرار پاتے تو اونکے نام پر بھی ہر نماز مین مثل حضرت علی علیہ السلام درود پڑہنے کا حکم ہوتا اور
یہ لوگ بھی قرابت مندان رسول اللہ صلعم مین داخل کیے جاتے اور سب امت پر محبت
اور اطاعت انکی مثل حضرت علی علیہ السلام واجب کیجاتی پس درحالیکہ پروردگار عالم
اور جناب رسولخدا صلعم نے بجز علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے کسی پانچوین کو
قابل درود سات نام رسولخدا صلعم کے نہین قرار دیا تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور
اونکے ہم مذہب اور ہم خیالونکا اصحاب و ازواج کو قابل درود قرار دینا ایک علیؑ و فاطمہؑ و
حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہی کے ساتھ مخالفت اور دشمنی کو ظاہر اور ثابت نہین کرتا بلکہ خدا اور
رسولخدا صلعم کے ساتھ بھی نافرمانی اور مخالفت کو ظاہر و ثابت کرتا ہے چھٹے امام فخرالدین رازی نے
جو امام شافعی کے اس شعر کا اظہار کیا ہے کہ اگر محبت آل رسول کا نام رفض ہے تو مین بھی رافضی ہوں
امام شافعی کو اس اظہار کی ضرورت جس وجہ سے ہوئی وہ قابل غور ہے۔ دشمنان علی
یعنے ناصبی شیعیان علی کو اسوجہ سے رافضی کہا کرتے تھے کہ اس گروہ شیعہ نے خلفاء

ثلثہ اور امیر معاویہ و دیگر خلفاء بنی امیہ کی خلافت کو تسلیم نہین کیا تھا اور علی
علیہ السلام کو فضیلت دیتے تھے تمامی خلفاء و تمامی اصحاب پر اور محبت علیؑ و فاطمہؑ
و حسنؑ و حسینؑ کا اظہار کرتے تھے اور لوگونکو ان بزرگونکی محبت کیجانب رغبت دلاتے
تھے اسوجہ سے اس فرقہ کے لوگونکو تو صاحب لفظ رافضی سے منسوب کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ منکران خلافت خلفاء ثلثہ و معاویہ وغیرہ اور محبت کرنیوالے اور
فضیلت بیان کرنیوالے علیؑ اور اولاد علی کے رافضی ہین کیونکہ خلفاء وقت سے
روگردانی کرتے ہین اور جو لوگ قابل تبرا ہین اونکے فضائل بیان کرتے ہین
اور اونکے ساتھ محبت کرتے ہین - کیونکہ بحکم امیر معاویہ علی اور اولاد علی علیہ السلام
ہر نماز جمعہ کے بعد خطبہ مین تبرا ہوا کرتا تھا جسکی توضیح تنقیح ششم مین کیجاویگی اسپر
امام شافعی نے فرمایا کہ اگر محبت آل رسول داخل رفض ہے تو مین بھی رافضی ہون
چنانچہ اوسی بنا پر آجتک اہل سنت شیعونکو بوجہ محبت آل رسول ذو للائے علی رافضی
کہتے ہین - یہانتک تو مین نے اہل سنت کی معتبر تفسیرون سے نقل کی ہے اب مین
چند حدیثین بھی کتب ہائے معتبر اہل سنت سے اور چند آیتین قرآن مجید سے
ذیل مین نقل کرتا ہون جنکے ملاحظہ سے شرف اور بزرگی اور فضیلت آل رسول اللہ
صلعم کی ظاہر ہوگی اور اصحاب رسول اللہ صلعم کے بارہ مین جو کچھ پروردگار عالم اور
جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے وہ بھی معلوم ہوجاویگا اور اس سے ہر شخص نتیجہ
نکال لیگا کہ کل اصحاب مومن تھے یا نہین منافق اور بے ایمان بھی تھے اگر مجمع
اصحاب مین بے ایمان اور منافق بھی تھے تو کیا منافق اور بے ایمان بھی قابل درود
قرار پا سکتے ہین - اگر بے ایمان اور مخالف قابل درود نہین قرار پا سکتے تو کل اصحاب
کے نام پر درود پڑھنا ایسا ہے کہ جسطرح یزید کی خلافت بذریعہ اجماع قبول کرکے
مسلمان دیکھتے رہے اور فرزند رسول تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح ہوگیا -

Presented by Ziaraat.Com

سورہ احزاب - انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

ترجمہ سوا اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تا لیجاوے تم سے نجاست گناہ کی اے اہلبیت اور پاک کرے تمکو بطہارت تامہ ثم قال اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا نبی اللہ قال انت علی مکانتک وانت علی خیر۔ وترمذی ومسلم فی مناقب علی عن عامر بن سعد کل مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں جناب ام سلمہ زوجہ رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اوڑھی جناب رسول خدا صلعم نے عبا سیاہ پشمی اور داخل کیا اوسمین علی و فاطمہ و حسن و حسین کو اور فرمایا کہ خدایا یہ ہین اہلبیت میرے دور کر انسے نجاست کو اور پاکیزہ کر انکو گناہوں سے - عرض کی جناب ام سلمہ نے کہ یا رسول اللہ ہم بھی اس عبا مین داخل ہوں ارشاد کیا جناب رسالت مآب نے کہ عاقبت تمھاری بخیر ہے اور نہ داخل کیا اوس عبا مین یہ حدیث متفق علیہ ہے - اصحاب صحاح ستہ نے بھی اس حدیث کو صحیح مسلم وغیرہ مین درج کیا ہے - قابل غور یہ بات ہے کہ آنحضرت نے جن احادیث مین لفظ اہلبیت و عترت استعمال کیا ہے اوس سے مراد صرف علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہین - یا ازواج و دیگر عزیز و قریب و حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان بھی داخل اہلبیت ہین - مخفی نرہے کہ اگر لفظ اہل بیت و عترت سے آنحضرت کے مراد جملہ عزیز و قریب ازواج و خلفاء ثلثہ سے ہوتے تو آنحضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ تخصیص اہلبیت ہونے کی نکرتے اور یہ نفرماتے کہ خدایا - فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ جو داخل عبا ہین یہی میرے اہلبیت ہین انھین کو پاک کردے گناہوں سے اگر ازواج بھی آنحضرت کے نزدیک داخل اہلبیت سمجھی جاتین تو جناب ام سلمہ کو آنحضرت داخل عبا اور شریک اہلبیت ہونے سے منع نفرماتے - اور جبکہ جناب رسول خدا صلعم تخصیص اہلبیت

Presented by Ziaraat.Com

کی علیؓ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ کر چکے تو زبان رسول خدا کے خلاف اہل لغت
کے محاورہ یا دشمنان آل رسول کی مخالفت کے سبب ازواج واصحاب کو کوئی ایماندار
داخل اہلبیت نہیں سمجھ سکتا۔ اور جن احادیث مین آنحضرتؐ نے فرمایا ہی کہ فرمانبرداری کرو
میرے اہلبیت کی اون احادیث مین لفظ اہلبیت سے بجز علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے
کوئی ازواج یا اصحاب یا قرابت داخل اہلبیت نہ سمجھا جاویگا جبکہ آنحضرتؐ بالتخصیص علیؑ اور فاطمہؑ
اور حسن اور حسین کو اپنا اہلبیت ہونا ظاہر فرما چکے۔ دوسرے جبکہ آپ عرض کر چکے درگاہ
باریتعالی مین کہ میرے اہلبیت خاص علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں انھین نجاست گناہ سے
پاک کر اور آیہ تطہیر بھی نازل ہوئی تو جس حالت مین کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ
گناہون سے پاک اور صاف ہوگئے تو پھر انکے معصوم ہونے مین کیا شک رہا
کیونکہ معصوم بیگناہ کو کہتے ہین۔ اور ان چارون بزرگونکو پروردگار عالم نے
جب گناہون سے پاک اور صاف کردیا تو معصوم ہوگئے۔ تیسرے۔ اگر حضرت ابوبکر
اور عمر اور عثمان و ازواج داخل اہلبیت ہوتین تو جسطرح آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و
حسنؑ و حسینؑ کو داخل عبا کرکے دعا کی تھی کہ خدایا یہ ہین اہلبیت میرے پاک
کردے انکو گناہون سے تو ان چارون بزرگوارون کے ساتھ حضرت ابوبکر و
عمر و عثمان و ازواج کو بھی داخل عبا کرکے گناہون سے پاک اور صاف ہونے کی
دعا مانگتے۔ اور جبکہ آنحضرت نے ابوبکر اور عمر اور عثمان و ازواج کو داخل عبا نہ کرکے
ان لوگون کے طیب اور طاہر ہونے کی دعا نہ مانگی نہ انکو اپنا اہل بیت کہا تو
جو لوگ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و ازواج کو داخل اہل بیت گردانتے ہین وہ نافرمانی
کرتے ہین حکم رسول کی جسکا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ نے غلطی کی کہ حضرت ابوبکر
و عمر اور عثمان کو اہلبیت نہ فرمایا تو کیا ہوا ہم تو انکو اہلبیت ضرور بناوینگے چاہے
رسول خدا کی اسمین نافرمانی ہو یا کفر۔ سبحان اللہ کیا ضد ہے کہ اس ضدمین نجات

حقے سے بھی محروم ہوتے ہین اور دنیا کا عروج تو اب اسلام مین باقی نہین رہا ہے
پھر نہ معلوم کس امید پر ضد کیجاتی ہے ۔ ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۱۹ عن زید بن ارقم
قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی
احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی
اھلبیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما
ترجمہ زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ مین چھوڑتا
ہون درمیان تمھارے دو شئی سب سے زیادہ بزرگ اور بڑی کہ پکڑے رہو اُسکو بعد
میرے تب ہرگز گمراہ نہو گے ۔ اونمین سے ایک قران ہے اور دوسرا اہلبیت
میرے اور آپسمین یہ دونون جدا نہونگے تا وقتیکہ پہونچین میرے پاس حوض کوثر
یہ حدیث متواتر اور اجماعی ہے صحیح بخاری وغیرہ جملہ کتب ہائے معتبرہ اہل سنت
مین درج ہے اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی کتاب تذکرۃ الخلفاء مین صفحہ
دوم و سوم مین اس حدیث کے معتبری اور متفق علیہ ہونیکا اقرار کیا ہے ۔ اور کتاب
ترمذی صحیحین مین کی ایک کتاب ہے جسمین سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے ۔
اس سے زیادہ معتبر اب اور کون سی کتاب ہوگی صواعق محرقہ ابن حجر و مستدرک
و مسند احمد ابن حنبل و جامع صغیر سیوطی وغیرہ کتب ہائے معتبر اہل سنت سے حدیث
مندرجہ ذیل نقل ہوئی ہے ۔ قال رسول اللہ صلعم ان مثل اھلبیتی مثل
سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک ترجمہ فرمایا
جناب رسول خدا صلعم نے کہ مثال میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کے ہے ۔ جو شخص
سوار ہوا نجات پائی اور جو شخص روگردان ہوا وہ ہلاک ہوا ۔ جامع الصغیر سیوطی
جلد اول صفحہ ۱۶۱ ۔ حرف الف النجوم اماناً لاھل السماء واھلبیتی
اماناً لامتی ترجمہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ ستارہ امان ہین واسطے

Presented by Ziaraat.Com

اہل آسمان کے اور اہلبیت ہمارے باعث امن و باعث پناہ ہین واسطے اہل زمین
کے ان ہرسہ حدیث مین لفظ اہل بیت آیا ہے اور ہم ین اسکے قبل معتبرین تفسیرون
اور معتبر کتابون سے اور حسب اقرار معتبر علماء اہل سنت کے اثبات کو ثابت
کرچکا ہون کہ اہل بیت اور عترت اور آل کا لفظ مخصوص ہے واسطے علیؑ و فاطمہؑ
و حسن و حسین علیہم السلام کے کیونکہ خود پیغمبر خدا صلعم ان بزرگوارونکے حق مین
بالتصریح فرما چکے ہین کہ خدایا یہی ہین اہلبیت میرے پاک کردے انکو گناہونسے
ہین ان ہرسہ احادیث مین جو لفظ اہلبیت آیا ہے اوس سے مراد یہی چار
بزرگ یعنے علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السلام ہین - حدیث اول مین وصیت
کی ہے رسول خدا صلعم نے کل امت کو کہ مین درمیان تمہارے دو چیزین چھوڑتا
ہون جو سب سے بڑی ہین ایک قرآن دوسرے اہل بیت اپنے یعنے
علی علیہ السلام و فاطمہؑ و حسن و حسین اور حدیث دوم مین آنحضرت نے فرمایا ہی
کہ میرے اہلبیت یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین مثل کشتی نوح کے ہین اور کشتی نوح کا
واقعہ مشہور ہے کہ جن لوگون نے نوح علیہ السلام کی فرمانبرداری اختیار کر کے کشتی
نوح مین سوار ہو گئے وہ تو زندہ اور سلامت رہے اور جن لوگون نے نوح
علیہ السلام کو کاذب جانا وہ غرق آب ہوئے لہذا اس مثال سے مطلب آنحضرت
کا یہ ہے کہ جو لوگ فرمانبرداری کرینگے علیؑ اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی وہی راہ
راست پر سمجھے جاوینگے اور نجات پاوینگے اور جو لوگ ان چارون بزرگون کی
فرمانبرداری نکرینگے اور منحرف ہو جاوینگے وہ نجات سے محروم رہینگے - اور حدیث
سوم مین آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسطرح اہل آسمان ستارونکی سبب حالت
امن مین ہین اگر ستارہ نہون تو اہل آسمان نیست اور نابود ہو جاوین اسیطرح
اہل بیت میرے یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین کے باعث اہل زمین حالت امن مین

Presented by Ziaraat.Com

وین اگر یہ چارون بزرگ اور انکے جانشین انکی اولاد روے زمین پر موجود ہون تو قیامت آجاوے۔ اس مقام پر مین ضروری سمجھتا ہون کہ ایک چھوٹا سا مرقع ناظرین کو اون مسلمانون کا دیکھا دون جنھون نے روگردانی کی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے۔

۱۔ سب سے پہلے حضرت عمر نے انحراف کیا ان چارون بزرگون سے اور نافرمانی کی احکام خدا اور حکم رسول اللہ صلعم کی جب وقت وفات آنحضرت نے تحریر وصیت کیواسطے کاغذ و دوات طلب فرمایا تو کہا حضرت عمر نے کہ حسبنا کتاب اللہ یعنے کچھ ضرورت تحریر وصیت کی نہین ہے ہمارے واسطے قران شریف کافی ہے اور یہ ہمکو پسند ہے۔ حضرت عمر نے اور اونکے مددگارون نے کلام الہی کی فرمانبرداری قبول کی۔ مگر اہلبیت رسول کی فرمانبرداری قبول نہ کی۔ اگر اہلبیت رسول کے فرمانبرداری بھی قبول کرتے تو یہ کہتے کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ وَعِتْرَتِهٖ وَاَهْلِبَیْتِهٖ

۲۔ مقدمہ فدک مین علی علیہ السلام کی شہادت کو بوجہ شوہریت حضرت ابوبکر قبول نہ فرمایا اور حضرت عمر نے بوجہ خوش طبعی و حرص قابل خلافت نہ سمجھا اہلبیت رسول کی یہ قدر کی گئی۔

۳۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی اس نافرمانی کو دیکھکر امت نے اس درجہ آل رسول کی توقیر کی کہ امیر معاویہ کے ہمراہ علانیہ اہل شام نے حضرت علی علیہ السلام مقابلہ کیا بہتر لڑائیان لڑے حضرت علی علیہ السلام کو شہید کیا امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا امام حسین علیہ السلام کو تین روز کا بھوکا پیاسا مثل گوسفندان قربانی ذبح کیا رسول خدا صلعم کی بہو بیٹیون کو سر برہنہ دیار بدیار شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے پھرایا اور سب مسلمان دیکھتے رہے کسی نے اعانت نہ کی بلکہ جس شہر مین اہل حرم کا قافلہ لٹا ہوا حالت قید مین جاتا تھا اوس شہر کے مسلمان جشن کرتے تھے اونکو دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے تھے۔ اٹھاوئن برس تک علیؑ اور اولاد علی پر ہر نماز جمعہ کے خطبہ مین سر
منبر تبرا ہوتا تھا اور سب مسلمان خوشی کے ساتھ سنتے تھے اور شریک ہوتے تھے
وقت خلافت چہارم عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و سعد ابن وقاص وغیرہ
شرفاء مدینہ نے بیعت علی سے صاف انکار کر دیا۔ ابو شحمہ پسر ثانی حضرت عمر نے
بہمراہی معاویہ علی علیہ السلام پر تلوار کشی کی اور قتل ہوئے۔ دیگر اصحاب و
مہاجر و انصار نے بشرکت حضرت عائشہ علی علیہ السلام پر تلوارین کھینچین اور خونریزی
کی یہ توقیر اہلبیت رسول اللہ کی وفات رسول اللہ کے بعد امت نے کی کہ جن
اہلبیت جنکا رتبہ رسول خدا نے تمامی خلائق و امت سے اعلےٰ اور افضل بتایا
تھا اور قران مجید کے مثل اونکا رتبہ ظاہر کیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ قران صامت ہے
اور اہلبیت رسول قران ناطق ہین۔ قران صامت کے معنی اور مطالب اہلبیت
رسول یعنے ناطق سے ظاہر ہونگے اور احکام قرانی کے مطابق اہلبیت رسول یعنے
قران ناطق امت کو ہدایت اور رہنمائی کرینگے۔ سو ان اہلبیت کی اصحاب نے
اور امت نے جو قدر کی وہ اظہر من الشمس ہے اسی قدر اور منزلت پر مسلمان دنیا
دعویٰ کیا جاتا ہے اسی قدر و منزلت پر اہلبیت رسول کی دوستی کا اقرار کیا جاتا ہے
انھین اصحاب پر کہ جنھون نے اہلبیت رسول کی یہ توقیر کی اہل سنت درود بھیجتے ہین
اور شرف اونکا ہمرتبہ رسول اللہ جانتے ہین اور اہل سنت کے اس عملدرآمد کے
مطابق مین باواز بلند فیصلہ کرتا ہون کہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ جو حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ کو برا کہتے ہین اور اپنے مذہبی جلسون
مین ان حضرات خلفاء ثلثہ و خلیفہ چہارم امیر معاویہ کی عیب جوئی کرتے ہین یہ عین
دوستی ہے۔ اور جس قسم کی دوستی اہل سنت کو اہلبیت کے ساتھ ہے اسی قسم سے
اس دوستی کو بھی سمجھ لینا چاہیے کیونکہ اہل سنت کے محاورہ مین دوستی اوسکو

Presented by Ziaraat.Com

کہتے ہین جو اپنے مخدوم کی تضحیک کرے تذلیل کرے تبرا کرے جیسا کہ امیر معاویہ نے کیا۔ یہی تو شیعہ کرتے ہین پھر اونپر الزام دشمنی کیون لگایا جاتا ہے اور اونکے فعل تبرا پر کیون اعتراض کیا جاتا ہے جبکہ امیر معاویہ کے فعل تبرا پر اعتراض نہین میرے نزدیک حسب رواج اہل سنت جسطرح حضرت معاویہ بوجہہ عداوت و تبرا علی علیہ السلام کے رضی اللہ عنہ کہے جاتے ہین اسیطرح عام شیعونکو بوجہہ عداوت خلفاء ثلثہ و کرنے تبرا کے رضی اللہ عنہ کہنا قرین انصاف ہے۔

اب اصحاب رسول کی مدح مین چند آیتین قرآن مجید سے ذیل مین نقل کیجاتی ہین۔ جنکے ملاحظہ سے ظاہر ہوجاویگا کہ اصحاب رسول قابل درود ہین یا نہین۔

۱۔ سورہ الانعام پارہ ہشتم وَاِنَّ کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَھْوَآئِھِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ

ترجمہ اور تحقیق بہت لوگ گمراہ کرتے ہین ساتھ خواہشون نفس اپنے کے بغیر تحقیق۔ یہ گمراہ کرنیوالے مسلمان رسول خدا کی زندگی مین موجود تھے انھین کا نام اصحاب ہے انھین کے حق مین پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اپنی نفس کی خواہشون کے پورا کرنے کو بغیر تحقیق لوگون کو گمراہ کرتے ہین انھین گمراہ کرنیوالون کو اہل سنت قابل درود سمجھے ہوے ہین۔ اور اسکی پیروی مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو بھی مصروف پاتا ہون کہ محض اپنی نفسانی خواہشونکے پورا کرنے کو کتابین بغیر تحقیق لکھتے ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین اور اسی گمراہی سے بچنے کے واسطے رسول خدا نے فرمایا تھا کہ مین اپنے اہلبیت کو درمیان امت واسطے ہدایت اور رہنمائی کے چھوڑے جاتا ہون جو لوگ میرے اہلبیت کی فرمانبرداری کرینگے نجات پاوینگے نافرمانی کرنیوالے گمراہی مین پڑینگے اور نجات سے محروم ہوکر دوزخ مین جاوینگے

۲۔ سورہ محمد پارہ ۲۶۔ رَاَیْتَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یَّنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰی لَھُمْ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۔

Presented by Ziaraat.Com

ترجمہ دیکھا تو نے اون لوگون کو کہ دلون مین اونکے نفاق ہے دیکھتے ہین تیری
طرف بیہوشی پاس موت سے پس واے ہے واسطے اونکے فرمانبرداری اور بات اچھی

۳ - سورہ محمد پارہ ۲۶ - فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا
ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارہم افلا یتدبرون
القران ام علی قلوب اقفالہا ترجمہ پس نزدیک ہو تم اوسکے
اگر چاہو تم یہ کہ فساد کرو تم زمین مین اور قطع کرو اپنی قرابتون کو یہ وہ ہین
کہ لعنت کی اونکو اللہ نے پس بہرا کیا اور اندھا کیا اونکی آنکھونکو پس وہ نہین غور
کرتے احکام قران کو اونکے دلونپر قفل لگے ہین -

۴ - سورہ محمد پارہ ۲۶ - ام حسب الذین فی قلوبہم مرض ان لن یخرج
اللہ اضغانہم ولو نشاء لارینٰکہم فلعرفتہم بسیمٰہم ولتعرفنہم فی
لحن القول واللہ یعلم اعمالکم ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین
ونبلوا اخبارکم - ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ وشاقوا الرسول
من بعد ما تبین لہم الہدی لن یضروا اللہ شیئا وسیحبط اعمالہم یا ایہا الذین
امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم ترجمہ بلکہ
گمان کیا اونھون نے کہ اونکے دلون مین بیماری ہے یہ ہرگز نہ نکالیگا
اللہ کینے اونکے - اور اگر چاہین ہم البتہ دکھلادین تجھکو نشانیان اونکی
پس البتہ پہچانے انکو ساتھ نشانیون اونکی کے اور البتہ پہچانیگا اونکو طرز
گفتگو مین اور اللہ جانتا ہے عملون تمھارے کو اور البتہ آزماوینگے ہم تمکو
یہانتک کہ جانین جہاد کرنیوالے تم مین سے صبر کرنیوالون کو اور آزماوین
ہم خبرون تمھاری کو تحقیق جو لوگ کافر ہوے اور بند کیا راہ سے اللہ کی اور
مخالفت کی اونھون نے رسول کی بعد اسکے کہ ظاہر ہوے واسطے اونکے ہدایت

Presented by Ziaraat.Com

ہرگز نہ ضرر دینگے وہ اللہ کو کچھ اور جلد باطل ہونگے عمل اونکے اے لوگو جو ایمان
لائے ہو اطاعت کرو۔ اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ باطل کرو عمال اپنے
یہ ہرسہ آیتین سورہ محمد کی کہ جنپر نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ لگا دیا گیا ہے۔ خاص اون
لوگون کے حق مین ہین کہ جو رسول اللہ صلعم کی زندگی مین ایمان لائے اور صحبت
رسول اللہ مین حاضر رہتے تھے اور جو از نام اصحاب رسول معروف ہوئے۔ اور
انھین اصحاب کی نسبت پروردگار عالم ۵ سورہ مائدہ پارہ ششم مین فرماتا ہے کہ
یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ
قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ترجمہ اے رسول غمگین مت ہو اون لوگون سے
جو جلدی کرتے ہین کفر مین اور وہ لوگ زبان سے کہتے ہین کہ ہم لوگ ایمان لائے
اور دل اونکے ایمان نہین لائے۔

۶۔ سورہ فرقان۔ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا
ترجمہ۔ اور کہا پیغمبر نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا اس قران کو بطور
مھجور و ہجران کے یہ پانچ آیتین مین نے قران مجید سے نقل کی ہین جنپر نمبر ۲ و ۳
و ۴ و ۵ و ۶ لگا دیا ہے ان سب کا نتیجہ ذیل مین ظاہر کرتا ہون۔

۱۔ یہ سب آیتین انھین اصحاب رسول کی شان مین نازل ہوئی ہین کہ جنکے
نامون پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیال درود
پڑھتے ہین۔ چنانچہ یہ آیہ نمبر ششم مین جناب رسالتماب صلعم نے اون اصحاب کو تبلا
بھی دیا کہ وہ میری قوم مین سے ہین اور اونھون نے کی مجبوری کے سبب سے
کلام الہی کو بظاہر قبول کر لیا ہے دل سے قبول نہین کیا چنانچہ آیہ نمبر ۵ مین
پروردگار عالم انحضرت کو تسکین دیتا ہے کہ تو اون لوگون سے غمگین مت ہو جو
بظاہر تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے مگر وہ لوگ دل سے ایمان نہین لائے۔

Presented by Ziaraat.Com

پس پیغمبر خدا نے جو اپنی قوم یعنے اپنے اصحاب کی شکایت خدا سے کی اوسکا سبب یہی
تھا کہ لوگ رسول اللہ پر طعن نہ کرین کہ آپکی صحبت کا اثر اصحاب پر اتنا بھی نہ ہوا
کہ کامل الایمان ہوجاتے - یا لوگ اِن منافقوں کو اصحاب رسول سمجھکر دہوکا کھاوین
اور اونکے معتقد ہوکر گمراہ ہوجاوین جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے
ہم مذہب اہل سنت امیر معاویہ کو اصحاب رسول سمجھکر رضی اللہ عنہ کہتے ہین اور اونکے
نام پر درود پڑھتے ہین کیونکہ جب کلمہ درود شریف مین آلہ و اصحابہ کہا جاتا ہے
تو امیر معاویہ بھی تو باعتقاد اہل سنت اصحاب رسول ہین وہ بھی قابل درود قرار پاگئے -
۱ - سورۂ محمد کی اون آیتون مین کہ جنپر نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ لگے ہوئے ہین پروردگار عالم
آنحضرت کو اونکے اصحاب کی منافقت سے مطلع فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اے
محمد صلعم دیکھ اپنے اصحاب کو کہ وہ بظاہر اقرار و فرمانبرداری کرتے ہین مگر دلون مین
اونکے نفاق ہے اور منتظر ہین تیری وفات کے - اور اصحاب رسول اللہ کیجانب
پروردگار عالم خطاب کرتا ہے کہ تم جو وفات رسول خدا صلعم کے منتظر ہو تو وقت
وفات بھی قریب آپہونچا - اور تم بعد وفات رسول اللہ زمین پر فتنہ و فساد برپا
کروگے اور اس فتنہ و فساد کے ذریعہ سے ذوی القربا سے نکو قطع کروگے اور اِن افعال
سے تم پر خدا کی لعنت پڑیگی - کیونکہ تم کانونسے بہرے ہوگئے ہو کہ فرمان الٰہی اور
احکام رسالت پناہی کو نہین سماعت کرتے اور آنکھون سے اندھے ہوگئے ہو کہ فرمان
الٰہی اور احکام رسالت پناہی کو نہین دیکھتے اور تمھارے دلونپر قفل لگے ہوئے ہین
کہ احکام قرآن پر عمل نہین کرتے اور دلسے نفاق کو نہین نکالتے اور پھر پروردگار عالم
جناب رسالتماب صلعم سے فرماتا ہے کہ اے محمد تمھارے اصحاب کے دلون مین بیماری ہے
یعنی شیطان نے اونکو سنگدل کردیا ہے اونکے دلونسے ہرگز کینہ نہ نکلے گا - اور اگر
تو چاہے کہ اپنے اون اصحاب کو پہچان سکے کہ جو تیری وفات کے منتظر ہین اور جنکے

Presented by Ziaraat.Com

دلون مین نفاق ہے اور جو بعد تیرے وفات کے زمین پر فتنہ و فساد کرنیوالے ہین اور اپنی قرابتونکو قطع کرنیوالے ہین اونکو اونکے طرز کلام سے شناخت کرلے پھر پروردگار عالم اصحاب رسول اللہ کی جانب خطاب کرتا ہے کہ رسول کی نافرمانی سے خدا کا کچھ ضرر نہین بلکہ تمھارے اعمال جلد باطل ہوجاوینگے اور پھر خدا فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے نیک اعمالیونکو بوجہ نافرمانی باطل مت کرو۔

پس مقام غور ہے کہ پروردگار عالم صاف طور پر حکم دے رہا ہے کہ چاہے جسقدر اعمال نیک کرو مگر رسول اللہ کی نافرمانی کے سبب وہ سب اعمال باطل ہوجاوینگے اور تمپر خدا کی لعنت پڑیگی اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کہتے ہین کہ اصحاب بیعت رضوان کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے جنکی نسبت خدا فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہ و رضو عنہ یعنے خدا تم سے راضی ہوا اور تم خدا سے راضی ہوے۔ ہمنے اسکو بھی فرض کیا لیکن جب بعد وفات رسول خدا صلعم اصحاب رسول نے زمین پر فساد کیا اور آل رسول کے ساتھ بغض و کینہ کیا اور وقت وفات رسول اللہ آنحضرت کی نافرمانی کی اور واسطے تحریر وصیت کے کاغذ و دوات نہین دیا اور ہمراہ امیر عسکر اسامہ بن زید کے نہین گئے جسکی توضیح تنقیح نہم مین کیجاویگی تو ان نافرمانیونکی سبب بیعت رضوان کے فضائل یا مثل اسکے دیگر اعمال باطل ہوگئے یا نہین چنانچہ ان اصحاب کے بغض اور نفاق کا اور اصحاب رسول اللہ کے خطادار ہونے کا اور اصحاب رسول اللہ پر شیطان کے ظفریاب ہونیکا معتبرون اہل سنت نے اقرار کیا ہے جن اقرارون مین سے صرف دو معتبر عالمونکے قول ذیل مین نقل کیئے جاتے ہین۔

شرح مقاصد سعد الدین تفتازانی اِنَّ مَا وَقَعَ بَیْنَ الصَّحَابَۃِ مِنَ الْمُشَاجَرَاتِ عَلٰی

Presented by Ziaraat.Com

ونجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنۃ الثقات و الحسد و العناد و طلب الریاست و المیل الی اللذات و الشہوات الی آخرہ۔ و تفتازانی کہتے ہین کہ بیشک حسد و بغض و تقصیر بعض امور مین صحابہ سے ہوئی اور جو کچھ رنج و ملال صحابہ سے وقوع مین آیا وہ کتب تواریخ مین مذکور ہے کسیکی مجال نہین ہے کہ اُس سے انکار کر سکے یا اُسکو اخفا کر سکے اور حق یہ ہے کہ بعض صحابہ بسبب خواہش مال دنیا و طلب ریاست دائرہ اعتدال سے متجاوز ہو گئے۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۔ ثم اعلم ان العارف السہروردی قال فی الرسالۃ المسماۃ باعلام الھدی عقیدۃ ارباب التقی و اما صحابۃ فابو بکر و فضائلہ لا تحصر و عمر و عثمان و علی ثم قال و ما ظفر بہ الشیطان من ھذہ الامۃ و شمائر الضغائن و دلس بھا فی الضمائر حتی ظھرت المشاجرۃ بینھم فاورث ذلک احقاد او ضغائن فی البواطن الی آخرہ۔

صاحب فقہ اکبر کہتے ہین کہ ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علیؓ کے فضائل بے حد و بیشمار ہین مگر شیطان اس امت پر ظفریاب ہوا یعنے رنج بسبب طلب ریاست کے دلون مین اصحاب کے پیچیدہ ہوا اور عداوتون سے نفس اونکے نجس اور سیاہ ہو گئے۔

صاحب فقہ اکبر خلفاء ثلثہ کی افضلیت کا تو اقرار کرتے ہین مگر یہ بھی کہتے ہین کہ بوجہ طلب ریاست اصحاب کے دلون مین اغواے شیطانی کے سبب باہم رنج پیدا ہو گیا اور آپسمین عداوت ہو گئی۔ اور سعد الدین تفتازانی بھی اقرار کرتے ہین کہ خواہش مال و دنیا و طلب ریاست کے سبب باہم اصحاب کے عداوت و رنج و خصومت پیدا ہوئی اور بعض امور مین صحابہ سے ضرور خطا اور تقصیر ہوئی۔ اسی عداوت کی خبر سورہ محمد مین پروردگار عالم نے دی ہے کہ اصحاب رسول بظاہر اپنے کو ایماندار کہتے ہین مگر دل سے وہ ایماندار نہین اور منتظر ہین وفات رسول اللہ

تاکہ بعد وفات زمین پر فتنہ وفساد برپا کرین اور اپنی قرابتونکو قطع کرین اور
یہ امور باعث نافرمانی خدا ورسول کے ہین اسلیئے اعمال اون اصحاب کے باطل
ہوجاوینگے بوجہ نفاق اور اونپر خدا کی لعنت ہے مین حیران ہون کہ ایسے منافقون
اور نافرمانبردار اصحابونپر خدا لعنت کرتا ہے پس شیعہ اس حکم الٰہی کے مطابق دشمنان
علیؑ ودشمنان اولاد علیؑ کے اوپر اگر لعنت کرتے ہین تو اسمین قباحت کیا ہے۔
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت جو کہتے ہین کہ جو
شخص لعنت کرتا ہے وہ لعنت اوسی پر لوٹ کر آتی ہے اور پروردگار عالم سورۂ
محمدؐ مین حکم دیتا ہے کہ منافقون پر اور نافرمانبردارونپر خدا کی لعنت ہے تو اس
حکم کے مطابق تو دشمنان علیؑ ودشمنان اولاد علیؑ پر کہ جنہون نے بطمع دولت وطلب
ریاست علیؑ واولاد علیؑ پر ظلم کیا اور اونکے ساتھ دشمنی کی لعنت کرنا احکام الٰہی کی
فرمانبرداری مین داخل ہوگا اور لعنت کرنے سے منع کرنا اور یہ کہنا کہ وہ لعنت
لوٹ کر لعنت کرنیوالے پر آتی ہے احکام الٰہی کی صریح نافرمانی ہے۔ اور حکم الٰہی
کے مخالف رائے دینا دشمن خدا کا کام ہے نہ کسی ایماندار کا پس مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کی نسبت مجھکو اس رائے کے ظاہر کرنے مین
کچھہ تامل نہین کہ کل اصحابونکو قابل درود سمجھنا اور اونکے نام پر حکم الٰہی کے خلاف
درود بھیجنا خداوند عالم کے ساتھ دشمنی کرنا ہے دران حالیکہ حالات اصحاب کے
ایسے ہین جیسا کہ مین نے قران مجید سے ظاہر وثابت کردی اب مین چاہتا ہون
کہ احادیث رسول اللہ صلعم سے بھی فضائل اصحاب کے ظاہر کردون تاکہ عام لوگونپر
اصحاب کے حالات پوشیدہ نرہین۔

کتاب المغازی للواقدی نے غزوۂ احد صفحہ ۱۰۲ اذا کان طلحۃ بن عبید اللہ
وابن عباس وجابر بن عبد اللہ یقولون صلی رسول اللہ علی قتلی احد

وقال رسول اللّٰہ صلعم انا علی ہٰؤلاء شہید فقال ابو بکر یا رسول اللّٰہ الیسوا اخواننا اسلموا کما اسلمنا وجاہدوا کما جاہدنا قال بلیٰ ولٰکن ہٰؤلاء لم یاکلوا من اجورہم شیئًا ولا ادری ما تحدثون بعدی فبکا ابو بکر وانا لکائنون بعدک

نماز جنازہ پڑھی جناب رسول خدا صلعم نے اوپر شہداء احد کے اور فرمایا حضرت نے میں اون لوگوں پر گواہ ہوں۔ کہا حضرت ابو بکر نے کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ میرے بھائی نہیں ہیں ایمان لائے وہ لوگ جیسا کہ میں ایمان لایا اور جہاد کیا اُن لوگوں نے جیسا کہ میں نے جہاد کیا۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہاں۔ لیکن اپنی مزدوری و محنت کا حظ و لذات دنیا سے اُن لوگوں نے کچھ چکھا نہیں اور نہ معلوم کہ میرے بعد تم کیا احداث کروگے۔ یہ سنکر حضرت ابو بکر بہت روئے اور تعجب کرکے کہا کہ آہ بعد آپ کے مجھسے ایسے افعال صادر ہونگے۔

قراین قویہ سے مطلب اس واقعہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا نے شہداء احد کی نماز میت جسوقت پڑھی تو آپ نے شہداء احد کے مراتب اور فضائل بیان فرمائے اپر حضرت ابو بکر نے متعجب ہوکر کہا کہ یا حضرت کیا ان فضائل اور مراتب کا مجھکو حق نہیں ہے جو فضائل اور مراتب کہ آپ نے شہداء احد کے بیان فرمائے کیونکہ جسطرح شہداء احد مسلمان ہوئے اوسیطرح میں بھی مسلمان ہوا اور جسطرح شہداء احد نے جہاد کیے میں نے بھی جہاد کیا۔ پھر کیا سبب ہے کہ میرے مراتب مثل شہداء احد کے نہیں ہیں۔ اسکے جواب میں جناب رسالت مآب صلعم نے بکراہت فرمایا کہ یہ بات تو سچ ہے کہ تم بھی مثل شہداء احد کے مسلمان ہوئے ہو اور جہاد بھی کیا ہے مگر شہداء احد نے اس ایمانداری اور جہاد کا بدلا اس دنیا میں کچھ نہیں پایا اور لذات دنیا میں کوئی حظ نہ اوٹھایا۔ اور تم تو بعد وفات میرے نہ معلوم کہ دین میں کیا کیا نئی باتیں جاری کروگے کہ جس کی سبب سے امت گمراہی میں

پشیمانی اور فتنہ و فساد پیدا ہونگے اسپر حضرت ابوبکر بہت روئے اور افسوس کیا اپنے
حال پر اور ظاہر کیا رسول اللہ کے سامنے کہ کیا مجھسے آپکی وفات کے بعد ایسے
ناقص افعال صادر ہونگے یہ سنکر رسول خدا صلعم خاموش ہوگئے اور حضرت ابوبکر کے
اس گریہ و بکا پر کوئی کلمہ قابل تسکین اپنی زبان مبارک سے ایسا نہ فرمایا کہ جسکے
سُن لینے سے حضرت ابوبکر کو اطمینان ہوتا۔ اور اسی بے اطمینانی نے وفات رسول
خدا صلعم کے بعد حضرت ابوبکر کو حصول خلافت کے واسطے دلیر بنا دیا۔ اور ضبطی
فدک پر آمادہ کر دیا۔ اور رنجیدگی جناب فاطمہؑ کی جانب سے بیخوف کر دیا۔ اور عدم
تعمیل حکم جناب رسول خدا صلعم سے بے پرواہ بنا دیا۔ اسی بے پرواہی کے سبب سے
حضرت ابوبکر ہمراہ لشکر اسامہ بن زید روانہ ہوئے تاکہ موقع حصول خلافت کا
ہاتھ سے نہ جاوے۔

اگر حضرت ابوبکر کلام رسول خدا سے اپنی نجات عقبیٰ مین نا امید نہوتے تو آنحضرت کا
کلام سنکر گریہ و زاری نکرتے۔ اور اگر رسول خدا صلعم حضرت ابوبکر کو نئی باتین
ایجاد کرنیکے سبب ناجی سمجھتے تو اونکے گریہ و بکا پر ضرور تسلی فرماتے کہ پریشان
نہو تقاضائے بشریت سے اگر تم دین مین نئی باتین ایجاد کروگے تو بھی تمھاری
نجات مین کوئی نقص پیدا نہوگا۔ اور خدا اور رسولخدا نے اصحاب منافق کے
کہ جو بظاہر اقرار فرمانبرداری و اظہار اسلام کرتے تھے اور دل سے نہ مسلمان
ہوئے نہ نفاق اونکا کم ہوا نام اسواسطے ظاہر نہ کئے کہ اسلام مین فتنہ پیدا ہوجاتا
اور امید تھی کہ ان منافقونکے صلب سے مومن بھی پیدا ہونگے۔ اور ان لوگونکے
سبب سے اسلام قوت پانیوالا تھا۔ اسیوجہ سے رسول خدا نے ظاہر کر دیا تھا
کہ اسلام رونق پاویگا فاسق و فاجر سے چنانچہ اس حدیث کی نقل بخاری جلد پنجم صفحہ
سے تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے۔ جو صاحب چاہین ملاحظہ فرماوین۔

Presented by Ziaraat.Com

بخاری جلد پنجم صفحہ ۲۷ ۔ عن ابن عباس قال انکم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلا ثم
قرأ کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین و اول یکسی یوم
القیامۃ ابراہیم من اصحابی یؤخذ بہم ذات الشمال فاقول اصحابی
اصحابی فیقال انہم لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم فاقول
کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم الی قولہ الحکیم ۔

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میرے اصحاب کو ملائکہ عذاب الٰہی میں گرفتار کر کے جانب شمال لیجاوینگے اوسوقت میں ملائکہ سے کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہیں ملائکہ جواب دینگے کہ یہ ہمیشہ ارتداد پر رہے اور جس وقت آپ نے دنیا کو ترک کیا یہ لوگ اپنے اولٹے پیروں میں پھر گئے (یعنی اونھیں رسوم جہالت کو اختیار کر لیا تھا جو قبل از اسلام قبیلہا ے عرب میں بغض و کینہ و خونریزی فتنہ و فساد و طمع دولت و حکومت کی جاری تھین)۔

بخاری جلد دہم صفحہ ۲۷ قالت اسماء عن النبی قال انا علی حوضی انتظر من
یرد علی فیؤخذ بناس من دونی فاقول امتی فیقول لا تدری
مشوا علی القہقری قال ابن ابی ملیکۃ اللہم انا نعوذ بک ان نرجع
علی اعقابنا او نفتن ۔ قال عبد اللہ ابن مسعود قال النبی انا فرطکم
علی الحوض لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا اہویت لاناولہم
اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ ملائکہ میرے اصحاب کو دوزخ کیجانب کھینچکر لیجاوینگے اوسوقت میں کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہیں تب ملائکہ جواب دینگے کہ آپ نہیں جانتے کہ بعد آپ کے کیا کیا کچھ ان لوگوں نے دین میں احداث کیا ۔

وہی لفظ احداث اس حدیث میں بھی آیا ہے جو واقدی سے نسبت حضرت

Presented by Ziaraat.Com

ابوبکر نقل کیا گیا ہے اور جسکی تصریح مین کرچکا ہون اور اس حدیث سے واضح طور
پر ثابت ہوگیا کہ بعد فوت رسول خدا صلعم جن اصحاب نے احداث کیا وہ دوزخ
مین بھیجے گئے اور حضرت ابوبکر کی نسبت بھی رسول خدا صلعم نے یہی لفظ فرمایا تھا
کہ بعد میرے نہ معلوم تم کیا کیا احداث کردگے جیسے حضرت ابوبکر نے کر دیا۔ چونکہ
انسان خود مختار ہے رسول خدا نے ظاہر کردیا اون باتونکو جو حضرت ابوبکر
کرنیوالے تھے اور اس اظہار سے یہ غرض تھی کہ اسکو سنکر خوف خدا کرین اور احداث
سے باز رہین اسیواسطے آپ نے مکرر سہ کرر اصحابونپر ظاہر کردیا کہ میرے اصحاب
ہونیکے بھروسہ پر بے فکر ہوکر فتنہ وفساد برپا نہ کرنا طلب ریاست وخواہش دولت
مین قرابتونکو منقطع نکردینا دین مین بدعتین جاری نکرنا۔ پیشوا بنکر لوگون کو گمراہ
نکرنا۔ کیونکہ ان افعال کی سبب میرے صحابہ بھی دوزخ مین جاوینگے اور ان
افعال کے لوگون کو میرا اصحاب ہونا کفایت نکریگا اور دوزخ سے نہ بچاویگا۔
بلکہ تم لوگ فرمانبردار رہنا میرے اہلبیت کے یعنی علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کے۔
اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت ارشاد فرماوین کہ
حضرت معاویہ ودیگر اصحاب مخالفان حضرت علی علیہ السلام کی نسبت جو فرمایا جاتا ہے
کہ صحبت نبی کا اتنا بھی اثر نہوا کہ نیک افعال ہوجاتے کیا بیعت رضوان سے فضیلت
اصحاب ثابت نہین ہوتی جبکہ خود پروردگار عالم فرماوے کہ بوجہہ نفاق وقطع رحم
کل اعمال اونکے باطل ہوجاوینگے اور ایسے لوگونپر خدا کی لعنت پڑیگی تو جن لوگون پر
خدا کی لعنت نازل ہو وہ لوگ مولویصاحب ممدوح اور اونکے ہم مذہب اہل سنت
کی طرفداری کے سبب لعنت خدا سے بچ سکتے ہین اور جبکہ خود جناب رسول خدا
صلعم فرماوین کہ ایک گروہ میرے اصحاب کا بوجہہ احداث داخل دوزخ ہوگا تو
کیا کل اصحاب قابل درود فرار پاوینگے یہ کیسا اسلام اور کیسا ایمان ہے کہ خدا کے

Presented by Ziaraat.Com

صاف اور صریح احکام سے بھی نافرمانی کیجاتی ہے اور جناب رسول خدا صلعم کی احادیث
کی بھی تکذیب کی جاتی ہے۔ بھلا بعد وفات رسول خدا جن اصحاب نے زمین پر
فتنہ و فساد کیا اور دین مین بدعتین جاری کین تو بطلب ریاست و خواہش حکومت
و دولت لیکن اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کس امید
پر مرتکب اون افعال کے ہوتے ہین کہ جو ذریعہ دوزخ مین جانے کا ہے۔ اور ان
فتنہ و فساد کے ذریعہ سے کم علمون اور جاہلون کو بہکا کر شفاعت رسول خدا صلعم سے
کیون محروم کرتے ہین۔ اگر نافہمی کا سبب ہے تو سمجھ کر توبہ کرنا کچھ مشکل نہین۔ اور
اگر مذہب اسلام اونکے نزدیک باعث نجات نہین اسوجہ سے دانستہ حق سے
مخالفت کیجاتی ہے۔ تو پھر اب مذہب اسلام کے اختیار مین ہندوستان کی سلطنت
نہین ہے پھر مذہب اسلام اختیار کرکے جاہلونکو دہوکا دینے سے کوئی نفع نہین
بادشاہ وقت عیسائی ہے مذہب عیسوی اختیار کرنے سے البتہ دولت دنیا
حاصل ہوسکتی ہے بخاری جلد دوم صفحہ ۹۷۳ عن ابی حازم قال سمعت سہل
بن سعد یقول سمعت النبی یقول انا فرطکم علی الحوض من ورده
شرب منه ومن شرب منه لم یظمأ بعده ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم
ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم فرمایا جناب نبی صلعم نے کہ مین حوض کوثر
پر ہونگا کہ ناگاہ وارد ہونگے کہ مین اونکو پہچانونگا اور وہ مجھکو پہچانینگے۔ اور ملائکہ
اونکو طرف جہنم کے لیجاوینگے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن اصحاب کو ملائکہ
دوزخ مین لیجاوینگے وہ آنحضرت کے کثیر الصحبت ہونگے کہ جنکو آنحضرت بھی پہچانینگے
اور وہ بھی آنحضرت کو پہچان لینگے۔

ان سب دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ کل اصحاب ناجی نہین ہین بلکہ اکثر اصحاب
دوزخی ہین اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب وکل اہل سنت در ردو مین آنحضرت

Presented by Ziaraat.Com

وآل آنحضرت کے ساتھ اصحاب بھی لکھ دیتے ہین کہ جنمین اصحاب دوزخی بھی شامل ہوجاتے ہین - اور جب لفظ اصحاب لکھدیا تو اس لفظ مین کوئی تخصیص اصحاب ناجی کی ظاہر نہین ہوتی - پس بلا حکم خدا و بلا حکم رسول اصحاب پر درود پڑھنا خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے لہذا بوجوہ مذکورہ بالا میرے نزدیک فرقہ اہل سنت کسی حالت مین ناجی نہین قرار پاسکتا نہ پنجتن پاک ودوازدہ امام کے سوا کوئی اصحاب یا ازواج قابل درود قرار پاسکتا ہے اور اس عقیدہ کے لوگ جو اصحاب اور ازواج کو قابل درود سمجھتے ہین منکر توحید منکر نبوت قرار پاوینگے -

تنقیح نمبر پنجم

اسلام مین تفریق مذہبی کب سے شروع ہوئی اور مذہب سُنی وشیعہ کب سے جاری ہوا اور کون اُسکا بانی ہے اور باوصف کلمہ گوئی باہم دشمنی کیون ہے -

کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۳۱۵ - مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب تحریر فرماتے ہین کہ ایک رافضی نے کسی عالم اہل سنت سے کہا کہ حضرت عثمان کی نعش تین روز تک بے گور وکفن دھوپ مین پڑی رہی بڑی اہانت ہوئی عالم نے جواب دیا کہ اول تو یہ بات محض جھوٹ ہے اور اگر سچ بھی ہے تو یہ اہانت شہدائے کربلا کی اہانت سے بدرجہا کم ہے -

اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۲۷ مین مندرجہ ذیل عبارت مولوی صاحب ممدوح نے تحریر فرمائی ہے صاحب روضۃ الصفا نے بنابر مذہب شیعگی لکھا ہے کہ تین روز تک نعش حضرت عثمان کی بے گور وکفن پڑی رہی اور اونکی نعش کو بھیڑیون اور کتون نے

کھایا۔ جواب اول تو یہ الزام محض غلط ہے کیونکہ باوجود موجودگی بکثرت عزیزون
ونعلامونکے حضرت عثمان کے کیونکر ایسا ہوا۔ اور اگر اس اتھام کو صحیح بھی مان لیا
جاوے تو معاملات شہدار کربلا معلے اس سے زیادہ تر قابل افسوس ہین ہذرا
شیعہ اپنے گریبانون مین منہ ڈالین اور ہماری مظلومیت کی داد دین۔
التماس بخدمت مولوی محمد جہانگیر خانصاحب۔ جناب مولوی صاحب شیعہ تو
آپ کے مخالف مذہب ہین اور انھین سے آپ داد چاہتے ہین عجب
آپ کی سمجھ ہے بھلا شیعہ کیا داد دینگے۔ مین بوجہ بے تعصبی نہ شیعون کا طرفدار
ہون نہ سنیونکا طرفدار آپ کی مظلومیت کی داد مین دیتا ہون۔ ذرا غور سے
مطالعہ فرمائیے۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے لفظ بہ لفظ صحیح ہے بلاشک نعش
حضرت عثمان سے بدرجہا زاید شہدار کربلا کی نعشونکی اہانت معتقدان مددگاران
وطرفداران حضرت عثمان نے کی جنکا لقب اوس زمانہ طرفداری مین ناصبی تھا
اور اب سنت والجماعت ہے آگے چلکر اسکی توضیح کی جاویگی یہ تو تمہید ہے
حضرت عثمان کی نعش تو صرف تین ہی روز مصریونکی مزاحمت کے سبب سے
بے گور وکفن پڑی رہی اور صرف ایک ہی پہر کتون نے کھایا۔ اونکا سر تو
کینہ کات کر شہر بشہر دیار بدیار نیزہ پر نصب کرکے بطور تماشہ نہین پھرایا۔
اونکے اہلحرم کو تو کسی نے سر برہنہ بے مقنعہ وچادر اسیر کرکے شہر بشہر دیار بدیار
ہر کوچہ وگلی مین نہین پھرایا اور تشہیر نہین کیا۔ حضرت عثمان کے قتل کا عوض تو
نواصب نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور اونکے عزیزون اور رفیقون سے
ایسا لیا کہ اولاد امام حسین علیہ السلام کو اور اونکے رفقا کو آجتک فراموش نہین
ہوا اور تا قیامت فراموش نہوگا یعنے تین دن کا بھوکا پیاسا صحرار کربلا کی
ریگ گرم پر حسین علیہ السلام کو مع اونکے جوان پسر وبرادر وصغیر بچون کے اوپر

رفتار کے قتل گوسفندان قربانی ذبح کر ڈالا - اونکے سر کاٹ کر نیزون پر نصب کیے
اور دیار بدیار شہر بشہر پھرایا اور اسطرح پر عیوض قتل عثمان کا لیا - اہل حرم کو
سر برہنہ بے مقنعہ وچادر سر برہنہ اسیر کرکے شہر بشہر دیار بدیار کوچہ بہ کوچہ
پھرایا نعش حضرت عثمان تو صرف تین ہی روز بے گور وکفن پڑی رہی شہداء
کربلا کی نعشین تو کئی روز تک بے سر کے بے گور وکفن پڑی رہین اور دفن ہونے
پائین - مین اس معاملہ مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو ڈگری دیتا ہون کہ حضرت
عثمان پیشوا فرقہ اہل سنت کے نعش کی توہین بمقابلہ نعش ہاے شہداء کربلا جو شیعہ
اثنا عشریہ کے پیشوا ہین بدرجہ ہا کم ہے - اور یہ ڈگری مولویصاحب کو جو فرقہ
اہل سنت کے عالم ہین بدینوجہ دیجاتی ہے کہ نواصب نے جو فرزند رسول کو
بھوکا پیاسا قتل کیا اور اہل حرم کی توہین کی محض بوجہ غمخواری ومحبت وفرمانبرداری
حضرت عثمان کے اور وہی درجہ غمخواری ومحبت وفرمانبرداری حضرت عثمان سے
ساتھ اسوقت اہل سنت کو حاصل ہے اور بجاے نواصب کے نام تبدیل کرکے
۱۲۵ھ ہجری مین سنت والجماعت بن گئے اصل مین یہ فرقہ سنت والجماعت کا
وہی فرقہ نواصب ہی کہ جسنے فرزند رسول کو شہید کیا تھا - اور درحقیقت قتل
امام حسین علیہ السلام اور عزیزان وخویشان ورفیقان امام واہانت اہل حرم عیوض تھا
قتل حضرت عثمان کا اور اگر حضرت عثمان قتل نہ ہوتے تو غالبًا شہادت امام حسین علیہ السلام
کی نوبت نہ پہونچتی مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی مظلومی کی داد دیتا ہون اور
باواز بلند کہتا ہون کہ شیعونکو ضرور اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے جیسا کہ
مولویصاحب ممدوح نے تحریر فرمایا ہے نہ معلوم کہ شیعہ حضرت عثمان پیشوا فرقہ
اہل سنت کے تین روز تک بے گور وکفن نعش کے پڑا رہنے کا طعنہ کس منہ سے
اہل سنت کو دیتے ہین جبکہ اونکے پیشواؤنکی نعش ہاے بے سر کئی روز تک

Presented by Ziaraat.Com

بے گور وکفن صحرائے کربلا مین پڑی رہین - شرمندہ تو ہوتے نہین اولٹا طعنہ دیتے ہین - لیکن مولوی صاحب انصافاً مجھکو اس بات کے کہنے مین تامل نہین ہے کہ حضرت عثمان بوجہ رعایت وطرفداری اہل قبیلہ اپنے کے وبطمع حصول دولت وحکومت ونفع رسانی مردمان قبیلہ خود قتل ہوے اور مصریون نے اور محمد بن ابی بکر خلیفہ اول نے قتل کیا امام حسین علیہ السلام نے اور اونکے خوردون وبزرگون نے حضرت عثمان کو قتل نہین کیا - امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ناحق بے گناہی کی حالت مین بدلا لیا گیا - اور امام حسین کی شہادت بغرض شفاعت امت وحفاظت شریعت واستحکام دین کے ہوئی یہی فرق ہے قتل عثمان وقتل حسین علیہ السلام مین - کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپ نے جو کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۹۶ - مین اپنے دل سے ایک قصہ تصنیف کرکے لکھدیا ہے کہ عبد اللہ ابن سبا یہودی مذہب شیعہ کا بانی ہے - اگر اسکی کوئی اصلیت تھی تو پھر آپ نے اہانت نعش ہاے شہدائے کربلا کا طعنہ بمقابلہ اہانت نعش حضرت عثمان شیعونکو کیون دیا اور یہ جملہ کس غرض سے لکھا کہ شیعہ اپنے گریبان مین منھ ڈالین کیونکہ یہ دستور عام ہے کہ بزرگون کی اہانت کا طعنہ اونکے خوردونکو اونکی اولاد کو اونکے معتقدین کو اونکے رفقا کو مخالف ہمیشہ دیا کرتے ہین ایسا طعنہ غیرونکو یا دشمنون کو نہین دیا جاتا دیکھو بنی اسرائیل یعنے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن ہین اب یہودیون نے جو اہانت حضرت عیسیٰ کی کی اوس اہانت کا طعنہ بنی اسرائیل کا ایک فرقہ بنی اسرائیل کے دوسرے فرقہ کو نہ دیگا کیونکہ بنی اسرائیل کے کل فرقہ حضرت عیسیٰ کے دشمن ہین بلکہ بنی اسرائیل اہانت حضرت عیسیٰ کا طعنہ نصارے کو دینگے کیونکہ نصرانی حضرت عیسیٰ کی امت اور اونکے معتقد ہین بدینوجہ فرقہ نصاریٰ دوستان و معتقدان حضرت عیسیٰ مین شمار ہونگے اسلیئے اہانت حضرت عیسیٰ کا طعنہ بنی اسرائیل

Presented by Ziaraat.Com

عیسائیونکو دینگے نہ کسی دشمن حضرت عیسیٰ کو۔ اگر کسی دشمن حضرت عیسیٰ کو اہانت حضرت عیسیٰ کا طعنہ دیا جاوے تو اوس دشمن کے واسطے تو باعث خوشی ہوگا کیونکہ ہر دشمن اپنے مخالف کی اہانت سُنکر خوش ہوتا ہے نہ رنجیدہ لیکن اس طعنہ اہانت سے اگر رنج ہوگا تو دوستان اور معتقدان حضرت عیسیٰ کو۔ دیکھو شیعہ حضرت عثمان کو اچھا نہین سمجھتے اور دلسے نفرت کرتے ہین لہذا اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ سُنکر خندہ زنی کرتے ہین افسوسناک نہین ہوتے۔ اور اہل سنت حضرت عثمان کے معتقد ہین اور اونکو اپنا پیشواے دین جانتے ہین وہ اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ سنکر رنجیدہ ہوتے ہین اور شرمندہ ہوتے ہین اور یہی دستور بھی ہے کہ پیشواے دین کی اہانت کو سُنکر اونکے معتقدین کو افسوس اور رنج ہوتا ہے اور دلمین ارادہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وقت قتل یا توہین نعش ہم ہوتے تو اپنے پیشوا کے دشمنون سے بدلا لیتے اور اونکو قتل کرتے اور اپنے پیشوا کی اہانت نہونے دیتے یا اپنی زندگی مین اونکو قتل ہونے دیتے۔ دیکھ لیجیے جب اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ آپنے روضۃ الصفا مین دیکھا تو حضرت عثمان کی محبت کا جوش آپ کے دل مین پیدا ہوا کیونکہ آپ اور آپکے ہم خیال اور ہم مذہب حضرت عثمان کو اپنا پیشواے دین سمجھتے ہین۔ اور قاتلان حضرت عثمان آپ کے اور آپ کے ہم مذہبون کے نزدیک شیعہ تھے اور جبکہ اس حالت جوش مین قاتلان حضرت عثمان آپ کو نظر نہ آئے تو آپ نے نعش ہاے دشمنان حضرت عثمان کا طعنہ اونکی اولاد اور معتقدین کو دیا۔ یعنے شہداے کربلا کو آپ نے حضرت عثمان کا دشمن جانکر اور شیعونکو شہداے کربلا کا معتقد سمجھکر بعوض اہانت نعش حضرت عثمان آپ نے اہانت نعش ہاے شہداے کربلا کا طعنہ شیعونکو دیا جس سے تین باتین ثابت ہوئین اول یہ کہ شہداے کربلا حضرت عثمان کے دشمن تھے اگر دشمن نہوتے تو پھر نعش حضرت عثمان کی اہانت کے جواب مین

نعش ہاے شہداے کربلا کا آپ ذکر نکرتے اور اگر شہداے کربلا آپ کے نزدیک دشمن حضرت عثمان نہ تھے تو پھر آپ نے نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا ذکر کس غرض سے لکھا۔ دوسرے اہل سنت حضرت عثمان کے دوست اور معتقد او شہداے کربلا کے دشمن اور مخالف ہین اگر دشمن اور مخالف نہوتے تو اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ روضۃ الصفا مین دیکھکر اوسکے بطلان کے دلائل یا اوس اہانت کے اختیار کے دلائل تحریر فرماتے اوسکے مقابلہ مین نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا واقعہ تحریر نفرماتے کیونکہ اس تحریر کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عثمان قتل ہوے نعش اونکی تین روز تک بے گور وکفن پڑی رہی تو دشمنان حضرت عثمان یعنے شہداے کربلا بھی زمین کربلا پر قتل کیے گئے اور نعشین اونکی بے گور وکفن پڑی رہین۔ اگر اسکے سوا کوئی دوسرا مطلب ہو اور نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا طعنہ داخل دوستی ہو تو اوسکی تصریح کر دیجیے مین بہت مشتاق ہون تیسرے شیعہ شہداے کربلا کے معتقد اور دوست اور اونکی اولاد مین سے ہین اگر شیعہ شہداے کربلا کی اولاد اور معتقد اور محب نہوتے تو نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا طعنہ اونکو ندیا جاتا اور یہ نہ لکھا جاتا کہ شیعہ اپنے گریبان مین منہہ ڈالین۔ کیونکہ مذہب شیعہ کا بانی تو مولویصاحب آپ ابن سبا یہودی کو بتلاتے ہین اور کتاب ظلمات الہدی صفحہ ۷۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ شیعہ پیرایہ دوستی مین آل عبا کو برا بھلا کہتے ہین اگر درحقیقت مولوی صاحب آپ کے اس اتہام کی کوئی اصلیت ہوتی تو خود آپ ہی شیعونکو نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا طعنہ ہرگز ندیتے آپکی اس تحریر سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ آپ نے عبد اللہ ابن سبا یہودی کو مذہب شیعہ کا بانی بوجہ دشمنی آل رسول شیعونکی توہین اور رنج رسانی کیواسطے تحریر کیا ہے اور اسی دشمنی کے سبب بنظر تضحیک حضرت ام کلثوم کے عقد کا واقعہ

Presented by Ziaraat.Com

آپ اور آپ کے ہم مذہب بار بار تحریر اور تقریر مین لائے ہین لہذا بنظر خیر اندیشی
شیعون کی خدمت مین گذارش ہے کہ وہ اس مقدمہ عقد جناب ام کلثوم مین مباحثہ
اور مناظرہ کو مسدود فرماوین کیونکہ اس مباحثہ کو طول دینے سے خاندان نبوت
کی بہت بڑی توہین ہوتی ہے - فرقہ مہذب اپنے دشمنون کی گالیان سنکر صبر و
سکوت کرتا ہے گالی کی عوض گالی نہین دیتا - اہل سنت نے خاندان رسالت
کی توہین مین کونسا دقیقہ فرو گذاشت کیا جو عقد جناب ام کلثوم کی بابت مباحثہ اور
مناظرہ کی ضرورت ہو - یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ نبی زادیان بلوائے عام
مین بے مقنعہ وچادر پھرائی گیئن قید کی گیئن اب وہ بیبیان تو موجود نہین کہ
اونپر ظلم وستم ہوون لہذا عقد حضرت ام کلثوم ہی کا واقعہ تصنیف کر لیا گیا تاکہ محبان
آل رسول کی توہین اور تضحیک کیواسطے کفایت کرے ایسی صاف وصریح دشنام دہی کی
جواب اور بحث سے خود اپنی توہین ہوتی ہے جو قابل مسدودی ہے پس
مذکورہ بالا وجوہات سے ثابت ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا دعوی مندرجہ
کتاب اظہار الہدی صفحہ ۱۵۳ - باین عبارت کہ معتقد صادق آل اطہار محمد جہانگیر خان
شکوہ آبادی محض غلط اور بنظر نمایش وتالیف قلوب ہے۔ اگر درحقیقت مولویصاحب
ممدوح اور اونکے ہم خیال وہم مذہب آل رسول کے معتقد ہوتے تو نعش ہائے شہدا
کربلا کی اہانت کا طعنہ شیعون کو نہ دیتے -

اگرچہ بے موقع ہے مگر فائدہ عام کی غرض سے ایک مختصر حال تذکرتاً ذیل مین
آگاہی خاص وعام کے لکھے دیتا ہون -

کتاب اظہار الہدی صفحہ ۷۰ مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے شیعیان کوفہ کی
بیوفائی کا حال لکھا ہے - اور غرض مولوی صاحب کی اس سے یہ ہے کہ قاتل
شہدا کربلا کے شیعہ ہین لہذا ضرور ہوا کہ لفظ شیعہ کی توضیح کر دی جاوے شیعہ

Presented by Ziaraat.Com

سنے ہین گروہ و مددگار و مطیع و تابعدار۔ لغت مین جو چاہے دیکھ لے۔ پس اہل کوفہ اوسوقت تک شیعہ تھے جب تک کہ وہ مطیع اور فرمانبردار اور مددگار حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے رہے۔ اور جب وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے منحرف ہو کر بیعت یزید مین داخل ہو گئے اوس روز سے وہ فرقہ نواصب مین شامل ہو گئے شیعہ نہ رہے شیعہ اوسوقت تک شیعہ رہتا ہے کہ جب تک آل رسول کا مطیع رہے اور حضرت علی کو خلیفہ بلافصل قبول کرے اور جب وہ دوسرونکی خلافت کو تسلیم کرلے پھر فرقہ شیعہ سے خارج ہوجاتا ہے۔ دیکھو جناب محسن الملک مولوی مہدی علی خانصاحب بہادر بالقابہ نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً شیعہ بنی فاطمہ تھے جب انھونے خلفاء ثلثہ کے ساتھ عقیدت اپنی ظاہر کی فرقہ شیعہ سے خارج ہو گئے اب وہ شیعہ نہین رہے بلکہ سنی ہو گئے۔ اور اونکے افعال اور اعمال مذہب شیعہ کی بدنامی کا باعث نہین قرار پا سکتے۔ اسیطرح جب تک اہل کوفہ حضرت علی کے مطیع اور فرمانبردار رہے اوسوقت تک شیعہ تھے اور جب انھون نے فرزند رسول سے مخالفت کر کے بیعت یزید اختیار کی وہ شیعہ نہ رہے ناصبی ہو گئے اور ناصبی فرقہ نواصب نے اپنا نام سنت الجماعت رکھ لیا ہے لہذا اہل کوفہ سنت الجماعت قرار پاوینگے نہ شیعہ اور اہل کوفہ کی بیوفائی اہل سنت کے اونھین اعمال مین شامل ہو گئی کہ جن اعمال کے باعث حضرت امیر خلافت سے محروم کیے گئے اور خلافت خاندان نبوت سے منتقل ہو کر غیر خاندانون مین بوجہ انحراف امت پہونچ گئی۔

جواب۔ مولوی صاحب صاحب روضۃ الصفا نے یہ واقعہ کہ نعش حضرت عثمان تین روز تک بے گور و کفن پڑی رہی غلط نہین لکھا ہے۔ بلکہ کل مورخ اسکی تائید کرتے ہین۔ اعثم کوفی ایک پورانی قدیم تاریخ ہے جو ۲۰۴؁ ہجری مین تالیف ہوئی ہے چنانچہ اعثم کوفی صفحہ ۱۳۶ مین بھی یہ واقعہ اسطور پر درج ہے کہ نعش حضرت عثمان تین روز تک بے گور و کفن پڑی رہی مصریون نے دفن نہ ہونے دیا اور ایک

Presented by Ziaraat.Com

پاؤن کتون نے کھالیا۔ پس صاحب روضۃ الصفا پر آپکا اعتراض بیجا ہے صحیح بات
چھپانے سے چھپ نہین سکتی۔ دیکھئے اسکے جواب مین آپکا یہ اعتراض کہ نعشہاے
شہداے کربلا کی اہانت بمقابلہ اہانت نعش حضرت عثمان بدرجہا زاید ہوئی صحیح تھا
مین نے اوسکو قبول کر کے آپ کو ڈگری دی لیکن آپ کے غلط اعتراضون کو کوئی
منصف مزاج قبول نہین کرسکتا۔ آپکا یہ عذر بھی قابل پذیرائی نہین ہے کہ صاحب
روضۃ الصفا شیعہ تھا۔ بلکہ صاحب روضۃ الصفا متعصب سنی تھا البتہ آپ کے مانند
دشمن آل رسول نہ تھا اور واقعہ نگاری کے سبب اصلی حال کے لکھنے پر مجبور تھا۔
صاحب روضۃ الصفا کی تردید مین جو آپ تحریر فرماتے ہین کہ نعش حضرت عثمان کی تین
روز تک بے گور وکفن پڑی رہنے کا واقعہ غلط ہے کیونکہ حضرت عثمان کے عزیز اور
غلام بکثرت تھے وہ کیونکر نعش کو بے گور وکفن پڑا رہنے دیتے جناب مولویصاحب
اگر بلوائیون کے مقابلہ کی حضرت عثمان کے عزیزون اور غلامون کو قوت ہوتی تو
حضرت عثمان کو قتل کیون ہونے دیتے۔ یہ شرف امام حسین علیہ السلام کے عزیزون
اور رفیقون اور غلامون کا حصہ تھا۔ کہ کسی حال مین اور کسی مصیبت مین امام حسین علیہ السلام
کو تنہا نہ چھوڑا۔ اور جب تک ایک ایک بچہ نے جان اپنی آنحضرت پر نثار نہ کرلی
اوسوقت تک آنحضرت کو میدان جنگ مین نجانے دیا نہ شہید ہونے دیا۔ لیکن
جب مصریون نے حضرت عثمان پر بلوہ کیا تو ایک عزیز بھی حضرت عثمان کا واسطے
جان نثاری کے آمادہ اور تیار نہوا یہان تک کہ اونکی وزیر با تدبیر مروان صاحب
بھی پوشیدہ ہو گئے اور مصریون کے مقابلہ کو قدم نہ بڑھایا۔ حالانکہ انھین مروان
صاحب کے مشورون نے حضرت عثمان کے قتل کی نوبت پہونچائی تھی۔ حصول مال
غنیمت حصول حکومت حصول دولت کے واسطے سب دوڑتے ہین مگر مرنے کو قدم آگے
اوسیکا بڑھتا ہے جو عزیز باوفا اور رفیق صادق ہوتے ہین اور دنیا کو ہیچ سمجھتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

اگرچہ مجھکو اس بات کے تسلیم کرلینے مین کوئی عذر نہین کہ قتل حضرت عثمان کے بعد قبیلہ بنی امیہ نے انتقام خون حضرت عثمان کے واسطے جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب سے جنگ عظیم کی حضرت عائشہ کو ترغیب دیکر حضرت علی سے جنگ کرائی اس انتقام کے انجام مین آخر کو حضرت علی مرتضی شہید ہوئے اونکے بعد جناب امام حسن علیہ السلام شہید کیے گئے اونکے بعد امام حسین علیہ السلام ذبح کیے گئے اور اس دشمنی کو اسدرجہ ترقی اور استحکام ہوا کہ ہر امام وقت تا امام حسن عسکری علیہ السلام یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور اس عداوت کو اسدرجہ استحکام ہوا کہ آجتک اہل سنت کو فراموش نہین ہوئی گو مثل قبیلہ بنی امیہ بطور سابق صاف صاف دشمنی آل رسول کا اقرار تو نہین کرتے مگر درخت اپنے پھل سے شناخت کیا جاتا ہے۔ انسان کے دل مین جو ہوتا ہے وہ اوسکے افعال سے ظاہر و ثابت ہوجاتا ہے۔ پس اہل سنت کا عملدرآمد جو آل رسول کے بالکل خلاف ہے اوس عملدرآمد سے دشمنی آل رسول کا اظہار بپورے طور پر ہوجاتا ہے۔ گو وقت اعتراض اہل سنت زبان سے کہدیتے ہین کہ ہمکو آل رسول کے ساتھ محبت ہے مگر اس زبانی کہدینے سے وہ محب آل رسول ہرگز قرار نہین پاسکتے جب تک کہ اونکے اعمال سے اظہار دوستی نہو۔ اور دشمنان آل رسول کے ساتھ اظہار نفرت نکرین۔ مگر اس انتقام خون عثمان کیواسطے جو بنی امیہ تیار ہوگئے وہ بوجہ محبت حضرت عثمان آمادہ انتقام نہین ہوئے تھے نہ اوسوقت تک اونکے دلون مین محبت کا کوئی اثر تھا اگر محبت ہوتی تو وقت قتل اونکی اعانت کرتے۔ مگر اصلیت اس انتقام کی یہ ہے کہ امیر معاویہ کو قتل حضرت عثمان کا ایک بہانہ واسطے حصول حکومت و دولت کے ہاتھ آگیا۔ لہذا اس طمع مین اونھون نے پارچہ خون آلودہ حضرت عثمان کو علی العموم دکھلانا شروع کیا اور اس ذریعہ سے لوگون کو غیرت دلائی کہ سردار قبیلہ بنی امیہ اس حالت سے قتل کیا جاوے اور تم سب دیکھتے رہو اور قبیلۂ بنی امیہ کو

Presented by Ziaraat.Com

صدمات گذشتہ یاد دلائے گئے کہ جو اونکے بزرگون اور سرداروںکو ابتداد اسلام
مین حضرت علی کے ہاتھ سے پہونچے تھے جسکی سماعت سے جوشش جہالت کو ترقی ہوئی
اور قبیلہ بنی امیہ اور اونکے طرفدار دشمنی آل رسول پر تیار ہوکر حضرت علی اور حضرت
حسین کے ساتھ آمادہ جنگ ہوگئے اور وہ دشمنی آجتک قایم ہے اور یہی دشمنی باعث تفریق
مذہبی ہوئی - میرا ارادہ تو یہ تھا کہ نزاع خلافت کے واقعات سے چشم پوشی کیجاوے
تاکہ اہل سنت کے خلاف مزاج کوئی امر نہ ہونے پاوے - لیکن مجھکو مجبوراً نزاع
خلافت کے حالات سرسری طور پر اور مختصر ذکر کرنے پڑے - کیونکہ جب تک اشارتاً
حالات خلافت ذکر نہ کئے جاوینگے تفریق مذہبی کے حالات اور ہر مذہب کی وجہ تسمیہ
مین لکھ نہیں سکتا - لہذا مجھکو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد بطور نیابت
منصب خلافت قبضہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر مین آیا تو ان دونون صاحبون کے
عہد حکومت مین تفریق مذہبی شروع ہونے پائے - اور مجھکو اس بات کے کہنے مین بھی
کچھ عذر نہین کہ حضرت عمر انتظام ملکی اور حکومت دنیاوی کے واسطے ایک لائق آدمی
تھے - احکام سلطنت کی تعمیل کرانے فتنہ و فساد کو مثل دانایان انگلستان حکمت عملی کے
ساتھ فرو کرنے - مفسدونکو بذریعہ تالیف قلوب و عطار زر و عطا حکومت فرمانبردار
بنانے - مخالفان اسلام کے ساتھ سختی و درشتی پیش آنے مین بڑے مدبر تھے -

امیر معاویہ اور یزید بھی تدبیر اور لیاقت اور انتظام امور سلطنت مین حضرت عمر
سے کم درجہ نہ رکھتے تھے - اور منصب خلافت مین حضرت عمر و حضرت ابوبکر کے
مساوی الدرجہ تھے لیکن تعین خلافت کا اصلی مطلب امت کی رہنمائی ہے سلطنت
دنیاوی کے بڑھانے اور خلق اللہ کو بذریعہ حکمت عملی یا تالیف قلوب یا طمع زر کے
فرمانبردار بنانے کیواسطے تعین خلافت کی ضرورت نہ تھی کیونکہ رسول اللہ امت کو
نجات عقبیٰ کا راستہ دکھلانے کے واسطے مبعوث برسالت ہوئے تھے - نہ بغرض

Presented by Ziaraat.Com

حصول سلطنت اسلیئے اونکا خلیفہ بھی رہنما سے امت کیواسطے معین ہوا تھا تاکہ شریعت کے احکام امت کو تعلیم کرے اور اون مین اختلاف نہونے دے۔لیکن امور دینی مین نہ حضرت ابوبکر مسئلہ دان اور فقیہہ تھے نہ حضرت عمرنہ امیر معاویہ نہ یزید ابن معاویہ اسکے ثبوت مین دوچار واقعات بطور نمونہ ذیل مین نقل کرتا ہون۔

کتاب المیراث مشکوۃ وموطا صفحہ ۲۰۷ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ وَمَا لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ ایک عورت کسی متوفی کی دادی آئی حضرت ابوبکر کے پاس اور سوال کیا کہ متوفی کی جائداد متروکہ مین میرا کیا حق ہے کیونکہ مین متوفی کی دادی ہون جواب دیا حضرت ابوبکر نے کہ تیرا حق نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین اس وقت تو چلی جا تاکہ ہم کسی مسئلہ دان اور فقیہہ سے دریافت کر رکھین۔

حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت مین ایک مجنونہ کے سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجنونہ اور نابالغ اور سوتے پر شرعاً تعذیر جائز نہین کتاب ازالتہ الخلفاء عن خلافت الخلفاء باب تصوف وسلوک مین اس واقعہ کو جو چاہے دیکھ لے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر گشت کنان شب کے وقت مدینہ مین پھر رہے تھے ایک گھر سے گانے کی آواز سنی دیوار کے اوپر سے کود کر اوس گھر مین داخل ہوئے ایک مرد اور ایک عورت کو شرابخواری مین مصروف پایا اوسے ملامت کرنے لگے۔اوسنے جواب دیا کہ مین نے تو صرف ایک جرم شرابخواری کا کیا مگر تمنے تین جرم کئے۔اول یہ کہ شرعاً تجسس کرنا ممنوع ہے۔دوسرے کسی کے گھر مین خلاف راہ دیوار کو دکر داخل ہونا تیسرے بلا اجازت صاحبخانہ اوسکے

Presented by Ziaraat.Com

مکان مین جانا شرعاً ممنوع ہے۔
ایک مرتبہ حضرت عمر نے کسی شخص کو زنا کرتے دیکھا حضرت علی سے مسئلہ پوچھا کہ
خلیفہ اپنی چشم دید واقع پر حکم سزا صادر کرسکتا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے
فرمایا کہ جب تک چار گواہ شہادت نہ دین۔ خلیفہ اپنی رویت پر سزا نہیں دیسکتا
اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسئلہ دان اور فقیہہ ہوتے تو اس قسم کی غلطیان
اونسے سرزد نہ ہوتین نہ وہ محتاج ہوتے مسئلہ دان فقیہہ سے فتوی لینے کے او
جو شخص دعویدار خلافت رسول ہو اور مسائل شرعی سے وقفیت نہ رکھتا ہو وہ
قائمقام رسول یا نائب رسول نہین ہوسکتا۔ چنانچہ حضرت عمر نے ہمیشہ اقرار کیا
لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ - اگر نہ ہوتے علی تو ہلاک ہوتا عمر۔ حضرت عمر کو اس بات
بھی اقرار تھا کہ بہترین قاضی فتوی دینے مین حضرت علیؑ ہین دیکھو تاریخ الخلفا
صفحہ ۷۰ اسکی معتبری کا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو بھی اقرار ہے اور تذکرۃ الخلفا
کے صفحہ ۲۶۵ مین اس تاریخ کو مستند اور معتبر لکھا ہے۔ وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ
اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلِیٌّ اَقْضَانَا اِلٰی اٰخِرِہٖ -
روایت کی ابن سعد نے ابی ہریرہ سے کہ کہا حضرت عمر نے کہ حضرت علی علیہ السلام
فتوی دینے مین بہترین قاضی ہین۔
کامل ابن الاثیر جلد دوم صفحہ ۲۰ فی قصۃ الشوری مین حضرت عمر کا قول اسطرح
درج ہے کہ وقت وفات حضرت عمر نے اقرار کیا کہ حضرت عثمان ضعیف الرائے ہین
اور حضرت علی تیز ذہن اور رہبترین ہادی ہین۔
اب اس مقام پر یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ جناب محمد صلعم اس دنیا مین بنی آدم کی ہدایت
اور رہنمائی کے واسطے مبعوث برسالت ہوے تھے یا بغرض سلطنت دنیوی
اگر بغرض سلطنت دنیوی مبعوث برسالت ہوئے تھے تاکہ قبیلہ ہاے عرب کی حکومت

Presented by Ziaraat.Com

جاہلیت اور باہمی نفاق کی اصلاح کر کے سب کو ایک رسم واحد پر قایم کر دین
تاکہ جہالت کے سبب اونکی عمر عزیز باہمی جنگ وجدال اور فتنہ وفساد مین بسر ہوتی
تھی وہ باقی نرہے - اور سب ایک دل ہوکر مجموعی قوت پیدا کر کے اپنے مخالف قومونکی
غارتگری مین مصروف ہون جیسا کہ نیچری مسلمانونکا عقیدہ ہے اور یہود ونصاریٰ
کا خیال ہے کہ ایسی حالت مین تو رسول خدا صلعم کا جانشین یعنے خلیفہ اگر جاہل بھی
ہو اور فقہ ومسئلہ دان نہو تو کچھ مضائقہ نہین جیسا کہ سلاطین مین دستور ہے
کہ وفات بادشاہ کے بعد اوسکا پسر اکبر خواہ جاہل ہو یا عالم تخت سلطنت پر بٹھا
دیا جاتا ہے - اور رعایا اوسکی فرمانبرداری کرتی ہے - مگر اس اصول کی بنا پر بھی
خلافت خلفاء ثلثہ کی قابل اعتراض ہوگی - کیونکہ بموجودگی حضرت علی کے جو وارث
حقیقی رسول خدا کے تھے اور بموجودگی جناب فاطمہؑ دختر رسول خدا و بموجودگی
حسنینؑ فرزندان رسول خدا خلفاء ثلثہ کو حق وراثت بھی نہین پہونچتا تھا کہ وہ بجا رسول خدا
صلعم تخت نشین ہوتے - اور اگر وراثت واجب العمل نہ قرار پاوے بلکہ اوسپر
عمل ہو کہ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس تو اس اصول سلطنت کے مطابق جیسا کہ دنیا
مین دستور ہے کہ جو غالب آیا وہی بادشاہ قرار پایا حق وناحق وراثت وغیرہ
کوئی چیز نہین تو اس حالت مین سلطنت یعنی خلافت خلفاء ثلثہ کی قابل اعتراض
نہوگی مگر نجات عقبیٰ کی پھر کوئی اصلیت نہ رہجاویگی اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی
بےسود ٹھہریگی اور آنحضرت کا مبعوث برسالت ہونا الغرض سلطنت دنیا قبول
کرنا پڑیگا اور اس حالت مین فعل دانائی یہ ہے کہ دین عیسوی اختیار کیا جاوے
تب راحت ملے کیونکہ جب سلطنت آنحضرت کی تھی اونکا دین اختیار کر کے عیش
کیا اب سلطنت نصاریٰ کی ہے نصاریٰ کا دین اختیار کر کے عیش کرنا چاہیے
کیونکہ سلطنت نصاریٰ مین جو طریقہ نصاریٰ کا ہے جب تک وہ نہ اختیار کیا جاویگا

Presented by Ziaraat.Com

اطمینان اور اسایش حاصل ہو گی - چنانچہ اسی بنا پر مسلمانون مین سے ایک فرقہ
از نام نیچرین علحدہ ہو گیا جو تمام وکمال طریقہ نصرانیت اختیار کئے ہوئے ہے صرف
برائے نام اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور اس فرقہ کے لوگ زمانہ حال مین کل مسلمانون
سے عمدہ حالت مین ہین - اور اگر آنحضرت کا مبعوث برسالت ہونا واسطے ہدایت
و رہنمائی خلائق کے تھا نہ بغرض حصول سلطنت دنیوی تو پھر آنحضرت کا نائب یعنی
خلیفہ بھی مثل آنحضرت کے عالم علم شریعت و ہمہ دان ہونا چاہیئے جو مشکلکشا ہو اور
وفات آنحضرت کے بعد اوس شریعت کا کہ جو آنحضرت کے ذریعہ سے امت کو ملی ہے
محافظ رہے - اور ہدایت و رہنمائی کی لیاقت مثل پیغمبر ایسی رکھتا ہو کہ مسائل شرعی
کے تبلانے اور سمجھانے مین عاری نہو سہو اور خطا سے مبرا ہو - اگر مطالب شرعی مین
درمیان امت کے اختلاف واقع ہو تو امت کی مشکلکشائی کر سکے اور مطالب شرعی
کے تبلانے اور سمجھانے مین ایسی رہنمائی کرے کہ اختلاف ہونے نہ دے لیکن
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہرگز ہرگز مسئلہ دان اور فقیہ نہ تھے نہ علم شریعت کے
ماہر تھے اگر مسئلہ دان اور فقیہ اور علم شریعت کے ماہر ہوتے تو میراث جدہ کے
مسئلہ سے اپنی بے علمی ظاہر نہ کرتے اور کسی مسئلہ دان فقیہ سے دریافت کرنیکے محتاج
نہوتے - مجنونہ کے سنگسار کرنیکا حکم نہ دیتے - دیوار کو د کر کسیکے گھر مین داخل ہوتے
مسئلہ ثبوت زنا سے ناواقف نہوتے - چنانچہ رسول خدا کی وفات کے بعد جو لوگ
کسی حکمت عملی و تالیف قلوب کے ذریعہ سے خلیفہ رسول بن گئے اون خلفاء کی بے علمی
مسائل شرعیہ سے ناواقف ہونیکے سبب درمیان امت کے اختلاف پیدا ہوا اور ایک
مذہب کے بہت سے مذہب ہو گئے - لیکن وفات رسول خدا صلعم کے بعد جو فوراً لوگون
کے دلون مین حصول خلافت کا ارادہ پیدا ہو گیا اور ہر شخص دعویدار خلافت بن گیا
اور رسول خدا صلعم کے غسل و کفن و دفن کی نوبت بھی نہ پہونچنے دی نعش مطہر کو بے غسل

Presented by Ziaraat.Com

کفن چھوڑ کرامت نے تعین خلافت کیواسطے مجالس منعقد کین سقیفہ بنی ساعدہ مین
جمع ہوکر مباحثہ کرنے لگے اور ہر شخص طالب خلافت ہوا اور حضرت عمر نے حکمت عملی اور
تالیف قلوب کے ذریعہ سے حاضرین سقیفہ بنی ساعدہ کو حضرت ابوبکر کی خلافت پر رضامند
کرلیا سبب اسکا یہ تھا کہ اصحاب کا ایک گروہ کثیر بظاہر اسلام کو قبول کئے ہوئے
تھا مگر دل سے وہ گروہ مثل ذریۂ نیجری کے مسلمان نہ تھا اور منتظر تھا وفات رسول
خداصلعم کا کہ کب وفات پاوین اور سلطنت ہمارے قبضہ مین آوے۔ چنانچہ
پروردگار عالم نے ان اصحاب کی نسبت جو ظاہری مسلمان تھے اور دل مین اونکے
نفاق تھا اور منتظر وفات رسول اللہ صلعم کے تھے سورۂ محمد مین خبر دی ہے کہ
جو تفصیح نمبر چہارم مین نقل کی گئی ہے اور انہین اصحاب منافق کے دوزخ مین جانے
کی خبر جناب رسول خداصلعم نے دی ہے چنانچہ احادیث رسالت پناہی کی
بھی تفصیح نمبر چہارم مین لی گئی ہے۔ اب اسکا بین ثبوت کہ کون کون اصحاب آنحضرت
کو رسول برحق نہ جانتا تھا لکھا جاوے تو بہت طوالت ہوگی لہذا مین صرف
حضرت عمر کا مختصر حال بطور نمونہ ذیل مین لکھے دیتا ہون کیونکہ حسب عقیدہ اہل سنت
حضرت عمر سردار تھے کل اصحاب کے پس سردار اصحاب کے عقیدہ سے اونکے اصحاب مقلد کا
بھی عقیدہ ثابت وظاہر ہوجاویگا۔ ا۔ مشکوۃ صفحہ ۲۴ ۔ کتاب العلم عن جابر ان عمر
بن خطاب اتی رسول اللہ بنسخۃ من التورات فقال یا رسول اللہ
ھذہ نسخۃ من التورات فسکت فجعل یقراء و وجہ ما بوجہ رسول
اللہ یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ
فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب
رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا فقال رسول
اللہ والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ

Presented by Ziaraat.Com

فَتَتَرکتُمُونِی لَضَلَلتُم عَن سَوَاءِ السَّبِیلِ حضرت عمر آئے ایک نسخہ
توراۃ کا لیکر اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ توراۃ ہے جناب رسول خدا
یہ سنکر خاموش رہے اور حضرت عمر نے اوس نسخہ توراۃ کو پڑھنا شروع کیا
کہ چہرہ مبارک جناب رسول خدا صلعم کا متغیر ہونا جاتا تھا اور آثار غضب نمودار ہونے لگے
پس بولے حضرت ابو بکر کہ اے عمر کاش کہ تجھکو رونے والیاں اس کلمہ کو
سنکر حضرت عمر نے رسول خدا صلعم کے چہرہ مبارک پر نظر کی اور کہنے لگے کہ مین پناہ مانگتا
ہون غضب الٰہی او غضب رسول سے اور راضی ہوا مین خدا سے اور دین اسلام
اور نبوت جناب محمد صلعم سے فرمایا جناب رسالت مآب صلعم نے کہ قسم بخدا اگر موسے
ہوتے تو تم اطاعت کرتے اونکی اور چھوڑ دیتے مجھکو اور راہ راست سے گمراہ
ہو جاتے - اس واقعہ سے چند باتین ظاہر و ثابت ہوتی ہین - اول اہل سنت
کے اوس دعوی کی تکذیب ہوتی ہے کہ جو وہ کہتے ہین کہ حضرت عمر علیہ راست باز
مسلمان تھے کہ جس روز وہ مسلمان ہوے اوسی روز سے علانیہ اسلام کی منادی
اور اذان ہونے لگی - حالانکہ حضرت عمر اپنے مسلمان ہونیکے عرصہ کے بعد
نسخہ توراۃ لائے اور رسولخدا کو سنایا اس توریت کے لانے اور پڑھنے
سے مطلب حضرت عمر کا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت جو فرمایا کرتے تھے
کہ میری نبوت کی خبر توراۃ مین موجود ہے لہذا واسطے تکذیب دعوی آنحضرت
نسخہ توراۃ حضرت عمر غالباً اس غرض سے پڑھنے لگے کہ اسمین آپ کی نبوت کی
خبر نہین اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر بظاہر مسلمان تھے دل سے مسلمان نہ تھے
ورنہ توراۃ لانے اور اوسکے پڑھنے سے کیا غرض تھی دوسرے جب حضرت عمر
توراۃ سنانے لگے اور رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر آثار غضب نمایان ہونے لگے
تو حضرت ابو بکر نے خوفناک ہوکر حضرت عمر کو متنبہ کیا اور حضرت عمر نے جو آنکھ اوٹھا

Presented by Ziaraat.Com

کیا تو ڈر گئے کہ کوئی بلا نازل نہو لہذا پناہ مانگی غضب خدا اور غضب رسول سے
اقرار کیا کہ دین اسلام برحق ہے اور جناب محمد خدا کے رسول ہیں۔ اس اقرار سے
پتہ ہے کہ تاریخ ننانوے تورات تک حضرت عمر دل سے نہ توحید کے قائل تھے نہ
نبوت کے صرف بظاہر مسلمان تھے اور دل میں عقیدہ مخالف اسلام تھا زمانہ جاہلیت
لہذا اگر حضرت عمر دل سے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ
ناراضی ہوا خدا سے اور دین اسلام سے اور رشتہ جناب محمد صلعم سے۔
سے اگر حضرت عمر دل سے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے تو رسول خدا صلعم قسم
یہ نہ فرماتے کہ اے عمر اگر موسیٰ ہوتے تو تم مجھکو چھوڑ کر گمراہ ہو جاتے۔ اس مطلب
سے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کو حضرت عمر کے اسلام پر
اعتبار نہ تھا اگر اعتبار ہوتا تو آپ بہ قسم یہ نہ فرماتے کہ تم مجھکو چھوڑ کر گمراہ
لہذا اس ارشاد رسالت پناہی کے خلاف حضرت عمر کے بہت باز مسلمان
کے اقرار سے قول رسول کی تکذیب لازم آتی ہے۔ پس حضرت عمر کا پناہ
اور اقرار توحید اور نبوت کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ نصاریٰ نجران نے بروز
سکوت کر کے عین وقت پر مباہلہ سے انکار کر دیا سبب اسکا یہ تھا کہ جب نصاریٰ
آنحضرت کی نبوت سے انکار کیا تو مباہلہ مقرر ہوا اور میدان میں نصاریٰ بھی
جمع ہوئے اور آنحضرت بھی تشریف لائے اور آپ نے عبائے مبارک میں جناب
علیہ السلام اور جناب فاطمہ و حسنین کو پوشیدہ کر کے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں تم
کہنا حضرت نے صرف دست مبارک اپنے واسطے دعا کے بلند کئے تھے کہ ایک
ابر آسمان پر نمودار ہو کر نصاریٰ کے سر و نیر محیط ہو گیا نصاریٰ کو یقین ہو گیا
ضرور نبی برحق ہیں اور کوئی بلا ضرور آسمان سے نازل ہوا چاہتی ہے لہذا
سے انکار کر کے جزیہ دینا قبول کیا۔ اگرچہ نصاریٰ کو آنحضرت کے نبی برحق

Presented by Ziaraat.Com

ہو چکا تو یقین ہو گیا پھر بھی ایمان نہ لائے اور جزیہ دینا قبول کیا اسیطرح حضرت عمر نے
چہرہ رسول خدا صلعم پر آثار غضب دیکھکر توحید اور نبوت کا بظاہر اقرار تو کیا مگر پھر بھی
دل سے توحید اور نبوت کے قائل نہ ہوئے - پانچوین اگر توریت سنانے سے حضرت عمر کا
یہ مطلب نہ تھا کہ جناب محمد صلعم کے نبوت کی خبر اسمین نہین ہے تو پھر چہرہ رسول خدا صلعم پر
آثار غضب کیون نمودار ہوئے آثار غضب بحالت تکذیب نمایان ہوتے ہین نہ بحالت
تصدیق چنانچہ ایک مرتبہ اور بھی حضرت عمر نے آنحضرت کی نبوت مین بروز واقعہ
حدیبیہ بالفاظ صاف وصریح شک ظاہر کیا تھا دیکھو تفسیر معالم التنزیل فرا البغوی صفحہ ۲۳۲
قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا شَكَكْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ اِلَّا يَوْمَئِذٍ کہا حضرت عمر نے کہ سب
روز ون سے زیادہ شک ہوا مجھے آپکی نبوت مین اسی روز - اس مقام پر تو
حضرت عمر نے صاف صاف اقرار کیا کہ آج مجھے حضرت کی نبوت مین شک ہوا - چونکہ
حضرت عمر آنحضرت کو رسول برحق نہ جانتے تھے بدینوجہ ہمیشہ آنحضرت کے ساتھ مقابلہ
ومجادلہ کیا کرتے تھے اور اپنی ذات کو ذات نبی سے افضل جانتے تھے اسوجہ سے ہمیشہ
احکام رسول خدا صلعم کی نافرمانی کیا کرتے تھے جو ذیل کے واقعات سے ثابت ہوگا -
۲ - سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۹۹ - فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَسْنَا
عَلَى الْحَقِّ اَوَلَيْسَ عَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي
الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا قَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ اَعْصِيَهُ وَلَنْ يُضَيِّعَنِيْ
وَاَبُوْ بَكْرٍ مُتَنَحٍّ بِنَاحِيَةٍ فَاَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ
اَوَلَيْسَ عَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا قَالَ
دَعْ عَنْكَ مَا تَرٰى يَا عُمَرُ فَاِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ — کہا حضرت عمر نے
کہ یا رسول اللہ آیا مین حق پر نہین ہون اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین فرمایا
رسول خدا صلعم نے کہ ہان مین خدا کا رسول ہون اور نافرمانی خدا کی نہین کرتا - اور

Presented by Ziaraat.Com

خدا مجھے ضایع نہین کرتا ہے - جناب رسول خدا صلعم حضرت ابو بکر سے سرگوشی کرتے تھے کہ آئے حضرت عمر اور کہا کہ اے ابو بکر مین حق پر نہین ہون اور دشمن ہمارے گمراہی پر نہین ہین - اور دین کو اعلان مین کرتا ہون اور دین کو قوت مین دیتا ہون کہا حضرت ابو بکر نے کہ دفع کرو ان باتونکو اے عمر یہ کیسی باتین دیکھی جاتی ہین تمسے اے عمر بیشک محمد خدا کے رسول برحق ہین - اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت عمر نے رسول خدا سے سوال کیا کہ مین حق پر نہین ہون تو اسکے جواب مین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اگرچہ مین خدا کا رسول ہون مگر خدا کی نافرمانی نہین کرتا اور وہ مجھے ضایع نہین کرتا جسکا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے جب رسول خدا سے سوال کیا کہ کیا مین حق پر نہین ہون تو رسول خدا نے جواب دیا کہ تم نافرمانبردار ہو - اسپر حضرت عمر کو غصہ آیا اور حضرت ابو بکر سے وہی سوال کیا جو سوال کہ رسول خدا سے کیا تھا - اور سوال کرنے کے بعد دعوی کیا کہ دین اسلام کو اعلان مین کرتا ہون اور قوت مین دیتا ہون یعنی رسول اللہ کے سبب دین اسلام کا اعلان نہین ہوتا نہ رسول اللہ کے سبب دین اسلام قوت پاتا ہی - بلکہ میرے سبب سے اعلان بھی ہوتا ہے اور قوت بھی پاتا ہے - اسپر حضرت ابو بکر نے کہا کہ اے عمر یہ کیسی باتین کرتے ہو محمد بیشک خدا کے رسول ہین اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمر رسول خدا صلعم سے مباحثہ کرتے ہونگے کہ تم نہ خدا کے رسول ہو نہ دین کو اعلان کرتے ہو نہ قوت دیتے ہو جسپر رسول خدا نے فرمایا کہ بیشک مین خدا کا رسول ہون اور تمھاری طرح نافرمانی نہین کرتا اور حضرت ابو بکر نے کہا کہ اے عمر ایسی باتین نکرو محمد خدا کے رسول ہین - اگر حضرت عمر توحید اور نبوت کے دل سے معتقد ہوتے تو رسول اللہ سے اس قسم کا مباحثہ نکرتے کہ دین کو اعلان مین کرتا ہون اور قوت مین دیتا ہون نہ نبوت رسول خدا صلعم سے انکار کرتے - نہ حضرت ابو بکر یہ کہتے کہ اے عمر

Presented by Ziaraat.Com

ہو کیسی باتین کرتے ہو محمد بیشک خدا کے رسول ہین اس قسم کا جواب منکر رسالت کو دیا جاتا ہے نہ معتقد صادق کو۔

سو- وقت وفات جناب رسول خدا صلعم نے جب تحریر وصیت کے واسطے کاغذ دوات طلب کیا تو حضرت عمر نے اکثر اصحاب کے اتفاق سے بڑی بیباکی کی اور بکمال بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ کہدیا کہ رسول اللہ کلمات بدحواسی لغزش آمیز کہہ دیتے ہین۔ حسبنا کتاب اللہ۔ ہمارے واسطے قرآن کافی ہے اور وہی ہمکو پسند ہے۔ اگرچہ رسول خدا صلعم نے یہ فرمایا کہ مین ایک کاغذ لکھدون تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو اور بعض لوگون کی یہ رائے ہوئی کہ فرمان رسول اللہ صلعم کی بجاآوری کرنا چاہیے کاغذ دوات لادو مگر حضرت عمر مانع ہوئے کہ تحریر وصیت کی ضرورت نہین جبکہ قرآن موجود ہے۔ اور حضرت عمر نے وصیت نہ لکھنے دی۔ اور باہمی مباحثہ مین جب شور وغل زیادہ ہوا تو رسول خدا نے حجرہ کے باہر سب کو نکلوا دیا۔ اس واقعہ سے چند باتین ظاہر و ثابت ہوتی ہین۔ اول یہ کہ جو لوگ آنحضرت کو رسول برحق جانتے تھے اور توحید اور نبوت پر دل وجان سے اعتقاد رکھتے تھے اونکی تو یہ رائے ہوئی کہ کاغذ و دوات دیدو اور وصیت لکھالو کیونکہ خدا کے رسول کی نسبت گمان ہذیان یا بدحواسی کرنا داخل کفر ہے۔ کیونکہ آنحضرت کا وہ رتبہ تھا کہ ملک الموت بھی واسطے قبض روح کے داخل حجرہ نہوا جب تک کہ اجازت نہ لے لی۔ مگر یہہ لوگ جو بجاآوری فرمان کے واسطے تیار تھے بہت کم تھے اسلیئے انکی رائے کو غلبہ نہوا اور حضرت عمر کی رائے کثرت مددگاران کے سبب غالب رہی۔ دوسرے یہہ کہ اگر حضرت عمر وطرفداران حضرت عمر دل سے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے تو ایسا بے ادبانہ کلمہ رسول برحق کی شان مین نہ کہتے کہ ہذیان ہے یا بدحواسی ہے کیونکہ ہذیان و بدحواسی خدا کے رسول پر امورات دینی مین طاری نہین ہوسکتی

Presented by Ziaraat.Com

اور بعض لوگ جو پردہ پوشی کے واسطے کہدیتے ہین کہ بوجہ محبت حضرت عمر مانع ہوئے تھے یہ کہنا اونکا بالکل خلاف قیاس ہے اگر محبت ہوتی تو تعمیل حکم کرتے اور وصیت کرنے کو حضور اپنے ہاتھ سے نہ لکھین تکلیف ہوگی ہم لکھے جادین اور حضور دستخط فرما دین۔ کیا حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے ساتھ دشمنی تھی جو تحریر وصیت کے وقت اونکو روکا اور اپنی خلافت کا کاغذ حالت نزع مین اونسے لکھوالیا۔ تیسرے۔ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ دو بزرگ چیزین اپنے بعد اس دنیا مین چھوڑتا ہون ایک قرآن مجید دوسرے عترت اطہار اپنی۔ تصریح عترت و اہل بیت تنقیح نمبر چہارم مین کردی گئی ہے کہ عترت و اہل بیت سے مراد علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہین۔ اور اس ارشاد رسول خدا کا مطلب یہ تھا کہ میری وفات کے بعد مطابق قرآن کے میرے اہلبیت امت کی رہنمائی کرینگے چنانچہ آپ نے بالتصریح فرمایا تھا کہ مثال میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کے ہے جو سوار ہوا نجات پائی جسنے روگردانی کی گمراہ ہوا۔ تنقیح نمبر چہارم مین اسکی توضیح ہوچکی ہے اور مراتب علی علیہ السلام بھی آنحضرت نے امت پر ظاہر کردی تھی جو تنقیح نمبر دوم و نمبر چہارم مین ذکر کیے گئے احتیاطاً چند حدیثین ذیل مین بھی نقل کیجاتی ہین۔

۱۔ جامع الصغیر للسیوطی حرف العین مع اللام۔ عَلِیٌّ بَابُ حِطَّۃٍ مَنْ دَخَلَ مِنْہُ کَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْہُ کَانَ کَافِرًا فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی باب حطہ ہین جو شخص کی داخل ہوا اوسمین مومن ہے اور جو نکلے اوس سے وہ کافر ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ وفات رسول اللہ کے بعد جو شخص فرمانبردار ہوگا علی کا وہ مومن ہے اور جو اطاعت علی سے باہر ہوا وہ کافر ہے۔

۲۔ کنوز الحقائق للامام المناوی۔ عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ مَنْ شَکَّ فَقَدْ کَفَرَ۔ علی بہترین خلق ہین جو شک کرے وہ کافر ہے۔ رسول خدا تو علی علیہ السلام کو بہترین

Presented by Ziaraat.Com

خلق و فضل الامم فرماتے ہین اور اہل سنت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو علی علیہ السلام پرفضیلت دیتے ہین پس بمقابلہ فرمان رسول خدا اہل سنت کے قول کا قبول کرنیوالا نہ مومن ہوسکتا ہے نہ مسلم۔

۳۔ قول عزوجل۔ پارہ ۱۳۔ سورہ رعد۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ترجمہ سواے اسکے نہین کہ تو ڈرانے والا ہے اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنیوالا ہے۔ اس آیہ کی تفسیر کتاب ازالۃ الخلفاء مین بصفحہ ۲۶۲۔ اسطرح درج ہے وَعَنْ عَلِيٍّ فِيْ قَوْلِهٖ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ قَالَ عَلِيٌّ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُنْذِرُ وَاَنَا الْهَادِيْ۔ آیت مذکور کی تفسیر مین فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ مین ڈرانیوالا قوم کا ہون اور اے علی تم ہادی اس امت کے ہو۔ رسول خدا صلعم نے علی علیہ السلام کو ہادی امت فرمایا۔ اور اہل سنت خلفاء ثلثہ کو امت محمدی سے خارج کر کے کہتے ہین کہ حضرت علی نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کی جب حضرت علیؑ نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کر لی تو پھر خلفاء ثلثہ حضرت علیؑ کے ہادی ہوگئے اور حضرت علی اونکے فرمانبردار ہوگئے اسکے قول رسول اللہ کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ رسول خدا حضرت علی کو ہادی امت قرار دیکر امت کو حکم فرمانبرداری دیچکے ہین اور منکر اطاعت کو کافر فرما چکے ہین اور خلفاء ثلثہ بھی داخل امت ہین کہ جسکی وجہ سے حضرت علیؑ خلفاء ثلثہ کے بھی ہادی ہوچکے اور حسب الارشاد رسول خدا صلعم خلفاء ثلثہ پر بھی اطاعت حضرت علی کی واجب ہوچکی اور جب خلفاء ثلثہ نے حضرت علی سے بیعت لیکر اونکو اپنا فرمانبردار بنایا تو پھر خلفاء ثلثہ امت محمدی سے جدا ہوگئے اور اونھون نے رسول خدا کی ضرور نافرمانی کی۔

۴۔ جامع الصغیر للسیوطی و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲، اور دراسات اللبیب صفحہ ۱۲۱۔ عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِيٍّ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے۔ اس حدیث سے اوس ارشاد آنحضرت کا مطلب جو ہے کہ یا دو بزرگ شئے چھوڑتا ہون ایک قرآن دوسرے عترت اپنی۔ یہان اوسکے معنے بتلا دے کہ علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے۔ یعنی قرآن اور علی ایک چیز ہے قرآن صامت ہے اور علی ناطق ہین۔ قرآن کی ہدایت علی سے پوچھو نہ کسی دوسرے سے۔

۵۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۵۔ وکنوز الحقایق حرف الیا و ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۶ یا علیؑ مُحِبُّكَ مُحِبِّيْ وَمُبْغِضُكَ مُبْغِضِيْ فرمایا آنحضرت نے کہ یا علی نہ دوست رکھیگا تجکو الا مومن اور نہ دشمنی کریگا تمسے الا منافق۔ یہ حدیث صحیح مسلم سے مشکوٰۃ مین نقل ہوئی ہے۔

۶۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ ترجمہ عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ نظر کرنا چہرۂ علی پر عبادت ہے۔

۷۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۷۱ وَاَخْرَجَ اَبُوْ یَعْلٰی وَالْبَزَّارُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ ترجمہ ابو یعلی سعد ابن ابی وقاص سے اور طبرانی بسند معتبر جناب اُم سلمہ زوجہ رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جس شخص نے محبت کی علی سے اوسنے محبت کی مجھسے اور جسنے محبت کی مجھسے اوسنے محبت کی خدا سے اور جسنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور جسنے ایذا دی مجھے اوسنے ایذا دی پروردگار عالم کو۔

Presented by Ziaraat.Com

۸۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۳۔ وَعَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بِنْ سَعْدِ ابْنُ زُرَارَۃَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَوْحٰی اِلَیَّ فِیْ عَلِیٍّ ثَلٰثٌ اَنَّهٗ سَیِّدُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ وحی کیا خدا نے درباب علی کے تین شئے اول سردار مومنین دوم امام المتقین سوم قائد الغر المحجلین یعنی گمراہوں کے راہ بتانے والے۔

ازالۃ الخفاء اہل سنت کی ایک معتبر کتاب ہے، جسمیں یہ حدیث موجود ہے۔ اب میں مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت سے استفسار کرتا ہوں کہ جب وحی الٰہی کے بموجب آنحضرت نے علی علیہ السلام کو سردار مومنین اور امام المتقین اور ہادی گمراہان بنادیا اور امت پر ظاہر کردیا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان مومن تھے یا منافق اگر مومن تھے تو اس حکم پروردگار کے مطابق علی علیہ السلام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے بھی سردار ہوئے یا نہیں اور جب ان ہرسہ خلفاء کے علی سردار ہو چکے زندگی رسول خدا میں تو بعد وفات رسول خدا علی علیہ السلام ان ہرسہ خلفاء کے فرمانبردار کس حکم الٰہی سے ہوسکتے تھے کیونکہ مسلمانوں کا کل گروہ خلیفہ وقت کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے اور اسی فرمانبرداری کی بیعت لیجاتی ہے اور اگر کوئی ایسا حکم خدا کا نہیں ہے تو پھر خلافت خلفاء ثلثہ کی باطل قرار پاوے گی یا نہیں اور اگر یہ ہرسہ خلفاء منافق تھے تو پھر خلیفہ رسول نہیں قرار پاسکتے۔

دوسرے یہ بتلاؤ کہ حضرات ابوبکر اور عمر اور عثمان متقی تھے یا نہیں اگر متقی تھے تو علی علیہ السلام ان ہرسہ خلفاء کے بھی امام ہوئے یا نہیں اور جب علی علیہ السلام بحکم الٰہی ان ہرسہ خلفاء کے بھی امام ہو چکے تو اپنے امام سے بیعت طلب کرنا مقلد پر کس حکم سے واجب ہے۔ اور اس طلب بیعت سے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی خلفاء ثلثہ نے کی یا نہیں اور اگر خلفاء ثلثہ متقی نہ تھے فاسق تھے تو فاسق خلیفہ رسول

Presented by Ziaraat.Com

ہو نہیں سکتا جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپ نے اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۴۶ و ۱
مین لکھا ہے کہ اے ابن سبا کے مرید وجواب دو اور یہ کلمہ آپ نے بڑی جوش و خروش
مین نہایت سخت لکھا ہے اگر اسکے جواب مین شیعہ لکھدین کہ اے یزید کے مرید
جواب دو کہ خلفاءِ ثلثہ مومن ومتقی تھے یا نہین۔ تو آپ کو سخت ندامت ہوگی ایسی
تحریرون سے احتیاط لازم ہے۔ کیونکہ آپ نے تو شیعونکو ابن سبا کا مرید بنظر توہین کہا
لیکن اگر شیعہ آپ کو مرید یزید کہینگے تو یہ امر ثابت ہوجاویگا کیونکہ آپ کے کل پیشوادن
نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا تھا اور اوسکی بیعت کی تھی۔

۵۔ حدیث غدیر تو مشہور ہے اوسکی نقل کی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ لیکن
بفرض محال اگر حدیث غدیر ثبوت خلافت کی دلیل نہ سمجھی جاوے تو ثبوت فضیلت
کی دلیل تو ضرور ہوگی۔ تو جب آنحضرت نے فرمایا کہ جسکا مولیٰ مین ہون اوسکا مولیٰ
علی ہے تو اس سے رتبہ علی تو مثل رتبہ رسول ظاہر ہوگیا اور امت نے اقرار بھی
کیا اور حضرت عمر نے مبارک بادبھی دی دیکھو مشکوۃ صفحہ ۵۵۶ و ۵۵۷۔ اس سے
افضل الامم ہونا تو علی علیہ السلام کا ثابت ہوگیا اور مجمع خم غدیر مین خلفاءِ ثلثہ بھی موجود
تھے اونھون نے بھی قبول کیا تھا تو پھر خلفاءِ ثلثہ کو علی علیہ السلام پر کیونکر فضیلت
حاصل ہوگئی جو اہل سنت فضیلت شیخین کے مقر ہین یہ نا فرمانی خدا اور رسول
خدا کی ہے یا نہین۔ آمدم بر سر مطلب۔

پس حضرت عمر جب موانع تحریر وصیت ہوئے تو یہ کلمہ تو کہا کہ ہمارے واسطے قرآن مجید
کفایت کرتا ہے مگر دوسری چیز کو یعنی اہلبیت رسول اور عترت رسول کو قبول نکیا
اگر قبول کرتے تو اسطرح کہتے کہ حسبنا کتاب اللہ وعترتہ۔ پس یہ نا فرمانی حضرت عمر کی
اسی سبب سے تھی کہ وہ رسول اللہ کو نبی برحق نجانتے تھے بلکہ خیال مسلمانان فرقہ نیچری کا
آنحضرت کی نسبت ہے وہی خیال حضرت عمر اور طرفداران حضرت عمر کا تھا اور مسلمانونکا

Presented by Ziaraat.Com

نجوبی پیدا پورا مقلد حضرت عمر کا ہے اور سنت شیخین کا پیرو اس فرقہ پر جو اہلسنت کفر کے فتوے لگاتے ہین اور ہجو کرتے ہین یہ مخالفت ہے سنت شیخین کی۔

۴۔ ملل ونحل امام ابو الفتح عبد الکریم شہرستانی۔ جلد اول صفحہ ۷۔ اَلْخِلَافُ الثَّانِیْ فِیْ مَرَضِهٖ اَنَّهٗ قَالَ جَهِّزُوْا جَیْشَ اُسَامَةَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا اِلٰی اٰخِرِهٖ

فرمایا نبی نے ایام مرض وفات مین کہ سامان کرو روانگی لشکر اسامہ کا اور لعنت ہے خدا کی اوسپر جو انحراف کرین جانے مین ہمراہ امیر عسکر اسامہ بن زید کے۔ باوجود اس تاکید کے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و طرفداران حضرت عمر عسکر اسامہ کے ساتھ مدینہ کے باہر نہین گئے تا آنکہ وفات پائی آنحضرت نے۔

خدا اور رسول خدا کی نافرمانیان ہمیشہ حضرت عمر کرتے رہے اگر وہ توحید اور نبوت کے دل سے معتقد ہوتے تو کبھی نافرمانی نہ کرتے۔ اور ان نافرمانیون ہی پر کفایت نہ کرتے تھے بلکہ رسول اللہ کے احکام کو روک دیتے تھے اور بدرجہ مساوی مباحثہ اور مجادلہ رسول خدا صلعم سے کیا کرتے تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ دین اسلام کا میرے سبب سے اعلان ہوتا ہے اور دین اسلام کو مین رونق دیتا ہون نہ جناب محمد صلعم چنانچہ واقعات مندرجہ ذیل سے میرے اس کلام کی بخوبی تائید ہوتی ہے۔

۱۔ مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ سَلُوْلٍ جَاءَ اِبْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَسَاَلَهٗ اَنْ یُّعْطِیَهٗ قَمِیْصَهٗ اَنْ یُّکَفِّنَ فِیْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّمَا خَیَّرَنِی اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً وَسَاَزِیْدُهٗ عَلٰی سَبْعِیْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔

جب فوت کیا عبد اللہ ابن سلول نے آیا عبد اللہ پاس رسول خدا صلعم کے اور مانگا

Presented by Ziaraat.Com

اونے قمیص مبارک واسطے کفن کرنے پدر کے آپ نے دیدیا بعدہٗ اونکے واسطے نماز جنازہ کے آنحضرت سے استدعا کی اور آپ اوٹھ کھڑے ہوئے واسطے نماز کے کہ حضرت عمر نے اوٹھکر چادر مبارک رسول اللہ کی پکڑلی اور کہا کہ آپ کو خدا نے منع کیا ہے اوسکی نماز سے فرمایا آپ نے کہ مجھے مختار کیا ہے اور فرمایا کہ ستر مرتبہ یا اوس سے زیادہ ہم اور تم استغفار پڑھین کہا حضرت عمر نے کہ وہ منافق تھا۔ اور نماز پڑھی رسول اللہ نے اور خدا نے نازل کیا کہ اے نبی کسی منافق کے جنازہ پر نماز نہ پڑھا کرو اور نہ اوسکی قبر پر کھڑے ہو۔ یہ واقعہ کتب شیعہ کے تو بالکل مخالف ہے لیکن اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ خطا پر تھے اور حضرت عمر ثواب پر اور خدا موافق تھا حضرت عمر سے اور مخالف تھا رسول اللہ سے اگر خدا رسول اللہ سے موافق ہوتا تو خلاف رسول حکم نازل نفرماتا۔ لیکن رسول اللہ معصوم تھے اور معصوم سے صدور خطا محال ہے پس یہ مذہب ہے اہل سنت کا کہ رسول کو خطاوار اور حضرت عمر کو رسول سے بہتر سمجھتے ہین۔ اور یہ واقعہ حضرت عمر کی عقیدت کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت عمر اگر رسول اللہ کو رسول برحق سمجھتے تو اس بے ادبی کے ساتھ مقابلہ اور مجادلہ کے واسطے تیار نہو جاتے اور رسول خدا کی تکذیب نکرتے کیونکہ رسول خدا کہتے تھے کہ مین مختار ہون عبداللہ ابن سلول کے نماز جنازہ پڑھنے کا اور حضرت عمر کہتے تھے کہ آپ کو خدا نے منع کیا ہے اس تکرار کے نتیجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے علم سے حضرت عمر کا علم زیادہ تھا۔

تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۷ - وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ قَالَ اِقْرَأْ عُمَرَ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُ اِنَّ غَضَبَهٗ عِزٌّ وَرِضَاهُ حِلْمٌ۔

حضرت جبرئیل نے اگر نبی صلعم سے کہا کہ حضرت عمر سے خدا کا سلام کہو اور خبر دو کہ غصہ اونکا عزت ہے اور خوشنودی اونکے حکم شرع کی ہے۔ شاید اسی

Presented by Ziaraat.Com

بناپر حضرت عمر نے وصیت رسول خدا کی تکذیب کی تھی کیونکہ فرمایا تھا آنحضرت نے
کہ مین دو چیزین سب سے زیادہ بزرگ تمھارے درمیان مین چھوڑتا ہون
ایک قران دوسرے اہلبیت اپنے اور حضرت عمر نے وقت وفات رسول اللہ
یہ کہکر کہ حسبنا کتاب اللہ قران مجید کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی اور اہلبیت
رسول کی فرمانبرداری کا کچھ ذکر نہین کیا۔ اور اس ذکر نکرنے سے ظاہر ہے کہ
اہلبیت رسول کی فرمانبرداری سے اونکو انکار تھا اگر انکار نہوتا تو کہتے کہ حسبنا کتاب اللہ
وعترتہ یعنی تحریر وصیت کی کیا احتیاج ہے ہمارے واسطے قران مجید وعترت
رسول کافی ہے جو احکام قران مجید مین موجود ہین اوسکے مطابق عترت رسول
ہمکو ہدایت فرمادیگی اور ہم اونکی رہنمائی پر عمل کرینگے اور اونکی فرمانبرداری کرینگے
احادیث مصنفہ اہل سنت کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا دار ومدار حضرت
عمر کی خوشی پر منحصر تھا۔ چنانچہ حضرت عمر کے اس اقتدار کو اہل سنت نے تسلیم
کرکے قبول کرلیا کہ آیہ متعہ کو جو حضرت عمر نے اپنے حکم سے منسوخ کیا اور حکم تراویح
دیا۔ اسکی تعمیل مقابلہ آیات قرانی واجب ہی کیونکہ جب حضرت عمر کی خوشی عین شریعت
قرار پائی۔ تو قران مجید کی کیا وقعت باقی رہی حضرت عمر کی خوشی تھی چاہے قران
کو نافذ رکھتے یا منسوخ کردیتے مگر خیریت گذری کہ حضرت عمر نے صرف آیہ متعہ ہی کی منسوخی
پر اکتفا کیا۔ آگے قدم نہ بڑھایا۔ چنانچہ اسکی تائید مین۔ معالم التنزیل بغوی صفحہ ۹۲۔
مین تحریر ہوا ہے کہ شراب ودیگر اشیا رنشی حضرت عمر کی رائے کے مطابق حرام
ہوئین۔ اور پھر بغوی نے صفحہ ۱۹۳۔ کتاب مذکور مین لکھاہے کہ غزوہ بدر کا
حکم باقتضائے رائے حضرت عمر نازل ہوا۔ جسکا مطلب یہ ہی کہ خداوند عالم حضرت
عمر کے مشورہ کا محتاج تھا اور جو رائے حضرت عمر دیتے تھے اوسکی مطابق وحی نازل
فرماتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ عقاید اہل سنت کے مطابق خدا نے حضرت عمر سے

Presented by Ziaraat.Com

معاہدہ کر لیا تھا کہ آپکی خوشی عین شریعت ہے۔ اس اقتدار کے حاصل ہونے پر
وفات حضرت ابوبکر کے بعد اپنے زمانہ خلافت مین حضرت عمر نے اپنا نام امیرالمومنین
رکھا ورنہ تا اختتام خلافت حضرت ابوبکر حضرت علیؑ امیرالمومنین کے لقب سے نامزد تھے
اور حضرت ابوبکر کو اونکے زمانہ خلافت مین کسی نے بلقب امیرالمومنین نہین پکارا نہ
حضرت ابوبکر نے کبھی خواہش کی کہ مجھکو بہ لقب امیرالمومنین کے پکارو۔ مگر حضرت عمر
جب خلیفہ ہوئے تو اونکو اس بات کا حسد پیدا ہوا کہ حضرت علیؑ تو امیرالمومنین کے نام سے
پکارے جاتے ہین اور مجھکو باوجود حاصل ہونے حکومت ظاہری کے کوئی شخص
امیرالمومنین نہین کہتا لہذا حکم جاری کر دیا کہ مین بہ لقب امیرالمومنین پکارا جاؤن
جسکے ثبوت مین تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۷۴ سے واقعہ مندرجہ ذیل نقل ہوتا ہے
وَعُمَرُ اَوَّلَ مَنْ سُمِّیَ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی حضرت عمر وہ شخص ہین کہ جنھون نے سب سے
اول اپنا نام امیرالمومنین رکھا۔ اسی بنا پر مطابق سنت حضرت عمر کے امیر معاویہ ویزید
و دیگر خلفاء بنی امیہ و بنی عباس بھی از نام امیرالمومنین ملقب ہوئے۔

اس قسم کی احادیث مذہب اہل سنت مین محض استحکام سلطنت بنظر تالیف قلوب
جہلاء کے بنائی گئین۔ اصلیت اسکی یہ ہے کہ پیشوایان اہل سنت جناب رسالت
مآب کو نبی برحق نہ جانتے تھے بلکہ ایک دنیادار اولوالعزم و ذی عقل تصور کرتے تھے
جیسا کہ فرقہ نیچری کا خیال ہے چونکہ زمانہ رسول خدا صلعم مین اسلام کو قوت حاصل
ہو چکی تھی اور ایک زبردست گروہ مسلمانونکا بذریعہ قبول اسلام تیار ہو چکا تھا
اور وفات رسول خدا صلعم کے بعد اس گروہ کی قوت اور اتفاق سے کفار کے ملک
قبضہ اسلام مین آچکے تھے اگر صاف طور پر آنحضرت کی نبوت سے انکار کیا جاتا۔ یا جو
لوگ وفات آنحضرت کے بعد خلیفہ بنے تھے وہ مثل آنحضرت کے اپنے رسول ہونیکا
اظہار کرتے تو عام مسلمانون مین اضطراب پیدا ہو جاتا۔ اور ہر شخص جداگانہ طریقہ

Presented by Ziaraat.Com

اختیار کرلیتا - اور اسلام کا باہمی اتفاق شکست ہوجاتا - اور جب باہمی اتفاق
شکست ہوجاتا اور خوف قیامت کا اثر دلون مین باقی نہ رہتا - تو خلفاء وقت
کی فرمانبرداری بھی کوئی نہ کرتا - اور اونکے دعوی رسالت کو بھی لوگ غلط سمجھتے
حکومت اسلام باقی نہ رہتی پھر عیش کیونکر کرتے - ایسے فضائل حضرت علی اور حدیث
غدیر خم نے خلفاء کو خوفناک کر رکھا تھا اور ہر وقت یہ خیال پیش نظر تھا کہین امت
کے ایماندار لوگ حضرت علیؑ کی جانب بخوف قیامت رجوع ہوجاوین - تو حصول
حکومت وعیش دنیا کا موقع جاتا رہے لہذا سازش باہمی سے اوس زمانہ کے دانشمندون
نے اس قسم کی احادیث اپنے دل سے گڈھ لین یعنے تصنیف کرلین کہ حضرت عمر کی
خوشی عین شریعت ہے اور حضرت عمر کا غصہ عین عزت ہے - اور جو ارادہ حضرت
عمر کرتے تھے اوسیکے مطابق وحی نازل ہوتی تھی اس درجہ خدا حضرت عمر کی خاطر
کرتا تھا اور اونکو برگزیدہ کیا تھا - تاکہ ایسے اقوال سے اظہار نبوت بھی نہ ہو
کہ باعث انتشار امت ہو اور حضرت عمر کا رتبہ بھی مثل رسول اللہ صلعم امت کے
دلون مین مستحکم ہوجاوے - تاکہ پھر کسیکو اس اعتراض کا موقع نہ ملے کہ حضرت عمر نے
آیہ متعہ کو کس اعتبار سے منسوخ کیا - اور اس طریقہ سے اوس زمانہ کے ذی علم دانشمندون
نے امت کو جانب خلفاء غیر ذی حق رجوع کیا - لیکن حضرت عمر کی سخت مزاجی محتاج
ثبوت نہین عام مسلمان اونکی سخت مزاجی سے نالان تھے لہذا اونکی تسلی قلب کے
واسطے یہ فقرہ گڈھا گیا کہ خدا نے وحی نازل فرمائی ہے کہ غصہ اونکا عین عزت ہے
تم لوگ حضرت عمر کے غصہ کی شکایت کرکے اوس شرف عزت سے محروم ہوتے ہو
جو عزت کہ پروردگار عالم نے بوجہہ غصہ حضرت عمر مسلمانونکو عطا فرمائی ہے -
مجھکو اس بات کا اقرار کرنے مین کچھہ بھی عذر نہین ہے کہ اسوقت اہل سنت مین
زیادہ لوگ ایسے ہین کہ جو مذہب اسلام کو بنظر نجات عقبیٰ اختیار کیے ہوئے ہین

Presented by Ziaraat.Com

اور کمال فسحہ کے عابد اور زاہد اور راست باز ہین مگر واقعات اسلام سے وہ بالکل ناواقف ہین - اگر وہ لوگ واقعات اسلام سے واقف ہو جاوین تو نزاع خلافت وشہادت یازدہ امام کے اصلی حالات پر توجہ کرین تو اونپر یہ راز پوشیدہ نہ رہجاوے - کہ حضرت علیؑ سے محض طمع دنیا اور حصول حکومت کی وجہ سے امت نے انحراف کرکے دین مین رخنہ ڈالا تفریق مذہبی پیدا کردے خود تو حکومت حاصل کرکے عیش کئے اور مرگئے مگر اپنے ذاتی عیش کی خاطر امت مین اختلاف مذہبی پیدا کرکے اسلام کو ضعیف کر گئے اونکی ذاتی طمع کے سبب حضرت علی شہید ہوے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا امام حسین علیہ السلام مع عزیز و انصار مثل گوسفندان قربانی ذبح ہوے - اور اس اصلی راز کے ظاہر ثابت ہونے پر اکثر اہل سنت دفعتًا شیعہ ہو جاوین - مگر اہل سنت کے ذیعلم دانشمند جو اس راز سے بخوبی واقف ہین اور جنکے اعتقاد پورے پورے مثل حضرت عمر کے ہین وہ ان اصلی حالات کے اخفا مین اور عوام کو نجات عقبی سے محروم کرنیکی ایسی تاویلین اور تدبیرین کرتے ہین کہ جب عام مسلمانونکے سامنے اہل سنت کی معتبر کتابون مین سے کوئی واقعہ نکالکر پیش کیا جاتا ہے تو اوسکے معنی مطالب اولٹ پھیر کر کم علمونکی تسکین کر دیتے ہین چنانچہ ہندوستان مین جو امیر تیمور نے اپنے زمانہ سلطنت مین بر بناء اجازت علماء اہل سنت تعزیہ داری شروع کی جسکا مختصر حال یہ ہے کہ امیر تیمور ہر سال زیارت روضۂ امام حسین علیہ السلام کو کربلاء معلے جایا کرتا تھا ایک سال علماء اہل سنت نے امیر تیمور سے کہدیا کہ نقل قبر و روضۂ امام بناکر زیارت کر لینے سے بھی وہی ثواب حاصل ہوتا ہے جو روضۂ مبارک پر جانے سے ہوتا ہے چنانچہ امیر تیمور نے تعزیہ بنانا شروع کیا - اصل مین یہ تعزیہ نقل روضہ ونقل قبر ہے عام مسلمانونے

Presented by Ziaraat.Com

جو بادشاہ کو تعزیہ بناتے دیکھا۔ اور معلوم کیا کہ اسکے بنانے سے ثواب ہوتا ہے اور دین کو رونق ہوتی ہے تو علی العموم اہل سنت باعتقاد دلی تعزیہ بنانے لگے۔ علماء اہل سنت نے جو دیکھا کہ سارے ملک مین رسم تعزیہ داری جاری ہوگئی اور اس رسم سے رفتہ رفتہ کل اہل سنت شیعہ ہو جاوینگے تو انسداد تعزیہ داری تو غیر ممکن تھی کیونکہ امیر تیمور دلسے معتقد تھا اوسکی سلطنت مین کسی عالم اہل سنت کو قوت نہ تھی کہ سختی کرتے یا بجبر ممانعت کرتے۔ لہذا حکمت عملی کے ساتھ سمجھانا شروع کیا کہ یوم عاشورہ محرم یوم خوشی ہے پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ عاشورہ محرم کو خوشی کرنا چاہیے نہ غم کیونکہ یہ دن خوشی اور برکت کا ہے امام حسین علیہ السلام کو اسی دن درجہ شہادت حاصل ہوا۔ اس درجہ شہادت کے حاصل ہونیکی خوشی کرنا چاہیے اور خیرات کرنا چاہیے غم نکرنا چاہیے۔ اس قسم کی اولٹی سیدھی مثالین دیکر عاشور محرم کو یوم عید بنادیا اور دشمنی آل رسول کا ارادہ اسطرح پورا کیا۔ کہ ناواقف اہل سنت نے اس رسم کی تعلیم پاکر ہر شہر مین بروز عاشورہ محرم مثل عید میلا کرنا شروع کردیا اور اوس میلے مین عمدہ عمدہ لباس زیب تن کرکے اور سرمہ کنگھی مسی پان۔ لباس جدید سے بناؤ سنگھار کرکے خوشی مناتے ہوئے اوس میلہ مین جانے لگے اور اب تک جاتے ہین اسمین شک نہین کہ عوام اہل سنت کے یہ سارے افعال اور تعزیہ داری نیک اعتقادی کے سبب سے ہے نہ براہ دشمنی اگر اونکو اس امر کا یقین ہو جاوے کہ عاشورہ محرم یوم مصیبت ہی نہ یوم خوشی اس یوم عاشورہ کو لشکر یزید مین خوشی تھی اور خاندان نبوت مین گریہ وزاری اور ماتم برپا تھا۔ اور جو لوگ عاشور محرم کو مثل یوم عید خوشی کرتے ہین اونکا حشر یزید اور لشکر یزید کے ساتھ ہوگا کہ جنھون نے اس روز حضرت حسین کو مع اونکے رفقاء و عزیزونکے قتل کرکے خوشی

Presented by Ziaraat.Com

کی تھی - اور جو لوگ غم اور ماتم کرتے ہین انکا حشر آل رسول کے ساتھ ہوگا جنکی
مان بہنون مین اوس روز سینہ زنی اور رنج والم اور ماتم ہوا تھا تو
یقیناً تمام اہل سنت یوم عاشور محرم کا میلہ اور بناؤ سنگھار ترک کردین مگر ناواقفیت
کے سبب اپنے عالمونکے غلط تعلیم کے باعث دھوکے مین پڑے ہوے ناحق بنی
آل رسول کا بار اپنی گردن پر لادتے ہین - مین نے اس فیصلہ مین باربار
اور ہر جگہ واقعات شہادت کا ذکر یا اشارہ موقع بے موقع اسی غرض سے
لکھا ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے لوگ توجہ کرکے اپنے باپ دادون کی بیجا تقلید
سے دست کش ہوجاوین اور واقعی واقعات فہمدار کربلا کمراہونکی تعلیم کا
ایک عمدہ ذریعہ ہے اِن واقعات کے ساتھ دیگر حالات اصلی کے ظاہر کرنیکا
ایک عمدہ موقع ملتا ہے -

پس جہلا کی تالیف قلوب کے واسطے حضرت عمر کے فضائل بے سر وپا مین دوچار قصہ
تصنیف کئے گئے جو بالکل خلاف عقل ہین اور جنکے سبب سے حضرت عمر اوس الزام شدید
سے محفوظ نہین رہ سکتے جو اونھون نے کمال بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ اپنی
خودرائی سے فرمان الٰہی کو منسوخ کیا اگر وہ دل سے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے
تو حضرت علی سے منحرف ہوکر آیہ متعہ کی منسوخی کی جرات نکرتے جسکا ثبوت واقعات
مندرجہ ذیل سے ہوگا -

حضرت عمر نے آیہ متعہ کو اپنے اس حکم سے منسوخ فرمایا ہے -
ارشاد حضرت عمر مُتْعَتَانِ كَانَتَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا اُحَرِّمُهُمَا -
ترجمہ دو متعہ حلال تھے زمانہ رسول خدا صلعم مین اور مین انکو حرام
کرتا ہون - صاحب تصنیف کتاب طعن السنان نے جو مذہب اہل سنت
کے ایک معتبر عالم ہین حضرت عمر کی اس حدیث سے اقرار کیا ہے اور کسی عالم

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت کو اس سے انکار نہین بہ نظر احتیاط مین اور بھی اس حدیث حضرت عمر کی صحت ذیل کی شہادتون سے کیے دیتا ہون۔

نووی صفحہ ۴۰۱۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شَقِیْقٍ کَانَ عُثْمَانُ یَنْہٰی عَنِ الْمُتْعَۃِ وَکَانَ عَلِیٌّ یَاْمُرُ بِھَا فَقَالَ عُثْمَانُ بِعَلِیٍّ کَلِمَۃً ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ اَجَلْ وَلٰکِنَّا کُنَّا خَائِفِیْنَ۔ حضرت عثمان اور حضرت علیؑ سے درباب متعہ گفتگو ہوئی حضرت عثمان متعہ کو حرام کہتے تھے اور حضرت علیؑ متعہ کو حلال کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمین نے متعہ کیا ہے ساتھ رسول اللہ کے میعاد مین بحالت خوفناکی۔ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۱۹۔ مین لکھا ہے کہ ائمہ طاہرین فعل متعہ سے کیون محروم رہتے اگر متعہ درست اور حلال تھا اور صفحہ ۱۲۱۔ مین لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے متعہ کو حرام فرمایا ہے اگر حلال تھا تو اپنے عہد خلافت مین کیون نہ جاری کیا۔ لیکن کتاب نووی اہل سنت کی ایک امام برحق کی کتاب ہے جسکی نقل اوپر کی گئی ہے اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ نے اقرار کیا کہ ہمین نے متعہ کیا ہے اور متعہ حلال ہے پھر اوسی کتاب نووی سے مندرجہ ذیل واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِیٌّ وَعُثْمَانُ بِعُسْفَانَ فَکَانَ عُثْمَانُ یَنْہٰی عَنِ الْمُتْعَۃِ اَوِ الْعُمْرَۃِ فَقَالَ عَلِیٌّ مَا تُرِیْدُ اِلٰی اَمْرٍ فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ تَنْہٰی عَنْہُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْکَ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَدَعَکَ فَلَمَّا اَنْ رَاَیٰ عَلِیٌّ اَھَلَّ بِھِمَا جَمِیْعًا۔ موضع عسفان مین علی و عثمان جمع ہوے علی متعہ کو حلال کہتے تھے اور عثمان متعہ کو حرام کہتے تھے۔ علیؑ نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہوا یا جس امر کو حلال کیا رسول اللہ نے تم اوسکو حرام کروگے۔ پھر اوسی کتاب نووی مین سے ایک اور واقعہ ذیل مین لکھا جاتا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّہٗ یُفْتِیْ بِالْمُتْعَۃِ فَقَالَ رَجُلٌ رُوَیْدَکَ بِبَعْضِ فُتْیَاکَ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ

Presented by Ziaraat.Com

امیر المؤمنین فی النسک بعد حتی لقیہ اللہ فسالہ فقال قد علمت ان النبی قد فعلہ واصحابہ ولکن کرھت ان یظلوا معرسین بھن فی الاراک ثم یروحون فی الحج تقطر رؤسھم ابو موسی اشعری فتویٰ دیتے ہین کہ متعہ حلال ہے پس ایک مرد نے ابو موسیٰ اشعری کو بنظر دیکی کہا کہ صبر کرو کیا تم جانتے نہین ہو کہ حضرت عمر نے مناسک حج مین متعہ کو حرام کر دیا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری نے وقت ملاقات حضرت عمر سے دریافت کیا کہ کیا تمنے متعہ کو حرام کر دیا ہے حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو جواب دیا کہ بیشک نبی نے اور اصحاب نبی نے متعہ کیا ہے لیکن مین نے مکروہ جانا اس امر کو کہ ایام حج مین لوگ مزے اوڑادین اور غسل کا پانی اونکے سرون سے ٹپکے۔

اِن واقعات سے ثابت ہی کہ حضرت علی علیہ السلام متعہ کو حلال تبلاتے تھے اور حضرت عثمان حرام تبلاتے تھے اب ہم حیران ہین کہ حضرت علی کو راست گو سمجھین یا حضرت عثمان کو حضرت علیؑ کی نسبت تو احتمال کذب ہونا داخل کفر ہے کیونکہ اونکے چہرہ پر نظر کرنا داخل عبادت ہی اور اونکی شان مین رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جسنے بغض کیا علی کے ساتھ وہ کافر ہے اور محبت علی تمامی امت پر واجب کی ہے پس حضرت علی کو کاذب سمجھنا عین دشمنی ہے اور دشمن علیؑ بالیقین کافر ہے پس درحالیکہ حضرت علی علیہ السلام نے متعہ کو حلال تبلایا تو متعہ کے حرام کہنے والے حضرت علی علیہ السلام کی تکذیب کرنیوالے قرار پاوینگے جو داخل کفر ہے۔ دوسرے۔ خود حضرت عمر اقرار کرتے ہین کہ نبی نے اور اصحاب نبی نے ضرور متعہ کیا ہے۔ لیکن مین نے مکروہ سمجھکر حرام کر دیا ہے پس درحالیکہ رسول خدا اور اصحاب رسول خدا نے حلال جانکر متعہ کیا اور پروردگار عالم نے حکم متعہ دیا تو حضرت عمر کے حرام کرنے سے متعہ حرام نہین ہوسکتا اور جو لوگ متعہ کو حرام کہتے ہین وہ مخالفت کرتے ہین خدا اور رسول خدا کی۔ اور

Presented by Ziaraat.Com

مخالفت خدا اور رسول خدا داخل کفر ہے۔ چنانچہ متعہ کے حلال ہونیکا علم قرآن مجید
پارہ وَالمحصنات سورہ نساء مین موجود ہے جسکی نقل اس جگہ کیجاتی ہے۔
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ترجمہ پس متعہ کرو تم عورتون سے
اور دو تم مہر مقررہ اونکا کہ تم پر فرض ہے تفسیر بیضاوی قِيْلَ نَزَلَتِ الْاٰيَةُ فِي الْمُتْعَةِ
الَّتِي كَانَتْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حِيْنَ فُتِحَتْ مَكَّةُ ثُمَّ نُسِخَتْ كَمَا رُوِيَ اَنَّهٗ
اَبَاحَهَا ثُمَّ اَصْبَحَ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ بِالْاِسْتِمْتَاعِ مِنْ هٰذِهِ
النِّسَاءِ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ ذَالِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تفسیر بیضاوی اہل سنت مین
ایک معتبر تفسیر ہے جسمین اس آیہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی تفسیر مین لکھا ہے کہ یہ آیت دربارہ
اجازت متعہ نازل ہوئی ہے۔ اور اس آیت کے مطابق وقت فتح مکہ تین روز تک
حکم متعہ جاری رہا اوسکے بعد حکم متعہ منسوخ ہوگیا۔
پس حکم متعہ تو آیت مذکور سے حسب اقرار بیضاوی جو ایک معتبر اور مشہور عالم اہل سنت
کے ہین بخوبی ثابت ہی لیکن اس حکم متعہ کے منسوخ ہونیکی کوئی آیت اگر منکرین متعہ
تبلادین اور دکھلادین تو البتہ اونکا قول قابل اعتبار ہے ورنہ یہ حکم الہی حضرت
عمر کے حکم سے تو ایماندارون کے نزدیک منسوخ نہ سمجھا جاویگا۔
ہدایہ جلد اول کتاب النکاح صفحہ ۲۹۳- نِكَاحُ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ وَقَالَ مَالِكٌ
هُوَ جَائِزٌ لِاَنَّهٗ كَانَ مُبَاحًا وَقَالَ زُفَرُ هُوَ صَحِيْحٌ لَازِمٌ لِاَنَّ
النِّكَاحَ لَا يَبْطُلُ بِالشَّرْطِ الْفَاسِدَةِ امام مالک کہتے ہین کہ متعہ جائز ہے اور متعہ کا کرنا
لازمی ہے اور زفر کہتے ہین کہ متعہ صحیح ہے اسلئے کہ نکاح بسبب شرط فاسد کے باطل نہیں ہوتا
نووی جلد اول صفحہ ۴۵۱- قَالَ عَطَاءٌ قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُعْتَمِرًا فَجِئْنَاهُ
فِيْ مَنْزِلِهٖ فَسَاَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ اَشْيَاءَ ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ اسْتَمْتَعْنَا عَلٰى
عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَبِيْ بَكْرٍ جابر ابن عبد اللہ انصاری جب عمرہ کرکے گھر کو واپس آئے

Presented by Ziaraat.Com

ازالۃ ... مسائل دربارہ متعہ سوال کیا جابر انصاری نے
جواب دیا کہ ہم نے متعہ کیا عہد رسول اللہ صلعم مین و عہد خلافت
حضرت ابی بکر مین۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آج متعہ کی منسوخی سے نہ
رسول خدا صلعم کو خبر ہوئی نہ حضرت ابوبکر کو تا کہ وہ لوگون کو متعہ کرنے سے منع کرتے
ترمذی جلد اول صفحہ ۔ اِنَّ رَجُلاً مِنْ اَھْلِ الشَّامِ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ
عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ فَقَالَ هِیَ حَلَالٌ فَقَالَ اِنَّ اَبَاکَ قَدْ نَهٰی عَنْهَا
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ اَبِیْ نَهٰی عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَ
نَتْرُکُ السُّنَّةَ وَنَتَّبِعُ قَوْلَ اَبِیْ ایک مرد شامی نے عبد اللہ ابن عمر
سے سوال کیا حج تمتع کا ساتھ عمرہ کے جواب دیا ابن عمر نے کہ وہ حلال ہے
کہا شامی نے کہ تمہارے باپ نے تو اوسکو حرام کیا ہے۔ کہا عبد اللہ نے کہ
اگرچہ میرے باپ نے حرام کیا ہو مگر حلال کیا ہے اوسکو رسول خدا نے کیا مین ترک
کرون سنت نبی کو اور فرمانبرداری کرون اپنے باپ کے قول کی۔

متعہ زن اور متعہ حج دونوں کو حضرت عمر نے بذریعہ حکم واحد کے منسوخ فرمایا تھا
چنانچہ حکم حضرت عمر کی نقل اسکے قبل لکھ چکا ہون ملاحظہ ہو اور عبد اللہ ابن عمر کا
یہ اقرار ثابت کرتا ہے کہ متعہ جائز اور درست ہے اور وہ اپنے باپ حضرت
عمر کے حکم کو مخالف رسول اللہ سمجھکر پیروی نکرتے تھے اور سب سے زیادہ تعجب
یہ ہے کہ حضرت عمر کے فرزند رشید حضرت عبد اللہ تو اپنے باپ کی حکم کی پیروی سے
انکار کرین اور مقلدان حضرت عمر بمقابلہ حکم حضرت عمر نہ حکم الہی کی وقعت سمجھین نہ
حکم رسول کی وقعت سمجھین۔ اس درجہ حضرت عمر کے عشق مین بیخود ہو رہے ہین
اور اس بیخودی کا سبب وہی ہے کہ مقلدان حضرت عمر اونکی خوشی کو عین شریعت
سمجھتے ہین بدین وجہ بمقابلہ حکم حضرت عمر کے احکام قران کو غیر واجب العمل سمجھتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

اور حضرت عمر کی خوشی یہی تھی کہ متعہ حرام ہے لہذا مقلدان حضرت عمر نے آیہ متعہ کو بمقابلہ حکم حضرت عمر ناقص و غیر واجب العمل سمجھکر ترک کر دیا۔

نووی صفحہ ۳۹۶۔ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَلَى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ كَمَا أَمَرَكُمْ وَأَبِتُّوا نِكَاحَ هَذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ أُوتَى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ قَالَ النَّوَوِيُّ وَذَكَرَ بَعْدَ هَذَا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ يَحْتَجُّ بِأَمْرِ النَّبِيِّ بِذَلِكَ

ابن عباس فتویٰ دیتے تھے کہ متعہ حلال ہے اور جائز ہے اور عبد اللہ ابن زبیر متعہ کو حرام کہتے تھے۔ راوی نے ذکر کیا اس اختلاف کو نزد جابر انصاری کے بجواب راوی جابر انصاری نے کہا کہ متعہ کیا ہمنے ہمراہ رسول اللہ صلعم کے اور جب خلیفہ ہوئے عمر تو کہا عمر نے کہ تحقیق اللہ نے جو چاہا حلال کیا واسطے رسول اپنے کے اور قرآن میں جو کچھ نازل ہوا موقع و وقت پر تم لوگ تمام کرو حج و عمرہ کو موافق حکم کے اور ترک کرو نکاح متعہ کو اور جو شخص متعہ کریگا میں اوسکو سنگسار کرونگا اور امام نووی کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری فتویٰ دیتے تھے کہ متعہ حلال ہے جو چاہے کرے جائز ہے۔ اور دلیل لاتے تھے احادیث نبوی سے۔ اس واقعہ سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ لوگ متعہ کرتے تھے زمانہ رسول خدا صلعم اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر میں تا زمانہ شروع خلافت حضرت عمر۔ مگر زمانہ حج میں کوئی بات حضرت عمر کو ناپسند ہوئی اسواسطے متعہ کو حرام کر دیا۔ حضرت عمر کی اس ممانعت سے

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں میں اختلاف شروع ہوا اور باہمی مباحثہ ہونے لگے کہ جب متعہ کو رسول خدا صلعم نے حلال کیا اور اجازت دی کہ متعہ کرو اور قرآن میں حکم متعہ موجود ہے تو ہم حضرت عمر کے منع کرنے سے کیوں باز آویں اس پر حضرت عمر نے کہا کہ گو رسول خدا نے متعہ کی اجازت دی اور قرآن میں بھی حکم متعہ نازل ہوا مگر میں حکم دیتا ہوں کہ ممانعت کرو اور جو کوئی متعہ کریگا میں اسکو سنگسار کرونگا حضرت عمر کے ایسے قسم جبر وسختی کے سبب وہ حدیث بنائی گئی ہے کہ حضرت عمر کا غصہ عین غیرت ہے تاکہ لوگ اس قسم کے جبر و سختیوں کے سبب سے برداشتہ دل ہوکر حضرت علیؑ کی جانب رجوع نہ کریں پس حضرت عمر نے جبراً بزور حکومت رسم متعہ کو بند کیا اور فرمان الٰہی اور حکم رسالت پناہی کو اپنی خود رائی سے منسوخ کیا۔ اگر حضرت عمر صدق دل سے توحید اور نبوت کے معتقد ہوتے تو حکم خدا اور حکم رسول کی منسوخی کی جرأت نکرتے امت کو ایک فعل حلال کے کرنے سے بجبر ممانعت کرتے۔ میں حیران ہوں کہ یہ سارے واقعات اہل سنت کی معتبر کتابوں اور اہل سنت کے معتبر عالموں کے اقرار سے ثابت ہوتے ہیں کہ متعہ حلال ہے اور آیہ متعہ قرآن میں موجود ہے جسکی منسوخی کی آجتک کوئی آیت نہ دکھلائی گئی پھر اہل سنت شیعوں پر الزام متعہ کیوں لگاتے ہیں اگر شیعوں کے ذمہ الزام ہے تو اسی قدر کہ وہ لوگ حضرت عمر کے حکم کو بمقابلہ قرآن و حدیث تسلیم نہیں کرتے۔ تو میری دانست میں کوئی ایماندار بمقابلہ قرآن کے و حکم رسول کے حضرت عمر کے حکم کو تسلیم نہ کریگا۔

نووی جلد اول صفحہ ۳۹۲ - قَالَ لِی عمران ابْنُ حُصَیْن وَاعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَعْمَرَ طَائِفَۃً مِنْ اَھْلِہٖ فِی الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ اٰیَۃٌ تَنْسَخُ ذَالِکَ وَ لَمْ یَنْہَ عَنْہُ حَتّٰی مَضٰی لِوَجْھِہٖ الحدیث عمران ابن حصین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے متعہ کو تاحیات خود حرام نہیں کیا اور نہ کوئی آیت قرآن میں ناسخ حکم متعہ کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نووی جلد اول صفحہ ۳۰۶ وقال لی عمران بن الحصین نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ تعالی یعنی متعۃ الحج وامرنا بہا رسول اللہ ثم لم تنزل آیۃ تنسخ آیۃ متعۃ
الحج ولم ینہ عنہا رسول اللہ حتی مات قال رجل برأیہ بعد ما شاء عمران بن الحصین
کہتے ہین کہ آیت متعہ کی نازل ہوئی قران مین یعنی متعہ حج اور حکم دیا مجھے رسول اللہ نے
متعہ کا اور نہ نازل ہوئی کوئی آیت ناسخ متعہ کی اور نہ رسول اللہ نے حرام کیا لیکن
حضرت عمر نے خود رائی سے جو چاہا وہ کیا۔

حضرت عمر کو حصول حکومت اور حصول ریاست کی ازحد طمع تھی اور اسی طمع کے باعث
اونھون نے مذہب اسلام کو ترک نہ کیا ورنہ واقعات مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت
ہے کہ حضرت عمر دلسے توحید اور نبوت کے قائل نہ تھے ورنہ خدا اور رسول خدا
کی نافرمانی نکرتے چنانچہ حضرت عمر کی طمع خود حضرت عمر کے اقرار سے ثابت ہے۔
دیکھو مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۹- قال عمر بن الخطاب ما احببت الامارۃ الا یومئذ
کہا حضرت عمر نے کہ مجھے کبھی حکومت اور ریاست کی طمع نہوئی مگر آجکے روز۔
جب تک حضرت عمر کو حکومت اور ریاست کی طمع نہین ہوئی اوسوقت تک وہ شاید
راست بازی کے ساتھ مسلمان رہے ہون لیکن جب سے اونکو آنحضرت کی نبوت
اور باری تعالی کی توحید مین شک پیدا ہوا جسکے سبب انھون نے نسخہ توراۃ
پڑھا اور اپنی زبان سے اقرار کیا کہ مجھکو آنحضرت کی نبوت مین شک ہے جیسا کہ مین اوپر لکھ چکا ہون
اس حالت شک مین اونھون نے صرف طمع حکومت و طمع ریاست کے سبب اسلام کو
ترک نہ کیا اور بظاہر مسلمان بنے رہے اور یہ طمع اونکی تادم مرگ دلسے نہ نکلی
اسی طمع کے سبب حضرت عمر رسول اللہ کی نافرمانی کرتے رہے اور بدرجہ مساوی
مباحثہ اور مناقشہ مین مصروف رہے ان حالات کو بالتصریح مین لکھ چکا ہون اسی
طمع کے سبب لشکر اسامہ کے ساتھ بیرون مدینہ نہ گئے اور وفات رسول خدا صلعم کے
منتظر رہے۔ جیسا کہ پروردگار عالم نے خبر دی ہے اور آیات قرآنی اس خبر کی تصدیق

Presented by Ziaraat.Com

ہیں تنقیح نمبر چہارم میں نقل کی گئی ہیں اسی طمع حکومت اور ریاست نے حضرت عمر کو اس درجہ بے چین کیا کہ رسول خدا کی نعش مطہر کو بے غسل و کفن چھوڑ کر بطلب حکومت و ریاست سقیفہ بنی ساعدہ میں پہونچے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں۔ ؎

اہل دنیا کار دنیا ساختند　　مصطفی را بے کفن بگذاشتند

پس خلفاء ثلثہ کی طمع دنیوی کی یہ ایک عمدہ شہادت ہے جس طمع کے سبب بڑی دانائی اور حکمت عملی کے ساتھ حضرت ابو بکر کو خلیفہ مقرر کرا لیا۔ کل اہل الرای بالاتفاق اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی خلافت برائے نام تھی بلکہ زمانہ خلافت حضرت ابو بکر میں بھی مالک خلافت حضرت عمر تھے۔ اسکے ثبوت میں اگر اہل الرای کے اقوال نقل کئے جاویں تو بہت طوالت ہوگی اور جو غرض میری ہے اوسکا لطف جاتا رہیگا۔ مختصر یہ ہے کہ جب حضرت ابو بکر خلیفہ مقرر ہو چکے تو دوسرے روز حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے مجلس خلیفہ میں طلب ہوئے۔ اس طلبی میں جو معرکہ پیش آئے اونکو بوجہ طوالت چھوڑ دیتا ہوں۔ جب حضرت علی علیہ السلام مجلس خلیفہ میں تشریف لائے تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ کو کل مہاجر و انصار نے اس غرض سے بلایا ہے کہ سب نے حضرت ابی بکر پر بیعت کی ہے آپ بھی بیعت کریں حضرت علی علیہ السلام نے بیعت سے انکار کر کے فرمایا کہ تمنے قرابت رسول خدا کا دلیل ڈھونڈ کر انصار کو تسکین دی اور اس ذریعہ سے حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنایا۔ میں اسی ذریعہ کو اپنی نسبت ظاہر کرتا ہوں انصاف کی بات کہو کہ تمام عالم میں جناب رسالت مآب صلعم سے زیادہ تر قربت کسکو حاصل ہے۔ خدا سے ڈرو اور بہانہ مت کرو۔ اور جب تمھارے ساتھ انصاف ہو تو تم بھی انصاف کرو اور اس منصب کو خاندان رسالت سے جدا مت کرو۔ اسکے جواب میں ابو عبیدہ جراح نے کہا کہ یا ابا الحسن آپ اس منصب خلافت کے سزاوار تھے اور سب سے زیادہ لائق اور سزاوار اس منصب

Presented by Ziaraat.Com

خلافت کا بجز آپکے کوئی دوسرا نہ تھا فضیلت اور سبقت آپکی درمیان اسلام کے سب پر
روشن ہے اور قرابت رسول خدا میں بھی بمقابلہ آپکے کسیکو ترجیح نہیں ہو سکتی نہ آپکے
مقابلہ میں کوئی دوسرا سابق الاسلام قرار پا سکتا ہے۔ بے رسول خدا صلعم سے قرابت
سب سے زیادہ لائق اور سزاوار اور حقدار تم ہو مگر چونکہ اصحاب رسول خدا صلعم خلافت
حضرت ابوبکر پر اتفاق کر چکے ہیں اور سب نے بیعت کر لی ہے۔ اب مصلحت یہی ہے
کہ آپ بھی اتفاق کریں۔ اور مصلحت وقت کو مخالفت کے ساتھ برباد نہ کریں۔ حضرت
علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ تم برگزیدہ نبی صلعم اور امین اور معتمد اس امت کے
ہو اپنے اوپر رحم کرو اور جو بات حق ہو وہ کہو۔ پروردگار عالم نے جو عزت اور مرتبہ
خاندان نبوت کو عنایت فرمایا ہے اوس عزت اور مرتبہ کو دوسرے خاندانوں میں
منتقل نہ کرو۔ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا۔ جبرئیل امین ہمارے گھر میں وحی لائے۔
علم عقیدہ دین و فرائض و مصلحت خلائق کو ہم بہتر جانتے ہیں۔ اور معدن علم دین آنحضرت
رسول امین ہوں اور وضع شریعت و مصلحت ملت کو دوسروں سے بہتر میں جانتا ہوں
اپنی اقتضائے طبیعت پر عمل نہ کرو۔ اور حق کی جانب رجوع ہو۔ ہوائے دنیا کی جانب
رجوع مت کرو کہ اس سے تمکو نقصان پہونچیگا۔ اور دین اسلام میں رخنہ پڑیگا۔ بشیر
ابن البراء نے کہا کہ یا ابوالحسن قسم ہے خدا کی کہ اگر آپ پہلے سے قبل از بیعت حضرت ابوبکر
ان کلمات کو ارشاد فرماتے تو صحابہ رسول اللہ میں سے ایک بھی آپ کے ساتھ اختلاف
نہ کرتا۔ اور سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ جب آپ گھر میں بیٹھے رہے تو سب لوگوں
نے یہ سمجھا کہ آپ کو حکومت و ریاست کی خواہش نہیں ہے۔ اب یہ بات سب کے عقیدہ
کے خلاف ہے کہ دست حضرت ابوبکر پر بیعت کر کے شکست بیعت کریں مبادا اس سے
شریعت میں خلل پڑے آپ بھی خلافت حضرت ابوبکر میں اتفاق کریں۔ حضرت علی
علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ میں نعش مطہر جناب

Presented by Ziaraat.Com

رسالت کہ آپ صلعم کو بے غسل و کفن و بلا دفن چھوڑ کر بطلب خلافت و دریافت مدعا
حضرت ابو بکر نے کہا کہ اے ابو الحسن اگر مین جانتا کہ میری خلافت مین آپ مخالفت کرینگے
تو مین اس منصب خلافت کو ہرگز قبول نہ کرتا۔ اب کہ سب مسلمان میری بیعت کر چکے
ہین اگر آپ بھی اتفاق کرین تو میرے گمان مین خطا نہین ہوگی۔ اور اگر آپ قبول
نہ فرماوین تو مین آپ سے کسی قسم کی مزاحمت بھی نہین کرتا۔ پس حضرت علی علیہ السلام بغیر
کرنے بیعت کے اپنے گھر واپس گئے۔ اختلاف مذہبی کی ابتدا یہی ہے جیسا کہ جناب
امیر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہواے دنیا کی جانب رجوع مت کرو اور خلافت کو خاندان
رسالت سے مت نکالو اس سے تمکو نقصان پہونچیگا۔ مگر اصحاب نے اس حکم پر عمل نہ کیا
اور خلافت کو خاندان رسالت سے منتقل کر دیا جسکا انجام اختلاف مذہبی ہوا اور جس
اختلاف مذہبی سے یہ نقصان پہونچا کہ مسلمان ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے اور
جناب امیر علیہ السلام کی پیش خبری پوری ہوگئی کہ اس سے تمکو نقصان پہونچیگا۔ جن علماء
نے واقعات خلافت کو قلم بند کیا ہے اون سبکی تحریرات کا یہی نتیجہ ہے جو مین نے لکھا۔
اب اس بات کا ذکر کہ حضرت علی علیہ السلام نے کسی زمانہ مین حضرت ابو بکر کی بیعت بھی کی
یا نہین معتبر کتابون سے تنقیح نمبر ہفتم مین ذکر کرونگا۔ انھین فتنہ و فساد کی خبر پروردگار عالم
نے سورہ محمد و سورۃ الانعام مین دی ہے کہ اے محمد صلعم تیرے اصحاب تیری موت کے منتظر
ہین اور زمین پر تیری وفات کے بعد فتنہ و فساد کرینگے اور اپنی قرابتون کو قطع کرینگے۔
تنقیح نمبر چہارم مین اسکی نقل کی گئی ہے۔ پس رسول خدا کے فوت ہوتی ہی نزاع خلافت
برپا ہوگئی۔ وفات حضرت ابو بکر کے بعد بموجب وصیت تحریری حضرت ابو بکر حضرت عمر خلیفہ
ہوئے اور جب حضرت عمر کی وفات کا زمانہ قریب آیا اور تین روز باقی رہ گئے تو حضرت
عمر نے عبد اللہ ابن عباس سے کہا کہ اجل میری نزدیک پہونچی مرنے سے مین نہین ڈرتا
کیونکہ انجام انسان کا مرگ ہے۔ لیکن کار خلافت کے بارہ مین مجھکو اندیشہ ہے۔ مین

Presented by Ziaraat.Com

حیران ہون کہ اس بارہ مین کیا کرون - جو گفتگو کہ درباره تعیین خلافت باہم حضرت عمر و عبداللہ بن عباس کے ہوئی اوسکو آگے چلکر لکھونگا - اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ رسول اللہ نے کیکو اپنا خلیفہ مقرر نہین کیا امت کی راے پر چھوڑ دیا ہے جسکی جانب امت نے اجماع کیا وہی خلیفہ رسول قرار پایا - اب مین حیران ہون کہ جب رسول اللہ نے تعیین خلافت امت کی راے پر چھوڑا تھا تو حضرت ابوبکر نے جو وصیت نامہ لکھکر حضرت عمر کو اپنا خلیفہ مقرر کیا یہ رسول اللہ کی اور پروردگار عالم کی نافرمانی ہوئی یا نہین خدا اور خدا کا رسول توکسیکو خلیفہ مقرر نہ کرے اور امت کی راے پر چھوڑ دے اور حضرت ابوبکر امت کے اختیارات مسدود کرین اب خدا کو اور رسول خدا کو ہم خیر خواہ امت سمجھین یا حضرت ابوبکر کو دوسرے خدا کو اور رسول خدا کو تو امت کے ساتھ بالکل غمخواری نہوئی اور رسول خدا نے اس بات کا بالکل خیال نہ کیا اور نہ امت کے سرانجام پر غور کر کے درباره تعیین خلافت کچھ فکر کی بلکہ تعیین خلافت امت کی راے پر چھوڑ دیا - اور حضرت عمر کو وقت وفات تردد پیدا ہوا کار خلافت کی انجام دہی مین اب ہم خدا کو اور خدا کے رسول کو خیر خواہ امت سمجھین یا حضرت عمر کو حضرت عمر کے قول سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بمقابلہ تدبیر حضرت عمر کے خدا بھی غافل تھا اور رسول بھی غافل تھے اور اگر حضرت عمر کے قول کا یہ مفہوم نہین ہے تو پھر حضرت عمر کو سرانجام کار خلافت مین اندیشہ کس بات کا تھا جو تردد اپنا ظاہر کیا مثل رسول اللہ امت کے اختیار مین چھوڑ دیا ہوتا جسکی جانب امت کا اجماع ہوتا وہی خلیفہ ہو جاتا - مگر حضرت عمر کے اس اندیشہ کا سبب یہ تھا کہ وہ خوب جانتے تھے کہ جس حکمت عملی اور دانائی کے ساتھ امت کو مین نے اپنی جانب رجوع کر کے حضرت علی علیہ السلام کو منصب خلافت سے محروم کیا تھا اس تدبیر کا آدمی میرے بعد کوئی نظر مین آتا میرے مرنے کے بعد حضرت علی خلیفہ ہو جاوینگے اور حضرت علی کی خلافت مین میری کارروائیان

Presented by Ziaraat.Com

جو خلاف شریعت ہوئی ہین اور غصب خلافت کے حالات سب پر ظاہر ہو جاوینگے
اور اوسکا عوض میری اولاد اور میرے خاندان کے لوگون سے لیا جاویگا اس
وجہ سے اپنا تردد اور تفکر حضرت عمر نے عبد اللہ ابن عباس سے ظاہر کیا
جسکے جواب مین عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ علی ابن ابیطالب کے حق
مین کیا کہتے ہو۔ اونکی ہجرت اور قرابت اور فضیلت سابق الاسلام ہونیکی
اور جرأت اور شجاعت ظاہر ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ اے عبد اللہ حضرت
علی علیہ السلام ایسے ہی ہین جیسا کہ تمنے بیان کیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اعلیٰ
اور افضل ہین۔ اگر خلافت حضرت علی کو مین سپرد کردون تو وہ مسلمانون کو
نیک ہدایت اور راہ راست پر رکھینگے۔ لیکن ایک تو اون مین خوش طبعی ہے
دوسرے عہدہ خلافت کی اونکو حرص بہت ہے۔ وہ شخص عہدہ خلافت کے لائق
سمجھا جاتا ہے جسمین خوش طبعی اور حرص حکومت اور ریاست نہو۔ اس مقام پر
ایک بات قابل یاد دہانی ہے۔ مین نے اسکے قبل صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۷۹ ۲
سے ایک اقرار حضرت عمر کا نقل کیا ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ مجھے کبھی ریاست اور
حکومت کی طمع نہین ہوئی۔ مگر آج کے روز۔ تو اس مقام پر حضرت عمر کی اس تجویز
سے کہ وہ شخص قابل خلافت ہوتا ہے جسکو حرص حکومت نہو حضرت عمر کی خلافت
باطل قرار پاتی ہے کیونکہ اونکو حرص حکومت و ریاست تھی جسکا خود اونکو اقرار
ہے۔ چنانچہ حضرت عمر کے ارشاد کے اسی بنا پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کتاب
تذکرہ الخلفاء کے صفحہ ۱۰۲ مین لکھتے بھی ہین کہ حضرت علی علیہ السلام کو انتظام
ملکی کی لیاقت نہ تھی اور مولوی صاحب ممدوح کی اس بیباکی کا سبب یہی ہے
کہ وہ مقلد ہین حضرت عمر کے اور حضرت عمر کی خوشی کو عین شریعت سمجھتے ہین
قرآن کو بمقابلہ خوشی حضرت عمر کے شریعت نہین جانتے اور حضرت عمر کی خوشی کا

Presented by Ziaraat.Com

اظہار یہ ہوا کہ حضرت علی قابل خلافت نہین وہی مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے
بھی لکھدیا۔
پھر عبد اللہ ابن عباسؓ حضرت عمر سے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان کی نسبت
کیا کہتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ عہدۂ خلافت کے لائق تو ہین مگر مجھکو خوف ہے کہ اگر
مین اونکو خلیفہ مقرر کر جاؤن تو وہ بنی امیہ کو مسلمانونکے اوپر مقرر کرینگے اور بنی امیہ
کا اقتدار زیادہ ہوگا اور انجام مین جو کچھ وہ تمھارے ساتھ کرنیوالے ہین کرینگے
اور جو کچھ تم اونکے ساتھ کرنیوالے ہو کروگے عبد اللہ نے کہا طلحہ بن عبد اللہ کے
حق مین کیا کہتے سو حضرت عمر نے کہا کہ وہ ہرگز عہدۂ خلافت کے قابلیت نہین رکھتا
کیونکہ وہ سخت متکبر و مغرور و خود دیکھتا ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ زبیر ابن العوام کی
نسبت کیا کہتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ ایک مرد بہادر ہے لیکن بخیل بڑا ہے۔
اوسکو اس بات کی بالکل شرم نہین کہ شب و روز ایک پیمانہ گندم کیواسطے قبرستان
بقیع مین کھڑا رہے گا اور مسلمانونکے ساتھ خصومت کریگا اور سخت کہیگا۔ وہ اُس
عہدۂ خلافت کے لائق نہین۔ اس کام کے واسطے ایک جوان مرد آدمی چاہیے جو
نہ زیادہ بخیل ہو نہ سخی۔ اوسط درجہ کا ہو اور مصلحت وقت کا خیال رکھے۔ عبد اللہ
نے کہا کہ سعد ابن ابی وقاص کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ ایک
بہادر لشکرکش اور نیک آدمی ہین سپہ سالاری کی عمدہ لیاقت رکھتے ہین۔
لیکن قابل خلافت نہین۔ عبد اللہ نے کہا کہ عبد الرحمن بن عوف کی نسبت کیا
کہتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ نیک سیرت مسلمان ہین مگر ضعیف اور ناتوان ہین
قابل خلافت نہین۔ اس اصول سے تو حضرت ابو بکر کی خلافت بھی باطل ہوتی ہی
کیونکہ وہ بھی ضعیف اور ناتوان تھے۔
حضرت عمر کی نظرون مین کوئی شخص قابل خلافت نظر نہین آتا تھا بجز حضرت عثمان

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ جو شخص حضرت عمر کے بعد خلیفہ ہوتا وہ انجام مین مطیع خاندان نبوت ہوجاتا
اور حضرت عمر کی پردہ پوشی کی کسیکو لیاقت نہ تھی بجز حضرت عثمان کے پس حضرت عمر کو
اس بات کا یقین کامل تھا کہ حضرت عثمان کے خلیفہ ہونے سے حضرت علی اور اولاد
علی علیہ السلام کی صفائی ہوجاویگی اور چراغ خاندان نبوت کا گل ہوجاویگا کیونکہ
بنی امیہ علی العموم حضرت علی علیہ السلام اور خاندان نبوت کے دشمن تھے۔ سبب
دشمنی یہ تھا کہ قبل از بعثت آنحضرت حکومت معظمہ بنی امیہ کے ہاتھ مین تھی اور
ابوسفیان پدر معاویہ سردار مکہ تھا جو آنحضرت سے متواتر لڑائیاں لڑا اور آنحضرت
کا دشمن جانی تھا اور ان لڑائیون مین حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے بکثرت بنی امیہ
قتل ہوچکے تھے بدینوجہ بنی امیہ کو حضرت علی علیہ السلام اور خاندان نبوت سے
سخت ازحد دشمنی تھی۔ اور حضرت عمر خوب جانتے تھے کہ بنی امیہ ابھی تک دل سے
مطیع اسلام نہین ہوئے ہین وہ رسم جاہلیت کے مطابق خلافت عثمان مین از سرنو
قوت پاکر اپنا بدلا حضرت علی علیہ السلام اور خاندان نبوت سے ضرور لینگے۔ مگر
اس خیال سے کہ اگر مثل حضرت ابوبکر خلافت عثمان کو بذریعہ وصیت تحریری مقرر کردونگا
تو خاندان نبوت کی بربادی کا الزام میرے سر پر رہیگا حضرت عمر نے کمال دانائی
کے ساتھ چند لوگ واسطے تعین خلافت کے ایسے مقرر کیئے اور وہ اصول قایم کیا کہ
بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ نہونے پاوے اور خود دشمنی آل رسول مین
بعد وفات بدنام نہون اور جو کچھ اونکا ارادہ پوشیدہ ہے وہ پورا ہوجاوے۔
اور قاتلان حضرت علی و اولاد علی مین اونکا شمار نہو۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام۔
و عثمان بن عفان۔ و سعد ابن ابی وقاص۔ و طلحہ ابن عبد اللہ۔ و زبیر ابن العوام
و عبد الرحمن بن عوف۔ ان چھ شخصون کو واسطے خلافت کے نامزد کرکے ابوطلحہ انصاری
کو حکم دیا کہ تم پچاس آدمیونکی جمعیت سے ان چھ صاحبونکو جمع کرکے ترغیب دینا اور کہنا

Presented by Ziaraat.Com

کہ باہم شورہ کرکے ایک خلیفہ مقرر کرلو اور بجز ان چھ صاحبون کے کوئی سا ہو تو ان
دخل نہ دینے پاوے - اور جب تک یہ سب صاحب اتفاق باہمی سے کسی ایک کو
واسطے خلافت کے نامزد نہ کرلین اوسوقت تک اوٹھنے ندینا - اگر وقت شورہ مین ایک
طرف اور تین دوسری طرف ہووین تو جسطرف عبدالرحمن بن عوف ہون اوسیکو
خلیفہ کرنا - اگر کوئی انکار کرے تو اوسکو قتل کرنا - اس شورہ کے تعین مین بڑی
بھاری دانائی حضرت عمر کی یہ تھی کہ عبدالرحمن بن عوف حضرت عثمان کے داماد تھے
پس عبدالرحمن بن عوف بجز اپنے خسر حضرت عثمان کے کسی دوسرے کی خلافت پر
رضامند ہونیوالے نہ تھے اور سعد ابن ابی وقاص حضرت عثمان کے چچازاد بھائی
تھے وہ عبدالرحمن کی راے سے کسی حالت مین مخالفت کرنیوالے نہ تھے جب
تین آدمی یعنی عثمان اور عبدالرحمن اور سعد ابن ابی وقاص بالاتفاق حضرت عثمانکی
خلافت پر رضامندی اپنی ظاہر کرینگے تو بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا شخص خلیفہ
ہونہین سکتا - اور اس خلافت سے حضرت عثمان کی بجز حضرت علی کے اور کوئی اختلاف
نہ کریگا - پس ضرور ہے کہ اس اختلاف کے سبب ابوطلحہ علی علیہ السلام کو قتل کرینگے -
جیسا کہ حضرت عمر نے حکم دیا تھا کہ اختلاف کرنیوالے کو قتل کرنا - پس اس شورہ سے
دونون کام ہوجاوینگے یعنے حضرت عثمان خلیفہ بھی ہوجاوینگے - اور حضرت علی علیہ السلام
بھی قتل ہوجاوینگے اور اس قتل سے بنی ہاشم کی قوت باقی نہ رہیگی اور حضرت عمر اور
اونکی اولاد و اہل خاندان آئندہ کی بدنامی اور مظالم سے بچ جاوینگے حضرت علی
علیہ السلام نے اس حال کو سنکر حضرت عباس سے کہا کہ خلافت اس مرتبہ بھی ہاتھ سے
گئی کیونکہ حضرت عمر نے ایسے اہل شورہ تجویز کیے ہین اور عبدالرحمن کی راے پر
تعین خلافت کا حصر کیا ہے کہ جسکے سبب یقین ہوتا ہے کہ بجز حضرت عثمان کے کوئی
دوسرا خلیفہ نہوگا - حضرت عباس نے کہا کہ یا علی تم اس مشورہ مین شریک نہونا -

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ مخالفت حضرت عباس کی اس وجہ سے تھی کہ وہ جانتے تھے کہ جب حضرت عثمان
کو عبدالرحمن خلیفہ مقرر کرینگے تو حضرت علی علیہ السلام ضرور اختلاف کرینگے اور اس
اختلاف کے سبب وہ قتل ہونگے کیونکہ حضرت عمر ابوطلحہ انصاری کو یہی حکم
دے گئے ہین۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عباس کا کہنا نہ مانا اور فرمایا
کہ مین ضرور شریک مشورہ ہونگا۔ اس سے غرض حضرت علی کی یہ تھی کہ جب حضرت
ابوبکر خلیفہ ہوے تھے اور مین نے حق اپنا ظاہر کیا تو مجھپر الزام لگایا گیا کہ تم وقت
تعین خلافت حاضر نہ تھے جب جانا کہ تمکو خلافت سے انکار ہے۔ اب بھی اگر مین
وقت تعین ثالث موجود نہ ہونگا تو یہی بہانہ اصحاب اور انصار کرینگے پس حضرت
علی بغرض اتمام حجت شریک مشورہ ہوے ورنہ یہ تو اوسی وقت معلوم تھا کہ
بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ نہوگا۔ حضرت عباس نے جب دیکھا کہ حضرت
علی علیہ السلام میرا کہنا نہین مانتے تب اپنے فرمایا کہ یا علی وفات رسول خدا صلعم کے
بعد مین تمسے کہا تھا کہ اگر خلافت کی ہوس ہے تو طلب خلافت مین عجلت کرو
تم نے نہ سنا۔ اور اب کہتا ہون کہ اصحاب مشورہ مین شریک نہوا پر بھی عمل نہین کرتے
اب مناسب یہ ہے کہ جب تمسے دریافت کرین تو تم کچھ جواب ندینا۔ جب تک تمھارے
ہاتھ پر بیعت نہ کرین۔ جب بیعت کرین اوسوقت جواب دینا۔ یا علی اس گروہ
کے مکر سے بیخوف نہ رہنا کہ ہمارے دفعیہ مین یہ لوگ قصور نہ کرینگے۔ اور دوسرے
کو مسند حکومت پر بٹھادینگے۔ چنانچہ اس شورہ کا انجام وہی ہوا جو حضرت علی علیہ السلام
نے فرمایا تھا اور باتفاق عبدالرحمن بن عوف وسعد ابن ابی وقاص حضرت عثمان خلیفہ
مقرر ہوئے۔ حضرت عثمان۔ نے اپنے زمانہ خلافت مین مروان ابن حکم کو اپنا وزیر
مقرر کیا۔ اور دیگر مسلمان جو عہد خلافت حضرت عمر مین جابجا شہرون اور قصبون مین
حاکم تھے اونکو موقوف کرکے اپنے رشتہ دارونکو قبیلہ بنی امیہ مین سے حاکم مقرر کردیا

Presented by Ziaraat.Com

اوداپنے رشتہ داروں اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگوں کو دولت کثیر دینا شروع کیا - اور
جو اقتدار اور حکومت قبیلہ بنی امیہ کو قبل از بعثت زمانہ جاہلیت مین حاصل تھی جو
اشاعت اسلام کے سبب نیست و نابود ہوچکی تھی - وہ اقتدار و حکومت قبیلہ بنی امیہ
کو از سرنو زمانہ خلافت حضرت عثمان مین حاصل ہوگئی - اور انجام اسکا یہ ہوا کہ قبیلہ
بنی امیہ کے حاکمون نے ہرجا اور ہر مقام پر ظلم و بدعت مسلمانوں پر کرنا شروع کیا -
چنانچہ عبداللہ بن ابی سعد ابی سرح کی شکایت لیکر اہل مصر مدینہ مین آئے اور ایک سخت
ہنگامہ کے بعد حضرت عثمان نے عبداللہ ابن ابی سعد کی معزولی کا فرمان لکھکر محمد
بن ابی بکر خلیفہ اول کو دیا اور محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر مقرر کیا - چنانچہ اس فرمان کو
لیکر محمد بن ابو بکر مع گروہ مصریان جانب مصر روانہ ہوئے - تین منزل راہ طے
کی تھی کہ مصریون نے حضرت عثمان کے ایک غلام کو جانب مصر جاتے ہوئے
دیکھا اوسکو گرفتار کرکے تلاشی لی تو اوسکے پاس ایک نامہ سربمہر حضرت عثمان کا
بنام عبداللہ بن سعد ابی سرح حاکم مصر کے تھا - لفافہ کھولکر نامہ پڑھا تو اوسمین لکھا
تھا کہ عمرو ابن بدیل الخزاعی اور محمد بن ابو بکر کو قتل کرنا - اور علقمہ بن سدیس و
کنانہ بن بشیر وعروبی کے ہاتھ پیر قطع کرکے چھوڑ دینا - اِس نامہ کو پڑھ کر حجاج
مصر مدینہ واپس آئے - اور بشرکت قبیلہ بنی سلیم و بنی مخزوم و بنی غفار دار الخلافت
کا محاصرہ کیا - اور حضرت عثمان اور اونکے اہل و عیال پر پانی بند کیا حضرت علی
علیہ السلام نے بنی ہاشم کے ہاتھ پانی کی مشکین بھیجین - اور حضرت عثمان کو مع اونکے
عزیز و اقربا و عیال و اطفال سیراب کیا - بلوائیون نے حضرت علی علیہ السلام کے
آدمیون سے پانی لیجانے مین کوئی مزاحمت نہین کی - حضرت عثمان کے عزیزون
اور قریبون قبیلہ بنی امیہ کے لوگون نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ حضرت عثمان
پر جو بلوہ ہوا ہے وہ آپ کے سبب سے ہوا ہے - آپ نے بلا سبب ہمارے

Presented by Ziaraat.Com

عیش و آرام مین خلل اندازی کی - اور ہماری حکومت کو تباہ کیا قسم ہے خدا کی کہ ہم آپ کے ساتھ جنگ کرینگے کہ جس جنگ سے آپ کو اس دنیا مین نجات نہ ملیگی - انجام اس بلوہ کا یہ ہوا کہ محمد بن ابی بکر نے مع دیگر بلوائیون کے حضرت عثمان کو قتل کیا اور تین روز تک نعش اونکی بے گور و کفن مزبلہ پر پڑی رہی ایک پاؤن نعش کا کتون نے کھایا. حضرت عثمان کے قتل نے حضرت علی علیہ السلام اور اونکی اولاد کے ساتھ مسلمانونکے ایک بڑے گروہ کے دلونمین از سر نو دشمنی پیدا کردی - ایک تو یہ گروہ ابتدا سے دشمن تھا - کیونکہ انکی حکومت بعد از بعثت رسول خدا اسلام کے ظاہر ہونے سے نیست و نابود ہو چلی تھی اور بڑے بڑے سردار قبیلہ بنی امیہ اور کفار قریش کے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے اب زمانہ خلافت حضرت عثمان مین قبیلہ بنی امیہ کی برباد شدہ قوت و حکومت پھر بحال ہوئی تھی کہ نوبت قتل عثمان پہونچی اور بنی امیہ اور قریش نے اس قتل کا بانی حضرت علی علیہ السلام کو سمجھا اور دشمنی تازہ ہو گئی - اور انجام اس دشمنی کا یہ ہوا کہ اول علی علیہ السلام شہید کیے گئے اونکے بعد امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید کیے گئے اونکے بعد امام حسین علیہ السلام مع عزیزان و فرزندان و برادران و رفیقان صحرائے کربلا مین شہید کیے گئے امام حسین علیہ السلام پر جو تین روز تک آب و دانہ بند کیا گیا یہ اوسکا عوض لیا گیا تھا جو حضرت عثمان پر پانی بند ہوا تھا - اور نعشہائے شہدائے کربلا کو جو لشکر یزید صحرائے کربلا مین بے غسل و کفن و بلا دفن چھوڑ کر چلا گیا اور دفن نہونے دیا یہ اوسکا عوض لیا گیا جو نعش عثمان تین روز تک بے دفن و کفن پڑی رہی تھی بلکہ اسقدر اور اضافہ کیا گیا کہ نعش عثمان کا کسی نے سر نہ کاٹا تھا نعشہائے شہدائے کربلا کے سر اونکے جسمون مین سے کاٹ کر نیزون پر چڑھائے گئے اور شہر بشہر دیار بدیار ہر کوچہ و گلی مین اون سرون کو بطور تماشا لیئے پھرے - عثمان کے حرم کو

Presented by Ziaraat.Com

کسی نے قید کر کے بلوہ مین ہنین پھر آیا حسین علیہ السلام کے اہل حرم جو رسول خدا صلعم کی بہو اور بیٹیان تھین قید کی گئین اور شہر بشہر دیار بدیار ہر کوچہ و گلی مین کمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ سر برہنہ بے مقنعہ و چادر پھرائی گئین اور عامۂ خلائق کو اونکا تماشہ دکھلایا گیا - دربار عبید اللہ ابن زیاد و دربار یزید کے مجمع عام مین کھڑی کی گئین یہ آبرو مسلمانون نے خاندان نبوت کی کی اور پھر بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور آجتک دعوی اسلام کئے جاتے ہین - اور صرف دعوی اسلام ہی پر کفایت نہین کرتے بلکہ اپنے مقابلہ مین اولاد علی اور اولاد فاطمہ اور رفقاء علی علیہ السلام و معتقدان علی علیہ السلام کو منافق غیر مسلم کہتے ہین اور رافضی کے نام سے موسوم کرتے ہین - جبکہ اونکے پیشواؤن نے فرزند رسول کو مثل گوسفندان قربانی ذبح کر کے اپنے رسول کی عترت کو کمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ تشہیر کیا تو اونکے مقلد جو کچھ نہ کرین وہ سب تھوڑا ہے - میری اس تحریر کا ثبوت وجہات مندرجہ ذیل سے پورے طور پر ہو گا -

قتل حضرت عثمان کے بعد اہل مدینہ نے رجوع کیا جانب حضرت علی علیہ السلام اور عرض کی کہ آپ خلافت کو قبول کرین حضرت علی علیہ السلام نے قبول خلافت سے انکار کیا اس انکار کا سبب انشاء اللہ تعالے تنقیح نمبر ششم مین ذکر ہو گا جب خلائق نے بدرجہ غایت اصرار کیا تب اپنے خلافت کو مجبوراً قبول کیا - کیونکہ امام وقت کا منصب یہی ہے کہ جب خلقت رجوع کرے اور طالب ہدایت ہو تو رہنمائی سے دست کش نہو - جن لوگون نے حضرت عثمان پر بلوہ کر کے قتل کیا تھا اون لوگون نے اور چند اصحاب و انصار نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی - بقیہ اصحاب و انصار نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا منکرین بیعت مین سعد ابن ابی وقاص و عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و سعید ابن زید و عبد اللہ ابن سلام

Presented by Ziaraat.Com

وصہیب بن سنان و اسامہ بن زید و قدامہ بن مظعون و مغیرہ بن شعبہ بھی بعین
جنھون نے بیعت علیؑ سے انکار کیا اور یہ لوگ باہم معتزلہ مشہور ہوے جیساکہ
تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۰۸ مین بالتصریح درج ہے اور دیگر معتبر تواریخون مین
بھی اسیطرح لکھا ہے۔ اور تفریق مذہبی کی یہ ابتدا اور بوجہ قتل عثمان کے ہوئی
اور سب سے پہلے اسلام مین فرقہ معتزلہ پیدا ہوا۔
امیر معاویہ اور اہل شام نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار کیا جیساکہ
شرح فقہ اکبر صفحہ ۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے وَالخِلَافَةُ یَثبُتُ لِعَلِیٍّ بَعدَ مَوتِ
عُثمَانَ بِمُبَایَعَۃِ الصَّحَابَۃِ سِوَیٰ مُعَاوِیَۃَ مَعَ اَھلِ الشَّامِ ۔ وفات حضرت عثمان
کے بعد معاویہ اور اہل شام نے علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی۔
قتل حضرت عثمان کے بعد ہر طرف سے مسلمان حضرت علی علیہ السلام کی دشمنی کا علانیہ
اظہار کرنے لگے اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آمادہ بجنگ ہو گئے اور صاف صاف
بغض و کینہ اور بعض جو لوگوں کے دلون مین حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے بھرا ہوا
تھا۔ ظاہر ہونے لگا۔ اس گروہ کا نام کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ علانیہ اظہار
دشمنی کرنے لگا۔ اور آمادہ بجنگ ہو کر بعوض خون عثمان حضرت علی علیہ السلام سے لڑا۔
ناصبی مشہور ہوا۔ اور ناصبی کی وجہ تسمیہ بھی اہل لغت نے دشمنان علی و اولاد علیؑ
لکھی ہے اور معتزلہ کی وجہ تسمیہ گوشہ نشین لکھی ہے یعنے معتزلہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے
نہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو قبول کر کے بیعت کی نہ حضرت علی علیہ السلام کے
دشمنون کے ساتھ شریک ہو کر علی علیہ السلام سے لڑے۔ پس قتل عثمان کے سبب
سے پہلے فرقہ معتزلہ پیدا ہوا۔ اوسکے بعد فرقہ نواصب اور جب فرقہ نواصب علانیہ
بوجہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام آمادہ بجنگ ہوا تو جن لوگون نے حضرت علی علیہ السلام
کی خلافت کو تسلیم کر کے دست حضرت علی علیہ السلام پر بیعت کی تھی اور مخالفان حضرت

Presented by Ziaraat.Com

علی کے مقابلہ مین بحکم حضرت علی علیہ السلام لڑنے کو گئے اس گروہ کا نام شیعہ علی مشہور ہوا اور یہی وجہ تسمیہ اس مذہب شیعہ کی اہل لغت نے لکھی ہے - اب اس مقام پر اس امر کے تصفیہ مین کہ جو لوگ بوجہ بغض و کینہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آمادہ بجنگ ہوئے اور جن لوگون نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا وہ لوگ دشمن خدا اور دشمن رسول تھے کسی منصف مزاج کو تامل نہوگا - درحالیکہ رسول خدا صلعم کی معتبر احادیث موجود ہین کہ جو لڑا علیؑ سے وہ لڑا مجھسے اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا مجھسے اور جسنے بغض کیا مجھسے اوسنے بغض کیا خدا سے اور جسنے محبت کی علیؑ سے اوسنے محبت کی مجھسے اور جسنے محبت کی مجھسے اوسنے محبت کی خدا سے - چنانچہ اصل حدیثین اسکے قبل اسی تنقیح مین نقل کی گئی ہین جن سے ثابت ہے کہ دشمن خدا یقیناً کافر ہے اور مخالف حضرت علی منافق ہے اور محب حضرت علی مومن ہے - اور بغیر دشمنی اور خصومت قلبی کی ابتداء پیدائش دنیا سے تا ایندم ایک دوسرے کے قتل پر کبھی آمادہ نہین ہوا - اور جب تک دلمین کدورت اور نفرت نہو اوسوقت تک کوئی شخص اپنے سردار مذہبی کی فرمانبرداری سے انکار نہین کرتا - اور جب تک محبت علی نہو ایک شخص دوسرے شخص کی رفاقت مین اپنا قتل ہونا پسند نہین کرتا - اب مسلمان خود فیصلہ کرلین کہ جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ نیزہ و تلوار سے لڑے بارادہ قتل علی لڑے تھے یا بارادہ اعانت علیؑ لڑے تھے اور بوجہ دشمنی لڑے تھے یا بارادہ دوستی - اگر کوئی شخص آج تک بہ نیت دوستی کسی کے قتل پر آمادہ ہو کر اوس سے لڑا ہو تو بتلا دیا جاوے - پس جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے وہ بوجہ دشمنی لڑے نہ بوجہ دوستی - اور دشمنان علی کے دشمن خدا اور دشمن رسول ہونے مین بموجب حدیث رسول اللہ صلعم کونسا شک باقی رہا - اہل سنت کا یہ عذر کہ وہ لوگ باہم رشتہ دار تھے اور

Presented by Ziaraat.Com

اصحاب رسول تھے اونکی باہمی لڑائی خطائے اجتہادی ہے بالکل حکم خدا اور حکم رسول اللہ کے مخالف ہے اور حکم خدا اور حکم رسول اللہ کے مخالف جو عذر پیش ہو وہ ایمانداروں کے قبول کرنیکے قابل نہین ہوسکتا۔ رسول اللہ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ جو لڑا علی سے وہ لڑا مجھسے اور جو لڑا مجھسے وہ لڑا خدا سے اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا مجھسے اور جسنے بغض کیا مجھسے وہ دشمن خدا ہے اس حدیث مین آنحضرت نے یہ نہین فرمایا کہ اگر علی کے ساتھ علی کے رشتہ دار دشمنی کرینگے تو وہ خطاء اجتہادی سمجھے جاویگی اور معاف ہوگی۔ اگر کوئی ایسی حدیث ہو تو بتلائی جاوے۔ اور جب تک ایسی حدیث نہ بتلائی جاوے اوسوقت تک تو کل اہل انصاف اون لوگون کو کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے اور اوسکے مقلدون کو مسلمان نہین سمجھ سکتے۔ دوسرے جن لوگون نے حضرت علیہ السلام کی خلافت کو قبول نہین کیا اور بیعت سے انکار کیا اور معتزل ہوگئے اونکے منافق ہونے مین کونسا شبہ باقی رہا اور جسطرح یہہ لوگ منافق ہین اسیطرح انکے مقلد بھی منافق ہین اور منافق بہشت سے محروم رہیگا۔ اور جن لوگون نے قبول کیا خلافت حضرت علی کو اور بیعت کی حضرت علیہ السلام کے ہاتھ پر اور رفاقت کی حضرت علیہ السلام کے ساتھ اور لڑے دشمنان حضرت علی سے بہمراہی و فرمانبرداری علی علیہ السلام اون لوگون کے محب علی ہونے اور جنتی ہونے مین کونسا شک رہا اوہی گروہ کا لقب شیعہ ہوا۔

حضرت عثمان کے قتل سے قبیلہ بنی اُمیہ اور قبیلہ بنی ہاشم مین سخت عداوت شروع ہوئی۔ اگرچہ قبیلہ بنی اُمیہ کو حضرت علی علیہ السلام و دیگر بنی ہاشم کے ساتھ ابتدا سے کینہ و عداوت تھی کیونکہ مکہ معظمہ سے حکومت بنی اُمیہ کو حضرت علی و بنی ہاشم کے وجہہ سے زوال ہوا تھا مگر اسلام کی تعلیم نے اوس کینہ کے ظاہر کرنیکا موقع نہین دیا۔ اب قتل

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عثمان نے اُس عداوت کو تازہ کر دیا۔ اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگون سے اور طرفداران بنی امیہ نے حضرت عائشہ کو ابھار کر حضرت علی علیہ السلام سے لڑا دیا۔ اور دونون طرف سے مسلمانونکا خون بہا اسی لڑائی کا نام جنگ جمل ہے حضرت علی علیہ السلام نے اس لڑائی کے سبب اور اہل مدینہ کے ذی وجاہت لوگون کے انکار بیعت کے باعث مدینہ کو اپنے اور اپنے دوستونکا جاے امن نہ سمجھکر اپنا دار الخلافت کوفہ مقرر کیا۔ ادھر قتل عثمان کا بہانہ حصول ریاست وحکومت کے واسطے امیر معاویہ کو ہاتھ لگا۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۸۱ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے کپڑا خون آلودہ حضرت عثمان اہل شام کو دکھلانا شروع کیا اور اونکے دلون مین حضرت علی اور اولاد علیؑ کی دشمنی پیدا کرنا شروع کر دی جسکا انجام یہ ہوا کہ ایک ثلث سے کم مسلمان تو حضرت علی علیہ السلام کی فرمانبرداری مین رہ گئے باقی دو ثلث مسلمان حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہو کر شریک معاویہ ہو گئے اور امیر معاویہ کی اعانت کی اور باہم امیر معاویہ اور حضرت علی علیہ السلام کے بہتر لڑائیان ہوئین انھین لڑائیونکو جنگ صفین کہتے ہین ان لڑائیون کے خاتمہ پر ایک چوتھا مذہب خوارج کا پیدا ہو گیا۔ اسلام مین ابتداءً ہی چار مذہب پیدا ہوئے۔ ایک مذہب شیعونکا تو علی علیہ السلام کی فرمانبرداری کے سبب اسلام کی اصلی حالت پر قایم رہا باقی تین مذہب یعنی معتزلہ۔ وناصبی۔ وخارجی دشمنی حضرت علی علیہ السلام کے سبب دائرہ اسلام سے باہر ہو گئے اور برائے نام مسلمان رہ گئے۔ فرقہ معتزلہ ونواصب فرمانبردار تھے امیر معاویہ کے۔ اور امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے قلبی دشمن تھے۔ اگر دشمن نہوتے تو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار نہ کرتے نہ علی علیہ السلام سے لڑتے۔ پس جو لوگ کہ ابتک امیر معاویہ کی دوستی کا دم بھرتے ہین وہ لوگ دشمنان حضرت علی مین شمار ہونگے نہ محب علی اور

دشمنان علی کے دشمن خدا ہوئے ہیں حسب فرمودہ جناب رسالت مآب صلعم کونسا شک باقی رہ گیا۔

سنہ ہجری تک مسلمانوں میں کسی قسم کی تفریق مذہبی نہ تھی سب ایک مذہب تھے اور مسلمانوں کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ سنہ ہجری میں تفریق مذہبی شروع ہوئی اور اس تفریق مذہبی کے بانی مبانی حضرت عمر تھے۔ جسکا ثبوت وجوہات مندرجہ ذیل سے ہوگا۔

۱۔ قریب وفات رسول اللہ صلعم اگر حضرت عمر تحریر وصیت میں مانع نہ ہوتے اور رسول خدا وصیت لکھ جاتے تو وہ تحریری کاغذ زیادہ معتبر سمجھا جاتا اور باہم نوبت جنگ وجدال نہ پہونچتی۔

۲۔ زندگی رسول اللہ میں اگر حضرت عمر عامہ خلائق کے سامنے رسول اللہ صلعم کی نبوت میں شک ظاہر نہ کرتے تو منافقت پیدا نہ ہوتی نہ مسلمانوں کا خیال طلب ریاست اور حصول حکومت کی جانب رجوع ہوتا۔ بلکہ وفات رسول اللہ کے بعد سب لوگ اطاعت اور فرمانبرداری کرتے علی وحسنین علیہم السلام کی کہ جنکی محبت بزرگوار عالم نے امت پر واجب کی تھی۔ اور جنکی زیارت داخل عبادت فرمائی تھی اور جنکی محبت کرنیوالوں کو جنتی بتلایا تھا اور جنکی فرمانبرداری کے واسطے امت کو بار بار تاکید کی تھی اور فرمایا تھا کہ پکڑے رہو رسن الٰہی کو مضبوط اور جنکے حق میں فرمایا تھا کہ مثال انکی مثل کشتی نوح کے ہے۔ جسنے فرمانبرداری کی نجات پائی اور جسنے نافرمانی کی وہ دوزخ میں گیا۔ تو آل رسول امت کی نظروں میں حقیر نہو جاتے نہ نوبت اختلاف مذہبی کی پہونچتی۔

۳۔ اگر حضرت عمر مع اپنے طرفداران حضرت ابوبکر و حضرت عثمان وغیرہ کے لشکر اسامہ بن زید کے ساتھ بیرون مدینہ چلے جاتے تو خلافت خاندان نبوت سے منتقل نہو پاتی

Presented by Ziaraat.Com

اور نوبت اختلاف مذہبی کی نہ آتی حضرت عمر اور حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کا لشکر
اسامہ کے ساتھ نجانا بہت ہی نامناسب ہوا اور امت نے جانا کہ رسول اللہ نے
سخت تاکید فرمائی کہ جو شخص ہمراہ لشکر اسامہ نجاوے اُسپر خدا کی لعنت اسپر بھی حضرت
ابوبکر و عمر نہ گئے جو معززین صحابہ مین سے تھے اگر جناب محمد رسول برحق ہوتے تو یہ
لوگ ہرگز نافرمانی نہ کرتے اور امت کے اس خیال نے وقعت اہلبیت رسول کی
کم کردی اور لوگون نے سمجھ لیا کہ رسول نے بنظر حصول دنیا اپنے اہلبیت کی اطاعت
اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ اور انجام اسکا اختلاف مذہبی اور خونریزی ہوا۔
اگر امت کی نظرون مین اہلبیت رسول کی وقعت ہوتی تو بموجودگی حضرت علی علیہ السلام
کے غیر کی خلافت پر رضامند نہوتے اور بہانہ نہ ڈھونڈتے کہ جسکے انجام مین ایک
مذہب کے کئی مذہب ہوگئے۔

۴۔ بعد وفات رسول اللہ اگر حضرت عمر حکمت علی اور تالیف قلوب کے ذریعہ سے
لوگون کو خلافت حضرت ابوبکر پر رضامند نہ کردیتے تو خلافت خاندان نبوت سے
منتقل نہونے پاتی اور درمیان امت کے اختلاف واقع نہوتا اور ایک مذہب کے
کئی مذہب نہو جاتے اور باہم دشمنی پیدا نہوتی نہ نوبت جنگ وجدال کی پہونچتی
۵۔ اگر حضرت عمر باغ فدک کو ضبط نکراتے اور حضرت علی علیہ السلام کی گواہی کو غلط نہ قرار
دیتے تو امت کی نظرون مین اہلبیت رسول کی وقعت کم نہوتی اور نوبت کشت وخون
وتفریق مذہبی کی نہ پہونچتی۔ نہ اہلبیت رسول کمزور ہونے پاتے۔

۶۔ اگر حضرت عمر وقت وفات اپنے تعین خلافت ثالث کا دارومدار عبد الرحمن بن عوف
کی رائے پر نہ رکھ جاتے تو منصب خلافت حضرت عثمان کو نصیب نہوتا نہ بنی اُمیہ از
سر نو قوت پاتی۔ حضرت عمر کی خاص الخاص اس حکمت علی نے خاندان نبوت کو تباہ اور
ویران کردیا اور امت کو راہ ہدایت سے برگشتہ کردیا کہ جسکے سبب سے واقعہ کربلا کی

Presented by Ziaraat.Com

نوبت پہونچی اور اسلام مین تفرقِ مذہبی شروع ہوگئی جو آجتک کم مین ہوئی۔ بلکہ ترقی ہوتی جاتی ہے۔ یہ چند دلیلین بطور نمونہ لکھی گئین جو اس مختصر فیصلہ کے واسطے کافی ہین ورنہ ہزارہا اسکی دلیلین ہین۔ حضرت عمر نے جو کچھ بہ طمع ریاست و حکومت کیا سو کیا۔ اگر وہ اسی پر اکتفا کرتے تو غنیمت تھا۔ لیکن اونکی پردہ پوشی کا مادہ بجز حضرت عثمان کے کسی دوسرے مین نہ تھا۔ یہ پردہ پوشی عبد اللہ ابن عمر سے بھی غیر ممکن تھی کیونکہ وہ اول تو کم سے مزاج کے آدمی تھے دوسرے وہ مثل حضرت عمر کے ذی رعب اور عاقل نہ تھے کہ حکمت عملی اور تالیف قلوب کے ذریعہ سے لوگونکو اپنا طرفدار بنا لیتے۔ تیسرے وہ کسی ایسے قبیلہ کے آدمی نہ تھے کہ جنکی اعانت اونکی خلافت کے استحکام کا ایک عمدہ ذریعہ ہوتی اگر حضرت عمر اپنے فرزند عبد اللہ کو اپنا جانشین بنا جاتے جیسا کہ معاویہ نے یزید کو بنایا تھا تو وفات حضرت عمر کے سال دو سال کے بعد خلافت اپنے مرکز پر قایم ہوکر خاندان رسالت مین آجاتی۔ ان خیالات نے حضرت عمر کو مجبور کیا تھا تعین خلافت حضرت عثمان پر۔ لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین خاندان رسالت پر ضرور تباہی آجاویگی لہذا اس بدنامی سے محفوظ رہنے کے لیے ایسی تدبیر کر گئے کہ حضرت عثمان خلیفہ بھی ہوگئے اور بدانست خود اپنے کو اس الزام سے بچا لیا۔ اگر حضرت عمر کو اپنی پردہ پوشی کا خیال پیدا نہوتا۔ تو ضرور اپنے فرزند عبد اللہ کو اپنا قائمقام بنا کر مسند خلافت پر بٹھا دیتے۔ چنانچہ حضرت عثمان نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوکر سب سے اول حضرت عمر کی پردہ پوشی کے لیے ترتیب قران خلاف تنزیل کیا۔ اور اکثر آیات اوسمین سے نکال ڈالین کہ جن سے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور خلافت کا پورا پورا ثبوت ہوتا تھا چنانچہ تفسیر اتقان نوع ۴۷ فی الناسخ والمنسوخ صفحہ ۲۱۶ مین جو عبارت درج ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہین کہ سورہ احزاب تلاوت کیا جاتا تھا حیات رسول خدا صلعم مین

Presented by Ziaraat.Com

دو سو آیت مگر حضرت عثمان نے ہفتاد و سہ آیت رکھین باقی یکصد و بست و ہفت آیتین
نکال ڈالین - اور آیہ رجم بھی سورہ مذکور سے نکالڈالی اور ابی بن کعب کہتے ہین کہ
تتمہ آیہ صلوۃ قبل از تغیر حضرت عثمان کے قران مین موجود تھی ابوموسیٰ اشعری کہتے
ہین کہ بعد ترک التلاوت آیہ ان اللہ سیوید الخیر لوگونکو یاد تھی - عبدالرحمن بن عوف
کہتے ہین کہ آیہ ان جاہدوا الخیر کو قران سے گرادیا جسطرح کہ اور آیتونکو نکالڈالا -
تفسیر اتقان اہل سنت کی ایک معتبر تفسیر ہے اور جن راویونکا نام لکھا گیا ہے وہ پیشوایان
اہل سنت مین سے ہین پس نقصان قران کا اقرار خود علماء اہل سنت کو ہے - اس اقرار مین
شیعہ بھی متفق ہین اور ترتیب عثمان کو خلاف تنزیل کہتے ہین کیونکہ حضرت عثمان نے حضرت
عمر کی پردہ پوشی کے لئے آیت متعہ کو احکام نکاح مین ایسا مخلوط کردیا کہ جس سے عوام کو
دھوکھا دیکر حضرت عمر کا یہ گناہ پوشیدہ کیا جاوے کہ انھون نے اپنی خود رائے سے
حکم الہی کو منسوخ کیا - تاکہ حضرت عمر کی منافقت پوشیدہ رہے - اور اسیطرح پر اس ترتیب
سے دین اسلام مین بہت کچھ خلل واقع ہوگیا -

مجھکو اس بات کے کہنے مین کچھ تامل نہین کہ شہادت شہداء کربلا کے بانی مبانی حضرت
عمر تھے - جیساکہ مین بالتصریح اوپر لکھ چکا ہون - اور میری اس رائے کی تائید ابن
حجر مکی کے قول مندرجہ ذیل سے بخوبی ہوتی ہے جو انھون نے بحوالہ امام غزالی
کتاب صواعق محرقہ مین لکھا ہے - اور جسکی پیروی مین آجتک اہل سنت بڑے
جوش وخروش کے ساتھ کوشش کررہے ہین کہ مجالس عزا کا رواج بند ہوجاوے اور
واقعات شہادت امام حسن علیہ السلام وامام حسین علیہ السلام کہین بیان نہونے پادین
اور جسطور سے ممکن ہو پوشیدہ کردے جاوین مگر ان کوششون سے یہ تو ثابت ہوجاتا ہے
کہ اہل سنت کے دلون سے ابتک دشمنی آل رسول کی نہین نکلی -

عبارت صواعق محرقہ کی یہ ہے - قال الغزالی وغیرہ ویحرم علی الواعظ روایۃ

Presented by Ziaraat.Com

یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیھم۔ ابن حجر مکی

بعد روایات امام غزالی وغیرہ علماء کبار اہل سنت کہتے ہیں کہ واعظ اہل سنت پر ذکر کرنا واقعات قتل امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا اور جو کچھ کہ باہم صحابہ بغض وکینہ پیدا ہوا اسکا تذکرہ حرام ہے۔ کیونکہ ان بیانات سے سامعین کے دلون مین ایک جوش پیدا ہوتا ہے وہ جوش صحابہ کے ساتھ خصومت شدید دلون مین پیدا کرتا ہے اور صحابہ کے اعمال اور افعال پر لوگونکو طعنہ زنی کا موقع ملتا ہے۔

ابن حجر کے اس قول سے میرے خیال کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے کیونکہ اہل سنت کا قول ہے کہ حسنین کی شہادت کا بانی یزید ہے۔ اصحاب مین سے کوئی صحابی اس قتل کا بانی نہین ہے۔ تو پھر واقعات شہادت حسنین کے بیان کرنے سے سامعین کو اصحاب رسول کیجانب سے بغض اور کینہ کیون پیدا ہونے لگا۔ اگر بغض اور کینہ پیدا ہوگا تو قاتلان حسین اور اونکے نامدد اعانت کرنے والونکے ساتھ۔ مگر اصل مین بانی قتل حسنین حضرت عمر ہین اور جب یہ واقعات شہادت بیان ہوتے ہین تو سلسلہ اسکا حضرت عمر کی ذات پر ختم ہوتا ہے جسکو سنکر جہلا مین تشویش پھیلتی ہے۔ اور جب وہ اپنے علماء سے کسی بیان کی صداقت کرنا چاہتے ہین تو اصلی واقعہ سے تو انکار کرنے کا موقع نہین ملتا کیونکہ اہل سنت کی معتبر کتابون مین وہ واقعہ درج ہے تاویلین کرکے جہلاء کی تسکین کی جاتی ہے۔ مگر بیہودہ تاویلات باعث تسکین نہین ہوا کرتین اسلئے عوام کو خلفاء کیجانب سے مخصوص حضرت عمر کے ساتھ بغض اور کینہ پیدا ہوجاتا ہے۔ لہذا واقعات شہادت کے تذکرہ سے اکابر اہل سنت منع کرتے ہین اور بدعت سیئہ بتلاتے ہین اور اسیواسطے شہادت حسین علیہ السلام کو باعث شفاعت نہین قرار دیتے تاکہ جہلاء بامید شفاعت اس واقعہ کو سنکر خلفاء اور اصحاب کے دشمن نہو جاوین اور مذہب

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت اس دنیا سے گم نمونے بادرے - چنانچہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے بھی اظہار الہدی صفحہ ۴۰۸ و ۲۷ میں تحریر فرمایا ہے کہ غم والم اور زیارت روضہ حسینؑ سے اسلام میں بہت بڑا فساد پڑا ہے اور اس غم والم اور زیارت روضہ حسین کو بدعت سیئہ بتلایا ہے - وجہ اسکی وہی ہے جو اسکے قبل میں ظاہر کر چکا ہوں - اس مقام پر یہ بات ضرور قابل ذکر ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے غم حسینؑ اور زیارت روضہ حسینؑ کو باعث فساد اسلام قرار دیا ہے - مگر زیارت روضہ عبد القادر جیلانی و زیارت روضہ معین الدین چشتی اجمیری و زیارت روضہ مکن پور و فتح پور سیکری و پیران گنگوہ کی نسبت کچھ تحریر نہیں فرمایا کہ ان مزاروں کی زیارت ساتھ رقص و سرود کے کیسی ہے - اگر ان مزاروں کی زیارت کو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بدعت سیئہ و باعث فساد دین لکھدیتے تو پھر اونکی مصنفہ کتابوں کو کوئی سنی خرید نہ کرتا - اس مقام پر عبد اللہ ابن عمر کی تحریر مندرجہ ذیل بھی قابل غور ہے جس سے میرے اس بیان کی کہ شہادت حسنین کے بانی مبانی حضرت عمر ہیں واضح طور پر تصدیق ہوتی ہے -

تاریخ بلاذری صفحہ ۲۴۴ - لَمَّا قُتِلَ ذَبِيحُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ كَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ وَجَلَّتِ الْمُصِيبَةُ وَحَدَثَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثٌ عَظِيمٌ وَلَا يَوْمَ كَيَوْمِ الْحُسَيْنِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ يَزِيدُ أَمَّا بَعْدُ يَا أَحْمَقُ فَإِنَّنَا جِئْنَا إِلَى بُيُوتٍ مُنَجَّدَةٍ وَفُرُشٍ مُمَهَّدَةٍ وَوَسَائِدَ مُنَضَّدَةٍ فَقَاتَلْنَا عَنْهَا فَإِنْ يَكُنِ الْحَقُّ لَنَا فَعَنْ حَقِّنَا قَاتَلْنَا وَإِنْ يَكُنِ الْحَقُّ لِغَيْرِنَا فَأَبُوكَ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ هٰذَا وَابْتَزَّ وَاسْتَأْثَرَ بِالْحَقِّ عَلَى أَهْلِهِ وَمِنْ هٰهُنَا قِيلَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ يَوْمَ السَّقِيفَةِ وَقِيلَ قُتِلَ أَيْضًا هَاشِيًا فِي ذٰلِكَ الْبَغْيِ أَوَّلُ سَهْلِهَا أُصِيبَ عَلِيٌّ بِسَيْفِ ابْنِ مُلْجِمٍ - جب شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا کہ مصیبت عظیم واقع ہوئی سخت

حادثہ اسلام پر بسبب شہادت حسین ابن علیؑ کے نازل ہوا۔ اس خط کے جواب میں یزید نے عبداللہ ابن عمر کو نامہ لکھا کہ اے احمق ہم آئے ہیں طرف مکانات مسمار شدہ کے جنہیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا اور بڑے بڑے بلند تکیہ لگے ہوئے تھے۔ اور اس قتال میں اگر مخالف ہمارے حق پر تھے تو یہ الزام تجھ پر ہے کہ آگے سے ایسے ظلم کی سنت تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اول قتل ہوئے علی ابن ملجم کی تلوار سے اوسی یوم سقیفہ بنی ساعدہ کو۔

یزید کے خط کی توضیح ذیل میں کیجاتی ہے تاکہ عام فہم ہو جاوے خط یزید کے چار حصہ کرکے ہر حصہ پر میں نے نمبر لگا دیا ہے لہذا نمبروار توضیح کیجاتی ہے۔

۱۔ اے احمق ہم آئے ہیں طرف مکانات مسمار شدہ کے کہ جنہیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا اور بڑے بڑے بلند تکیہ لگے ہوئے تھے۔

مکانات مسمار شدہ سے مطلب انتقال خلافت سے ہے۔ یزید کہتا ہے عبداللہ ابن عمر سے کہ قتل حسین علیہ السلام کا الزام مجھ پر کیوں لگاتا ہے تو بڑا احمق ہے جو عمارت مولائے نے واسطے خلافت کے بنائی تھی وہ تو بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ تیرے باپ حضرت عمر نے مسمار کرکے اس مسمار شدہ مکانات میں ایک فرش جدید بچھایا اور اس فرش پر تکیہ بلند لگائے اسی فرش اور تکیوں پر میں بیٹھا ہوں یعنے تیرے باپ نے منصب خلافت کو بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ خاندان نبوت سے منتقل کرکے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا پھر آپ خود خلیفہ بنے اسکے بعد حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا اسی رسم معینہ کے مطابق خلافت مجھ تک پہونچی اگر خلافت خاندان نبوت سے منتقل ہوتی تو مجھ تک کیسے پہونچتی۔

۲۔ اور اس قتال میں اگر مخالف ہمارے حق پر تھے تو یہ الزام تجھ پر ہے کہ آگے سے

Presented by Ziaraat.Com

ایسے ظلم کی سنت تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے۔

اس جملہ مین لفظ مخالف کا اشارہ امام حسین علیہ السلام اور علی علیہ السلام کی جانب ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر علی علیہ السلام بمقابلہ معاویہ پدر یزید اور امام حسین علیہ السلام بمقابلہ یزید حق پر تھے اور یہ قتال داخل ظلم و بربادی اسلام کا باعث ہے تو اسکا الزام تجھپر ہے۔ کیونکہ اس ظلم کا رواج تیرے باپ حضرت عمر کی ذات سے جاری ہوا ہے یعنے اگر حضرت عمر خلافت مین دست اندازی نہ کرتے اور خلافت کو خاندان نبوت مین رہنے دیتے تو معاویہ کو نہ حضرت علی علیہ السلام سے لڑنیکی ضرورت ہوتی نہ علی علیہ السلام ابن ملجم کی تلوار سے شہید ہوتے نہ مجھکو حسین ابن علی سے جدال و قتال کی ضرورت ہوتی اور نہ نوبت شہادت امام پہونچتی پس قتل حضرت علیؑ و قتل حسینؑ ابن علی کا الزام تجھپر ہے کہ تیرے باپ حضرت عمر نے ان ظلمون کی بنیاد قایم کی ہے اور قتل حضرت علیؑ و قتل حسینؑ ابن علی کے بانی تیرے باپ حضرت عمر ہین۔

۳۔ چنانچہ لوگون نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ

اس جملہ مین یزید نے عبداللہ ابن عمر کو خبردار کیا ہے کہ جس روز سقیفہ بنی ساعدہ مین شورہ خلافت ہوا اور حضرت ابوبکر منصب خلافت پر بٹھائے گئے۔ اوسی روز لوگون نے رائے ظاہر کر دی تھی کہ انجام اسکا قتل حضرت علی و قتل اولاد حضرت علیؑ ہوگا۔ چنانچہ اوسی بنا پر اب تک لوگ کہتے ہین کہ حسین تو اوسی روز قتل ہو چکے ہین جس روز کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین شورہ خلافت ہوا اور حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے نہ سقیفہ بنی ساعدہ مین شورہ خلافت ہوکر حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے جاتے نہ حسینؑ قتل ہوتے۔

۴۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ اول قتل ہوئے حضرت علی ابن ملجم کی تلوار سے اوسی یوم سقیفہ بنی ساعدہ کو۔

اس جملہ مین یزید نے عبداللہ ابن عمر کو مطلع کیا ہے کہ حسین علیہ السلام تو اب

Presented by Ziaraat.Com

اقتل ہوئے ہیں لیکن سقیفہ بنی ساعدہ کے شورہ کا اثر اول علی علیہ السلام کے قتل سے
ظاہر ہوا- اور لوگون نے کہا کہ ہمنے اسی روز سمجھ لیا تھا کہ جس روز سقیفہ بنی ساعدہ
مین شورۂ خلافت ہوا اور حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے- کہ خلافت خاندان نبوت
سے منتقل کر کے غیر خاندانون مین مقرر ہونیکا انجام یہ ہوگا کہ حضرت علی علیہ السلام
قتل ہوجاوینگے- گویا قتل حضرت علی علیہ السلام کا یقین اوسیدن لوگون کو ہوگیا تھا
جسدن کہ شورہ سقیفہ بنی ساعدہ ہوا- یہ خط عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو دوستانہ لکھا
تھا- اور سبب اس دوستی کا یہ قیاس مین آتا ہے کہ کسی روز عبد اللہ ابن عمر نے
اور دیگر طرفداران حضرت عمر نے امیر معاویہ سے کہا ہوگا کہ تمنے بُرا کیا جو حضرت علی
علیہ السلام سے دربارہ خلافت نزاع کی اور لڑے اور ہزارہا مسلمانونکا خون ہوا
امیر معاویہ نے جو جواب دیا وہ ذیل مین لکھا جاتا ہے-

قسطلانی جلد ششم صفحہ ۱۳۶- خَطَبَ مُعَاوِیَۃُ قَالَ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَکَلَّمَ فِی
ھٰذَا الْاَمْرِ فَلْیُطْلِعْ لَنَا قَرْنَہٗ فَلَنَحْنُ اَحَقُّ بِہٖ مِنْہُ وَمِنْ اَبِیْہِ اَلشَّرْحُ وَ
لَعَلَّ مُعَاوِیَۃَ کَانَ رَأْیُہٗ فِی الْخِلَافَۃِ تَقْدِیْمَ الْفَاضِلِ فِی الْقُوَّۃِ وَالْمَعْرِفَۃِ
الرَّأْیِ عَلَی الْفَاضِلِ فِی السَّبْقِ اِلَی الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ فَلِنَا اَطْلَقَ اِنَّہٗ اَحَقُّ وَاَمَّا
اِبْنُ عُمَرَ خَالَفَ ذَالِکَ وَاِنَّہٗ لَا یُبَایِعُ الْمَفْضُوْلَ اِلَّا اِذَا خَشِیَ الْفِتْنَۃَ وَلِذَا
بَایَعَ بَعْدَ ذَالِکَ مُعَاوِیَۃَ ثُمَّ اِبْنَہٗ یَزِیْدَ وَنَھٰی اِبْنَہٗ
عَنْ نَقْضِ بَیْعَتِہٖ خطبہ پڑھا حضرت معاویہ نے اور کہا کہ جو شخص گفتگو کرے
باب خلافت مین تو مین مستحق زیادہ ہون حضرت عمر سے اور اونکے باپ سے اور
عبد اللہ ابن عمر نے بخوف فتنہ حضرت معاویہ کی بیعت کی اور اونکے بعد بیعت کے
اونکے پسر یزید کی-

معاویہ نے جو بمقابلہ حضرت عمر کے اپنے کو حقدار خلافت بتلایا سبب اسکا یہ تھا

Presented by Ziaraat.Com

کہا ابوسفیان پدر معاویہ قبل از بعثت سرداران مکہ مین سے تھا اور ایک بڑا قبیلہ جو بنی امیہ کا تھا اوسکا سردار تھا اور یہی ابوسفیان بشرکت ابوجہل رسول اللہ صلعم سے لڑتا رہا اور مسلمانونکو ایذا پہونچاتا رہا اور یہی ابوسفیان کے ظلم سے مسلمانون کو تین مرتبہ مکہ سے ہجرت کرنی پڑی اور حضرت عمر نہ صاحب قبیلہ تھے نہ کسی قبیلہ کے سردار تھے اس اعتبار پر معاویہ کو یہ دعوی تھا کہ بہ نسبت حضرت عمر کے حقدار خلافت مین تھا کیونکہ جب خلافت خاندان رسول اللہ سے منتقل ہوکر غیر خاندانون مین پہونچی تو اون سب مین زیادہ حقدار بوجہ ہونے سردار زادہ کے معاویہ اپنے کو سمجھتا تھا۔ یہی سبب ہر کہ عبد اللہ ابن عمر وطرفداران حضرت عمر امیر معاویہ سے دبتے تھے اور جو کچھ امیر معاویہ نے خاندان رسالت کے ساتھ کیا وہ پوشیدہ نہین ہے تاہم وہ رضی اللہ عنہ کہے جاتے ہین اور اونکے اعمال داخل خطاء اجتہاد سے کئے جاتے ہین اگر مثل شیعونکے اہل سنت امیر معاویہ کے ساتھ مخالفت شروع کرتے تو پھر کوئی راز پوشیدہ نرہتا۔ اور بنی امیہ غصب خلافت کے معاملہ کو ایسا ثابت کرتے کہ جواب نہ بن پڑتا ایک مختصر سا شکوہ قتل حسین ابن علی کا عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو لکھا تھا جسکے جواب مین قتل حسین اور قتل علی علیہ السلام کا الزام پورے طور پر حضرت عمر کے ذمہ یزید نے عاید کردیا۔ اسی قسم کے صحیح الزامون سے محفوظ رہنے کے واسطے عبد اللہ ابن عمر ہمیشہ یزید کی خیرخواہی اور طرفداری مین رہتے تھے اور یزید کی دوستی کا دم بھرتے تھے جسکا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے بھی ہوگا۔

قسطلانی جلد دہم صفحہ ۱۶۲- عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ كَتَبَ اِلٰى يَزِيْدَ بِبَيْعَتِهٖ وَكَانَ السَّبَبُ فِيْ خَلْعِهٖ مَا ذَكَرَهُ الطَّبَرِيُّ اَنَّ يَزِيْدَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ كَانَ اَمَّرَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ ابْنَ عَمِّهٖ عُثْمَانَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ

Presented by Ziaraat.Com

وفد الی یزید جماعة من اهل المدینة منهم عبد الله بن حنظلة الغسیل وعبد الله ابن ابی عمرو المخزومی فی آخرین فاکرمهم واجازهم فرجعوا فاظهروا عیبه و ینسبوه الی شرب الخمر وغیر ذالک ثم وثبوا علی عامله فاخرجوه وخلعوا یزید فلما بلغ ذالک ابن عمر جمع حشمه وولده فقال لهم انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء القیامة وانا قد بایعنا هذا الرجل یزید ابن معاویة علی بیع الله ورسوله وانی لا اعلم عذرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع الله ورسوله ثم ینصب له القتال وانی لا اعلم منکم خلعه ولا بایع فی هذا الامر کانت الفیصل بینی وبینه وفیه وجوب طاعة الامام الذی انعقدت له البیعة والمنع من الخروج علیه ولو جار وانه لا ینخلع بالفسق

جب معاویہ فوت ہوا تو عبد اللہ ابن عمر نے لکھا یزید کو واسطے بیعت اپنے اور اہل مدینہ نے خلع بیعت کی یزید سے اور سبب اوسکا یہ ہوا کہ یزید نے سردار کیا مدینہ میں عثمان بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچا زاد بھائی کو اور عبد اللہ بن غسیل الملائکہ و عبد اللہ بن ابی عمرو المخزومی نے یزید کی غیبت کی اور فسق اوسکا شل شرب خمر وغیرہ ظاہر کیا اور جب عبد اللہ بن عمر نے یہ ماجرا سنا جمع کیا خلق کثیر کو اور کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت واسطے ہر غادر کے علم نصب کیا جاویگا اور تحقیق میں نے بیعت کی ہے دست یزید پر اور یہ بیعت مقبول خدا و رسول ہے اور بعد اوسکے ہمارے کوئی امر عظیم نہیں ہے کہ کوئی شخص خدا اور رسول کے حکم پر بیعت کرکے منحرف ہو جاوے اور کوئی سبب خلع بیعت کا نہیں پاتا ہوں میں اور واجب ہے اطاعت امام کی کہ جس پر اجماع ہو چکا اور بسبب فسق کے خلع بیعت جائز نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

چونکہ عبد اللہ ابن عمر خلیفہ زادے اور مذہب اہل سنت کے مجتہد اعظم ہین اونھون نے یزید کا امام برحق اور خلیفہ رسول ہونا تسلیم کرکے اہل مدینہ کو خلع بیعت سے روکا۔ اور حسین ابن علی نے یزید کی بیعت سے انکار کرکے اپنی شہادت قبول کی۔ جس سے چار باتین ثابت ہوتی ہین۔ اول یہ کہ عبد اللہ ابن عمر یزید کے باوفا دوست اور معتقد صادق تھے کیونکہ بیعت کی غرض اصلی یہ ہے کہ خلقت جب اجماع کرکے کسی شخص کو اپنا امام یعنی پیشواے دین بناتی ہے تو اوسکے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اقرار کرتی ہے کہ ہم تمھارا محکوم اور فرمانبردار ہو آج سے جو حکم دوگے بجالاوینگے۔ اور صدق دل سے تمھاری رہنمائی اور ہدایت دینی مین اطاعت کرینگے۔ رسول اللہ کے ہاتھ پر جو بیعت رضوان ہوئی اوسکا بھی یہی مطلب تھا خلفاء ثلثہ کے ہاتھ پر جو بیعت ہوئی اوسکا بھی یہی مطلب تھا مین نہین جانتا کہ اہل سنت خلفاء ثلثہ کو کس اعتبار پر خلفاء قرار دیتے ہین اور یزید کو سلطان کیونکہ جسطرح امت نے اجماع کرکے حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنایا اوسیطرح امت نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا اور جسطرح دست ابو بکر پر بیعت کی اوسیطرح دست معاویہ و یزید پر بیعت کی۔ بیعت ہوا کرتی ہے خلیفہ رسول اور پیشواے دین کے ہاتھ پر نہ بادشاہ دنیا کے ہاتھ پر چنانچہ امت ابتک بیعت کرتی ہے اپنے اون پیشوایان دین کی جنکے مرید ہوتے ہین مگر سلطان وقت کی کوئی بیعت نہین کرتا۔ جیساکہ سلطان عبد الحمید خان و عبد العزیز خان وغیرہ سلاطین اسلام بول کی کبھی کسی مسلمان نے بیعت نہین کی۔ لہذا میرے نزدیک اور دنیا کے کل انصاف پسندونکے نزدیک کوئی فرق نہین خلافت حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید مین اور جو حدیث اہل سنت رسول اللہ صلعم بیان کرتے ہین کہ خلافت تیس برس رہیگی بعدہ سلطنت ہوجاویگی اول تو یہ حدیث مصنوعی ہے کیونکہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری مین حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے اور جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے اونکے بعد حضرت عمر خلیفہ ہوئے اور ۲۷۔ ذالحجہ ۲۳ھ ہجری

مین فوت ہوئے اونکے بعد حضرت عثمان خلیفہ ہوئے اور ۱۴- ذالحجہ ۳۵ھ ہجری مین
فوت ہوئے پس دو برس تین ماہ آٹھ یوم تو حضرت ابوبکر نے خلافت کی اور دس برس
سات ماہ حضرت عمر نے خلافت کی اور گیارہ برس گیارہ ماہ تیرہ یوم حضرت عثمان نے
خلافت کی پس ربیع الاول ۱۱ھ ہجری زمانہ شروع خلافت حضرت ابوبکر سے تا تاریخ
۱۴- ذالحجہ ۳۵ھ ہجری یوم وفات حضرت عثمان تک چوبیس برس نو ماہ چودہ یوم ہوتے
ہین وہ خلافت مین شمار رکھی گئی ہے حکومت فی الارض اور اجماع امت سو علی علیہ السلام
کی خلافت پر امت نے اجماع نہین کیا بلکہ امت منتشر ہوگئی اگر علی علیہ السلام کی خلافت
صحیح بھی مانی جاویگی تو عبداللہ ابن عمر وغیرہ عمائد مدینہ کے جو معتزلہ ہوگئے اور بیعت علی
سے انکار کیا اور معاویہ اور لشکر معاویہ اسلام سے خارج ہوجاوینگے کیونکہ خلیفہ وقت
کی بیعت سے منحرف ہونا مسلمان کا کام نہین ہے اور اگر عبداللہ ابن عمر و معاویہ و
لشکر معاویہ مسلمان سمجھے جاوینگے تو علی علیہ السلام خلیفہ نہین قرار پاسکتے کیونکہ دو ثلث
سے زیادہ مسلمانون نے اونکی بیعت نہین کی اور اونکی خلافت کو قبول نہین کیا اور
فرضنا اگر جبراً قہراً تک بندی کیواسطے زمانہ خلافت حضرت علی علیہ السلام بھی شمار
کیا جاوے تو ۱۴ ذالحجہ ۳۵ھ ہجری یوم وفات حضرت عثمان سے ۲۱- رمضان ۴۰ھ
ہجری یوم شہادت حضرت علی علیہ السلام تک چار سال نو ماہ چھ یوم ہوئے تو تاریخ ۱۱
۱۱ھ ہجری شروع خلافت حضرت ابوبکر سے تا ۲۱- رمضان ۴۰ھ ہجری یوم شہادت
حضرت علی علیہ السلام تک اونتیس برس چھ ماہ بیس یوم ہوتے ہین پھر بھی تیس برس
پورے نہین ہوتے اسلیے یہ حدیث مذکور کم فہم لوگون نے تصنیف کی ہے - دوسرے
اگر اس حدیث کی کوئی اصلیت ہوتی تو عبداللہ ابن عمر جو اہل سنت مین ایک
معتبر عالم اور مجتہد ہین یزید کو امام برحق و خلیفہ رسول قبول کرکے بیعت نہ کرتے -
تیسرے انصار اور مہاجر اور تابعین وغیرہ بڑے بڑے زبردست مسلمان جو

Presented by Ziaraat.Com

پیشوایان اہل سنت مین داخل ہین معاویہ کی اور یزید کی دربارہ قبول امامت وخلافت
بیعت نکرتے کیونکہ سلطان وقت کی کبھی کسی نے بیعت نہین کی نہ سلطان وقت از نام
خلیفہ وامام یعنے پیشواے امت اور امیر المومنین یعنے سردار مومنین کبھی منسوب ہو
بجز پیشواے دین امام وخلیفہ کے۔ چوتھے۔ دیگر علماء معتبرین نے بھی مثل عبداللہ
ابن عمر کے معاویہ ویزید کو امام برحق وخلیفہ رسول قبول کیا ہے جنکی تصریح بطور
نمونہ ذیل مین کیجاتی ہے۔

ابوشکور سلمی برحاشیہ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۲ فَاَمَّا یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ قَالَ
بَعْضُ النَّاسِ بِاَنَّ خِلَافَتَہٗ کَانَتْ بِاسْتِخْلَافِ مُعَاوِیَۃَ وَتَبِعَہٗ
الْمُسْلِمُوْنَ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَغَیْرُھُمْ مِنْ طَرِیْقِ الْقِیَاسِ اَنَّ طَاعَۃَ کَانَتْ
وَاجِبَۃً عَلَی الْحُسَیْنِ وَجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ابوشکور سلمی کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام پر بیعت واطاعت
یزید کی واجب تھی اسلیئے کہ خلافت اوسکی صحیح تھی اور کل مسلمانون پر اطاعت یزید
کی واجب تھی۔ کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول نے اور قبول کیا
خلافت یزید کو۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۸۔ وَکَانَ الْاَمْرُ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ فَالْاِثْنَیْ عَشَرَ ھُمُ الْخُلَفَاءُ
الرَّاشِدُوْنَ الْاَرْبَعَۃُ وَمُعَاوِیَۃُ وَابْنُہٗ یَزِیْدُ وَعَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مَرْوَانَ
وَاَوْلَادُہُ الْاَرْبَعَۃُ اَیْ یَزِیْدُ وَسُلَیْمَانُ وَھِشَامٌ وَوَلِیْدٌ وَبَعْدَھُمْ
عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر کہتے ہین کہ رسول خدا نے جو فرمایا تھا
کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اون بارہ خلفاء مین ایک تو ابوبکر ہین دوسرے عمر تیسرے
عثمان چوتھے علی پانچوین معاویہ چھٹے یزید پسر معاویہ ساتوین عبدالملک بن مروان
اٹھوین یزید پسر مروان نوین سلیمان دسوین ہشام گیارھوین ولید بارھوین
عمر بن عبدالعزیز۔ یہ بارہ شخص خلفاء راشدین ہین حسب فرمودہ رسول خدا صلعم

Presented by Ziaraat.Com

…ون نے امام حسن علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور یزید کو و معاویہ و پسران مروان کو خلفاء راشدین قبول کیا ہے۔

ملل و نحل شہرستانی صفحہ ۸ ۔ وَمَنْ قَالَ بِالِاتِّفَاقِ وَالِاخْتِيَارِ فَقَالَ بِإِمَامَةِ مُعَاوِيَةَ وَأَوْلَادِهِ وَبَعْدَهُمْ بِخِلَافَةِ مَرْوَانَ وَأَوْلَادِهِ۔ امام الشیخ عبد الکریم شہرستانی کہتے ہیں کہ سب نے بالاتفاق بحالت خود مختاری معاویہ کا اور یزید کا امام برحق ہونا و اوسکے بعد مروان و عبد الملک و یزید و سلیمان و ہشام و اولاد مروان کا خلیفہ برحق ہونا قبول کیا ہے۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔ وَلَا يَجُوزُ لَعْنُ يَزِيدَ وَلَا تَكْفِيرُهُ فَإِنَّهُ مِنْ جُمْلَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمْرُهُ إِلَى مَشِيئَةِ اللهِ تَعَالَى۔ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ یزید پر لعن کرنا جائز نہیں نہ یزید کو کافر کہنا جائز ہے کیونکہ یزید مومنین میں سے تھا اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ حسین بحکم یزید قتل ہوں اسمیں یزید کا کوئی قصور نہیں

شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷۔ قَالَ بَعْضُهُمْ أَطْلَقَ اللَّعْنَ عَلَيْهِ أَيْ عَلَى الْيَزِيدِ لِأَنَّهُ كَفَرَ حِينَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَلَا يَخْفَى مَا فِي نَقْلِهِ حَيْثُ أَنَّهُمْ فِي قَائِلِهِ ثُمَّ تَعْلِيلُهُ يُحْتَاجُ إِلَى إِثْبَاتِ أَمْرِهِ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ أَوَّلًا ثُمَّ تَرَتُّبُ كُفْرِهِ عَلَيْهِ ثَانِيًا وَكِلَاهُمَا مَمْنُوعٌ فَقَدْ قَالَ حُجَّةُ الْإِسْلَامِ فِي الْإِحْيَاءِ فَإِنْ قِيلَ هَلْ يَجُوزُ لَعْنُ يَزِيدَ لِكَوْنِهِ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَضْلًا عَنْ لَعْنِهِ وَلِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ نِسْبَةُ مُسْلِمٍ إِلَى الْكَبِيرَةِ مِنْ غَيْرِ تَحْقِيقٍ

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جرم قتل امام حسین علیہ السلام بہ نسبت یزید کے ثابت نہیں اور بغیر تحقیق کسی مسلم کو بسوئے کبیرہ منسوب کرنا جائز نہیں اسلیئے یزید پر لعنت کرنا اور اوسکو متہم بہ کفر کرنا منع ہے اور حجت الاسلام امام غزالی نے بھی احیاء العلوم میں یہی لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ چند ثبوت بطور نمونہ لکھدیے ورنہ علماء معتبرین اہل سنت بالاتفاق معاویہ و یزید
ابن معاویہ کو امام برحق و خلیفہ رسول اللہ قبول کرتے ہین بعض علماء نے مثل
سعدالدین تفتازانی کے اختلاف کیا ہے - اور اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ جہلا کی تالیف قلوب کے واسطے یہ اختلاف کیا گیا ہے اور اسی تالیف قلوب
کے واسطے حدیثین بنائی گیئن کہ خلفاء ثلثہ راشدین مین داخل ہین اور معاویہ
اور یزید کا شمار سلاطین مین ہے اور سلاطین سے ہمیشہ خطا ہوتی ہے - اگر
اس قسم کا تالیف قلوب نکیا جاتا اور حدیثین نہ بنائی جاتین تو ہر خاص و عام باواز
بلند پکارنے لگتے کہ حسین علیہ السلام کے قتل کے بانی مبانی حضرت عمر ہین - لیکن
متقدمین نے صاف صاف اقرار کیا ہے - اب مین تفرق مذہبی کا واقعہ لکھکر اس
بحث کو ختم کرتا ہون - مین لکھ چکا ہون کہ جو لوگ شریک معاویہ ہوکر بوجہ دشمنی
حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اونکا نام ناصبی مشہور ہوا اور لغت مین بھی لفظ ناصبی
کے معنی دشمنان علی لکھے ہین - ۴۱ سنہ ہجری مین خلافت امام حسن علیہ السلام کے
بعد جب کل اصحاب و انصار نے دست معاویہ پر بیعت کرلی اور خلافت معاویہ مستقل
مقرر ہوگئی تو اس سنہ کا نام سنہ جماعت رکھا گیا - اور فرقہ معتزلہ کے لوگ بھی جنہون
نے حضرت علی علیہ السلام سے بیعت کی تھی امیر معاویہ کی اطاعت مین داخل ہوکر فرقہ
نواصب مین داخل ہوگئے اور خارجی بھی اسی فرقہ نواصب مین شامل ہوئے
شیعان علی تقیہ شامل ہوئے تنقیح نمبر ششم مین اسکی توضیح ہوگی - معاویہ نے خلافت
سے اطمینان حاصل کرکے علانیہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اظہار دشمنی کرنا شروع
کیا اور حکم عام دیدیا کہ شیعان علی قتل کیئے جائین اور ہر نماز جمعہ کے خطبہ مین حضرت
علی علیہ السلام پر تبرا کیا جاوے تنقیح نمبر ششم مین اس تبرے کا وجود ظاہر کیا جاویگا
اب کل صحابہ و انصار و تابعین وغیرہ جو زمانہ معاویہ مین دست بیع ہوچکے تھے فرقہ

Presented by Ziaraat.Com

نواصب کے ساتھ شریک تبرّی ہوگئے۔ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد مسلمانوں
مین اضطراب پیدا ہوا۔ اور مختار ثقفی قاتلان حسین سے معاوضہ لینے پر تیار ہوا اور
طوائف الملوکی شروع ہوگئی۔ اہل مکہ و مدینہ جو دست یزید پر بیعت کر چکے تھے اور
خلافت یزید کو قبول کیے ہوئے تھے۔ اور نماز جمعہ کے خطبہ مین فرقہ نواصب کے
ساتھ شریک تبرّی ہوتے تھے مضطر اور پریشان ہوئے اور اپنے کو اس الزام سے
بچانے کے واسطے کہ ہم بھی نواصب کے ساتھ قاتلان حسین و دشمنان خاندان رسالت
مین شریک نہ سمجھے جاوین اور مختار ثقفی ہم پر بھی فوج کشی نکرے عبد اللہ ابن زبیر
کی جانب رجوع ہوئے اور انکو اپنا خلیفہ اس وجہ سے بنایا کہ وہ نواسی تھے حضرت
ابوبکر کے اور ہمشیرہ زادے تھے حضرت عائشہ کے تاکہ عام مسلمان بوجہ محبت ابوبکر و
حضرت عائشہ ہمارے ساتھ رعایت کرین۔ اور ہم الزام قتل شہداء کربلا و دشمنی آل
رسول سے محفوظ ہو جاوین یزید نے اس حالت سے مطلع ہوکر مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار
فوج کی جمعیت سے واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا تین دن تک اہل مدینہ
کو اس فوج نے قتل کیا اور لوٹا اور عورتین اونکی اہل لشکر پر مباح کردین اور
مسجد نبوی کو نجس کیا۔ سات سو صحابی اور دس ہزار اہل مدینہ قتل ہوئے اور بعد
اسکے کعبہ معظمہ کو سنگسار کیا اور عبد اللہ ابن زبیر کو خانہ کعبہ مین قتل کیا اور حرمت خانہ
کعبہ بوجہ عبد اللہ ابن زبیر برباد ہوئی۔

اس مقام پر یہ بات ضرور تحریر کے قابل ہے کہ اہل مدینہ نے بوجہ محبت یزید
اعانت حسین سے چشم پوشی کی تو بھی نہ بچے اور یزید ہی کی فوج نے انکو بھی قتل کیا
اگر اعانت حسین پر تیار ہو جاتے تو دین اور دنیا دونون مین سرخ رو رہتے۔
طمع دنیا کا انجام یہی ہوتا ہے کہ دنیا بھی نہین ملتی اور دین بھی برباد ہو جاتا ہے
امیر معاویہ کے حکم سے جو رسم تبرا علی و اولاد علی علیہ السلام پر ہر نماز جمعہ کے خطبہ مین

Presented by Ziaraat.Com

جاری ہوئے یہ رسم ۴۱ھ ہجری سے تا ۹۹ھ اٹھاون برس کامل برابر جاری رہی ۹۹ھ ہجری مین عمر ابن عبد العزیز نے اس رسم کو موقوف کیا۔ مین اسکی توضیح تنقیح ششم مین کرونگا۔ مگر تائید ا۔ ایک اردو کتاب سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۶ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کئے دیتا ہون یہ کتاب ایک متعصب سُنّی حنفی المذہب جناب مولانا شبلی صاحب پروفیسر عربی کالج علی گڈھ کی تصنیف ہے جنکو شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ سے ملا ہے۔

سیرۃ النعمان صفحہ ۲۶۔ ۹۹ھ ہجری مین عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوئے اونکی خلافت نے دفعتاً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف علم و عمل خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی۔ ایک مدت سے حضرت علی پر خطبون مین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا۔ اور علوم مذہبی کے چرچے گھر گھر پھیل گئے فقط دوسری صدی کی ابتدا مین لوگونکو مذہبی علوم کے مباحثہ کا موقع ملا اور ۴۱ھ ہجری سے ۹۹ھ ہجری تک ناصبی اور معتزلہ اور خارجی بالاتفاق ہر جمعہ کے خطبہ مین دشمنی علی کا اظہار بذریعہ لعن کرتے رہے اس دوسری صدی کی ابتداء مین بھی اونھین مسلمانونکو علوم مذہبی کے ذکر و اذکار کا موقع ملا جو ناصبی یا معتزلہ یا خارجی تھے اور خلفاء ثلثہ کے معتقد صادق تھے شیعونکو اس زمانہ مین بھی علوم مذہبی کے ذکر کی ازادی حاصل نہین ہوئی۔ فرقہ نواصب و خوارج و معتزلہ کو جو ۹۹ھ ہجری مین مذہبی ازادی حاصل ہوئی تو کچھ لوگ تو بدستور مذہب معتزلہ کے مطیع رہے اور اپنے عقائد علانیہ ظاہر کرنے لگے اور کچھ لوگون نے ابو الحسن اشعری کی پیروی اختیار کی اور اپنا مذہب اشعری مشہور کیا اور کچھ لوگون نے ابو المنصور ماتریدی کی پیروی اختیار کی اور باہم مباحثات شروع ہو گئے دوسری صدی مین باہم شیخ ابو الحسن اشعری و ابو علی جبائی معتزلی کے مباحثہ ہوا

Presented by Ziaraat.Com

جیسا ذکر ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۹ مین تحریر کیا ہے۔ قال الشیخ
أبو الحسن الأشعري لأستاذه إلى علي الجبائي ما تقول
في ثلثة اخوة مات أحدهم مطيعا والآخر عاصيا والثالث
صغيرا فقال الأول يثاب بالجنة والثاني يعاقب بالنار و
الثالث لا يعاقب ولا يثاب قال الأشعري فإن قال الثالث
يا رب لم أمتني صغيرا وما أبقيتني إلى أن أكبر فأومن بك و
أطيعك فأدخل الجنة فقال يقول الرب إني كنت أعلم منك
أنك لو كبرت لعصيت فدخلت النار فكان الأصلح لك أن
تموت صغيرا قال الأشعري فإن قال الثاني يا رب لما تمتني
صغيرا لئلا أعصي فلا أدخل النار ماذا قال الرب فبهت
الجبائي وترك الأشعري مذهبه واشتغل هو ومن تبعه بإبطال رأي
المعتزلة وإثبات ما ورد به السنة ومضى عليه الجماعة فسموا أهل السنة والجماعة

شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنے اوستاد ابو علی جبائی معتزلہ سے تین سوال کیے کہ تین
بہنین تھین ایک اونمین مطیع اور دوسری عاصی اور تیسری کم سن بچہ تھی۔ پس پہلی داخل
جنت ہو دوسرے داخل نار ہو اور تیسری نہ داخل نار ہو نہ داخل جنت ہو۔
اگر تیسری خدا سے یہ اعتراض کرے کہ کیون مجھے صغیر سنی مین موت دی
اگر حیات ملتی تب مین ایمان لاتی اور اطاعت کرتی اور داخل جنت ہوتی۔ ابو علی
جبائی نے جواب دیا کہ خدا فرماتا کہ ہم بہتر عالم ہین اگر تیرا سن زیادہ ہوتا تو تو معصیت
کرتی اور اوسوقت ہم داخل نار کرتے۔ پھر اشعری نے سوال کیا کہ دوسری اگر سوال
کرے کہ مجھے کیون نہ موت دی کہ مین گناہ نہ کرتی پس جبائی غصہ مین بھر گیا اور
از خود رفتہ ہوگیا لہذا لوگون نے مذہب معتزلی کو ترک کیا۔ اور مذہب اشعری کا

Presented by Ziaraat.Com

نام سنت والجماعت رکھا گیا۔
اہل سنت کی معتبرین اور متقدمین عالموں کی تحریرات سے ثابت ہے کہ مذہب سنت جماعت قدیم مذہب نہین ہے بلکہ دوسری صدی ہجری مین ہجرت کے سوا سو برس (۱۲۵) بعد چند عالمون کے اتفاق سے یہ مذہب جاری ہوا۔ اس مذہب کو نہ کسی اصحاب رسول نے جاری کیا نہ رسول اللہ کے اور خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اس مذہب کا نام نشان قایم تھا۔ اصل اصول اس مذہب کا یہ ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان کچھ نہین کرتا۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلیفہ ہوں اور حضرت علیؑ خلیفہ ہون وہی ہوا جو خدا نے چاہا اسلیئے اطاعت خلفاء ثلثہ کی امت پر واجب تھی مطابق مشیت الٰہی کے خدا نے چاہا کہ حسینؑ بحکم یزید قتل کیئے جاوین پس وہ قتل ہوئے اسکا الزام یزید اور قاتلان حسینؑ پر کچھ نہین ہے جو خدا نے چاہا وہ ہوا اسلیئے یزید امام برحق و خلیفہ رسول و واجب الطاعت تھا اور سردار اور امام تھا کل مسلمانوں کا۔ چنانچہ اسکے ثبوت مین علماء معتبرین اہل سنت کے اقوال اسکے قبل تحریر کیے گئے ہین پس اصول مذہب اہل سنت کے مطابق بت پرستوں سے بت پرستی زناکاروں سے زناکاری شراب خواروں سے شراب خواری سود خواروں سے سود خواری مشرکوں سے شرک چوروں سے چوری دغابازوں سے دغابازی خونخواروں سے خونخواری رنڈیوں سے حرام کاری ظالموں سے ظلم خدا کراتا ہے انسان اپنے ارادے سے کچھ نہین کرسکتا۔ یہ اصول علماء قدیم نے خلفاء وقت کے خوش کرنے اور انکے بزرگوں کی عیب پوشی کیواسطے بنظر حصول عزت و دولت و مرتبہ قایم کرکے اس اصول کی پیروی کرنیوالوں کا نام سنت الجماعت رکھا۔ اب مقام غور ہے کہ بربناء اس اصول کے بت پرست و مشرک و زناکار و شراب خوار و مسلمان و سود خوار سب

Presented by Ziaraat.Com

بدرجہ مساوی ہو گئے اور احکام شریعت قابل نفاذ ہے۔ اس مذہب اہل سنت جماعت کے ان اصولوں کو دیکھکر نواصب و معتزلہ و اشعری و ماتریدی سب خوش ہو گئے اور جس روز سے مذہب سنت جماعت جاری ہوا ہے اُس روز سے دشمنان علی جو از نام ناصبی مشہور تھے اور جنکی کثرت سے سب مسلمانوں سے الگ تھی وہ لوگ سب کے سب شریک مذہب سنت جماعت ہو گئے اور اُسی روز سے ناصبی کے نام سے پکارنا مسدود ہوا۔ چونکہ فرقہ ناصبی کے لوگ سب انتہا تھے اور وہ سب کے سب شامی قبیلہ بنی اُمیہ کے لوگ تھے اور وہی لوگ رہبر حکومت تھے لہذا اون لوگوں نے بزور حکومت اپنا ناصبی نام تبدیل کرکے اپنے کو سنت الجماعت مشہور کیا۔ اصل مین یہ فرقہ سنت الجماعت کا مجموعہ مذہب ناصبی و معتزلہ و اشعری و ماتریدی کا ہے جن لوگوں نے علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کی اونکو اور اونکی اولاد کو قتل کیا یا جن لوگوں نے انحراف کیا علی اور اولاد علی سے یا انکار کیا بیعت علی سے۔ یہی سبب ہے کہ فرقہ اہل سنت کے عالموں کی تحریر اور تقریر ہمیشہ علی اور اولاد علی کے مخالف ہوتی ہے۔ مگر جہلاء کے تالیف قلوب کے واسطے بظاہر یہ بھی کہنے لگتے ہین کہ ہمکو علی اور اولاد علیؑ کے ساتھ محبت ہے اور ناواقف لوگ دھوکے مین اس مذہب کو اختیار کیے ہوے ہین چنانچہ اس فرقہ نواصب کو کہ جو از نام سنت جماعت مشہور ہو گئے جو عداوت علی اور اولاد علی کے ساتھ ابتدا سے تھی کہ جس عداوت کے سبب علی علیہ السلام تلوار سے شہید کیے گئے امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید کیے گئے امام حسین علیہ السلام صحرائے کربلا مین شل گوسفند ذبح کیے گئے۔ وہ عداوت آجتک اہل سنت کو علیؑ اور اولاد علی اور رفقاء علی کے ساتھ چلی جاتی ہے چنانچہ اسی عداوت کے سبب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی نے علی علیہ السلام کی نسبت

Presented by Ziaraat.Com

صاف طور پر لکھا ہے کہ انکو انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی وہ عاصی اور گنہگار
دروغ گواہی دینے والے تھے وہ مشکل کشا نہ تھے جسکا ذکر تنقیح نمبر چہارم مین کیا گیا ہو جناب
فاطمہ پر الزام کذب لگایا ہو جسکا ذکر تنقیح نمبر اول مین کیا گیا ہو اور تنقیح ہفتم مین توضیح ہوگی
اہانت نعش حضرت عثمان کے مقابلہ مین اہانت نعشہاے شہداے کربلا کا طعنہ دیا ہو
جسکی توضیح اسی تنقیح مین کی گئی ہو اور ہر سال اس عداوت کا نمونہ عشرہ محرم کو سارا زمانہ
دیکھ لیتا ہے - کہ عشرہ محرم سنہ ۶۱ ہجری کو شہداے کربلا جب مثل گوسفندان قربانی ذبح
ہوئے تو اہل حرم مین بدرجہ غایت اضطراب تھا بیبیون نے سر کے بال کھولدئے تھے
اور منہ پر طمانچے مارتی تھین اور ریگ صحراے کربلا کو سرون پر ڈالتی تھین اور بے چادری کے
سبب منھ پر خاک ملتی تھین اور باواز بلند نالہ وشیون کرتی تھین اور سر و سینہ
پیٹتی تھین - اسکے مطابق شیعون مین ہر سال دیکھا جاتا ہے کہ مصائب شہداے
کربلا کی ومصائب اہل حرم کی یادگاری مین سر و پا برہنہ نالہ وشیون کرتے ہین
سرون پر خاک ڈالتے ہین بی بیان انکی سرونکے بال کھولدیتی ہین اور فرقہ
شیعہ کے کل زن و مرد سینہ و سر کو کوٹتے ہین اور ماتم حسین مین مصروف رہتے
ہین اور باواز بلند صداے گریہ بلند کرتے ہین اور قاتلان حسین کو برا کہتے ہین
اور افسوس کرتے ہین اپنی زندگی پر اور کہتے ہین کہ روز عاشورہ ہم نہین ہوئے
کہ فرزند رسول کے قدمون پر اپنی جان نثار کرتے - ادھر تو اہل حرم شہداے کربلا
کے غم مین نالہ وشیون کرتے تھے ادھر لشکر یزید مین قتل حسین کی خوشی تھی
تکبیرین فتح یزید کی باواز بلند کہتے تھے شادیانہ بجاتے تھے آپسمین ملتے تھے
اور مثل عید دوگانہ پڑھتے تھے اور خوشی کرتے تھے - یزید اور لشکر یزید کے
فتح اور خوشی کی یادگار مین آجتک اہل سنت بھی عشرہ محرم مین مجنون بنکر
پیرون مین گھنگرو باندھتے ہین اور ڈف و بانسری انکے ہمراہ بجتی جاتی ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

وہ تال اور سُر پر ناچتے جاتے ہیں سال بھر تک جا بجا پھرتے ہیں مگر عشرہ محرم کو ہر زن و مرد صرف رحمدید پارچہ زیب تن کرتا ہے ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں لکڑی پٹہ تلوار لیزم ہلاتے ہوئے کمال خوشی و خرمی کے ساتھ گشت کناں پھرتے ہیں عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں اور روز عید سے بھی زیادہ آراستگی کے ساتھ میلا کرتے ہیں اور راوتین انواع اقسام کے سوانگ مثل ہولی کے بناتے ہیں کسیکو شیر بناتے ہیں کسیکو کچھ کسیکو کچھ اور یہ میلا عشرہ محرم کو اوسی میلہ کی نقل ہوتا ہے جیسا کہ کوفہ و شام میں شہر آراستہ کیا گیا تھا۔ اور اہل حرم کمال بے حرمتی کے ساتھ سربرہنہ ان شہروں میں پھرائے گئے تھے۔ پس جو سامان خوشی کے عشرہ محرم کو فوج یزید میں تھے اور جو سامان خوشی کے کوفہ و شام میں کیے گئے تھے وہی سامان خوشی کے ہر عشرہ محرم میں تمام زمانہ فرقہ اہل سنت میں دیکھتا ہے۔ یہانتک کہ عشرہ محرم کو بعض اہل سنت ناچ بھی دیکھتے ہیں۔ اور عاشور محرم کے میلے میں بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ عمدہ عمدہ لباس پہنکر نکلتے ہیں کوٹھوں اور برآمدوں پر بیٹھکر تماشہ دیکھتے ہیں۔ رنڈیاں قریب ہوتی ہیں اونسے ٹھٹھا اور مذاق بھی ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ سارے کام جہلاء اہل سنت دشمنان خاندان رسالت کے بہکانے سے کرتے ہیں۔ دشمنان خاندان رسالت صاف طور پر تو اس بات کو کہہ نہیں سکتے کہ عشرہ محرم کو یزید نے فتح پائی ہے جو خلیفہ وقت تھا اوسکی فتحیابی کے شکریہ میں خوشی کرنا چاہیے بلکہ طرح بطرح کے بہانہ ظاہر کر کے مصروف یاد اسے سنت یزید ہوتے ہیں۔ یہ تو اہل سنت کے افعال اسوقت تک سارا زمانہ دیکھ رہا ہے پس ان سب واقعات سے کہ جنکا ذکر اس تنقیح میں کیا گیا چند باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ قتل امام حسین علیہ السلام کا واقعہ بعوض قتل حضرت عثمان کے ہوا اور علی اور اولاد علی کے ساتھ جو قبیلہ بنی امیہ و طرفداران حضرت عثمان کو دشمنی

Presented by Ziaraat.Com

پیدا ہوئی اور سب سے بڑا سبب قتل عثمان ہے اور وہی دشمنی کے سبب قبیلہ بنی امیہ
و طرفداران حضرت عثمان از نام ناصبی مشہور ہوئے - پس جو لوگ حضرت عثمان کے
دوست ہین اور حضرت عثمان کو خلیفہ برحق قبول کرتے ہین وہی لوگ ناصبی اور
خاندان رسالت کے دشمن سمجھے جاوینگے اور حضرت عثمان کے معتقد صادق اور دوست
دلی اور خلافت حضرت عثمان کے برحق جاننے والے اہل سنت ہین نہ شیعہ اسلیئے
اہل سنت کے ناصبی ہونے ہین اور نام ناصبی تبدیل کرکے ہجرت آنحضرت کے سوا سو ۱۲۵
برس کے بعد اپنا نام سنت الجماعت رکھ لینے سے یہ فرقہ سنت الجماعت کا دشمنی آل
رسول سے بری نہین ہوسکتا - جبتک کہ دشمنان آل رسول سے نفرت ظاہر نکرے
اور دشمنان آل رسول وہی لوگ ہین کہ جنہون نے قتل حضرت عثمان کے معاوضہ مین
فرزند رسول کو ذبح کیا اسلیئے ہر زمانہ مین معتقدان و دوستان حضرت عثمان دشمنان
آل رسول کے ہمدرد اور معاون سمجھے جاوینگے نہ محب آل رسول - دوسرے مذہب
اہل سنت ہجرت آنحضرت کے سوا سو ۱۲۵ برس کے بعد جاری ہوا ہے جسکا ثبوت اہل سنت
کی معتبر کتابون سے لکھ چکا ہون اور جسکا انکار کوئی عالم نہین کرسکتا - اور نام ناصبی تبدیل
کرکے سنت الجماعت نام محض بہلاوے کی تالیف قلوب کے واسطے عقلاء بنی امیہ و طرفداران
بنی امیہ نے بنظر استحکام سلطنت و بقاء حکومت کے رکھ لیا - کیونکہ شہادت امام حسین علیہ السلام
نے غیر قومون مین اضطراب پیدا کردیا تھا - اور یہ اضطراب زوال سلطنت کا باعث
تھا لہذا استحکام سلطنت اور بقاء حکومت کی نظر سے عمر ابن عبد العزیز نے ۹۹ھ ہجری
مین علی علیہ السلام پر تبرا کرنا بند کیا اور رفتہ رفتہ کچھ مدت کے بعد نام ناصبی تبدیل کرکے
سنت الجماعت نام رکھ لیا -

اب مین اصل حقیقت مذہب شیعہ کی ظاہر کرتا ہون - شیعہ نام ہے اُس گروہ کا جو علی علیہ السلام
کا رفیق اور مددگار اور مطیع اور فرمانبردار ہمیشہ سے رہا جسکا ذکر پروردگار عالم نے

Presented by Ziaraat.Com

قرآن مجید مین کیا ہے۔ قوله تعالیٰ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اخرج الحافظ جمال الدين الزرندي عن ابن
عباس ان هذه الآية لما نزلت قال صلعم لعلي هو انت وشيعتك
تاتي يوم القيامة انت وشيعتك راضين مرضيين ويأتي
عدوك غضابا مقمحين فقال من عدوي قال
من تبرأ منك ولعنك — بعد نازل ہونے آیہ مذکورہ کے فرمایا
جناب رسول خدا صلعم نے علی علیہ السلام سے کہ اس آیہ سے مراد تم اور تمھارے
شیعہ ہین۔ شیعہ تمھارے بروز قیامت مسرور آوینگے۔ اور دشمن تمھارے غصہ
ور دردناک آوینگے۔ اور دشمن تمھارے وہ ہین جو تبرا اور لعنت کرین۔
جناب رسول خدا صلعم کے اس ارشاد سے تو ثابت ہوتا ہے کہ شیعونکا وجود زمانہ رسول خدا
صلعم سے ہے۔ اور مولوی محمد جہانگیرخانصاحب نے بھی اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۰ مین
اقرار کیا ہے کہ زمانہ علی علیہ السلام مین فرقہ شیعہ موجود تھا۔ مگر فرقہ اہل سنت کا وجود
مولوصاحب نے کہین ثابت نہین کیا۔

شرح مواقف صفحہ ۶۲۴۔ الشيعة اي الذين شايعوا عليا بعد رسول الله
بالنص اما جليا واما خفيا واعتقدوا ان الامامة لا تخرج عنه
وعن اولاده وان خرجت فاما بظلم يكون من غيرهم واما
بتقية منه او من اولاده۔ شیعہ وہ فرقہ ہے جسنے وفات رسول خدا کے بعد
اطاعت اور پیروی کی علی کی اور قائل ہوئے امامت علی کے خواہ بظاہر خواہ بہ تقیہ
اور وفات رسول خدا صلعم کے بعد بجز علی اور اولاد علی کے کسی دوسرے کی خلافت وامامت
کو قبول نہین کیا۔

شرح مواقف صفحہ ۶۲۹۔ وكانت الامامية اولا على مذهب ائمتهم

Presented by Ziaraat.Com

حتی تمادی بھم الزمان فاختلفوا ۔ فرقہ شیعہ امامیہ اصل اور مذہب اسکے ائمہ یعنی علی و اولاد علی علیہ السلام کے تھے جب زمانہ دراز گذرا امامیہ کے فرقے بنے جامع الاصول ابن اثیر ۔ من المجددین لمذہب الامامیۃ علی راس المائۃ الثانیۃ بعد ما ذکر ان سیدنا و امامنا ابا الحسن علی بن موسی الرضا سلام اللہ علیہ و علی ابائہ الطاہرین ھو المجدد لذلک المذہب علی راس المائۃ الثانیۃ ۔ مذہب امامیہ کے مجدد امام موسی رضا علیہ السلام ہیں یعنی مذہب شیعہ میں بوجہ ظلم بنی امیہ و بنی عباس تقیہ کے سبب جو کچھ اختلاف واقع ہوا تھا اوسکی اصلاح دوسری صدی ہجری میں امام رضا علیہ السلام نے فرمائی اور جب سے یہ مذہب شیعہ کہ جسکے مجدد امام رضا علیہ السلام ہیں از نام امامیہ اثنا عشریہ نامزد ہوا اور تا انیدم اوسی طریقہ پر قایم ہے ۔

معجم طبرانی و اسعاف الراغبین صفحہ ۱۵۶ ۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ قال یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب فقال علی من ھم یا رسول اللہ قال ھم شیعتک و انت امامھم فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل جنت ہونگے پوچھا علی علیہ السلام نے کہ یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے جو بغیر حساب داخل جنت ہوگی فرمایا آنحضرت نے کہ وہ شیعہ تمھارے ہیں اور تم اونکے امام ہوگے ۔

امام مناوی کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے یا علی انت و شیعتک تردون الحوض ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ اے علی تم اور تمھارے شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر ۔

ایضا ۔ علی و شیعتہ الفائزون یوم القیمۃ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی و شیعہ اونکے قیامت میں نجات پاوینگے ۔

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت کے معتبر محدثین اور مورخین کی تحریرات مذکورہ بالا سے چند باتین ثابت ہوتی ہین - اوّل یہ کہ فرقہ شیعہ کا وجود زمانہ رسول خدا صلعم مین موجود تھا - اگر فرقہ شیعہ زمانہ آنحضرت مین موجود نہ ہوتا تو رسول اللہ صلعم یہ ارشاد نہ فرماتے کہ یا علی ستر ہزار تمھارے شیعہ بغیر حساب داخل جنت ہونگے نہ یہ فرماتے کہ یا علی تم اور تمھارے شیعہ عذاب قیامت سے بری ہین اور صاحب نجات ہین - نہ یہ فرماتے کہ یا علی تم اور تمھارے شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر - نہ یہ فرماتے کہ یا علی جو فرقہ تمھارے شیعوں کا بلاحساب داخل جنت ہوگا اوس فرقہ کے امام یعنے پیشوا تم ہوگے - نہ یہ فرماتے کہ شیعہ تمھارے بروز قیامت مسرور آوینگے -

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنی کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۱۲ مین لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میری امت مین تہتّر فرقہ ہونگے اونمین بہتّر فرقہ دوزخی ہونگے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا - یہانتک تو صحیح ہے - اور فریقین کو اتفاق ہے - لیکن اسقدر مولویصاحب نے اضافہ کردیا ہے کہ پوچھا حضار نے کہ یارسول اللہ وہ کون فرقہ ہے جو ناجی ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جس طریقہ پر مین اور میرے اصحاب ہین اس طریقہ والا فرقہ جنتی ہے - اس عبارت زائد کا شیعون کی کتاب مین تو نام و نشان تک نہین اسلیئے یہ عبارت شیعون کے مقابلہ مین دلیل نہین ہوسکتی نہ اہل سنت کی تسلی قلب کیواسطے یہ عبارت کافی ہوسکتی ہے کیونکہ اصحاب کے حالات قابل اطمینان نہین کہ اونکا طریقہ کوئی مذہب قرار پاوے حضرت ابوبکر کی نسبت تو رسول خدا نے صاف صاف فرمایا ہے کہ نہ معلوم کہ تم بعد میرے دین مین کیا کیا احداث کروگے اور احداث کے معنی ہین نئی بات ایجاد کرنا - اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت ابوبکر نے کوئی نئی بات ایجاد نہین کی اور شیعہ جو نئی باتونکا ایجاد کرنا بیان کرتے ہین وہ دشمنی کے سبب تو اس حالت مین رسول اللہ صلعم کا ارشاد باطل ہوا جاتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کا خوف اپنے رسول کو ایسی غلط بات منہ سے نکالنا بیجا ہے جو ہونیوالی نہو۔ علاوہ اسکے سورہ محمد مین پروردگار عالم اصحاب رسول کی شان مین ارشاد فرماتا ہے کہ اکثر ایسے ہین جو بظاہر مسلمان ہین مگر دل سے ایمان نہین لائے اور منتظر ہین کہ رسول اللہ جلد فوت ہون تو زمین پر فتنہ و فساد برپا کرین اور رسول اللہ فرما چکے ہین کہ ملائکہ میرے اصحاب کو دوزخ مین کھینچکر لیجاوینگے اوسوقت مین کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہین ملائکہ جواب دینگے کہ ان لوگون نے بعد آپکے دین مین بدعتین ایجاد کین آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی نقل تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے جن کے ملاحظہ سے میری تحریر کی صداقت ہوگی پس اصحاب رسول نے تو خود طریقہ رسول اللہ کو بدعتین جاری کرکے اور زمین پر فتنہ و فساد پیدا کرکے خراب کردیا اور دوزخی ہوگئے تو ایسی حالت مین اہل سنت نے جو اون دوزخی اصحاب کے طریقہ کو اختیار کیا ہے تو فرقہ اہل سنت حسب تقلید اصحاب دوزخی کے دوزخی قرار پاوینگے ناجی کیونکر قرار پاسکتے ہین۔ اور شیعون کا ناجی ہونا توجود جناب رسول خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے جسکا ثبوت خود اہل سنت کی معتبر کتابون سے ہوتا ہے جنکی نقل بطور نمونہ مین نقل کرچکا ہون۔ جو بمقابلہ اہل سنت کے دلیل کافی ہے اور اہل سنت اس سے انکار نہین کرسکتے۔ ایسے بین ثبوت کے اعتبار پر مجھکو اس بات کے کہنے مین کچھ بھی تامل نہین کہ اسلام مین بجز فرقہ شیعہ کے کوئی دوسرا فرقہ ناجی قرار نہین پاسکتا۔ دوسرے مولوی صاحب ممدوح کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۹۹ مین تحریر فرماتے ہین کہ شیعہ مخلصین پیشوایان اہل سنت ہین یہ بھی غلط ہے علماء معتبرین اہل سنت اقرار کرتے ہین کہ شیعہ اوس فرقہ کا نام ہے کہ جسنے وفات رسول خدا صلعم کے بعد علی اور اولاد علی علیہ السلام کی امامت کو تسلیم کیا اور بجز علی اور اولاد علی کے کسی دوسرے کی امامت کو قبول نہین کیا ان اقرارونکی نقل اسکے قبل بطور نمونہ لکھدی ہے ورنہ بکثرت اسکے ثبوت موجود ہین

Presented by Ziaraat.Com

اور اہل سنت اور پیشوایان اہل سنت نے وفات رسول اللہ صلعم کے بعد امامت حضرت
ابوبکر اور اونکے بعد امامت حضرت عمر اور اونکے بعد امامت حضرت عثمان اور اونکے بعد امامت
حضرت معاویہ اور اونکے بعد امامت یزید کو تسلیم کیا ہے چنانچہ منجملہ پیشوایان اہل سنت کے
عبد اللہ ابن عمر و سعد ابن ابی وقاص بھی ہین اور ان دونون صاحبون نے قتل حضرت
عثمان کے بعد بھی علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی نہ امارت علی علیہ السلام کو قبول کیا اور معتزلہ
ہوگئے - اور امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام احمد ابن حنبل و امام مالک جو اصلی پیشوا
اہل سنت کے ہین وفات رسول خدا کے بعد امامت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت
عثمان و حضرت معاویہ و یزید کے قائل ہوئے ہین اسلیے ان لوگون پر اطلاق شیعان
مخلصین کا ہو نہین سکتا شیعان مخلصین کا اونھین لوگون پر اطلاق ہو سکتا ہے جو امامت
حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ سے انکار کرے
اور بعد رسول اللہ صلعم علیؑ و اولاد علیؑ علیہ السلام کو امام برحق جانے اور بجز علیؑ
اور اولاد علی علیہ السلام کے دوسرونکی امامت کو باطل سمجھے - مولویصاحب
ممدوح کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرقہ شیعہ ضرور ناجی ہے اسواسطے مولویصاحب ممدوح
پیشوایان اہل سنت کو شیعہ مخلصین قرار دیتے ہین تو بر بناء اس اقرار کے شیعون کے
ناجی ہونے مین جائے گفتگو باقی نہ رہے اور جب فرقہ شیعہ ناجی قرار پایا تو فرقہ سنت جماعت کا
ناری ہونے مین کونسا شبہ باقی رہ گیا کیونکہ رسول خدا صلعم نے منجملہ فرقہ ہائے
اسلام کے صرف ایک فرقہ کو ناجی تبلایا ہے اور اوس فرقہ کا نام حسب اقرار اہل سنت
ظاہر ہوگیا کہ وہ فرقہ شیعونکا ہے - تو اب جتنے فرقہ شیعونکے مخالف ہین وہ سب دوزخی
قرار پاوینگے خواہ وہ سنت الجماعت ہون یا ناصبی ہون یا خارجی ہون یا معتزلہ
ہون - چوتھے جبکہ مولویصاحب ممدوح کے نزدیک فرقہ شیعہ ناجی ثابت ہوچکا کہ جبکے
مذہب سے وہ فخریہ پیشوایان اہل سنت کو شیعہ قرار دیتے ہین تو پھر مولویصاحب اور

Presented by Ziaraat.Com

اونکے ہم خیال اور ہم مذہب اپنے کو شیعہ کہنے مین کیون شرماتے ہین اور بعد
رسول اللہ صلعم علی و اولاد علی علیہ السلام کے امام برحق ہونیکا اعتقاد اور حضرت
ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ کی امامت سے
انکار کیون نہین کرتے تاکہ نجات مین کوئی شبہہ باقی نہ رہے اور یہ تو غیر ممکن ہے
کہ امامت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ
کا دلسے اقرار بھی کرین اعتقاد بھی رکھین اور شیعہ بھی بنین یہ تو اجتماع نقیضین ہے
جو عقلاً و نقلاً ناجائز ہے۔

پانچوین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کتاب اظہار الہدیٰ مین تحریر فرمایا ہے
کہ شیعون کے بہتر فرقہ ہین اور تفصیل ان بہتر فرقونکی صفحہ نمبر ۱۰۱ سے شروع کر کے
صفحہ نمبر ۱۱۲ پر ختم کی ہے۔ اور صفحہ ۱۱۳ مین تحریر فرمایا ہے کہ تہترواں فرقہ سنت الجماعت
کا ہے جو بموجب حدیث جناب رسول خدا صلعم کے ناجی ہے۔ لیکن مجھکو مولوی صاحب
ممدوح کی اس تحریر پر تعجب آتا ہے کیونکہ اونھون نے فرقہ ہاے ناصبی و خارجی و
اشعری و معتزلی کو ان تہتر فرقون مین شمار نہین کیا۔ اس سے بھی ثابت ہے
کہ ناصبی و خارجی و اشعری و معتزلی ان چارون فرقون نے متفق ہوکر اپنا نام سنت جماعت
رکھ لیا ہے اگر یہ چارون فرقہ سنت الجماعت نہوتے تو مولویصاحب ان چارون
فرقونکو بھی فرقہ ہاے ناری مین ضرور شمار کرتے اور ناصبی اُس فرقہ کا نام ہے
جو دشمن علی و اولاد علی علیہ السلام کا ہے اور جب یہی فرقہ ناصبی سنت الجماعت
موسوم ہوگیا تو اس سے ثابت ہوا کہ مولویصاحب کے نزدیک دشمنان علیؑ و
دشمنان اولاد علی کا فرقہ ناجی ہے اور محبان علی و محبان اولاد علیؑ کے فرقہ ناری
ہین اور پروردگار عالم نے جو محبت علی اور اولاد علی کی امت پر واجب کی ہے
اور مفسرین نے بالاتفاق احادیث نبوی کے مطابق ظاہر کیا ہے کہ محبان علی اور

Presented by Ziaraat.Com

اولاد علی پر آتش دوزخ حرام ہے جیسا کہ تنقیح نمبر چہارم مین توضیح کی گئی ہے - تو غالباً
مولوی صاحب کے نزدیک خدا نے بھی غلطی کی اور رسول خدا نے بھی غلطی کی اور
مفسرین نے بھی غلطی کی کہ دشمنان علی کو جو بقول مولویصاحب ناجی تھے اونکو ناری
لکھدیا اور محبان علی کو جو بقول مولویصاحب ناری تھے اونکو ناجی قرار دیا -
دوسرے یہ کہ مولویصاحب نے جو فرقہ ناصبی و خارجی و معتزلہ و اشعری و ماتریدی کو فرقہ
واحد سنت الجماعت مین شمار کیا ہے یہ عقلاً بھی جائز ہے کیونکہ سنت الجماعت وہی
شخص سمجھا جاتا ہے جو خلفاء ثلثہ و امیر معاویہ و یزید کی امامت کو برحق و واجب التسلیم
جانتا ہو اور علیؑ اور اولاد علی کو اوپر فضیلت نہ دے لہذا اس سے یہی ثابت ہے کہ
سنت الجماعت نام ہے اوس فرقہ کا کہ جو دشمن علی و اولاد علی علیہ السلام کے ہین
چنانچہ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۴۴ مین مولوی صاحب ممدوح نے اہل سنت کے
ناصبی ہونے کا تعصب ہفدہم مین اقرار بھی کیا ہے اور عبارت تعصب ہفدہم کی اسوجہ
سے داخل اقبال سمجھی جاتی ہے کہ اوس سے نہ انکار کیا گیا ہے نہ اوسکی کوئی تردید
کی گئی ہے - بلکہ پیروی کی گئی ہے - صفحہ ۱۶۲ مین کتاب اظہار الہدیٰ کے حضرت
علی علیہ السلام پر طعن کیا ہے کہ علی علیہ السلام تو بڑے مجاہد اور شجاع و غالب علی کل
غالب بلکہ مظہر العجائب والغرائب تھے جبرئیل کے پر کاٹنے والے عرش سے بالا جانے
والے تحت الثریٰ کی خبر لانیوالے - ذوالفقار کھینچا کیون نہ تمام شاکیون کو مار ڈالا
جو سارا قصہ کھیڑا ہی دور ہو جاتا - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۶۵ مین دوسرا طعن
کیا ہے کہ علی علیہ السلام ہی کے زمانہ مین تمام مفسدات اور مکروہات پیدا ہوئے
اور کیا شہری اور کیا لشکری سب مین بدنظمی پھیل گئی بہت سے ملک مقبوضہ خلفاء
ثلثہ علیؑ ہاتھ سے دے بیٹھے یہ صفت علی کی ہے - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۰ مین
لکھا ہے کہ جناب علی سے بڑھ کر کوئی گنہگار نہوگا کیونکہ اونہون نے اپنی خلافت کے

Presented by Ziaraat.Com

زمانہ سے لیکر تا قیامت بندگان خدا کو گمراہ رکھا - اور صفحہ ۱۵۲ کتاب مذکور مین لکھا
ہے کہ قول جناب علیؑ و امام صادق کا کہ صرف چار یا چھ اصحاب مومن رہے باقی سب
مرتد ہو گئے محض لغو ٹھہرا - اور صفحہ ۹۵ کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ یا علی کہنا
ممنوع ہے اور صفحہ ۴۴ مین کتاب مذکور کے لکھا ہے کہ جناب فاطمہ نے امر ناحق
اس درجہ اصرار و تکرار کیون کی اور باوصف حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے
سیدہ نے اپنے سینہ کو کینہ سے کیون نہ پاک و صاف کیا کیونکہ تین روز سے
زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۴۱ مین لکھا ہے
کہ رنجیدہ کرنا جناب فاطمہ کا کفر ہے تو اس الزام سے حضرت علی بھی بری نہین ہوسکتے
بلکہ نعوذ باللہ آپ کیجانب اطلاق کفر کا زیادہ ہوتا ہے - اور کتاب مذکور کے
صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے کہ حضرت علی نے اپنے شیعونکو بیجا کیون نہ روک ٹوک
کی اس سے غالب علی کل غالب کی صفت آپکی ذات پر صادق نہین آتی پھر اسی
صفحہ مین لکھا ہے کہ علی نے غلط گواہی کیون دی اور نص قرآنی شہادت علیؑ
کی ناقص تھی - اور کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۳۱۵ مین لکھا ہے کہ حضرت
امام حسین و نیز دیگر ائمہ بھی کسی معرکہ مین نہین بھیجے گئے تو یہ صاحبان بھی کب امامت
کے لایق ہوسکتے ہین اور کتاب مذکور کے صفحہ ۳۰۲ مین لکھا ہے کہ جو بہتان نسبت
خلفاء ثلثہ قایم کیئے جاتے ہین وہی بہتان بعینہ صاحبزادگان حضرت علی و
نیز فرزندان دیگر ائمہ پر عاید ہوتے ہین - اسی قسم کے بہت سے طعن حضرت
علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام پر کیئے ہین اور الزام لگائے ہین یعنی
جو الزام شیعہ خلفاء ثلثہ پر لگاتے ہین وہی الزام مولویصاحب نے حضرت علیؑ
اور اولاد علی علیہ السلام پر لگائے ہین اور یہی علامت دشمنی کی ہے کیونکہ شیعہ
جو الزام خلفاء ثلثہ پر لگاتے ہین وہ بوجہ دشمنی خلفاء ثلثہ کے لگاتے ہین نہ بنظر دوستی

Presented by Ziaraat.Com

اسطرح اسکے جواب مین جو الزام حضرت علی اور اولاد حضرت علی علیہ السلام پر اہلسنت کی جانب سے لگائے جاتے ہین وہ بھی داخل دشمنی سمجھے جاوینگے نہ داخل محبت ہو۔ الزامی جواب کا اصول عام یہ ہے کہ جو متکلم کسی اپنے مخاطب کے پیشوا کا کوئی عیب ظاہر کرتا ہے اور وہ عیب درحقیقت اُس پیشوا مین ہوتا ہے تو وہ مخاطب اُس متکلم کے پیشوا مین بھی اوسی عیب کو بتلا دیتا ہے یعنے اُس الزام کو لوٹ دیتا ہے کہ یہی عیب تمھارے پیشوا مین بھی ہے اگر حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کو اہل سنت اپنا پیشوا اور واجب الطاعت سمجھتے تو ان بزرگون کو اون عیبون مین مبتلا نہ بتلاتے جو عیب کہ خلفائے ثلثہ مین بتلائے جاتے ہین بلکہ خلفائے ثلثہ پر جو عیب لگائے گئے تھے اوسکی تردید اسطرح پر کرتے کہ یا تو ثابت کر دیتے کہ وہ عیب خلفائے ثلثہ مین نہ تھے یا یہ ثابت کرتے کہ جن افعال کو تم عیب بتلاتے ہو وہ اصل مین عیب نہین ہین اور فلان فلان اسکے ثبوت ہین۔ نہ یہ کہ کسی شخص کے تین بزرگون پر کوئی شخص بوجہ دشمنی عیب لگاوے تو اوسکے جواب مین چوتھا بزرگ جو باقی رہا ہو۔ اوس چوتھے بزرگ کی اولاد جو باقی رہ گئی تھی کہ جنپر وہ عیب نہ لگایا گیا تھا اونکی نسبت بھی زبردستی قبول کر لیا جاوے کہ اونمین بھی وہ عیب تھے اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ خلفائے ثلثہ کے دشمن ہین اور سنت الجماعت علی اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن ہین اگر دشمن نہوتے تو ان بزرگون کے الزام مثل شیعون کے ظاہر نہ کرتے کیونکہ شیعہ تو علانیہ اپنی دشمنی خلفائے ثلثہ کے ساتھ ظاہر کرتے ہین اور جب حسب اقرار تحریری مولوی محمد جہانگیر خانصاحب یہ بات ثابت ہوگئی کہ سنت الجماعت علی اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن ہین تو انھین دشمنان علی کا نام تو ناصبی ہے جسکا اقرار خود مولویصاحب ممدوح نے کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۳۰ مین کیا ہے اور لکھا ہے کہ خوارج یا نواصب بدین کہ دشمن آل اطہر ہین

Presented by Ziaraat.Com

الی آخرہ تو مجھکو حسب اقرار مولویصاحب ممدوح اس امر کی ڈگری دینے مین کیا
تامل ہے کہ اصل مین فرقہ ناصبی یہی فرقہ سنت الجماعت ہی جنکو نسلاً بعد نسلاً حضرت
علی اور اولاد حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی رہی اور اوس دشمنی کا اثر آجتک
سنت الجماعت مین قایم ہے جسکی توضیح مین کرچکا ہون کیونکہ یزید کی امامت اور
خلافت کو بھی فرقہ سنت الجماعت کا حق کہتا ہے اور تسلیم کرتا ہے جیسا کہ حسب قول
حجت الاسلام امام غزالی وصاحب شرح فقہ اکبر وغیرہ مین ثابت کرچکا ہون اور دشمنان
علی پر جنت حرام ہے جیسا کہ تنقیح نمبر چہارم مین ثابت کیا گیا ہے - اسلیے فرقہ اہل سنت
کسی طرح ناجی نہین قرار پا سکتا ضرور ناری ہے اور جسطرح حنفی اور شافعی اور حنبلی اور
مالکی چار فرقہ از نام واحد سنت الجماعت نامزد ہین اسیطرح ناصبی اور خارجی اور معتزلہ
اور اشعری چارون فرقہ ایک ہوکر سنت الجماعت کہلائے - اور یہ لوگ قطعی دشمن
حضرت علی واولاد علی علیہ السلام ہین - اور یہی سبب ہی کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب
نے ان فرقہ ہاے ناصبی وخارجی ومعتزلہ واشعری وحنفی ومالکی وحنبلی وشافعی کو جداگانہ
تہتر فرقون مین شمار نہین کیا صرف ایک نام فرقہ اہل سنت کا اس سببسے لکھدیا کہ یہ
کل فرقہ دشمنان علی دراصل ایک فرقہ ہے جسکا نام سنت الجماعت ہے - زمانہ حال
کے اہل سنت واقعات اسلام سے ناواقف ہونے کے سبب اپنے ناصبی ہونے
سے یعنی دشمنی آل رسول سے انکار کرتے ہین - ورنہ اصل مین وہ فرقہ کہ جسنے انحراف کیا
جناب امیر کے ساتھ اور زہر دیا امام حسن علیہ السلام کو اور شہید کیا امام حسین علیہ السلام
کو وہ فرقہ یہی ہے کہ جسکا نام اہل سنت ہی مین بمزید احتیاط پھر یاد دہانی کرتا ہون -
واقعات شہادت شہداے کربلا کے بعد جب طوائف الملوکی ہوئی تو بعد از خرابی بسیار
خلافت خاندان مروان مین پہونچی اور مروان اور اولاد مروان کے دشمن آل رسول
ہونیکا اہل سنت کو بھی اقرار ہے اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی اپنی تصنیفات مین

Presented by Ziaraat.Com

اقرار کیا ہے - چنانچہ اس طوائف الملوکی کے بعد عبد الملک پسر مروان خلیفہ ہوا اور اس خلیفہ عبد الملک کے زمانہ خلافت مین حجاج بن یوسف ممالک عراق کا حاکم یعنی گورنر تھا جسنے آل رسول اور محبان آل رسول پر بیے انتہا ظلم کیئے اور قبر امام حسین علیہ السلام کا نشان مٹانا چاہا اور پیشوایان دین و عالمان شریعت کا نام و نشان مٹانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جسکا اقرار ایک متعصب عالم اہل سنت نے کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۲۵ - مین کیا ہے - جس سے یہ بات محتاج ثبوت نہین کہ بوجہ بغض آل محمد اس زمانہ خلافت عبد الملک مین احادیث رسول خدا اور روایات علی مرتضی مین بہت کچھ تغیر اور تبدل ہوا کیونکہ زمانہ خلافت عبد الملک مین حکم تھا کہ تقوی اختیار کیا جاوے بہ بغض علی - اور عذاب شدید مین مبتلا کیے جاتے تھے شعیان علی - اس عبد الملک کے زمانہ خلافت مین - امام زہری تابعی قاضی تھے امور دینیات کا دار مدار احکام شرعی کا اجرا انھین امام زہری کی ذات خاص کے متعلق تھا - اسی خلیفہ عبد الملک کے زمانہ مین جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام خانہ نشین تھے اور بحالت موجودگی اس امام عالیمقام کے امام زہری کا اجتہاد جاری تھا - امت منحرف تھی امام زین العابدین سے اور پیرو تھی امام زہری کے اجتہاد کی - ان امام زہری نے ایک مرتبہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خلیفہ عبد الملک سے سفارش بھی کی تھی کہ وہ جناب گوشہ نشین ہین نہ خواہش خلافت رکھتے ہین نہ احکام خلیفہ مین کوئی شرعی دست اندازی کرتے ہین جسکا ذکر لواقح الانوار امام عبد الوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۳۴ - مین ہے کتنے بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام برحق واجب الطاعت کی موجودگی مین امت نے اوس امام سے روگردانی کرکے معاملات شرعی مین تابعداری اختیار کی امام زہری کی - اور لعنت کیا کرتے تھے بمقابلہ امام زین العابدین علیہ السلام پر جیسا کہ لواقح الانوار

Presented by Ziaraat.Com

امام عبدالوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۴۳ سے ثابت ہوتا ہے۔ امام زہری کہا کرتے تھے
کہ اس دنیا میں صرف چار عالم ہیں ایک ابن المسیب مدینہ میں دوسرے حسن بصرہ
میں تیسرے مکحول شام میں چوتھے شعبی کوفہ میں جسکا ذکر شمس العلماء مولانا شبلی جیسے
ایک متعصب سنی نے سیرۃ النعمان صفحہ ۲۶ میں کیا ہے۔ امام زہری کے نزدیک جناب
امام زین العابدین علیہ السلام و امام محمد باقر علیہ السلام کا شمار علماء دین میں بھی نہ تھا
اور اس زمانہ خلیفہ عبدالملک تک تا ۹۹ھ ہجری کوئی کتاب علم حدیث میں تحریر
نہیں ہوئی محض زبانی بیانات پر اعتبار کیا جاتا تھا۔ اور اس زبانی بیان
کے کرنیوالے کثیر التعداد اشخاص دشمنان آل رسول تھے جنکی حکومت تھی۔ شروع
اول صدی ہجری میں انھیں امام زہری نے کہ جنکی رائے پر زمانہ حکومت اولاد مروان
میں شریعت کا دار مدار تھا احادیث کو ایک کتاب میں جمع کر کے شایع کیا جسکا
ذکر کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۳۶ میں درج ہے سب سے اول علم حدیث میں یہی ایک
کتاب امام زہری نے شایع کی ورنہ اسکے قبل علم حدیث میں کوئی کتاب نہ تھی۔
اس بات پر ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ عبدالملک بن مروان مثل یزید کے دشمن
آل رسول تھا۔ اس آل رسول کی دشمنی کے زمانہ میں امام زہری کو فضیلت
و رتبہ امامت و عہدہ قضا جو حاصل ہوا محض خلیفہ عبدالملک کی رفاقت اور
خیر خواہی اور فرمانبرداری کے باعث یا عبدالملک کی ضد اور دشمنی میں۔
اگر یہ رتبہ بوجہ مخالفت و مخاصمت خلیفہ عبدالملک امام زہری کو حاصل ہوتا تو
حالت مخالفت و مخاصمت میں امام زین العابدین علیہ السلام سے اعلےٰ اور افضل
اس عہدہ امامت کیواسطے دوسرا کون تھا۔ پس امام زہری نے جب یہ رتبہ بوجہ
دوستی و رفاقت دشمنان آل رسول یعنے خلفاء بنی مروان حاصل کر کے احادیث کو
مجتمع کر کے شایع کیا ان احادیث کے راوی بھی بجز دشمنان آل رسول و دوستان

Presented by Ziaraat.Com

بنی امیہ کے دوستان آل رسول میں سے زہری بھی ہیں ہے - یہی ... کتب صحاح ستہ کے راوی اکثر وہ لوگ ہیں جو ۶۱ ہجری کے معرکہ کربلا میں لشکر یزید میں شامل تھے اور امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک تھے - پس ایسے لوگوں کی حدیثیں جمع کی ہوئیں کہ جن پر مذہب اہل سنت کا دارومدار ہے کیونکر قابل اعتبار قرار پاسکتی ہیں -

امام ابوحنیفہ ۸۰ ہجری میں بزمانہ خلافت عبدالملک پیدا ہوئے - اور امام شعبی وحماد سے امام ابوحنیفہ نے تحصیل علم کی جسکا ذکر صفحہ ۲۶ و ۳۲ سیرۃ النعمان میں ہے -

یہ دونوں عالم یعنے امام شعبی وحماد بھی زمانہ خلافت بنی مروان میں اجتہاد کرتے تھے اور خلفاء بنی مروان کے رفیق اور فرمانبردار تھے - اگر رفیق اور فرمانبردار نہ ہوتے تو مثل امام محمد باقر و امام جعفر صادق کے انکو بھی کسی قسم کی فضیلت زمانہ خلافت بنی مروان میں حاصل نہ ہوتی - پس ان دونوں عالموں کا شمار بھی مثل امام زہری کے رفقاء دشمنان آل رسول میں ہے نہ دوستان آل رسول میں - دوستان آل رسول میں امام زہری و امام شعبی وحماد کا شمار ہونا خلاف عقل و خلاف قیاس ہے - اگر یہ لوگ آل رسول کے دوست ہوتے تو بحالت موجودگی امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کے نہ اجتہاد کرتے نہ عہدہ قضا قبول کرتے نہ امام بنتے - انہیں حضرات سے امام ابوحنیفہ نے بھی تعلیم پائی - اور یہ تعلیم خواہی نخواہی مخالف آل رسول تھی کیونکہ وہ زمانہ ہی آل رسول کی دشمنی کا تھا -

۱۲۰ ہجری میں حماد فوت ہوا اور ابوحنیفہ کا اجتہاد شروع ہوا - اور ابوحنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا -

شمس العلماء مولانا شبلی صاحب کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۴۵ - میں باوجود ہونے متعصب سنی کے اقرار کرتے ہیں - کہ ابن تیمیہ نے جو امام ابوحنیفہ کو حضرت جعفر صادق کا

Presented by Ziaraat.Com

ساٹھ اور بہر لکھا ہے یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے امام ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہوں لیکن فضل وکمال مین اونکو حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت حدیث وفقہ بلکہ تمامی مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے - الی اخرہ

اس اقرار سے ثابت ہے کہ بزمانہ موجودگی امام زین العابدین علیہ السلام احادیث کو امام زہری نے جمع کر کے شایع کیا اور بزمانہ امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام امام ابو حنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا مگر ان برحق اماموں کا نہ احادیث مجتمع شدہ مین کوئی دخل ہوا نہ فقہ مین - ایسی احادیث اور فقہ کیونکر معتبر اور واجب العمل قرار پاسکتی ہے - مولانا صاحب ممدوح کتاب مذکور کے صفحہ ۷۹ - مین تحریر فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب سلطنت اور حکومت کے ساتھ بہت مناسبت رکھتا ہے اس اقرار سے یہ بات پوشیدہ نہین رہتی کہ امام ابو حنیفہ کے زمانہ اجتہاد مین خلافت دشمنان آل رسول کی تھی - اور جب مذہب حنفی کو زیادہ مناسبت سلطنت وحکومت کے ساتھ ہے تو واسطے خوشنودی خلفاء وقت کے جو احکام فقہ اونھون نے مرتب اور اجراء کئے وہ خواہی نخواہی مخالف آل رسول وموافق خلفاء وقت کے بنظر حصول اعزاز ودولت مرتب کئے اگر ایسا نکرتے تو خلفاء وقت بوجہ اطاعت آل رسول اونکو نہ موقع ترتیب فقہ کا دیتے نہ امام بناتے نہ اجتہاد کرنیکا اونکو موقع حاصل ہوتا بلکہ مثل امام نسائی کے قتل کرڈالے جاتے - درموجودگی امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام کے خود امام ابو حنیفہ کو حوصلہ اجتہاد وامامت کا ہوتا - ایسے برحق اماموں کے زمانہ حیات ومقام موجودگی مین بجز دشمنان آل رسول کے کسی محب آل رسول کو حوصلہ اجتہاد وامامت کا پیدا نہین ہوتا - میرے اس بیان کی تائید مولوی صاحب ممدوح کی تحریر مندرجہ صفحہ ۸۶ سیرۃ النعمان سے ہوتی ہے جسمین اونھون نے لکھا ہے کہ بعض مصنفون نے امام ابو حنیفہ کی ذہانت اور طباعی کے ذیل مین بہت سے

Presented by Ziaraat.Com

ایسے قصے لکھے ہیں جنکو خدا نخواستہ اگر ہم تسلیم کریں تو عیاذاً باللہ امام صاحب
کو حیلہ جو چالاک تفقنی سخن ساز ماننا پڑیگا۔ اگرچہ مولانا شبلی صاحب شمس العلماء نے
اپنے مذہبی مصنفوں کی تحریر پر اعتراض کیا ہے۔ مگر ان مصنفوں کی تحریرین ہرگز ہرگز
قابل اعتراض نہین بلکہ بربناء انہیں قصہ جات کے ابو حنیفہ امام اعظم کہلاتے
ہین انکا مذہب جاری ہوا ہے۔ اور دوازدہ امام سے اعلیٰ اور افضل
درمیان اہل سنت کے قرار پائے اور اہل سنت نے بموجودگی امام محمد باقر و
امام جعفر صادق علیہم السلام انکی جانب رجوع کیا اب سمجھنے والے چاہے حیلہ جو
سمجھیں یا چالاک یا تفقنی یا سخن ساز۔ یہ اختیار سمجھنے والون کا ہے۔
مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت مین
دوستداران و معتقدان آل رسول و عالمان شریعت کے ساتھ بدرجہ غایت مخالفت
ہوئی اور ظلم کیے گئے اور وہی لوگ عالمان شریعت مین باقی رکھے گئے اور
امام بنائے گئے جنھون نے اطاعت اور پیروی کی خلفاء وقت کی جو خلفاء کہ دشمن
تھے آل رسول اور خاندان نبوت کے اور مطیع دشمنان آل رسول کے دشمن خدا
و دشمن رسول ہونے مین کونسا عذر ہو سکتا ہے۔ پس جن لوگون نے خلفاء
بنی مروان کے زمانہ خلافت مین احادیث جمع کرکے شائع کین فقہ مرتب کی
مذہب جاری کیا۔ وہی جمع شدہ احادیث اور مرتب شدہ فقہ آجتک اہل سنت
مین جاری ہین اور جو مذہب زمانہ خلافت بنی مروان مین ابو حنیفہ نے جاری
کیا جس مذہب کو حکومت اور سلطنت اور مذہب معاویہ سے مناسبت تھی نہ دین
خدا سے اور معاد سے وہی مذہب آجتک اہل سنت مین جاری ہے اور اسکی
پیروی اور تقلید آجتک اہل سنت مین ہوتی ہے۔ مقام غور ہے۔ کہ مروان
اور اولاد مروان کے دشمن خاندان رسالت ہونگے اہل سنت بھی مقر ہین

Presented by Ziaraat.Com

اور انھیں دشمنان خاندان رسالت کے زمانہ خلافت میں احادیث بھی جمع ہوکر شایع ہوئیں فقہہ بھی مرتب ہوئی مذہب حنفی بھی جاری ہوا۔ اور یان حدیث بھی اوسی قبیلہ مروان کے لوگ ہیں جو کربلا میں قاتلان حسین کے شریک تھے اور جو شریک تھے وہ آل رسول کے قطعی دشمن تھے۔ انھیں احادیث و فقہہ و مذہب پر اہل سنت کا آجتک عملدرآمد ہے تو اب مذہب اہل سنت خلفاء بنی مروان کے مذہب کے موافق سمجھا جاوے یا مذہب آل رسول کے مطابق سمجھا جاوے۔ اس دنیا میں کوئی ایماندار اس بات کو قبول نہ کریگا کہ دشمنان آل رسول و دشمنان خاندان رسول کے مذہب کے لوگ آل رسول کے اور خاندان رسول کے معتقد اور پیرو سمجھے جاویں چنانچہ اسی اضطراب میں اوس زمانہ کے ذی علموں اور فاضلوں کو اپنے مومن کہنے میں شرم آتی تھی جیسا کہ شمس العلماء مولانا شبلی صاحب سیرۃ النعمان صفحہ ۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ امام ابوحنیفہ نے قتادہ سے کہا کہ اکثر محدثین اپنے کو مومن کہتے ہوئے ڈرتے تھے جیسا کہ حسن بصری سے ایک شخص نے سوال کیا کہ تم مومن ہو حسن بصری نے جواب دیا انشاء اللہ سائل نے اعتراض کیا کہ انشاء اللہ کا یہ کیا محل ہے حسن بصری نے جواب دیا کہ میں اپنی تئیں مومن تو کہوں مگر ڈرتا ہوں کہ خدا ایسا نہ کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ چنانچہ قتادہ سے جب ابوحنیفہ نے سوال کیا کہ تم مومن ہو تو قتادہ نے بھی یہی جواب دیا کہ مومن کہنے سے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں خدا یہ نہ کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ یہہ بحث زیادہ غور کے لائق ہے کہ محدثین کو اقرار مومنیت میں کس وجہ سے تامل تھا۔ اول یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مومن کسکو کہتے ہیں مومن اوسکو کہتے ہیں جو دل سے توحید و نبوت و ولائے آل رسول کا اقرار کرے اور پیروی کرے آل رسول کی محض اقرار زبانی سے مومن نہیں قرار پا سکتا۔ اور احادیث جمع کی گئیں اور شایع ہوئیں زمانہ خلافت بنی مروان میں جو دشمن تھے

Presented by Ziaraat.Com

آل رسول اور خاندان رسالت کے اور محدثین نے باوجود علم بنظر تحفظ جان و مال یا
بنظر حصول عزت و دولت و قربت خلفاء وقت کی خوشامد مین احادیث موضوعہ و
مصنوعہ جعلی کو کتب احادیث مین جمع کرکے شائع کردیا تھا جسکی وجہ سے انکو اپنے
مومن کہنے مین شرم آتی تھی اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ ان موضوعہ اور
مصنوعہ اور جعلی احادیث سے معلوم کسقدر خلائق گمراہ ہوگی۔ کہین ہمارا حشر ان گمراہونکے ساتھ
نہو پھر ہم کس منھ سے اپنے کو مومن کہین اگر خدا کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو بندون کا
گمراہ کرنیوالا ہے تو اسکا جواب کیا ہوسکتا ہے مگر افسوس ہے کہ قتادہ کی بحث اور محدثین کے
انکار کا مطلب امام ابوحنیفہ نے بالکل نہ سمجھا اور قیاس کو شریعت مین داخل کرکے اپنا مذہب
جاری کردیا اور خلق اللہ کو گمراہ کیا یہ تو کیفیت مذہب اہل سنت و کتب احادیث مذہب اہل سنت کی ہے
اور جب اعتقاد اور پیروی مین مذہب بنی مروان دشمنان آل رسول و دشمنان
خاندان رسالت و اہل سنت ایک ہی تو اہل سنت کے ناصبی اور دشمنان آل
رسول و دشمنان خاندان رسالت ہونے مین حجت کیا باقی رہ گئی۔ اور شیعون مین
تو زیادہ کثرت بنی فاطمہ اور اولاد علی و مرزایان عجم کی بوجہ تعلق جناب شہربانو کے
ہے شیخ اور پٹھان تو رفتہ رفتہ کسیقدر بوجہ خوف عقبیٰ فرقہ شیعہ مین شامل ہوگئے
ہین ورنہ شیخ یا تو اولاد خلفاء ثلثہ مین سے ہین یا اولاد بنی امیہ و بنی مروان مین
مین سے ہین یا نومسلم ہین جو زمانہ حکومت دشمنان آل رسول مین مسلمان ہوئے
اور قوم پٹھان نواح افغانستان مین ہے کہ جو ولید نبیرہ مروان کے عہد خلافت
مین فتح ہوا اور بوجہ قیام و حکومت بنی امیہ افغانستان بنی مروان کی نسل مین
مخلوط ہوجانے سے شامل بنی امیہ ہوگیا اسلیے شیخ اور پٹھان ہم مذہب بنی مروان
سنت والجماعت ہین لہذا بوجوہ مذکورہ بالا مین فیصلہ کرتا ہون کہ مذہب اہل سنت
حادث ہے اول اس مذہب کے لوگ بلقب ناصبی پکارے جاتے تھے دوسری

Presented by Ziaraat.Com

صدی ہجری مین لقب ناصبی کو تبدیل کرکے لقب سنت الجماعت سے اپنے کو منسوب کیا۔ اور شیعون کا مذہب قدیم ہے اور بجز مذہب شیعہ کے کسی دوسرے مذہب کو اسلام مین حق نجات حاصل نہین۔ اور سرباہم شیعہ و سنیونکے ۳۵ھ ہجری زمانہ قتل حضرت عثمان سے دشمنی شروع ہوئی جو آجتک قایم ہے اور غالبًا یہ دشمنی تا قیامت قایم رہیگی۔ افسوس صد افسوس کہ باوجود گذر جانے زمانہ دراز کے آل رسول کی دشمنی آجتک دلون سے نہ نکلی اور اس دشمنی پر مسلمان ہونے کا دعوےٰ کیا جاتا ہے

تنقیح نمبر ششم

امیر معاویہ کی نسبت شیعہ اور سنیونکے عقاید مین اختلاف کیون ہے

کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۹۔ مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت معاویہ کی نسبت نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضرور ہے۔ اور وہ رضی اللہ عنہ ہین۔

فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کو حضرت معاویہ کے ساتھ قلبی دشمنی ہے۔

یہی امر ان دونون فرقون مین ما بہ النزاع ہے۔ لہذا امیر معاویہ کے اعمال اور افعال اور علماء اہل سنت کی تحریرات و احادیث نبوی سے جو ذیل مین درج ہین نتیجہ نکال کر فیصلہ کرتا ہون۔

۱۔ سیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۶۴ ۔ و تاریخ الخلفا صفحہ ۱۹۴ من طریق عبد الملک بن عمیر عن معاویۃ بلفظ مازلت اطمع فی الخلافۃ الی آخرہ

معاویہ نے بیان کیا کہ ہمیشہ مجھ پر طمع خلافت غالب رہی۔

اس اقرار سے ثابت ہے کہ اسی طمع خلافت مین امیر معاویہ حضرت عثمان کا کرتہ خون آلودہ لوگون کو دکھلا کر حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے منحرف کرتے تھے اور لوگون کے

Presented by Ziaraat.Com

اون مین دشمنی پیدا کرتے تھے - پس دشمنان حضرت علیؑ کا گروہ تیار کرنیوالے
حضرت معاویہ تھے اور بالتخصیص حضرت معاویہ کی ذات سے اس دنیا مین
حضرت علی کی دشمنی پھیل گئی چونکہ اہل سنت امیر معاویہ کے مقلد اور معتقد ہین -
بدینوجہ اونمین حضرت علی اور اولاد حضرت علی کی دشمنی کا اثر ابتک باقی ہے
اور امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہین کیونکہ خلافت معاویہ کو دیگر پیشوایان
اہل سنت برحق جانکر قبول کر چکے تھے جیسا کہ تنقیح نمبر پنجم مین ثابت کیا گیا ہے
اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام کے معتقد ہین اور اونکو اپنا پیشوا اور امام برحق
اور خلیفہ بلافصل سمجھتے ہین اور امیر معاویہ کو دشمن حضرت علی جانتے ہین بدینوجہ
شیعونکو معاویہ کے ساتھ قلبی عداوت ہے -

۲- دراسات اللبیب - وَنَہیٰ مُعَاوِیَۃ مَنَعَ النَّاسِ جَبْراً مِنْ اَنْ یَاتُوا بِہٖ
عَلٰی مَذْہَبِ عَلِیٍّ - معاویہ نے لوگون کو جبراً منع کیا کہ جو روایت مذہب
حضرت علی کے موافق ہو اوسپر نہ کوئی عمل کرے نہ موافق مذہب حضرت علی کوئی
روایت کرے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام
کے مذہب سے بالکل مخالف تھا اگر مخالف نہوتا تو معاویہ یہ نہ کہتے کہ مذہب علی کے
موافق جو روایت ہے نہ اوسپر عمل کیا جاوے نہ موافق مذہب علی روایت
کیجاوے اور اس بارہ مین لوگون پر جبر کیا جاتا تھا - اور مذہب حضرت
علیؑ کے پیرو صرف شیعہ تھے جو حضرت علی علیہ السلام کے مطیع اور فرمانبردار تھے
اور اونکے ہمراہ معاویہ و لشکر معاویہ سے لڑتے تھے اور آجتک حضرت علی
علیہ السلام کو امام برحق جانتے ہین اور معاویہ سے دشمنی رکھتے ہین - اور اہل سنت
معاویہ کے معتقد ہین اور اونکو خلیفہ برحق جانتے ہین اور رضی اللہ عنہ کہتے
ہین اسلیے اہل سنت مذہب حضرت علی کے معتقد نہین سمجھے جا سکتے - کیونکہ مذہب

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علی کا پیرو مذہب معاویہ کا پیرو نہین قرار پاسکتا یہ اجتماع نقیضین ہے معاویہ کا مذہب دوسرا تھا حضرت علی کا مذہب دوسرا تھا جسکا اقرار خود معاویہ کو ہے سو وہ ہے اس جبر کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام کے بیان وہدایات کو معاویہ نے مفقود بھی کیا تاکہ لوگ ہدایات سے محروم رہین اس سے زیادہ اور کیا ثبوت دشمنی ہوگا - اور جب معاویہ کا دشمن حضرت علی ہونا ثابت ہے تو اہل سنت جو معتقد معاویہ ہین اور معاویہ کو خلیفہ برحق جانتے ہین اور رضی اللہ عنہ کہتے ہین وہ بدرجہ اعلیٰ دشمنان حضرت علی سمجھے جاوینگے کیونکہ دشمن کا دوست اور معتقد بھی دشمن ہی کہا جاتا ہے -

۳- تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۲۱۲ - كَانَ خُلَفَاءُ بَنِي أُمَيَّةَ يَسُبُّونَ عَلِيًّا مِنْ سَنَةِ إِحْدَىٰ وَأَرْبَعِينَ وَهِيَ السَّنَةُ الَّتِي خَلَعَ الْحَسَنُ فِيهَا نَفْسَهُ مِنَ الْخِلَافَةِ إِلَىٰ أَوَّلِ سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ آخِرِ أَيَّامِ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ أَبْطَلَ ذَالِكَ وَكَتَبَ إِلَىٰ نُوَّابِهِ بِإِبْطَالِهِ وَلَمَّا خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَبْدَلَ السَّبَّ فِي آخِرِ الْخُطْبَةِ -

ابتدا ز خلع خلافت امام حسن علیہ السلام از سنہ ۴۱ ہجری تا سنہ ۹۹ ہجری خلفار بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر مین ممبر دن پر بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتے تھے - سنہ ۹۹ ہجری مین عمر ابن عبد العزیز نے اسکو موقوف کیا - اہل لغت نے لفظ سب کے معنی دشنام دادن لکھا ہے اور مسلمانون کے عام محاورہ مین سب وشتم کے معنی لعنت کرنا ہے - اسی بنا پر اہل سنت شیعونکی نسبت کہا کرتے ہین کہ یہ لوگ سب صحابہ کرتے ہین اسلیئے انکو رافضی کہتے ہین -

۴- تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۳۱۷ - مین بھی بشرح صدر تذکرہ ہے -

۵- تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۹۲ - وَكَانَ مُعَاوِيَةُ وَعُمَّالُهُ يَدْعُونَ

Presented by Ziaraat.Com

عُثْمَانَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَسُبُّونَ عَلِيًّا فَلَمَّا كَانَ الْمُغِيرَةُ عَامِلَ اللهِ نَه كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ طَاعَةً لِمُعَاوِيَةَ فَكَانَ يَقُومُ مَعَ جَمَاعَةٍ مَعَهُ فَيَبْكُونَ عَلَيْهِ سَبَّهُ لِعَلِيٍّ فَلَمَّا وَلِيَ زِيَادٌ دَعَا لِعُثْمَانَ وَسَبَّ عَلِيًّا معاویہ اور اوسکے عامل جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتے تھے حضرت عثمان کے واسطے اور لعنت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام پر اور مغیرہ حاکم کوفہ بھی اطاعت معاویہ کے سبب واسطے خوشنودی معاویہ کے جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتا تھا واسطے حضرت عثمان کے مع ایک جماعت کثیر کے اور لعنت کرتا تھا حضرت علی علیہ السلام پر اور جب حاکم ہوا زیاد تو اونے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو مغیرہ نے اختیار کیا تھا - اس واقعہ سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کے دوست یقیناً دشمن حضرت علی ہین کیونکہ معاویہ اور زمانہ معاویہ کے وہ سب مسلمان جنھون نے اجماع کیا خلافت معاویہ پر بہ اطاعت معاویہ حضرت عثمان کے حق مین دعا کرتے تھے جو ثبوت اعتقاد کی دلیل کامل ہے اور لعنت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام پر جو دشمنی کا ظاہری ثبوت ہے - اسلیئے دوستان اور معتقدان حضرت عثمان کے دشمن علی ہونے مین کونسا شک باقی رہگیا اور دوستان ومعتقدان حضرت عثمان بجز اہل سنت کے اور کوئی فرقہ نہین ہے اور اسی فرقہ کا نام اول ناصبی تھا - جیساکہ تنقیح نمبر پنجم مین لکھا گیا ہے -

۶- مدارج النبوت جلد دوم - محدثین اتفاق کردہ اند کہ ہیچ حدیثی ثابت نشد در فضیلت معاویہ مذہب اہل سنت کی یہ ایک معتبر کتاب ہی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی اور جبکہ اہل سنت کے نزدیک فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث ثابت نہین تو پھر دانستہ رضی اللہ عنہ کہنا دشمنی حضرت علی کی ایک واضح دلیل ہے -

۷- در اساۃ اللبیب صفحہ ۹۰ قَالَ وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ ...

سفیان فقال یا معاویۃ عما علمت ان الحسن بن علی توفی فترجع المغداء ثم فقال یا فلان اتعدہ مصیبۃ فقال لہ لم لا اراھا مصیبۃ وقد وضعہ رسول اللہ فی حجرہ فقال ھذا منی وحسین من علی قال فقال الا ایدی جمرۃ اطفاھا جب فوت ہوئے امام حسن علیہ السلام کہا معاویہ نے کہ ایک چنگاری تھی وہ اب خاموش ہوگئی۔

اس واقعہ سے کوئی شک باقی رہا امیر معاویہ کے حضرت علی و اولاد حضرت علی و خاندان رسالت کے دشمن جانی ہونے میں دشمن نہ تھے تو امام حسن علیہ السلام کی وفات کا حال سنکر یہ نہ کہتے کہ ایک چنگاری تھی وہ خاموش ہوگئی اور جب امیر معاویہ خاندان نبوت کے دشمن تھے تو اونکے دوست اور معتقد بدرجہ اولی دشمن خاندان رسالت ہوئے اور امیر معاویہ کے دوست اور معتقد اہل سنت ہیں جو امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

۸۔ مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔ عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب ابا تراب معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو کہ تو کیوں لعن نہیں کرتا ابوتراب پر یعنی علی پر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ لوگونکو حکم دیتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرو اگر لعنت کرنیوالا یا حکم لعنت دینے والا دوستوں میں شمار ہوگا تو پھر فعل سب وشتم کے سبب شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن کیوں سمجھے جاتے ہیں کیونکہ فعل سب وشتم تو داخل دوستی ہیں اسلئے شیعونکو بھی سب وشتم کے سبب دوستان خلفاء ثلثہ میں داخل کرنا چاہیے اور اگر شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن ہیں تو امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ضرور ہیں اور دوستان ومعتقدان حضرت معاویہ بدرجہ اولی دشمن حضرت علی سمجھے جاوینگے اور امیر معاویہ کے دوست

Presented by Ziaraat.Com

اور معتقد اہل سنت ہیں نہ شیعہ اسلیئے اہل سنت کا شمار بھی بوجہ اہانت معاویہ
دشمنان حضرت علی علیہ السلام میں ہوگا۔

۹۔ روی ابو الحسن علی بن محمد بن ابی سیف المدائنی فی کتاب الاحداث
قال کتب معاویة نسخة واحدة الی عماله بعد عام الجماعة ان
برئت الذمة ممن روی شیئا من فضل ابی تراب واهل بیته فقامت
الخطباء فی کل کورة وعلی کل منبر یلعنون علیا ویبرءون منه
ویقعون فیه وفی اهل بیته اشد الناس بلاء حینئذ اهل الکوفة لکثرة
من بها من الشیعة فاستعمل علیهم زیاد بن سمیة وهو بهم عارف
لانه کان منهم ایام علی فقتلهم تحت کل حجر ومدر واخافهم وقطع
الایدی والارجل وسمل العیون وصلبهم علی جذوع النخل وشرد
هم عن العراق فلم یبق بها معروف منهم ثم کتب عماله نسخة
واحدة الی جمیع البلدان انظروا من قامت علیه البینة انه یحب علیا
واهل بیته فامحوه من الدیوان واسقطوا عطاءه ورزقه وشفع
ذلک بنسخة اخری من اتهمتموه بموالاة هؤلاء القوم فنکلوا به
واهدموا داره فلم یکن البلاء اشد ولا اکثر منه بالعراق ولا
سیما بالکوفة حتی ان الرجل من الشیعة لیاتیه من یثق به فیدخل
بیته فیلقی الیه سره ویخاف من خادمه ومملوکه ولا یحدثه
حتی مات الحسن بن علی فازداد البلاء والفتنة فلم یبق احد من هذا
القبیل الا خائف وطرید فی الارض ثم تفاقم الامر بعد قتل الحسین وولی
عبد الملک بن مروان فاشتد علی الشیعة وولی علیهم الحجاج بن یوسف
فتقرب الیه اهل النسک والصلاح ببغض علی واهلبیته

وَ مَوَالِاۃِ اَعْدَائِہِمْ حَتّٰی اَنَّ اِنْسَانًا وَقَفَ لَہٗ وَیُقَالُ اِنَّہٗ جَدُّ الْاَصْمَعِیْ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ قُرَیْبٍ فَصَاحَ بِہٖ اَیُّہَا الْاَمِیْرُ اِنَّ اَہْلِیْ وَعَقُّوْنِیْ عَلِیًّا وَ اِنِّیْ فَقِیْرٌ بَائِسٌ وَ اَنَا اِلٰی صِلَۃِ الْاَمِیْرِ مُحْتَاجٌ فَتَضَاحَکَ لَہُ الْحَجَّاجُ وَ قَالَ لِلُطْفِ مَا تَوَسَّلْتَ بِہٖ قَدْ وَلَّیْنَاکَ مَوْضِعَ کَذَا ذَکَرَہٗ اِبْنُ اَبِی الْحَدِیْدِ فِیْ شَرْحِہٖ

خلع خلافت امام حسن علیہ السلام کے بعد جب معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور کل مسلمانوں نے اوسکی بیعت کر لی تب اوسنے اپنے عاملون کو لکھا کہ جو کوئی فضائل حضرت علیؑ واہلبیت اطہار بیان کرے تم تبرا اور لعنت کرواؤ پس خطیبون نے منبرون پر حضرت علی اور اہلبیت اطہار پر لعنت پڑھنا شروع کیا اور اوسوقت مین نہایت سخت حال تھا شیعونکا اور زیاد بن سمیہ رفاقت حضرت علی مین رہا تھا اوسکو تیھر کے نیچے دبوا کر قتل کر ڈالا اور ہاتھ پیر اوسکے کاٹ ڈالے اور درخت مین باندھ کر لٹکا دیا۔ پس اوسوقت کوئی محب حضرت علی شیعہ کے ومحب علیؑ کے نام سے باقی نہ رہا تھا بعدہ معاویہ نے اپنے عاملون کو لکھا کہ خیال رکھو جو محب علی واہلبیت اطہار تمھارے سرشتہ مین بصیغہ ملازمت پایا جاوے اوسکو موقوف کردو اور نام اوسکا صیغہ ملازمت سے کاٹ دو۔ اور انعام واکرام اوسکو ندو۔ اور جس کسی محب علی واہلبیت اطہار کو دیکھو بلا رسخت مین مبتلا کرو۔ اور گھر اوسکا ڈھوا کر گرا دو پس اوسوقت مین سخت زمانہ تھا شیعون پر حتےٰ کہ جو شیعہ اپنے کسی دوست پر بڑا اعتبار رکھتا تھا اوسکے گھر بطور مخفی جاتا تھا اور ملاقات کرتا تھا اور اپنے خدمتگار اور غلام اور کنیز سے بھی اپنا مذہب پوشیدہ کرتا تھا اور ڈرتا تھا اور سخت قسمین لیتا تھا کہ اوسکا شیعہ ہونا کسی پر ظاہر نہ کیا جاوے تا کہ اوسکا شیعہ ہونا اوسکے قتل کا باعث نہو وہ زمانہ شیعونکے واسطے بہت سخت تھا کہ وفات پائی امام حسن علیہ السلام نے پس شیعون نے بخوف تقیہ اختیار کیا اور بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام عبد الملک بن مروان

Presented by Ziaraat.Com

خلیفہ ہوا اسکی خلافت مین اور زیادہ سخت زمانہ آیا شیعون پہ اور اس زمانہ مین
حکم تھا کہ لوگ تقوی اختیار کرین بہ بغض حضرت علی و اہلبیت اطہار۔
اس واقعہ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ نے سنہ ۴۱ھ ہجری مین خلیفہ ہوکر حکم عام جاری
کردیا کہ جو کوئی فضائل حضرت علی بیان کرے اوسکو قتل کرو چنانچہ زیاد بن عبید اسکی
رفاقت اور محبت حضرت علی کے جرم مین بڑی بیرحمی اور سختی کے ساتھ قتل کیا گیا
اول اوسکے دست و پا قطع کیے گئے وہ پھر زندہ جان پتھر کے نیچے دبا دیا گیا جب
اوسکی جان نکل گئی تو نعش اوسکی درخت مین بنظر شہرت لٹکائی گئی کہ لوگ دیکھکر
عبرت پکڑین اور محبت حضرت علی کو دل سے نکالکر دشمنی حضرت علی و دشمنی اولاد علی
پر تیار ہو جاوین۔ چنانچہ اس خوف سے اس زمانہ کے کل مسلمان بنا بر خوشنودی
امیر معاویہ حضرت علی و اولاد علی کے ساتھ اظہار دشمنی کرتے تھے اور فضائل حضرت
علی کا ذکر اس زمانہ مین بالکل بند ہو گیا تھا۔ اصحاب اور تابعین اور کل مسلمان
بحکم امیر معاویہ اور واسطے خوشنودی امیر معاویہ کے علانیہ حضرت علی اور اولاد علی
کے ساتھ اظہار دشمنی کرتے تھے اور تبرا کرتے تھے کیونکہ کل امت کے اجماع سے
امیر معاویہ خلیفہ مقرر ہوے تھے باینوجہ کل امت بطیب خاطر امیر معاویہ کے حکم
کی پیرو تھی۔ چونکہ شیعیان علی کے قتل کا حکم عام تھا اور اکثر شیعہ قتل بھی ہوئے
لہذا شیعون نے بخوف جان و نقصان مال و بربادی خاندان تقیہ کیا اور تقیہ
امیر معاویہ کی بیعت کی مگر دلسے وہ حضرت علی اور اولاد علی کے دوست اور فرمانبردار
بنے رہے۔ اہل سنت جو زیادہ تر شیعونکے مسئلہ تقیہ سے بیزار ہین اور اعتراض
کرتے ہین اور بکمال غیض و غضب اس مسئلہ تقیہ پر ظاہر کرتے ہین اوسکا اصلی باعث
یہی ہے کہ عہد خلافت امیر معاویہ مین جسقدر اصحاب اور مسلمان تھے وہ سب
شریک معاویہ ہوکر حضرت علی اور اولاد علی کی دشمنی ظاہر کرنے لگے تھے اور

Presented by Ziaraat.Com

تبرا و لعن کرتے تھے حضرت علی و اولاد علی پر اور اس دشمنی کے سبب سے کہ سب صحابہ و مسلمان ناصبی ہو گئے اور اٹھاون برس کامل زمانہ خلافت عمر ابن عبد العزیز تک سب کے سب صحابہ و تابعین و کل مسلمان دشمنی حضرت علی کا اظہار کرتے رہے اور تبرا و لعن حضرت علی و اولاد علی پر کیا کرتے تھے۔ جب وقت آزادی آیا شیعہ ان لوگوں کو دشمنی حضرت علی و اولاد علی کا الزام دینے لگے چونکہ اس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا تھا اسلیئے اس الزام کا جواب بجز اسکے اور کچھ نہ بن پڑا تھا کہ تم بھی تو اس دشمنی میں شریک تھے اور تبرا و لعن کرتے تھے اسکے جواب میں شیعہ کہتے تھے کہ ہمنے مجبوری بغرض حفاظت جان و مال و خاندان تقیہ کیا تھا اور بہ تقیہ سکوت اختیار کر لیا تھا اور دشمنان حضرت علیؑ جو کچھ برا کہتے تھے اوسکو بمجبوری سن لیا کرتے تھے کیونکہ قوت انتقام نہ تھی مگر اپنی زبان سے کچھ نہ کہتے تھے۔ اور اقتضائے عقل یہی ہے اور صبر و رضا کے یہی معنی ہیں کہ دشمنوں کے لعن طعن سنکر صبر و سکوت کرے اور حوالہ بخدا کردے اسیکا نام مظلومی ہے چنانچہ جناب سید الساجدین کا واقعہ شاہد حال ہے دیکھو لواقح الانوار امام عبد الوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۳۴ - فی ترجمہ زین العابدین -

فَلَمَّا دَخَلَ الزُّهْرِيُّ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ لَهُ لَيْسَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ حَيْثُ يَظُنُّ مِنْ جِهَتِ الْخِلَافَةِ اِنَّمَا هُوَ مَشْغُولٌ بِنَفْسِهِ وَبِعِبَادَةِ رَبِّهِ فَقَالَ نَعَمْ وَخَرَجَ يَوْمًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَبَّهُ وَبَالَغَ فِي سَبِّهِ فَبَادَرَتْ اِلَيْهِ الْعَبِيْدُ وَالْمَوَالِي فَكَفَّهُمْ عَنْهُ وَقَالَ مَهْلًا عَلَى الرَّجُلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا سُتِرَ عَنْكَ مِنْ اَمْرِنَا اَكْثَرُ اَلَكَ حَاجَةٌ نُعِيْنُكَ عَلَيْهَا فَاسْتَحْيَى الرَّجُلُ

زہری تابعی نے عبد الملک خلیفہ مروانی سے کہا کہ حضرت زین العابدین کو خلافت کا دعوی نہیں ہے بلکہ وہ تارک دنیا و مرجع الفقر و قناع ہیں - ایکروز آپ مسجد سے

Presented by Ziaraat.Com

محلے کی ایک مرد نے آپ پر لعنت کی آپ نے فرمایا مبارک باد آیا کچھ تیری حاجت ہو کہ ہین اوسے برلاؤن وہ شرمندہ اور خفیف ہوا اسیکا نام تسلیم و رضا و صبر و شکر ہے اور اسکی پیروی شیعہ کرتے تھے کہ سنکر صبر و سکوت کرتے تھے اور وقت موقع ظاہر کرتے تھے کہ ہم حالت تقیہ مین سب کچھ سُن لیتے تھے اور صبر کرتے تھے مگر دل سے ہم حضرت علی اور اولاد علیؑ کے دوست اور مطیع اور فرمانبردار رہے اور اونکو اپنا پیشوا اور امام جانتے رہے اس جواب کو سنکر ناصبی یعنی مخالفان شیعہ شرمندہ ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ شیعون کا فرقہ بڑا دغا باز ہے کہ تقیہ کے آڑ مین کسی الزام کو اپنے اوپر عاید نہین ہونے دیتے اور دشمنی حضرت علی اور اولاد علیؑ کا الزام ہمارے ذمہ عاید کرتے ہین اور اس فعل دشمنی علیؑ و اولاد علی سے اکثر لوگ شرمندہ ہوتے تھے مگر چونکہ اونکے باپ دادا اور پیشوا ای دشمنی علی اور اولاد علیؑ مین فوت ہو چکے تھے اور اس الزام سے اصحاب اور تابعین وغیرہ کوئی محفوظ نہ تھا بدیوجہ دوسری صدی ہجری مین نام ناصبی تبدیل کرکے سنت الجماعت نام رکھ لیا جسکی تصریح تنقیح نمبر پنجم مین کی گئی ہے - یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ اہل سنت تقیہ کے منکر ہین اگر اہل سنت مین بھی تقیہ جائز ہوتا تو دشمنان حضرت علیؑ کی تعداد صحیح اسم وار ظاہر ہونے پاتی - انکار تقیہ نے نام بنام دشمنان حضرت علیؑ کا نام تبلا دیا اور وہ سب اہل سنت کے پیشوا اور امام ہین اس الزامات سخت سے بریت حاصل کرنے کو اور شیعون کے اعتراضات سے بچنے کیواسطے طرح طرح کی تدبیرین علماء اہل سنت نے کین مگر اصلی حال کب پوشیدہ رہ سکتا ہے بعض عالمون نے اسی بنا پر رائے دی کہ ذکر واقعات قتل حسینؑ حرام ہے بعض نے رائے دی کہ مجالس فضائل و مصائب کا منعقد کرنا بدعت سیئہ ہے بعضون نے ظاہر کیا کہ خلافت و امامت معاویہ و یزید کی برحق ہے اور بعضون نے کہا کہ

Presented by Ziaraat.Com

وہ خلیفہ اور امام نہین بلکہ سلطان ہین یہ اختلاف اہل سنت مین اوس اضطراب
کے باعث پیدا ہوا کہ جو اونکے باپ دادون اور پیشواونکے ذمہ دشمنی حضرت علی
و اولاد علی کا پورا پورا ثبوت ہو گیا تھا اسی اضطراب کی حالت مین امام شافعی
ولا حضرت علی اور فضائل حضرت علی کا اقرار کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ولاء
علی کا نام رفض ہے تو مین بھی رافضی ہون - کیونکہ اوس زمانہ مین جب شیعہ
اہل سنت کو ناصبی یعنی دشمنان حضرت علی کے نام سے منسوب کرتے تھے تو اسکے جواب
مین سنی شیعونکو رافضی کہتے تھے - اور رافضی اوسکو کہتے ہین جو اپنے امام کو چھوڑدے
اہل سنت کا مطلب اس رافضی کہنے سے یہ تھا کہ تمنے امیر معاویہ کی اور خلفاء ثلثہ
کی بہ تقیہ بیعت کی تھی اور اصل مین تم اونکی امامت اور خلافت کے قبول کرنیوالے
نہین ہو اسلیئے تم رافضی ہو کہ جس امام کو کل مسلمانون نے اور اصحاب رسول نے
قبول کیا تمنے اونکو چھوڑ دیا پس لفظ رافضی سے تو مطلب اہل سنت کا یہ ہے -
مگر اصل مین رافضی نام اوس فرقہ کا ہے - جو زید شہید کے ساتھ تھا اور جسنے
زید شہید کی رفاقت کو ترک کرکے زید کو شہید کرا دیا اسکی تصریح اہل سنت کی
کل کتابونمین درج ہے جو لوگ دیگر کتب کے دیکھنے سے عاجز ہین وہ غیاث اللغات
مین اس لفظ رافضی کی تصریح دیکھ لین کیونکہ اوسمین وجہ تسمیہ لفظ رافضی کی
درج ہے باوجود اس اضطراب اور پریشانی کے کہ اہل سنت نہایت مضطرب
اور پریشان تھے الزام دشمنی حضرت علی سے جو اونکے باپ دادون اور پیشواونکے
ذمہ عاید ہوتا تھا - تاہم دولت دنیا نے اونکو ترک مذہب اہل سنت یعنی فرقہ
ناصبی سے جدا ہونے پر امادہ نہ کیا کیونکہ حکومت اسلام کی قبضہ بنی امیہ و بنی عباس
مین تھی - مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے جو اظہار الہدی کے صفحہ ۱۳۴ مین لکھا ہے
کہ لعنت بدترین نشان غضب الٰہی کا ہے جو شخص لعنت کرتا ہے وہ اوسی پر لوٹکر

Presented by Ziaraat.Com

آلی سبب اسی واسطے اہل سنت کسی کافر پر بھی لعنت نہین کرتے - اس تقریر کی بنا پر یہ
اعتراض استفسار ہے کہ امیر معاویہ نے اور جن لوگون نے رجاع کیا خلافت امیر
معاویہ پہان سب نے ملکر بعد اٹھاون برس تک حضرت علی اور اولاد علی پر
سنت کی وہ لعنت اونھین لوگونپر لوٹ کر گئی یا نہین - لیکن مولویصاحب ممدوح
کی تحریر کی صداقت خاص اس مقام پر مجھکو بھی کرنی پڑی کہ وہ لعنت ضرور اون
لوگون پر لوٹی اور کیسی لوٹی کہ تمامی شیعہ کہ جنکا شمار کروڑون ہے اون لوگون پر
کہ جنھون نے حضرت علی اور اولاد علیؑ کے ساتھ دشمنی کی اور اونپر لعنت کی آجتک
برابر لعنت کر رہے ہین بارہ سو برس تو لعنت کرتے کرتے گذر گئے اور غالباً یہ
لعنت تا بہ قیامت ہوتی رہیگی - پس باہم شیعہ و سنیونکے دلی عداوت اور کینہ
اور بغض ۴۱ھ ہجری زمانہ خلافت امیر معاویہ سے ظاہر ہونے لگا اور رفتہ رفتہ
بڑھتا چلا گیا اور آجتک قایم ہے - اہل سنت جو فضائل آل رسول اور مصایب
آل رسول کو منع کرتے ہین اور بدعت سیئہ کہتے ہین اور خود بھی نہین کرتے یہ
نتیجہ ہے تعلیم اور پیروی امیر معاویہ کا امیر معاویہ نے بھی جبراً لوگون کو منع کیا تھا
کہ جو کوئی فضائل حضرت علی بیان کرے اوسکو قتل کرو - اسی حکم کی تعمیل آجتک
اہل سنت کرتے جاتے ہین کہ مجالس عزا و مجالس فضائل کے بند کرنے مین کوتاہی
نہین کرتے لڑنے بھڑنے قتل و غارت وغیرہ پر ہر طرح سے تیار رہتے ہین جیسا
موقع پاتے ہین ویسا کرتے ہین - اور جو رسم شیعون پر ظلم کرنے کی بوجہ موافقت و
پیروی حضرت علی معاویہ نے جاری کی تھی اوسکی پیروی آجتک اہل سنت مین ہوتی
ہے - اور اسپر بھی محبت آل رسول کا دعوی کرتے ہین -

۱- تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۲۹۴ - وَفِي حَيَاةِ الْحَيَوَانِ قَالَ ابْنُ خَلِّكَانَ
لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ كَتَبَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِذَلِكَ وَكَتَبَ إِلَيْهِ

Presented by Ziaraat.Com

معاویۃ ان اقبل المطی الی بخبر الحسن فلما بلغ معاویۃ موتہ سمع تکبیرۃ
من الخضراء فکبر اھل الشام لذلک التکبیر فقالت فاختۃ بنت
قریضۃ لمعاویۃ اقر اللہ عینک ما الذی کبرت لاجلہ فقال مات الحسن
فقالت اعلی موت ابن فاطمۃ تکبر فقال ما کبرت شماتۃ لموتہ
ولکن استراح قلبی ۔ جب امام حسن علیہ السلام بیمار ہوئے مروان نے
عرضی بھیجی نزد معاویہ بہ اطلاع بیماری امام حسن علیہ السلام اسکے جواب مین معاویہ نے
لکھا کہ جب ختم ہوجاوین یعنی فوت ہوجاوین فوراً خبر دینا جب معاویہ کو خبر وفات
ملی بہ آواز بلند تکبیر کہی اور اہل شام نے بھی تکبیرین کہین اسپر بی بی فاختہ نے کہا
کہ ایسی تکبیر کہنے کا کیا سبب ہے معاویہ نے بطور طعن کے کہا کہ بنی فاطمہ کی موت
سبب اعلاے ہے اور اس موت سے میرے قلب کو راحت ملی۔

عرب مین دستور ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مخالف پر فتح پاتا ہے تو اوس فتح کی
خوشی مین باواز بلند تکبیر کہتا ہے معاویہ نے بھی اور اہل شام نے اوسی دستور کے
مطابق باواز بلند تکبیرین کہین یہی سبب تھا بی بی فاختہ کے استفسار کا جسکا مطلب
یہ ہے کہ کونسی خوشی حاصل ہوئی کہ باواز بلند تکبیر کہنے کی ضرورت ہوئی معاویہ
نے جواب دیا کہ حسن ابن علی فوت ہوئے اونکی وفات سے میرے قلب کو راحت
ملی۔ اس اقرار سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو بدرجہ غایت آل رسول سے
ساتھ دشمنی تھی اگر دشمنان آل رسول ہی کا لقب رضی اللہ عنہ ہے تو ہر شقی
رضی اللہ عنہ اگر کہا جاوے تو کیا عجب ہے پھر یزید کو اور قاتلان حسین کو
اہل سنت رضی اللہ عنہ کے لقب سے کیون محروم کرتے ہین ۔

(۷) تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۹۲ ذکر تسلیم الحسن الامر الی معاویۃ
قال الحسن ان لا یسب علیاً فلم یجبہ الی الکف عن سب علی ۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسن علیہ السلام نے وقت ترک خلافت معاویہ سے کہا کہ تو لعن کرنا حضرت علی
پر موقوف کر معاویہ نے اس شرط کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ مین لعنت کرنا علی
پر ترک نکرونگا۔

اس واقعہ سے ثابت ہے کہ معاویہ کو کسدرجہ بغض شدید تھا حضرت علی علیہ السلام کے
ساتھ کہ ترک لعنت کو قبول نکیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو بہ
مجبوری صلح کرنی پڑی اگر صلح نکرتے تو دین اسلام باہمی جنگ و جدال مین
ختم ہوجاتا ورنہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ امام حسن علیہ السلام اپنے اور
اپنے باپ اور اپنے بھائی کے دشمن جانی سے صلح کرتے۔ مگر آتش فتنہ وفساد
کے ٹھنڈا کرنے کو صلح کی تھی تاکہ دین اسلام برباد نہو اور یہ حجت تا بہ قیامت
قایم رہے کہ باوجود دست برداری پھر بھی ظالمونکے دل سے دشمنی کم نہوئی
اور نوبت شہادت امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام پہونچی اور اسیطرح
دیگر امام زہر سے شہید کیئے گئے۔

(۱۱) تاریخ ابن خلکان فی ترجمہ ابو عبد الرحمن نسائی۔ وَاُخرِجَ اِلیٰ دِمَشق فَسُئِلَ
عَن مُعَاوِیَۃَ وَمَا رُوِیَ مِن فَضَائِلِہٖ فَقَالَ اَمَا یَرضیٰ اَن یَخرُجَ مُعَاوِیَۃُ رَاسًا
بِرَاسٍ حَتّٰی یُفَضَّلَ وَفِی رِوَایَۃٍ اُخریٰ مَا اَعرِفُ لَہٗ فَضِیلَۃً اِلَّا لَا اَشبَعَ اللّٰہُ
بَطنَکَ وَکَانَ یَتَشَیَّعُ ثُمَّ مَا زَالُوا یَدفَعُونَ فِی خُصیَتَیہِ حَتّٰی اَخرَجُوہُ
مِنَ المَسجِدِ۔ امام نسائی کو شامیون نے بوجہ اظہار فضائل
حضرت علی علیہ السلام مار ڈالا۔ اور امام نسائی نے کہا کہ معاویہ اگر آتش نار سے نجات
پاوے تو غنیمت جانو اور اوسکے حق مین فضیلت کیا ہوگی۔

امام نسائی اصحاب ستہ مین سے ہین اور اہل سنت انکو افضل العلماء کہتے ہین امام
نسائی کو معاویہ کی نجات کا بھی یقین نہ تھا اور کہتے تھے کہ معاویہ مین کوئی فضیلت

Presented by Ziaraat.Com

ہستی۔ انکے بھی خلاف مولوی محمد جہانگیر خان صاحب معاویہ کی فضیلت کے قائل ہین اور اونکو رضی اللہ عنہ کہتے ہین۔ دوسرے رسولخدا صلعم فرماتے ہین کہ جسنے دشمنی کی علی سے وہ میرا دشمن ہے اور میرا دشمن دشمن خدا ہے۔ اور علی پر جو لعنت کرے وہ علی کا دشمن ہے۔ پس حضرت علی اور اولاد حضرت علی پر لعنت کرنا معاویہ کا اور کل مسلمانونکو حکم لعنت دینا ثابت ہے پس دشمن خدا کو رضی اللہ عنہ کہنا اور نیک اعتقاد اونکے ساتھ رکھنا اونھین لوگونکا کام ہے جو بظاہر اقرار اسلام کرین اور دلسے توحید اور نبوت کے منکر ہون۔ تیسرے شامیونکا بغض محتاج ثبوت نہیں کہ امام نسائی کو فضائل حضرت علی بیان کرنے پر قتل کیا جسکے خوف سے سب لوگ ساکت تھے اور شیعونکو تقیہ کرنا پڑا تھا اور جو لوگ تقیہ کو برا کہتے ہین وہ بطیب خاطر شامیونکے شریک ہو گئے تھے اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی پر لعنت کیا کرتے تھے اور اس رسم نے یہانتک استحکام پایا کہ اب تک اہل سنت شیعون سے معترض ہوتے ہین جب وہ مجالس مین فضائل حضرت علی بیان کرتے ہین اور بمقابلہ فضائل حضرت علیؑ کے اہل سنت فضائل شیخ عبد القادر جیلانی بیان کرتے ہین اور مصائب آل رسول بیان کرکے جو شیعہ گریہ وزاری کرتے ہین اوسکے جواب مین اہل سنت مجالس رقص وسرود برپا کرکے حال وقال مین مصروف ہوتے ہین۔ اور جسطرح شیعہ مجالس عزا کو داخل عبادت کہتے ہین اوسکے مقابلہ مین اہل سنت مجلس حال وقال کو کہ جسمین رقص وسرود ہوتا ہے داخل عبادت بتلاتے ہین۔

۱۳۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۸۔ وَاَخرَجَ السَّلَفِی فِی الطُّیُورِیَّاتِ عَن عَبدِاللّٰہِ بنِ اَحمَدَ بنِ حَنبَلٍ قَالَ سَئَلتُ اَبِی عَن عَلِیٍّ وَمُعَاوِیَۃَ فَقَالَ اِعلَم اَنَّ عَلِیًّا کَانَ کَثِیرَ الاَعدَاءِ فَفَتَّشَ لَہٗ اَعدَاءُہٗ عَیبًا فَلَم یَجِدُوا فَجَاءُوا اِلٰی رَجُلٍ قَد حَارَبَہٗ وَقَاتَلَہٗ فَاَطرُوہُ کَیَادًا مِنہُم۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علی علیہ السلام کے دشمن کثرت سے تھے اور دشمنوں نے چاہا کہ کوئی عیب تلاش کر کے لگا دین مگر کچھ نہ پایا اس عداوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ صفین مین براہ مکر دغابازی خونریزی کی نوبت پہونچی۔

تاریخ الخلفاء کی معتبری کو تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بھی تسلیم کر چکے ہین۔ پس واقعہ مندرجہ تاریخ مذکورسے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن بکثرت تھے اور تلاشی تھے کسی عیب کے کہ اونپر لگایا جاوے جب کچھ نہ پایا تو حضرت عمر نے یہی ایک عیب لگا دیا کہ حضرت علی مین خوش طبعی اور حرص خلافت زیادہ ہے اسلئے وہ قابل خلافت نہین ہین جیسا کہ تنقیح نمبر پنجم مین ظاہر کیا گیا ہے پس یہ امر محتاج ثبوت نرہا کہ حضرت علی علیہ السلام بوجہ کثرت دشمنان خلافت سے محروم کیئے گئے۔ اور حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے اور انجام اوسکا براہ دغابازی مکر جنگ صفین کی خونریزی ہوئی اور بانی اس خونریزی کئے حضرت عمر ہوئے نہ حضرت علی علیہ السلام کو خلافت سے بوجہ دشمنی محروم کرتے نہ نوبت جنگ صفین ومعرکہ کربلا کی پہونچتی نہ ایک مذہب اسلام کے مختلف مذہب قایم ہوتے۔ پس یہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ نہین تھی بلکہ دین اسلام کے ساتھ تھی۔ اسیواسطے بار بار رسول خداصلعم نے فرمایا تھا کہ علی کا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن دشمن خدا ہے اور جسنے جنگ کی علی سے اوسنے جنگ کی مجھ سے اور جسنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور جسنے لعنت کی علی پر اوسنے مجھ پر لعنت کی اور میرا لعنت کرنیوالا کافر ہے۔ ان احادیث کی نقل دیگر تنقیحات مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے کی گئی ہے۔ پس بار بار اس تاکید سے آنحضرت کی غرض یہ تھی کہ دین اسلام مین اختلاف نہ پڑنے پاوے اگر خاندان نبوت مین خلافت رہیگی تو دین مین اختلاف نہ پڑنے پاویگا۔ مگر افسوس ہے کہ امت نے حکم

Presented by Ziaraat.Com

خدا و حکم رسولخدا کی نافرمانی کی اور اسلام کی قوت اور شوکت کو طمع دنیا مین پڑکر برباد کردیا جسکے سبب سے ایک مذہب مختلف فرقون مین تقسیم ہوگیا۔ مین سخت متعجب ہون کہ اہل سنت کے معتبرین علماء لکھ رہے ہین کہ وفات رسولخدا کے بعد اہلبیت رسولخدا صلعم کے مخالف اصحاب نے اتفاق کرلیا تھا کہ حکومت خاندان رسالت سے علیحدہ کرلیجاوے اور حضرت علی مرتضی تک خلافت نہ پہونچنے پاوے اور خاندان رسالت سے حکومت نکالنے اور حضرت علی مرتضی کو خلافت سے محروم کرنے کی غرض سے اہلبیت رسول کو سخت ایذا پہونچائی گئی اسپر بھی اہل سنت اہلبیت رسول کے ایذا رسانون کو مومن اور پیشوائے دین بتاتے ہین اور اسپر آمادہ بجنگ وجدال ہوتے ہین اور انہین کو مسلمان کہتے ہین اور خوف قیامت سے بالکل نہین ڈرتے اور اس بات کا خیال نہین کرتے کہ خاندان رسالت سے جو براہ دشمنی حکومت نکالی گئی اوسیکا انجام اختلاف مذہبی ہے مگر اسپر بالکل خیال نہین کرتے چنانچہ میرے اس بیان کی تائید مین مسعودی کی مروج الذہب مین روایت مندرجہ ذیل قابل غور ہے۔

مروج الذہب مسعودی صفحہ ۱۶۶ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم - وَقَالَ الْمِقْدَادُ فَقَالَ مَا رَاَیْتُ مِثْلَ مَا اُوْذِیَ بِہٖ اَہْلُ ہٰذَا الْبَیْتِ بَعْدَ نَبِیِّہِمْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَمَا اَنْتَ وَ ذَالِکَ یَا مِقْدَادُ فَقَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّہُمْ بِحُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَّ الْحَقَّ مَعَہُمْ وَفِیْہِمْ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَعْجَبُ مِنْ قُرَیْشٍ وَاَنْتَ تَطَوُّلُہُمْ عَلَی النَّاسِ اَہْلِ ہٰذَا الْبَیْتِ قَدِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی نَزْعِ سُلْطَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَعْدَہٗ مِنْ اَیْدِیْہِمْ اَمَا وَاَیْمُ اللّٰہِ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَوْ اَجِدُ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْصَارًا لَقَاتَلْتُہُمْ کَقِتَالِیْ اِیَّاہُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ترجمہ - اور کھڑے ہوئے حضرت مقداد اور فرمانے لگے کہ وفات رسول اللہ صلعم کے بعد جیسی ایذا انکے اہلبیت کو دی گئی اونکے مانند کوئی بشر مبتلائے ایذا

نہین ہوا پس کہا عبدالرحمن بن عوف نے حضرت مقداد سے کہ تمکو ان امور مین کیا دخل ہے - جواب دیا حضرت مقداد نے کہ قسم ہے خدا کی ہم اہلبیت رسول کو بوجہ محبت رسولخدا صلعم دوست رکھتے ہین یہ لوگ حق کے ساتھ ہین اور حق بیچ انکے ہے اے عبدالرحمن تعجب ہے قریش سے کہ تو غلبہ سے رہا کر غیر کو خاندان رسالت پر اور تملوگون نے اتفاق کرلیا ہے اس بات پر کہ وفات رسول اللہ کے بعد سلطنت خاندان رسالت سے نکال لو - اے عبدالرحمن قسم ہے خدا کی کہ اگر مجھکو انصار و معین ملتے تو مین قریش سے اوسیطرح جدال و قتال کرتا جیسا کہ رسول خدا کے ہمراہ بدر جدال و قتال قریش کے ساتھ کیا تھا -

اس مقام پر حجت الاسلام امام غزالی کی روایت بھی قابل غور ہے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حجتہ اللہ البالغہ مین نقل کیا ہے -

(۳) حجتہ اللہ البالغہ صفحہ ۱۵۸ - مَا ذَکَرَہُ الغزالیُ اَنّہٗ لَمَّا انقرضَ عَہدُ الخُلفاءِ الرَّاشِدِیْنَ المَہدِیّیْنَ اَفضَتِ الخِلَافَۃُ اِلٰی قَومٍ تَوَلَّوْھَا بِغَیرِ اسْتِحْقَاقٍ وَلَا اسْتِقلَالٍ بِعِلْمِ الفَتَاوٰی وَالاَحکَامِ فَاضْطُرُّوْا اِلَی الاسْتِعَانَۃِ بِالفُقَھَاءِ وَ اِلَی اسْتِصْحَابِھِمْ فِی جَمِیْعِ اَحْوَالِھِمْ وَقَدْ کَانَ بَقِیَ مِنَ العُلَمَاءِ مَنْ ھُوَ مُسْتَمِرٌّ عَلَی الطِّرَازِ الاَوَّلِ وَمُلَازِمٌ صَفْوَ الدِّیْنِ فَکَانُوْا اِذَا طُلِبُوْا ھَرَبُوْا وَ اَعْرَضُوْا فَرَاٰی اَھْلُ تِلْکَ الاَعْصَارِ عِزَّ العُلَمَاءِ وَ اِقْبَالَ الاَئِمَّۃِ عَلَیْھِمْ مَعَ اِعْرَاضِھِمْ فَاشْرَاَبُّوْا بِطَلَبِ العِلْمِ تَوَصُّلًا اِلٰی نَیْلِ العِزِّ وَ دَرْکِ الجَاہِ فَاَصْبَحَ الفُقَھَاءُ بَعْدَ اَنْ کَانُوْا مَطْلُوْبِیْنَ طَالِبِیْنَ وَ بَعْدَ اَنْ کَانُوْا اَعِزَّۃً بِالاِعْرَاضِ عَنِ السَّلَاطِیْنِ اَذِلَّۃً بِالاِقْبَالِ عَلَیْھِمْ

حجت الاسلام امام غزالی سے حجت البالغہ مین روایت ہے کہ جب زمانہ خلفاء راشدین کا ختم ہوگیا اور خلافت آگئی اوس قوم مین کہ جنکو کچھ استحقاق نہ تھا اور علم

Presented by Ziaraat.Com

احکام وا فتاد کا اونکو حاصل نہ تھا پس وہ خلفار مضطرب ہوکر طالب عانت فقہاء کے ہوئے اور باقی سا علم علماء مین مثل طور وطریق صحابہ کے عمل حدیث پر بدون قیاس کے اور اس زمانہ کے علمار نے دیکھا کہ عزت و دولت خلفا کی رضامندی پر ہے پس واسطے خوشنودی خلفاء غیر مستحقین کے مسائل مین قیاس داخل کر دیا تاکہ بحث اور تقریر کو گنجایش ملے۔

یہ شہادت ایک بہت بڑے عالم مذہب اہل سنت امام غزالی کی ہے کہ جو مذہب اہل سنت مین حجت الاسلام ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علمار نے واسطے حصول عزت و دولت خلفار کے رضامند کرنے کو مسائل مین قیاس داخل کر کے تقریرین کرنا شروع کین اور غیر مستحقین کو واسطے خوشنودی خلفار وقت کے مستحق ثابت کرنا شروع کر دیا۔ انھین عالمون نے بذریعہ قیاسات فرقہ ناصبی و معتزلہ و ماتریدی کو تبدیل نام کر کے سنت الجماعت نام رکھا اور قیاسات کے ذریعہ سے اسقدر اسلام مین تغیر پیدا کر دیا کہ عوام الناس حق و باطل مین تمیز نہین کر سکتے گمراہی مین پڑے ہوئے ہین اور انھین قیاسات نے اختلاف مذہبی کو ترقی دی اور جب لوگون کو اپنے عالمونکی تقریرون مین بذریعہ قیاس بحث کی گنجایش ملی تب ہر شخص کو حوصلہ پیدا ہوگیا کہ جو دل مین آتا ہے قرآن اور حدیث کے معنی پیدا کر کے جاہلون کو گمراہ کرتا ہے انھین خوشامد کرنیوالے عالمون کے قیاسات نے دوازدہ امام کو معطل کر دیا تھا اور خلقت کو اونکی جانب رجوع نہ ہونے دیا تھا اور خود امام بنے اور امام بنکر عزت اور دولت حاصل کی اور اس عزت اور دولت نے ہر شخص کو دعوےٰ امامت و ولایت بنا دیا۔ چنانچہ فرقہ اہل سنت مین جو ہر قوم کے لوگ بکثرت امام بن گئے ہین اور مذہب حنفی و شافعی و حنبلی و مالکی جاری ہوگئے ہین اور پیری اور مریدی کے گھر گھر چرچے پھیل گئے رقص و سرود کی محفلین بے تکلف جاری

ہوگئیں یہ سارا نتیجہ انہیں قیاسات کا ہے جو حضرت علیؑ اور اولاد حضرت علیؑ کے حقوق کو ثابت نہیں ہونے دیتا اور غیر مستحقین کے خلافت کا عوام کو معتقد اور پیرو بنائے ہوئے ہے۔

جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی اپنے افضلین بزرگوں کی تقلید میں قیاس کام لیا ہے انوار الہدیٰ میں جو ثبوت خلافت بلا فصل کے دلائل قرآن اور حدیث سے لکھے گئے ہیں اون ثبوتوں کی تردید میں تو کوئی تاویل بھی نہ کر سکے مگر حسب استعداد خود قیاس کو دست دیگر قیاسی دلائل پر بلا کسی ثبوت معتبر کے مذہب سنت کے حق ہونیکا دعویٰ کر دیا ہے اور شیعوں کو گالیاں شادی ہیں۔

۱۵۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۵۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَدْ اَخْرَجَهُ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْكَنْجِيُّ الشَّافِعِيُّ مُحَدِّثُ الشَّامِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَخْرَجَهُ الْحَافِظُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُمَرَ الْاَسْلَمِيِّ وَاَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ وَاَخْرَجَهُ الْخَطِيْبُ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جو شخص لعنت کرے علی پر اوسنے لعنت کی مجھ پر۔

۱۶۔ ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۶۔ عَنْ عَلِيٍّ فَقَالَ لَقَدْ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ اَنَّهٗ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ —

فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی دوست تمہارا مومن ہے اور دشمن تمہارا منافق ہے

۱۷۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۷۱ وَاَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ اٰذٰى عَلِيًّا فَقَدْ اٰذَانِيْ وَاَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور جسنے محبت کی علی سے اوسنے محبت کی مجھ سے اور محبت کی خدا سے اور جسنے دشمنی کی علی سے اوسنے دشمنی کی مجھ سے اور دشمنی کی خدا سے۔

۱۸۔ قولہ تعالےٰ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اَخْرَجَ الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّیْنِ الزَّرَنْدِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صلعم لِعَلِیٍّ هُوَ اَنْتَ وَشِیْعَتُكَ رَاضِیْنَ مَرْضِیِّیْنَ وَیَاْتِیْ عَدُوُّكَ غِضَابًا مُقْمَحِیْنَ فَقَالَ مَنْ عَدُوِّیْ قَالَ مَنْ تَبَرَّاَ مِنْكَ وَلَعَنَكَ حافظ جمال الدین آیہ مذکورہ کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جب نازل ہوئی یہہ آیت فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی اس آیہ سے مراد تم اور تمھارے شیعہ ہین بروز قیامت شیعہ تمھارے سرور آوینگے اور دشمن تمھارے غصہ ور رو داکی ہین آوینگے۔ اور دشمن تمھارے وہ ہین جو تمسے تبرا کرتے ہین اور تمپر لعنت کرتے ہین۔

۱۹۔ ملل ونحل شہرستانی صفحہ ۹۰۔ فمن اَنَّ الْاِمَامَةَ تَثْبُتُ بِالْاِتِّفَاقِ وَالْاِخْتِیَارِ قَالَ بِاِمَامَةِ كُلِّ مَنِ اتَّفَقَتْ عَلَیْهَا الْاُمَّةُ اَوْ جَمَاعَةٌ مُعْتَبَرَةٌ مِنَ الْاُمَّةِ اِمَّا مُطْلَقًا وَاِمَّا بِشَرْطِ اَنْ یَكُوْنَ قُرَشِیًّا عَلٰی مَذْهَبِ قَوْمٍ فَقَالَ بِاِمَامَةِ مُعَاوِیَةَ وَاَوْلَادِهٖ وَبَعْدَهُمْ بِخِلَافَةِ مَرْوَانَ وَاَوْلَادِهٖ امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی کتاب ملل ونحل مین لکھتے ہین کہ امام مقرر ہوتاہے اتفاق اور اختیار سے اور ہر شخص کی امامت قبول کی گئی ہے اجماع امت کے سبب سے اسلئے امامت معاویہ و یزید پسر معاویہ اور اونکے بعد امامت مروان و اولاد مروان بھی واجب التسلیم ہے۔

۲۰۔ دیوان حضرت علی علیہ السلام صفحہ ۱۴۹۔ اَصْبِرْ یَكُنْ فَلَا اَمْرِیْ مُعَاوِیَةُ

Presented by Ziaraat.Com

الاخر العین العظیم الحاویة؛ هُمْ یعرف النار الحاویة وجاء هو هُوَ فیها كلابُ معاو
ان اشعار میں حضرت علی علیہ السلام نے امیر معاویہ کو ناری و سگ کہا ہے۔

۲- شرح ابن الحدید معتزلی جلد دوم صفحہ ۲۲۴ - وَمِنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَطْلُعُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِىْ يُحْشَرُ عَلٰى غَيْرِ مِلَّتِىْ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ وَمِنْهَا الْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ الْمَرْفُوْعُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ مُعَاوِيَةَ فِىْ تَابُوْتٍ مِنْ نَارٍ فِىْ دَرْكٍ مِنْ جَهَنَّمَ يُنَادِىْ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ فَيُقَالُ لَهٗ آلْاٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ هٰكَذَا ذَكَرَ الطَّبَرِىْ

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ معاویہ کی موت غیر شریعت پر ہوگی یعنی مسلمان فوت نہوگا۔ اور یہ حدیث مشہور اور مرفوع ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ معاویہ ایک صندوق آتشی میں طبقہ جہنم میں ہوگا اور چلاویگا یا حنان یا منان پس ملائکہ جواب دینگے کہ اب خدا کو پکارتا ہے تو نے خدا کی نافرمانی کی اور تو مفسدین میں سے تھا اور اسی سزا کے لائق ہے۔ اور اسیطرح پر ذکر کیا ہے طبرانی نے۔

۳- سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۷۵ - وَفِىْ هٰذِهِ السَّنَةِ قُتِلَ حُجْرُ بْنُ عَدِىٍّ الْكِنْدِىُّ وَخَمْسَةٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِاَمْرِ مُعَاوِيَةَ كَانُوْا رُفَقَاءَ لِعَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ

سالہ ہجری میں حجر ابن عدی اور پانچ کس اصحاب رسول اللہ صلعم بجرم رفاقت علی بحکم معاویہ قتل ہوئے۔

ہاں جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ذرا توجہ فرمائی کہ آپ کے اور آپ کے ہم مذہبوں اور آپکے پیشوا و خلیفہ برحق حضرت معاویہ کے نزدیک دشمنی حضرت علی و دشمنی اولاد علیؑ تو باعث ثواب ہی۔ اگر ثواب نہوتا تو حضرت علی و اولاد علی پر اٹھاون برس تک لعنت نہوتی۔ اصحاب رسول اللہ رفاقت حضرت علی میں قتل نہ کیے جاتے ابن ملجم کی تلوار سے حضرت علی شہید نہوتے امام حسن علیہ السلام کو زہر نہ دیا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام مثل گوسفندان قربانی ذبح نہ کیے جاتے گوسفندان قربانی
کو تو وقت ذبح دانہ و پانی بھی دیدیتے ہین مگر حسین تو تین دن کے بھوکے
اور پیاسے ذبح کیلئے گئے حسین ہی کے ذبح پر اکتفا نہین کیا گیا۔ بلکہ شش ماہہ
بچہ علی اصغر بھی نشانہ تیر بنایا گیا۔ یہہ انتہاے دشمنی ہے۔ بھلا یہہ دشمنی تو آپ نے
اور آپ کے پیشوایان دین نے داخل خطاء اجتہادی فرمائی جس خطاء اجتہادی کا
مطلب آجتک کوئی ذی فہم نہ سمجھا نہ آپ کے کسی پیشوا نے اس خطاے اجتہادی
کی آجتک توضیح کی نہ آپنے کوئی توضیح فرمائی ہین اس خطاء اجتہادی کی توضیح کا بڑا
مشتاق ہون آپ کے اور آپ کے مذہبی عالمون کی خدمت مین گذارش کرتا ہون
کہ ذرا اس خطاء اجتہادی کی توضیح تو کر دیجیے کہ خطاء اجتہادی کسکو کہتے ہین اور امیر
معاویہ مجتہد کیونکر بنے اور مجتہد اور خلیفہ و امام مین کیا فرق ہے اور ہر ایک کا
جداگانہ منصب اور کام کیا ہے۔ اور شخص واحد مین یہہ تینون اوصاف کیونکر
جمع ہوتے ہین کہ زمانہ واحد مین وہ مجتہد بھی سمجھا جاوے اور امام بھی مانا
جاوے اور خلیفہ بھی قرار پاوے۔ لیکن آپ اصحاب رسول اللہ کو بالتخصیص
عامتًا قابل درود قرار دیتے ہین تو یہہ پانچ صحابہ جو بجرم رفاقت حضرت علی بحکم
معاویہ قتل ہوئے جسکا ذکر سیرۃ المحمدیہ سے نقل کیا گیا انکے قتل کا بھی کوئی مواخذہ
امیر معاویہ سے ہوگا یا نہین اگر امیر معاویہ ان اصحاب کے خون سے بھی آپ کے اور
آپ کے ہم مذہبون کے نزدیک قابل رحمت اور لائق درود ہین تو شیعہ جن صحابہ
پر تبرا کرتے ہین تو آپ کے مذہبی اصول کے مطابق تو شیعہ بھی قابل رحمت ہین۔
کیونکہ جب قتل اصحاب قابل رحمت قرار پایا تو وہ اصحاب جو بُرا کہنے کے لائق ہین انکا
بُرا کہنا تو بدرجہ اولی قابل رحمت قرار پاویگا دوسرے یہ بات تبلا دیجیے کہ بحکم
خلف حضرت عمر خلیفہ دوم بھمراہی امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام سے بعوض خون

خلاف لڑے اور بحکم حضرت علی علیہ السلام قتل ہوے تو [illegible] کا شمار ناجیون مین ہوگا یا ناریون مین اور جو لوگ برفاقت امیر معاویہ حضرت علی و لشکر علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے وہ سب ناجی تھے یا ناری کیونکہ جناب رسالت آب صلعم کی حدیث معتبر ہے کہ جو لڑے علی سے وہ دوزخی ہے۔ مسلم جلد دوم صفحہ ۳۸۹۔ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ خَرَجْتُ وَاَنَا اُرِیْدُ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرَةَ فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَحْنَفُ قَالَ قُلْتُ اُرِیْدُ نَصْرَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَعْنِیْ عَلِیًّا قَالَ فَقَالَ لِیْ یَا اَحْنَفُ اِرْجِعْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا تَوَجَّهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ یہ حدیث صحیح مسلم سے نقل کی گئی ہے جو اہل سنت مین قران کے بعد اعلےٰ اور افضل سمجھی جاتی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ علی سے لڑنیوالا اور علی کی تلوار سے جو قتل ہو وہ دوزخی ہے اس بارہ مین مولویصاحب کیا ارشاد فرماتے ہین کہ جو اصحاب بہمراہی حضرت عائشہ جنگ جمل مین حضرت علی علیہ السلام کی تلوار سے قتل ہوے اور جو اصحاب جنگ صفین مین بہمراہی امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کی تلوار سے قتل ہوئے وہ سب ناری تھے یا ناجی اور یہی اصحاب اہل سنت کے نزدیک قابل درود سمجھے جاتے ہین یا وہ اصحاب دوسرے تھے۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۲۔ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِعَلِیٍّ اِنَّکَ تُقَاتِلُ عَلَی الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ یہ حدیث مستند و صحیح ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی تم لڑوگے موافق تنزیل قران کے۔

پس اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جو حضرت عائشہ اور معاویہ سے لڑے موافق تنزیل قران یعنی حسب فرمان الٰہی لڑے۔ اور جو شخص اپنے مخالف سے فرمان الٰہی کے موافق لڑتا ہے اوسکا مقابل مخالف خدا اور مخالف رسول سمجھا جاتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

پس حضرت عائشہ کے شریک ہوکر طلحہ و زبیر و دیگر اصحاب جو لڑے وہ کس وجہ سے خدا اور
رسول خدا کے مخالف نہ سمجھے جاوین اور حضرت معاویہ و ہمراہیان حضرت معاویہ جو
حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے وہ کونسی وجہ سے خدا اور رسول خدا کے
مخالف نہ سمجھے جاوین۔ مین مستدعی ہون کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے
دیگر ہم مذہب اسکی توضیح کو کردین تاکہ اونکے پیشوایان کا حال علانیہ ناواقفون پر
ظاہر ہوجاوے پوشیدہ نہ رہنے پاوے۔

مشکوۃ صفحہ ۵۲۶ - عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِعَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَارِبٌ لِمَنْ حَارَبَہُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَہُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو لڑے علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ سے اوس سے مین لڑنے
والا ہون اور جو صلح کرے علی و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے اس سے مین صلح کرنیوالا ہون
یہہ حدیث ترمذی سے نقل ہوئی ہے اور ترمذی بھی ایک کتاب ہے صحاح ستہ
کی جو بعد از قرآن قبول کیجاتی ہے۔ اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ارشاد فرماوین
کہ حضرت عائشہ و دیگر اصحاب رسول جو بہ ہمراہی حضرت عائشہ حضرت علی علیہ السلام
سے لڑے اور حضرت معاویہ و دیگر اصحاب و مسلمان جو بہ ہمراہی حضرت معاویہ حضرت
علی علیہ السلام سے لڑے یہہ سب لوگ اس حدیث صحیح کے مطابق رسول اللہ صلعم سے
لڑنیوالے قرار پاوینگے یا نہین اور رسول اللہ سے لڑنا کام کافر کا ہے یا مسلمان کا۔
سورہ احزاب - اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ ایذا دیتے ہین اللہ
اور اوسکے رسول کو لعنت کی ہے اللہ نے اونکو دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے
واسطے اونکے عذاب خوار کرنیوالا۔

مسند احمد بن حنبل من طریق اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ

ثم الناس من اذیٰ علیا بعث یوم القیمۃ یھودیا او نصرانیا

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص ایذا دے علی کو اوسنے ایذا دی مجھے

ایذا ایذا دہندہ میرا و علی کا مبعوث ہوگا بروز قیامت یہودی اور نصرانی۔

مشکوۃ و ترمذی و ازالۃ الخفاء و تاریخ الخلفاء ان سب معتبر کتب ہاے اہل سنت

مین یہ حدیث درج ہے۔

اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے دیگر ہم مذہب ارشاد فرماین کہ حضرت

عائشہ و دیگر اصحاب ہمراہیان حضرت عائشہ و حضرت معاویہ و دیگر اصحاب ہمراہیان

حضرت معاویہ جو حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اور اٹھاون برس کامل حضرت

علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت کرتے رہے اس سے حضرت علی علیہ السلام کو ایذا

پہونچی یا مسرت اور حضرت علی کا ایذا پہونچانیوالا رسول خدا اور خدا کا ایذا دہندہ

قرار پایا یا نہین اور یہہ لوگ حضرت علی کے ایذا دینے والے قیامت مین یہود

و نصاریٰ کے ساتھ مبعوث ہونگے یا نہین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مبعوث

ہونیوالا کافر قرار پاویگا یا نہین۔ دوسرے عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ

ابن زبیر اور سعد ابن ابی وقاص وغیرہ نے جو بیعت حضرت علیؑ سے انکار

کیا اور بیعت نہ کی ان لوگون کے بیعت نہ کرنے سے حضرت علی علیہ السلام کو

ایذا پہونچی یا مسرت۔ تیسرے جن لوگون نے حضرت علی علیہ السلام کو ایذا پہونچائی

اور رنج دیا دربارہ عدم حصول خلافت یہہ سب لوگ خدا اور رسول خدا کے

ایذا دہندہ قرار پاوینگے یا نہین اور آیت مذکورہ مین خدا اپنے اور اپنے

رسول کے ایذا دینے والون کو دنیا اور آخرت مین لعنتی قرار دیتا ہے

اور فرماتا ہے کہ یہہ لوگ عذاب سخت مین مبتلا ہونگے۔ تو کسان مذکورہ بالا

خدا اور رسول خدا کے ان احکام کے مطابق لعنتی اور ناری کیون نہ قرار

Presented by Ziaraat.Com

دیئے جاویں۔ ہیں اور بہت لوگ اسکے جواب شافی کے منتظر ہیں۔
میں نے جو واقعات اہل سنت کی معتبر کتابوں سے اس تنقیح میں لکھے ہیں انپر
نمبر شمار لکھدیا ہے جس غرض کے ظاہر و ثابت کرنیکو میں نے واقعات مذکور
کی نقل کی ہے اوسکی کیفیت نمبروار ذیل میں ظاہر کرتا ہوں۔
ا۔ واقعہ نمبر ایک سے امیر معاویہ پر ہمیشہ طمع خلافت کا غالب رہنا ثابت ہوتاہے
جس سے ظاہر ہے کہ اسی طمع سے امیر معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ
جنگ اور دشمنی کرکے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کی۔
۲۔ واقعہ نمبر ۲ و نمبر ۹ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ نے بجبر لوگوں کو منع کیا کہ جو
روایت موافق مذہب حضرت علی کے ہو اوسپر نہ کوئی عمل کرے نہ موافق مذہب
حضرت علی کے کوئی روایت کرے اور جو کوئی فضائل حضرت علیؑ و اولاد علیؑ
بیان کرے اوسکے عوض حضرت علی و اولاد علی پر تبرا و لعن کرایا جاوے اس سے ثابت ہے
کہ مذہب حضرت علی دوسرا تھا اور مذہب معاویہ دوسرا پس جو لوگ خلافت
معاویہ کے مطیع اور معتقد ہیں اور معاویہ کی فضیلت کے قائل اور اوسکو امام
برحق تسلیم کرکے رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ معاویہ کے ہم مذہب اور معتقد قرار
قرار پاوینگے نہ حضرت علی کے اور معاویہ کے مذہب کا نام ناصبی تھا یعنی دشمن
علی اسلیئے فرقہ ناصبی یہی فرقہ اہل سنت قرار پاویگا جو معاویہ کو رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں نہ کوئی دوسرا فرقہ اور مذہب حضرت علی کا وہ فرقہ پیرو سمجھا جاویگا
جو مذہب معاویہ کا مخالف ہو اور مذہب معاویہ کا مخالف فرقہ شیعہ ہے جو مذہب
حضرت علی کا معتقد اور پیرو سمجھا جاتا ہے۔
۳۔ واقعہ نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۱ سے ثابت ہے کہ امیر
معاویہ حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام پر خود بھی لعن کرتے تھے اور اونکے حکم

Presented by Ziaraat.Com

ے دنیا کے کل مسلمان باستثنا فرقہ شیعہ نماز جمعہ کے ہر خطبہ میں لعن کرتے تھے اور بعد امام حسن علیہ السلام کی مصالحت پر بھی معاویہ نے لعن کرنا نہ چھوڑا دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ جب حضرت علی اور اولاد علی پر لعن کیجاتی تھی تو عثمان کے حق میں اوسوقت دعا کیجاتی تھی پس یہ لعن بوجہ خون عثمان دشمنی کے سبب ہشتاد برس کامل جاری رہی اور اسی فرقہ کا نام ناصبی مشہور ہوا جو باطاعت معاویہ و بوجہ دشمنی خاندان نبوت حضرت علی و اولاد علی پر لعن کرتے تھے جواب از نام سنت و جماعت نامزد ہیں۔

۴۔ ان واقعات سے یہ بھی ثابت ہے کہ سنہ ۴۰ ہجری سے جب فرقہ ناصبی و معتزلہ و شیعہ کی تفریق شروع ہوئی اوسوقت باہمی عداوت کا آغاز ہوا اور سنہ ۴۱ ہجری میں اوس عداوت کی میر معاویہ نے شیعوں کے قتل اور غارت گری کا حکم دیکر مستحکم کردیا جو آجتک قایم ہے اور جو حکم امیر معاویہ نے شیعوں کے قتل اور غارت گری کا اور ملازمت سے موقوف کردینے کا اور انعام اور اکرام نہ دینے کا جاری کیا تھا اوس حکم کی پیروی آجتک اہل سنت کرتے چلے جاتے ہیں کوئی دوسرا فرض ادا ہو یا نہو مگر حضرت معاویہ کی اس سنت کو ضرور ادا کرتے ہیں اور جسطور سے ممکن ہوتا ہے شیعوں کے ضرر اور نقصان پہونچانے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ اور اپنی حکومتوں اور ریاستوں میں ہرگز ہرگز شیعوں کو نوکر نہیں رکھتے چنانچہ ریاست ٹونک و ریاست بھوپال اسکے شاہد حال ہیں۔ جہاں شیعہ بتقیہ داخل ہوکر مشکل سے نوکر ہوئے اور اس تقیہ نے ان شیعوں کی اولاد کو بالکل فرقہ نواصب کا شریک و ہم عقیدہ و ہم خیال بنادیا اور ان صاحبان تقیہ کو بعد مرگ بھی نواصب ہی کے عقیدہ کے مطابق غسل وکفن و دفن نصیب ہوا۔ اس قسم کے تقیہ کرنیوالے شیعوں کا حال بھی سخت افسوس کے لائق ہے جو محض ملازمت کے واسطے اسدرجہ تقیہ کرتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

کہ اونکی موت بھی خراب ہوتی ہے اور اونکی اولاد بھی برباد ہوتی ہے۔ اور سب سے زیادہ افسوس مجھکو ایک ذی علم شیعہ پر ہے کہ جو اپنے کو بنی فاطمہ کہتے ہین اور کسی ہندو کے مطبع مین شیعون کی کتابین ترمیم کرکے چھپوایا کرتے ہین۔ اور خوف خدا کی مطلق پرواہ نہین کرتے۔

۵۔ واقعہ نمبر ۷ و نمبر ۱۰ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اسدرجہ دشمنی تھی کہ وفات امام حسن علیہ السلام سے معاویہ اور اہل شام کو از حد خوشی ہوئی اور تکبیرین کہین۔ اور شہادت امام حسین علیہ السلام سے یزید پسر معاویہ کو خوشی ہوئی تھی۔ اور مقلدان امیر معاویہ و یزید ابتک ان دونون امامون کی شہادت کو باعث خوشی قرار دیتے ہین اور خوشی کرتے ہین اور یوم شہادت کو ضرور عمدہ عمدہ پارچہ زیب تن کرتے ہین اور خوشبو لگاتے ہین اور ناچ و تماشہ بغرض ادائی سنت یزید و معاویہ دیکھتے ہین جیساکہ تنقیح نمبر پنجم مین تصریح کی گئی ہے اس خوشی کا سبب یہی ہے کہ یوم شہادت امام حسین علیہ السلام کو یزید نے خوشی کی تھی اور خلافت یزید کو اہل سنت تسلیم کرچکے ہین اسلیے اپنے خلیفہ یزید و معاویہ کی سنت کو ادا کرتے ہین۔ اور جسطرح امیر معاویہ اور اونکے شرکا حضرت علی علیہ السلام کی عیب جوئی مین معروف رہتے تھے اسیطرح مقلدان امیر معاویہ محبان علی کی عیب جوئی مین معروف رہتے ہین اور جب کچھ نہین پاتے تو حسب تقلید بزرگان خود مندرجہ واقعہ نمبر ۱۲ تاویلین کرکے اولاد علی پر الزام لگاتے ہین اور محبان علی کو گالیان دیتے ہین۔

۶۔ واقعہ نمبر ۱۲ او نمبر ۲۲ سے ثابت ہے کہ پانچ شخص اصحاب رسول سے بوجہ رفاقت حضرت علی مع حجر بن عدی کے اور امام نسائی بوجہ اظہار فضائل حضرت علیؑ کے قتل ہوئے۔ یہ انتہائے عداوت ہے۔ اور مقلدان معاویہ و یزید ابتک ان لوگون کی ایذا رسانی اور نقصان پر امادہ رہتے ہین جو مجالس مین فضائل حضرت

Presented by Ziaraat.Com

علی بیان کرنے مین سلف کا موقع تو بوجہ حکومت برٹش گورنمنٹ حاصل نہین ہوتا مگر گالی گلوچ دھینگا مشتی مین نالشات عدالت مین ان مجالس کو بدعت سیئہ کہنے مین لوگونکو ترغیب دیکر شرکت مجالس سے روکنے اور منع کرنے مین کوتاہی بھی نہین کرتے

۷- واقعہ نمبر ۱۳ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن بہت تھے اور واسطے محرومی خلافت کے بغرض عیب تلاش کرتے تھے مگر عیب تو کوئی نہ پاتے تھے- البتہ اس عداوت کے نتیجہ مین براہ مکر وہ نا بازی جنگ صفین واقع ہوئی اور اسی دشمنی کے سبب حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو باستثنار معدودے چند کینے قبول نہ کیا- اور چند صحابہ جونکی اعانت سے کار خلافت کا اجرا غیر ممکن تھا پس امت نے امام وقت اور خلیفہ مطلق علی ابن ابیطالب سے روگردانی کرکے اپنی مرضی سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا- اور جن مسلمانون نے نافرمانی کی حکم خدا اور حکم رسول کی اور دشمنی کی حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھ انھین مسلمانونکو آجتک مسلمان ہونے کا دعوی ہے اور اپنے مذہب کا نام سنت والجماعت رکھا ہے گویا کہ اسلام کا دارومدار دشمنی حضرت علی پر رکھا گیا ہے-

۸- واقعات نمبر ۹ و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ کے حق مین کوئی فضیلت ثابت نہین ہوئی اور رسول خدا کی حدیث مستند سے بحوالہ طبری ثابت کیا گیا ہے کہ امیر معاویہ غیر مسلم فوت ہونگے اور آتش دوزخ مین جلائے جاوینگے پس مولوی محمد جہانگیر خان صاحب و دیگر اہل سنت کا یہ عذر کہ معاویہ نے وقت وفات توبہ کی مخالف ہے حکم رسول اللہ صلعم کے اور اس عذر سے رسول خدا صلعم کی پیشینگوئی کی تکذیب ہوتی ہے اور تکذیب رسول بجز منکرین توحید و نبوت کے کوئی مسلمان نہین کرسکتا لہذا امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا خدا اور رسول خدا کی نافرمانی ہے

Presented by Ziaraat.Com

اور سب سے اول جسنے نافرمانی کی وہ شیطان تھا اور اسی نافرمانی کے سبب لعنتی ہوا
وہ واقعہ مشہورہ اسے ثابت ہے کہ احکام الٰہی و احادیث رسالت پناہی کے صحیح و صاف
مطالب بذریعہ تاویلات جو تبدیل کیے جاتے ہین وہ خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ وغیرہ
کی اون عداوتونکے پوشیدہ کرنے کو کہ جن عداوتونکے سبب حضرت علی علیہ السلام
خلافت سے محروم کیے گئے قتل کیے گئے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا امام حسین
علیہ السلام تہ تیغ کیے گئے تاکہ عوام مین اضطراب پیدا نہو اور خلفاء غیر مستحقین کی خلافت
کو زوال نہ آنے پاوے چنانچہ ان عداوتونکے اور حق تلفیونکے پوشیدہ کرنیکو تمام
ہر مسئلہ مین علماء نے داخل کر کے بحث اور تقریرون مین گنجائش پیدا کی اور اسطرح
پر دین کی اوس حقیقت کو کہ جو ذریعہ نجات سمجھا جاتا تھا پوشیدہ کیا اور مذہب
کی اصلی بنیاد کو مٹا دیا اوسکی پیروی آجتک علماء اہل سنت کرتے چلے جاتے
ہین۔ تاکہ مذہب اہل سنت مین زوال نہ آنے پاوے۔

چنانچہ شرح عقاید نسفی مین اہل سنت کیواسطے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا گیا ہے
وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ لَمْ يَكُنْ مِنْ نِزَاعٍ فَلَهُ مَحَامِلُ
تَأْوِيلَاتٌ فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ إِنْ كَانَ مِمَّا يُخَالِفُ الْأَدِلَّةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ
خطاء صحابہ اگر باعث لعن و طعن ہو تو لازم ہے کہ تاویل کر کے صحابہ کو لعن طعن سے
محفوظ رکھنا چاہیئے۔ گرچہ وہ تاویل قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔ اس حکم کے مطابق
اہل سنت نے اپنے ذمہ واجب کرلیا ہے کہ جن اصحاب کو خدا دوزخی کہتا ہے اور
جن اصحاب کی شان مین آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ملائکہ دوزخ مین لیجاوینگے اون
اصحاب کی خطاؤنکو بہانہ کر کے جھوٹ بول کے پوشیدہ کرو تاکہ وہ لوگ لعنت سے
اور طعن سے محفوظ رہین۔ پس اہل سنت اصحاب دوزخی کو (بوجہ اعتقاد یا بوجہ
اسکے کہ وہ شیخین کی اولاد مین سے ہین) جو افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہین طرفداری

Presented by Ziaraat.Com

کے سبب خود راست بازی کے باعث۔ اگر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام نہ ہوتا تو مذہب اسلام اس دنیا سے گم ہو جاتا۔ مگر واقعہ شہادت نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور کنارہ پر لگا دیا۔

۱۱۔ واقعہ نمبر ۱۰ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلیفہ رسول اللہ تھے اوسیطرح امیر معاویہ و یزید بھی خلیفہ رسول اللہ تھے اور جسطرح مسلمانوں نے بوجہ عداوت حضرت علی علیہ السلام کی جانب رجوع نہ کیا اور اپنی مرضی سے اول خلیفہ بنایا حضرت ابوبکر کو اونکے بعد حضرت عمر کو اونکے بعد حضرت عثمان کو اسیطرح مسلمانوں نے امیر معاویہ و یزید کو بھی خلیفہ بنایا تھا۔ کوئی فرق تعین خلافت حضرت ابوبکر و امیر معاویہ و یزید میں ظاہر نہیں ہوتا جسطرح خلافت حضرت ابوبکر پر اجماع اور بیعت ہوئی اوسیطرح خلافت امیر معاویہ پر اجماع اور بیعت ہوئی اور جسطرح خلافت عمر پر اجماع اور بیعت ہوئی بذریعہ ولیعہدی حضرت ابوبکر اسیطرح خلافت یزید پر اجماع اور بیعت ہوئی بوجہ ولیعہدی معاویہ اسکے کوئی فرق نہ تھا۔ پس اہل سنت کا اصول اجماع امت کے خلاف خلفاء زمانہ کو راشدین کہنا ایک فعل عبث ہے اور بات بنائی ہے۔ چنانچہ واقعات مندرجہ ذیل سے ثابت ہوگا کہ علماء معتبرین نے خلافت و امامت معاویہ و یزید کو مثل خلافت خلفاء ثلثہ کے تسلیم کیا ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۶۷۸۔ اہل سنت و جماعت را صلح امام حسن دلیل است بر صحت امامت معاویہ۔

حیاۃ الحیوان دمیری صفحہ ۷۳۔ خِلَافَةُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالُوْا لَمَّا خَلَعَ الْحَسَنُ نَفْسَهٗ مِنَ الْخِلَافَةِ تَمَّ الْاَمْرُ لِمُعَاوِیَةَ فَاسْتَقَامَ لَهُ الْمُلْكُ وَصَفَتْ لَهُ الْخِلَافَةُ وَكَانَ قَدْ

Presented by Ziaraat.Com

بویع لمعاویۃ [illegible] بایعہ اہل الشام و ما اختلف علیہ اہل العراق الی ان صالحہ الحسن فاجتمع علی بیعتہ۔ خلافت امیر المومنین معاویہ ابن ابوسفیان کی جب کہ ترک کیا خلافت کو امام حسن نے اور سپرد کیا معاویہ کو اور ہو گیا معاویہ خلیفہ اور بیعت لی اہل شام سے بحکم اور انکار کیا اوسکی بیعت سے اہل عراق نے کیونکہ یہ لوگ شیعہ تھے یہانتک کہ راضی کر دیا اہل عراق کو امام حسن نے واسطے بیعت معاویہ کے پس اجماع ہو گیا اوپر معاویہ کے۔

ابو شکور سلمی حاشیہ شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۰۲ ۔ وَاَجمَعنَا اَنَّ الخِلَافَۃَ لِمُعَاوِیَۃَ بَعدَ عَلِیٍّ وَ صَالَحَ مَعَہُ الحَسَنُ وَ تَابَعَ جَمِیعُ الصَّحَابَۃِ وَ المُسلِمُونَ فَاَمَّا یَزِیدُ بنُ مُعَاوِیَۃَ قَالَ بَعضُ النَّاسِ بِاَنَّ خِلَافَتَہُ کَانَت بِاستِخلَافِ مُعَاوِیَۃَ وَ تَبِعَہُ المُسلِمُونَ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَ غَیرِھِم فَمِن طَرِیقِ القِیَاسِ اَنَّ طَاعَتَہُ کَانَت وَاجِبَۃً عَلَی الحُسَینِ وَ جَمِیعِ المُسلِمِینَ اِلَّا اَنَّا نَقُولُ اِنَّ مُعَاوِیَۃَ کَانَ عَالِمًا مِن غَیرِ فِسقٍ وَ کَانَت فِیہِ الدِّیَانَۃُ وَ لَو لَم یَکُن مُتَدَیِّنًا لَکَانَ لَا یَجُوزُ الصُّلحُ مَعَہُ فَلَم یُوجَد مِنہُ سِوَی البَغیِ ثُمَّ عَلِیٌّ صَالَحَ مَعَہُ لِاَنَّہُ کَانَ یَدَّعِی الحَقَّ وَ کَانَ عَادِلًا فِیمَا بَینَ النَّاسِ ثُمَّ بَعدَ عَلِیٍّ کَانَ اِمَامًا عَادِلًا فِی دِینِ اللّٰہِ وَ فِی حَقِّ النَّاسِ

اجماع کیا جمیع صحابہ و تابعین و کل مسلمانون نے خلافت و امامت معاویہ پر بعد از علی و صلح امام حسن علیہ السلام کے اور جملہ تابعین و صحابہ و مسلمین نے تابعداری کی معاویہ کی در باب خلافت یزید کے بعضون نے کہا ہے کہ خلافت یزید کی حق تھی اسوجہ سے کہ باستخلاف معاویہ کے تھی۔ اور اطاعت کی صحابہ اور مسلمین نے پس مقتضائے قیاس یہہ ہے کہ امام حسین کو اطاعت یزید کی واجب تھی اور اس جگہہ مین کہتا ہون کہ معاویہ عالم غیر فاسق تھا اور اوسمین دیانت تھی اور اگر

Presented by Ziaraat.Com

ہوتی ہرگز امام حسن واسق سے صلح نہ کرتے اور بعد انکی معاویہ امام عادل و صالح ومتقی تھے دین خدا مین۔

یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ علمار اہل سنت معاویہ اور یزید کی خلافت اور امامت کو حق سمجھتے تھے اور کل صحابہ اور تابعین نے اور جملہ مسلمانون نے خلافت معاویہ و یزید پہ اجماع کرکے بیعت کی اور ہر عالم اہل سنت نے جابجا ذکر معاویہ و یزید مین معاویہ و یزید کو لقب خلیفہ اور امام و امیر المومنین کے ساتھ نامزد کرکے لکھا ہے ان دونون کو بادشاہ کے نام سے کسی نے کسی کتاب مین نہین لکھا ہے اگر یہ لوگ بادشاہ تھے اور خلافت ختم ہوگئی تھی عثمان یا امام حسن علیہ السلام پہ تو پھر معاویہ اور یزید کے نام سے لقب خلیفہ و امام و امیر المومنین ساقط ہوکر لفظ سلطان لکھا جانا چاہیئے تھا۔ مگر آجتک اہل سنت کی تصنیفون اور تالیفون مین ذکر معاویہ اور یزید مین لقب خلیفہ و امام و امیر المومنین استعمال ہوتا ہے۔ اور اہل سنت کی کل کتابون سے ثابت ہے کہ زمانہ خلافت معاویہ مین کل اصحاب اور تابعین اور مسلمان معاویہ کو خلیفہ و امام و امیر المومنین کے لقب سے پکارتے تھے اور اسیطرح یزید کو لقب خلیفہ و امام و امیر المومنین سے پکارتے تھے لقب سلطان سے کبھی کسی نے معاویہ اور یزید کو نہین پکارا۔ اگر یہ دونون بقول مولوی محمد جہانگیرخان صاحب، کے بادشاہ تھے خلیفہ نہ تھے تو از نام خلیفہ و امام و امیر المومنین کیون نامزد ہوئے اور مثل سلاطین اسلام بول از نام سلطان کیون نا نامزد ہوئے۔ اور بادشاہ کیواسطے اجماع امت اور کرنے بیعت کی کیا ضرورت تھی سلاطین شرکی کیواسطے کبھی اجماع امت اور بیعت نہین ہوئی۔ بلکہ اجماع امت اور بیعت کا طریقہ جاری ہوا زمانہ خلافت حضرت ابوبکر سے اور اوسی اصول پہ اصحاب و تابعین و مسلمین نے خلافت معاویہ و یزید پہ بھی اجماع کرکے بیعت

Presented by Ziaraat.Com

کی پس کوئی فرق اور کوئی امر مابہ الامتیاز درمیان حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و امیر معاویہ و یزید کے ایسا معلوم نہین ہوتا کہ جسکے سبب سے خلفاء ثلثہ تو خلیفہ برحق سمجھے جاوین اور معاویہ و یزید بادشاہ خیال کیئے جاوین اگر بادشاہ ہین تو حضرت ابوبکر و معاویہ و یزید پانچون بدرجہ مساوی بادشاہ ہین اور خلیفہ ہین تو پانچون بدرجہ مساوی خلیفہ ہین۔ اسکے ثبوت مین ایک تازہ شہادت اور بھی لکھے دیتا ہون۔ گو اس شہادت کے لکھنے سے طوالت تو ہے مگر میرے فیصلہ کو استحکام ہوتا ہے۔

روسار قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ ملک اودھ جو مذہب سنت الجماعت مین سخت متعصب مشہور ہین انہین کے جناب مولوی مسیح الدین صاحب نے جو ایک مشہور رئیس اور مذہب اہل سنت کے ایک مشہور عالم ہین۔ ایک کتاب از نام تاریخ الخلفاء تصنیف فرمائی ہے یہ کتاب اردو زبان مین ہے اور ۱۲۹۳ھ ہجری مین بار اول طبع ہوئی ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ سے عبارت مندرجہ ذیل نقل کیجاتی ہے۔

نقل عبارت مندرجہ کتاب تاریخ الخلفاء مصنفہ جناب مولوی مسیح الدین صاحب

ہمارا عقیدہ بہ تقلید اکثر علمار اہل سنت کے یہہ ہے کہ بعد استقرار خلافت کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب حضرت سبط اکبر حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ و سلام اللہ علیہ نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی کسی حرکت بد قابل انکار کا اونسے صادر ہونا بروایت صحیح متواتر یا مشہور ثابت نہین ہے۔ الا دو امر۔ ایک بعد وفات سبط اکبر علیہ السلام کے یزید کا اپنی حالت حیات مین ولیعہد مقرر کرنا باوصف اوسکے ابتلا کے معاصی مین تو ممکن ہے کہ وہ اونکی حیات مین معاصی کا مرتکب نہو یا محبت فرزندی نے اسکے عیوب سے

نابینا کر دیا ہو - اور دوسرے امر کے ذکر کو ہرگز جی نہین چاہتا - مگر منصب ائمہ نگاری
جو اختیار کیا ہے اسنے اوسکے ذکر پر مجبور کیا ہے یعنی بمعاوضہ و بدلے مین جو سب
اور لعن کی خطبون مین غیر مستحقین پر یعنی علی علیہ السلام پر اور اولاد علی علیہ السلام
اونھون نے راہ نکالی جو طریقہ سارے خلفاء بنی امیہ مین عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ
کے وقت تک جاری رہا البتہ نہایت قابل نفرت و انکار ہے اور ہمکو یقین ہے
کہ وہ اپنے دل مین خوب سمجھتے تھے کہ بموجب مضمون حدیث شریف کے سب
اور لعن غیر مستحق پر خود ساب اور لاعن پر پلٹ آتی ہے - باوصف اسکے
شدت طمع خلافت اور سلطنت او مصلحت عظمی اوسکی جو اونکے دل مین تھی اونسے
اس ظاہری نخیر قلبی سب ولعن کے عیب سے اونکو اندھا کر رکھا تھا - یعنی اونکی
سمجھ یہہ تھی کہ اگر وہ عیوض نہ لے سکے تو اون کے معاون اور انصار مبادا ایسا
سمجھین کہ وہ مستحق سب ولعن کے ہین بخلاف طرف ثانی کے تو سلطنت اور حکومت
مین فتور واقع ہوگا - اب یہان ہمکو سخت تعجب ہر کہ جناب امیر المومنین اسد اللہ
الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے کیون سب ولعن اعدا مخالفین
پر فرمائی فقط -

مولوی مسیح الدین صاحب کی اس تحریر سے چند باتین ثابت ہوتی ہین -

۱- امیر معاویہ حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام پر خود بھی لعن کرتے تھے اور امیر معاویہ نے

ہو خطبہ مین اس لعن کی راہ نکالی اور یہ طریق لعن کرنیکا زمانہ خلافت عمر ابن عبد العزیز
تک جاری رہا -

۲- مولوی مسیح الدین صاحب اقرار کرتے ہین کہ امیر معاویہ کا یہ طریقہ قابل
نفرت ہے - اور اسی لفظ نفرت کو تبرا کہتے ہین جو شیعہ کرتے ہین اور جب خود

Presented by Ziaraat.Com

علماء اہل سنت حضرت معاویہ کے ساتھ اظہار تبرا کرین تو پھر شیعون پر کیون الزام دیا جاتا ہے۔

۳۔ معاویہ کا فعل سب ولعن دل سے نہ تھا۔ بلکہ بغرض معاوضہ تھا۔

۴۔ لعن لاعن پر پلٹ آتی ہے۔ اس حدیث سے حضرت معاویہ واقف تھے۔

۵۔ حضرت علی علیہ السلام اپنے اعدا اور مخالفین پر لعن کیا کرتے تھے۔

یہ اقرار مولوی مسیح الدین صاحب کا زبان اردو مین ہے اسمین نہ گنجایش تاویل ہے نہ معنے کے تغیر تبدل کا موقع۔ اب مولوی محمد جہانگیرخان صاحب ارشاد فرماوین کہ امیر معاویہ نے جو رسم لعن بعد ہر خطبہ جاری کی تھی اور تمام ممالک اسلام مین یہ طریق بحکم معاویہ جاری رہا اور اس طریقہ لعن مین تمامی اصحاب انصار وعبد اللہ ابن عمر وعبد اللہ ابن زبیر وغیرہ نے معاویہ کی شرکت کی تو یہ لعن معاویہ پر اور شرکاء معاویہ پر پلٹی یا نہین پلٹی اگر پلٹی تو لعن کے معنی ہین رحمت خدا سے دور ہونے کے تو ظاہر ہے کہ اس لعن کے پلٹنے سے معاویہ اور انکے وہ تابعین کہ جنھون نے خلافت معاویہ پر اجماع کیا اور شریک لعن ہوئے لعن کے پلٹنے پر رحمت خدا سے دور ہو کر داخل نار ہوئے یا نہین اور جو لوگ رحمت الٰہی سے محروم ہون وہ رضی اللہ عنہ و رحمت اللہ علیہ کیونکر قرار پا سکتے ہین۔ دوسرے جب حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دشمنون اور مخالفون پر لعن کی تو ان حضرت کے پیرو اور مقلد اور معتقد وہی لوگ قرار پاوینگے جو پیروی کرین انکے قول اور فعل کی اور دشمنان علی اور اولاد علی پر شیعہ سب ولعن کرتے ہین جو خاص پیروی ہے حضرت علی علیہ السلام کی اسلیئے حضرت علی علیہ السلام کے پیرو اور معتقد بجز فرقہ شیعہ کے کوئی دوسرا فرقہ قرار نہین پا سکتا۔ اور دشمنان علی ومخالفان علی کو رضی اللہ عنہ و رحمت اللہ علیہ اہل سنت کہتے ہین اسلیے اہل سنت کا شمار

Presented by Ziaraat.Com

دشمنان علی مین ہوگا نہ دوستان علی مین۔ پس اہل سنت کا حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کا اقرار کرنا بظاہر کم علمون اور جاہلونکو دھوکا دینا ہے باکچھ اندر ہے۔ امام سے صدور خطا محال ہے اگر دشمنون اور مخالفون پر حضرت علی علیہ السلام کے لعنت کرنا حکم الٰہی کے خلاف ہوتا تو وہ حضرت اپنے دشمنون اور مخالفونپر کبھی لعن نہ کرتے پس بموجب پیروی حضرت علی علیہ السلام اگر شیعہ دشمنان ومخالفان علی واولاد علی علیہ السلام پر جو سب ولعن کرتے ہین اسمین قباحت کیا ہے۔ چوتھے مولانا عبد العزیز شاہ صاحب محدث دہلوی کتاب سر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ امام حسن علیہ السلام کو یزید نے زہر دلوایا۔ اور امام حسن علیہ السلام زمانہ حیات حضرت معاویہ مین رہرسے شہید ہوئے ہین جسکی خوشی مین امیر معاویہ اور اہل شام نے تکبیرین کہین۔ و معاویہ نے کہا کہ ایک چنگاری تھی وہ خاموش ہوگئی اور اقرار کیا کہ بنی فاطمہ کی موت سے میرے قلب کو راحت ہوتی ہے۔ اس علم پر جو معاویہ نے یزید کو ولیعہد کیا یہ سارے ثبوت دشمنی علی واولاد علی کے ہین یا دوستی علی واولاد علی کے اور دشمن علی رسول اللہ کا اور خدا کا دشمن ہے یا نہین اور دشمن خدا و دشمن رسول کافر ہوتا ہے یا مومن رضی اللہ عنہ۔ پس جس قسم کی دوستی معاویہ اور اہل شام کو حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھ تھی اوسی قسم کی دوستی اہل سنت کو حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھ ہے چونکہ مذہب اہل سنت کا طبعی ہے جو ہجرت رسول خدا صلعم کے سوا سو برس کے بعد دوسری صدی ہجری مین جاری ہوا ہے ۱۲۵ جب اونکے پیشوا اون پر الزام دشمنی ثابت ہونے لگتا ہے تو حالت اضطراب مین دھینگا مشتی پر تیار ہوجاتے ہین جواب دینے کی تو قدرت نہین رکھتے حالت اضطراب مین جو کچھ منھ مین آتا ہے کہدیتے ہین اور جو خیال پیدا ہوتا ہی

Presented by Ziaraat.Com

اللعہد تیے ہین آیندہ اور گذشتہ کا مطلق خیال نہین رکھتے۔ نہ اصول مینہ کا لحاظ رکھتے ہین۔ پس اس تنقیح کے فیصلہ مین مجکو اسباب کے ظاہر کرنے مین اور فیصلہ دینے مین کچھ بھی تامل نہین۔ کہ معاویہ اور یزید علی اور اولاد علی علیہ السلام کے قلبی دشمن تھے اسلیئے اور انکے مقلد بھی جو انکی امامت اور خلافت کو حق جانتے ہین اور انکو رضی اللہ عنہ کہتے ہین یقیناً خاندان نبوت کے قلبی دشمن ہین اور دشمنان حضرت علی کا دشمن خدا اور دشمن رسول ہونا مین اسکے قبل احادیث نبوی سے ثابت کرچکا ہون اور ایات قرانی سے ظاہر کرچکا ہون کہ اونپر خدا نے دین و دنیا مین لعنت کی ہے اور مستحق عذاب سخت کا فرمایا ہے۔ پس امیر معاویہ کی نسبت اختلاف باہمی کا سبب یہی ہے کہ امیر معاویہ علیؑ و اولاد علی کے دشمن قلبی تھے جیساکہ مذکورہ بالا وجوہات سے ثابت ہے اور اہل سنت معتقد ہین امیر معاویہ کے اور شیعہ معتقد ہین علی و اولاد علی کے بدینوجہ ان دونون فرقون کے اعتقادات مین فرق ہے اور شیعہ حق پر ہین۔

تنقیح نمبر ہفتم

باہم خلفاء ثلثہ وحضرت علی وجناب سیدہ اتحاد تھا یا اختلاف اور صدیق اکبر ہونیکا شرف کسکو حاصل ہے

شیعہ اور سنیونکے نزاع باہمی کا تصفیہ اسی ایک تنقیح کے فیصلہ سے ممکن ہے اگر دونون فریق اسپر غور فرماوین۔

تنقیح نمبر دوم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم بار بار علی ابن ابیطالب کے حق مین فرما چکے ہین کہ علی بعد میرے ہر مومن اور مومنہ کا والی یعنی آقا و سردار ہے اور جس شخص نے دوست رکھا

Presented by Ziaraat.Com

علی کو اوسنے دوست رکھا خدا اور رسول خدا کو - اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا خدا اور رسول خدا سے - علی امیر المومنین و امام المتقین و گمراہون کے راہ بتانے والے ہین - علی کا مونھ دیکھنا داخل عبادت ہی - علی بہترین خلق ہین اور تمام امت سے افضل ہین اور نور سے پیدا ہوئے ہین اور گناہون سے طیب و طاہر ہین - اور شک کرنیوالا کافر ہے - کل انبیا اقرار توحید باریتعالے و اقرار نبوت محمد صلعم و اقرار ولایت علی پر مبعوث برسالت ہوئے اور تنقیح نمبر چہارم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کردیا گیا ہی - کہ پروردگار عالم نے علی و فاطمہ و حسن و حسین کی محبت کل امت پر واجب کی ہے - اور علما معتبرین اہل سنت نے اقرار کیا ہے کہ ان چارون بزرگون کا رتبہ تمام خلقت سے اعلی اور فضل ہے اور اونکے واسطے بہت بڑا شرف یہ ہے کہ ہر نماز مین ہر مسلمان اقرار توحید و اقرار نبوت کے بعد اول جناب محمد پر درود بھیجتا ہے اور اونکے بعد آل محمد پر یہ شرف نہ کسی اصحاب کو حاصل ہوا نہ ازواج کو نہ کسی دوسرے مسلمان کو - پروردگار عالم نے ان چارون بزرگون کا بذریعہ آیہ تطہیر طیب و طاہر و معصوم ہونا ظاہر کردیا - جناب رسالت مآب صلعم نے امت کو وصیت کی کہ قرآن و اہلبیت اپنے تمہارے درمیان چھوڑتا ہون انکی فرمانبرداری کرنا اور جو شخص انسے روگردانی کریگا دوزخ مین جاویگا - پھر انحضرت نے فرمایا کہ میرے اہلبیت مثل کشتی نوح کے ہین جو شخص سوار ہوا یعنے جسنے اطاعت کی اور فرمانبرداری کی وہ نجات پاویگا اور جسنے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا یعنی نجات سے محروم ہوا - پھر فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ اہلبیت میرے باعث امان دنیا ہین یعنی میرے بعد اگر میرے اہلبیت دنیا مین نہ ہین تو امن خلائق قایم نہ رہے اور اہلبیت کی تخصیص انحضرت نے علی و فاطمہ و حسن و حسین کے ساتھ الفاظ صاف

Presented by Ziaraat.Com

وضاحت مین کردی ہے کہ جس مین گنجایش بحث و گنجایش تاویل بھی باقی نہ رہی
اور بجز ان چارون بزرگون کے کسی پانچوین کو داخل اہلبیت نہ فرمایا۔
اور تنقیح نمبر ششم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کردیا گیا ہے کہ فرمایا
جناب رسولخدا صلعم نے کہ مین ڈرانے والا خلق کا ہون اور علی ہادی امت ہین
علیؑ ساتھ قران کے ہے اور قران ساتھ علی کے ہے یعنی مطابق قران کے
بجز علی کے کوئی دوسرا امت کی رہنمائی نہین کرسکتا اور مرتبہ قران کا اور علیؑ کا
بدرجہ مساوی ہے۔ پھر فرمایا آنحضرت نے کہ علی کا دوست رکھنے والا مومن ہے
اور علیؑ سے دشمنی کرنے والا منافق ہے اور پھر فرمایا آنحضرت نے کہ علی کا دوست
میرا اور خدا کا دوست ہے اور علیؑ کا ایذا دینے والا میرا اور خدا کا ایذا دینے والا
ہے اور میرا اور خدا کا ایذا رسان کافر ہے۔

علیؑ اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے فضائل بہت ہی مختصر واسطے تقویت
فیصلہ مین نے لکھدیے ہین ورنہ قران اور حدیث سے بکثرت فضائل ان
بزرگون کے ظاہر ہوتے ہین اور معتبرین علماء اہل سنت نے اقرار کیا ہے کہ
مثل ان چارون بزرگون کے کسی اصحاب کو اسلام مین فضیلت حاصل نہین ہے
لہذا بموجب ارشاد خدا و رسولخدا ہر مسلمان پر واجب ہوئی اطاعت و فرمانبرداری
علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی پس جن لوگون کے ساتھ علی و فاطمہ و حسن و حسین اتحاد
کرین اور جسکو اچھا جانین ہم پر بھی واجب ہے کہ اوسکو اچھا کہین اور اوسکی فرمانبرداری
دل و جان سے کرین۔ اور یہی شرط اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے اور جس
کسی سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ نفرت کرین اور جسکو برا جانین اور جسکو اپنا دشمن
سمجھین ہم پر بھی واجب ہے کہ اوس سے نفرت کرین اوسکو برا جانین اور
بوجہ دشمنی علی و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ اوسکو دشمن خدا اور دشمن رسول سمجھکر اوسکو

Presented by Ziaraat.Com

منافق سمجھیں اور اوسکے مسلمان ہونیکا یقین نہ کریں۔ اس اعتقاد کا مخالف محب
علی یا محب اہلبیت نہیں قرار پا سکتا۔ بلکہ ایسے لوگوں کا شمار منافقوں میں ہوگا۔
اس معاملہ میں مولوی جہانگیر خانصاحب کی تحریرات مندرجہ ذیل قابل غور و
لائق فیصلہ ہیں۔

۱۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۳۸۔ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر خلیفہ برحق کے
عذر معقول کو بدل وجان قبول فرمایا اور فوراً رنج بشری کو اپنے سینہ رحمت
گنجینہ سے نکال ڈالا۔

۲۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۳۔ اقرار فضیلت سیدۃ النساء کا کمال عذر خواہی
حضرت صدیق اکبر کی ہے اسپر بھی کینہ رکھنا جناب معصومہ کا محض خلاف شان
معصومیت و رحمت کے ہے۔ اور یہ بات بھی دور از قیاس ہے کہ خاتون جنت
نے تھوڑی سی حرص دنیا کے لیئے اسقدر رنج کیا ہو کہ تا زندگی دور نہوا۔

۳۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴۔ باوصف علم حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے
سیدہ نے (یعنی جناب فاطمہ نے) اپنے سینہ رحمت گنجینہ سے کیوں نہ صاف کیا کیونکہ
تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔

۴۔ تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۹۷۔ جب حضرت علی نے سنا کہ جملہ مسلمانوں نے حضرت ابوبکر
کی بیعت پر اتفاق کیا نہایت ہی شتابی کے ساتھ اپنے دولتخانہ جنت آشیانہ
سے باہر تشریف لائے سوائے تہہ بند شریف کے کوئی پارچہ بدن اقدس پر
نہ تھا چنانچہ اوسی حالت میں آنجناب نے صدیق اکبر کی خدمت میں پہونچکر فرط
شوق سے بیعت کی۔

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی تحریرات سے چند باتیں قابل ذکر ہیں۔
۱۔ یہ کہ حضرت ابوبکر نے جناب فاطمہ کے رضامند کرنے کو عذر خواہی کی۔ اس سے

Presented by Ziaraat.Com

ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر جناب فاطمہ کی ناراضی کو محرومی نجات کا باعث سمجھتے تھے کیونکہ جناب رسول خدا کی یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص ایذا پہونچاتا ہے فاطمہ کو وہ ایذا پہونچاتا ہے مجھکو۔ اور رسول اللہ کے ایذا رسان کے واسطے سورہ احزاب مین صاف حکم ہے کہ وہ دوزخی ہے۔

۲۔ جناب فاطمہؑ کو مولوی صاحب ممدوح نے معصومہ لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت بھی جناب فاطمہ کا معصوم ہونا تسلیم کرتے ہین اور جب جناب سیدہ معصوم قرار پائین تو علیؑ و حسنین کا معصوم ہونا بھی ثابت ہوگیا کیونکہ یہہ چارون بزرگ ایک آیہ تطہیر کے ذریعہ سے معصوم ہوے تھے۔ اور معصوم سے صدور خطا محال ہے۔

مولویصاحب ممدوح نے واقعہ صفائی حضرت ابو بکر و جناب فاطمہ بالکل غلط لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتابون سے بالکل ناواقف ہین مین اوسکے ثبوت مین صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی تحریر ذیل مین نقل کرتا ہون جس سے ثابت ہوگا کہ جناب فاطمہ تادم مرگ حضرت ابو بکر سے ناراض رہین اور حضرت علی علیہ السلام کو ممانعت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ پر ابو بکر نہ آنے پاوین نہ نماز جنازہ پڑھنے پاوین۔ اور مولویصاحب ممدوح نے بیعت حضرت علی علیہ السلام کا حال بھی تمامی معتبرین علماء اہل سنت کے اقرارون کے خلاف لکھا ہے۔ روضتہ الصفا مین ایسا کوئی ذکر نہین ہے۔ بلکہ صاحب روضتہ الصفا و اعثم کوفی و کامل ابن اثیر وغیرہ کل علماء معتبرین بالاتفاق اسبات کو کہتے ہین کہ جب سب اصحاب و انصار دست ابو بکر پر بیعت کر چکے تو سب کے بعد حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے طلب ہوے آپ نے مجلس حضرت ابو بکر مین پہونچکر بیعت سے انکار کیا اور دعوے

خلافت ہوئے اور حضرت ابوبکر سے بغیر لئے بیعت کے حضرت علی علیہ السلام گوشہ نشین
بانٹ دیا - اسکا مختصر حال تنقیح نمبر پنجم مین کیا گیا ہے اور صحیح مسلم و صحیح بخاری
مین بھی جو اہل سنت مین بعد قرآن کتب معتبر تسلیم کیجاتی ہین یہی اقرار کیا گیا ہے
ہ مین نے لکھا البتہ تعین خلافت حضرت ابوبکر کے چھ ماہ کے بعد حضرت علی
علیہ السلام کا بیعت کرنا ظاہر کیا گیا ہے -

عبارت صحیح مسلم و صحیح بخاری کی یہ ہے -

صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۱ - عن عائشة أخبرته أن فاطمة أرسلت إلى أبي
بكر تسأله ميراثها من رسول الله مما أفاء الله عليه بالمدينة وفدك
وما بقي من خمس خيبر فقال أبو بكر إن رسول الله قال لا نورث
ما تركنا صدقة إنما يأكل آل محمد في هذا المال وإني والله
لا أغير شيئا من صدقة رسول الله عن حالها التي كانت عليها في عهد
رسول الله ولأعملن فيها بما عمل رسول الله فأبى أبو بكر أن يدفع
إلى فاطمة شيئا فوجدت فاطمة على أبي بكر في ذلك قال
فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد رسول الله ستة
أشهر فلما توفيت دفنها زوجها علي ليلا ولم يؤذن بها أبا بكر
وصلى عليها علي وكان لعلي من الناس وجهة حياة فاطمة
فلما توفيت استنكر علي وجوه الناس فالتمس مصالحة أبي بكر
ومبايعته ولم يكن بايع تلك الأشهر فأرسل إلى أبي بكر
أن ائتنا ولا يأتنا معك أحد كراهية لمحضر عمر بن الخطاب
فقال عمر لأبي بكر والله لا تدخل عليهم وحدك فقال أبو بكر وما عسى
أن يفعلوا بي إني والله لآتينهم فدخل عليهم أبو بكر إلى آخره

Presented by Ziaraat.Com

بخاری کی جلد ششم صفحہ ۳۰ مین بھی بجنسہٖ بشرح صدر تحریر ہے۔
حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے تین شیٔ کی استدعا کی۔ اول میراث۔ دوم زمین فدک۔ سوم خمس۔ حضرت ابوبکر نے ان تینون شیٔ کے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا ترکہ نہین چھوڑ جاتے ہین۔ بلکہ مال صدقہ یعنی خیرات ارباب مستحقین کا ہے۔ یہ سنکر جناب فاطمہ غضبناک ہوئین اور ہجران کیا اور حضرت ابوبکر سے گفتگو ترک کر دی اور تا وقت وفات خود حضرت ابوبکر سے ناراض رہین اور گفتگو نہ کی اور زندہ رہین وفات رسول اللہ کے بعد چھ ماہ تک اور دفن کیا انکو بوقت شب اونکے شوہر علی ابن ابیطالب نے اور جناب فاطمہ نے منع کر دیا تھا کہ میرے جنازہ پر ابوبکر نہ آنے پاوین اور نماز جنازہ نہ پڑھنے پاوین اور تا زمانہ حیات جناب فاطمہ حضرت علی علیہ السلام کا وقار اور وجاہت تھی اور وفات جناب فاطمہ کے بعد لوگونکے رخ اون حضرت کی جانب سے برگشتہ ہو گئے۔ پس حضرت علیؑ نے اوسوقت مین پیغام صلح کیا اور اوسوقت تک حضرت علی علیہ السلام نے بیعت نہ کی تھی جب حضرت علی علیہ السلام نے واسطے صلح کے پیغام بھیجا حضرت ابوبکر کے پاس کہ تم تنہا میرے پاس آؤ دوسرا کوئی تمھارے ساتھ نہ آوے یعنے مجھے کراہیت ہی ملاقات سے حضرت عمر کے یہ سنکر حضرت عمر نے قسم کھائی خدا کی اور منع کیا حضرت ابوبکر کو کہ تنہا نہ جاؤ مگر اس بات کو حضرت ابوبکر نے قبول نکیا اور تنہا گئے پاس علیؑ ابن ابیطالب کے۔ اور فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر سے کہ اتنے روز تک مین نے بیعت سے اسلیئے انکار کیا کہ خلافت مین میرا حق ہے یہ سنکر حضرت ابوبکر آبدیدہ ہوئے پھر فرمایا اون حضرت نے کہ وعدہ بیعت کا ظہر تک فرمایا ... وفادار ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے زیادہ معتبر کوئی کتاب اہل سنت مین نہین ہے
پس روایت صحیح مسلم و صحیح بخاری سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب فاطمہ تادم
مرگ حضرت ابوبکر سے ناراض رہین اور کبھی ہمکلام نہوئین اور اسقدر بیزار
تھین کہ وصیت کر مرین کہ میرے جنازہ پر حضرت ابوبکر نہ آنے پاوین نماز جنازہ
پڑھنے پاوین لیکن مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اپنے مذہب کی معتبر کتابون کے
بھی خلاف کتاب اظہار الہدی صفحہ ۳۸ مین تحریر فرماتے ہین کہ باہم جناب فاطمہ
حضرت ابوبکر کے صفائی ہوگئی اب نہ معلوم کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اس
معاملہ مین کاذب ہین یا مسلم اور بخاری کاذب ہین اسکا فیصلہ خود مولوی صاحب
ممدوح کر دین شیعہ تو ہر حال مین ڈگری پا وینگے خواہ مسلم و بخاری کاذب قرار
دئے جاوین یا مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کاذب قرار پاوین۔

کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب مسلم و بخاری سے تو ثابت ہوگیا کہ
جناب فاطمہ تادم مرگ حضرت ابوبکر سے ناراض رہین تو بربنا اس ثبوت کے
حضرت ابوبکر رسول اللہ صلعم کے ایذا دہندہ قرار پاوینگے یا نہین اور رسول کے
ایذا دہندہ احکام الہی و احادیث رسالت پناہی کے مطابق زمرۂ مومنین مین
شمار ہوگا یا زمرۂ منافقین مین اور منافق ناجی ہوتا ہے یا ناری اسکا فیصلہ آپ
خود کر دین مین اس فیصلہ کا بدل مشتاق ہون۔ دوسرے یہ بھی تحریر فرمائے کہ
آپ نے جو کتاب اظہار الہدی صفحہ ۴۴ مین تحریر فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ نے
حضرت ابوبکر کے کینہ کو دل سے کیون نہ نکالا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے
کینہ رکھنا کفر ہے۔ تو اب فرمائیے کہ جناب فاطمہ حق پر تھین یا حضرت ابوبکر۔ اگر
حضرت ابوبکر خلیفہ برحق تھے تو اونکے مسلمان صادق ہونے مین جائے گفتگو
نہین۔ ایسی حالت مین بقول آپ کے جناب فاطمہ پر الزام کفر عاید ہوتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ اونھون نے حضرت ابوبکر سے افضل مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ کینہ رکھا اور یہی حالت کینہ مین بقول مسلم وبخاری قضا فرما گئین۔ اور اگر جناب سیدہ حق پر تھین تو حضرت ابوبکر مسلمان نہین قرار پا سکتے اگر وہ مسلمان ہوتے تو جناب فاطمہ اونسے ہرگز کینہ نہ رکھتین کیونکہ بقول آپ کے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ کینہ رکھنا کفر ہے اب فرمایئے کہ ہم پیروی جناب فاطمہ کی کرین یا حضرت ابوبکر کی مگر مولوی صاحب جو شخص کہ بشرط نجات عقبیٰ دین اسلام کو اختیار کیے ہوے ہر اور اسلام کو حق جانتا ہی وہ تو جناب فاطمہ کی پیروی کریگا۔ جنکی محبت پروردگار عالم نے تمام امت پر واجب کی ہی اور رسول خدا نے مرتبہ جناب فاطمہ کا قرآن کے مساوی تبلا دیا ہے اور جنکے نام پر بعد ہر نماز کے آخر تشہد مین درود پڑھنے کا حکم ہی۔ اور جنکی پیروی کی رسول خدا صلعم نے وصیت کی ہے۔ بمقابلہ جناب فاطمہ کے حضرت ابوبکر کی پیروی کوئی مسلمان ہرگز نہین کرسکتا۔ کیونکہ نہ حضرت ابوبکر کی محبت مثل جناب فاطمہ امت پر واجب کی گئی نہ حضرت ابوبکر کا رتبہ مثل جناب فاطمہ رسول خدا نے مساوی قرآن ظاہر کیا نہ حضرت ابوبکر کیواسطے مثل جناب فاطمہ ہر نماز مین تشہد کے اخیر پر درود پڑھنے کا حکم دیا۔ نہ رسول خدا صلعم نے مثل جناب فاطمہ کے حضرت ابوبکر کی پیروی کے واسطے امت کو وصیت کی۔ نہ حضرت ابوبکر کی ایذا رسانی سے جناب رسول خدا کو ایذا پہونچتی ہے جیسا کہ جناب فاطمہ کی ایذا سے رسول خدا کو ایذا پہونچتی ہے لہذا اس بنا پر شیعونکو مین ڈگری اسبات کی دیتا ہون کہ جناب فاطمہ کی پیروی رسولخدا کی پیروی کے برابر ہے کچھ فرق نہین اور جسقدر کینہ اور نفرت جناب فاطمہ کو حضرت ابوبکر کے ساتھ تا دم مرگ رہا اوسیقدر کینہ و نفرت ہر مسلمان کو حضرت ابوبکر کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جس شخص کے ساتھ جناب فاطمہ کو اسدرجہ کینہ نفرت ہو کہ نماز جنازہ تک کی اجازت نہ دین اُس شخص کی فرمانبرداری کرنا یا اُس

شخص کو اپنا پیشوا بنانا دشمنان جناب فاطمہ کا کام ہے کسی مومن مسلمان کا کام نہین ہے۔

نمبر ۲ ۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے تا یوم وفات جناب فاطمہ حضرت ابوبکر کی بیعت نہین کی اور تاریخ حصول خلافت حضرت ابوبکر کے چند ماہ کے بعد جناب فاطمہ نے وفات پائی پس چھ ماہ تک تو حضرت علی علیہ السلام کے بیعت نہ کرنے کا اقرار مسلم و بخاری کو بھی ہے اور اہل سنت مین مسلم و بخاری سے زیادہ معتبر کوئی دوسری کتاب نہین ہے مگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اپنی کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۹۷ مین مسلم اور بخاری کے بھی خلاف تحریر فرماتے ہین کہ جس روز حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اوسی روز خبر بیعت سنکر حضرت علی علیہ السلام کو واسطے بیعت کے اس درجہ اضطراب ہوا کہ جسم اطہر کو پارچہ ضروری سے بھی پوشیدہ نہ کیا اور برہنہ تن صرف تہ بند باندھے ہوئے مجلس خلیفہ مین پہونچے اور بڑے اشتیاق کے ساتھ بیعت کی۔ اب نہ معلوم کہ اس واقعہ نویسی مین مسلم و بخاری کاذب ہین یا مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کاذب ہین۔ بہرحال انہین سے کوئی نہ کوئی ضرور کاذب ٹھہریگا اور شیعونکو ڈگری ملیگی۔ اسکا فیصلہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی راے پر چھوڑا جاتا ہے اور افسوس ظاہر کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کو کسدرجہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی ہے کہ بنظر توہین یہانتک لکھدیا کہ مجلس خلیفہ مین وہ حضرت کمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ برہنہ واسطے بیعت کے تشریف لے گئے حالانکہ مسلم و بخاری و تمامی علماء معتبرین اہل سنت بالاتفاق اقرار کر رہے ہین کہ جب کل مہاجر و انصار دست حضرت ابوبکر پر بیعت کر چکے تو حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے طلب کیے گئے اور اودن حضرت نے بیعت سے انکار کیا اور

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا کہ حقدار خلافت مین ہون اور بغیر کرنے بیعت کے واپس چلے آئے - جسکا
مختصر حال تنقیح نمبر پنجم مین لکھا گیا ہے - ان معتبر اقرارون کے خلاف مولوی
محمد جہانگیر خان صاحب نے ایک جدید اجتہاد ایجاد فرمایا ہے کیون نہو - اگر پدر
نتواند پسر تمام کند + امیر معاویہ کے اجتہاد نے تو آل رسول کی دشمنی کو اس درجہ
ترقی دی کہ ہر مسجد مین علی اور اولاد علی علیہ السلام پر مثل ذکر الٰہی علانیہ لعنت ہونے
لگی اب دیکھیں کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اجتہاد کو نسا رنگ پیدا کرتا ہے
چوتھے مسلم اور بخاری کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ وفات جناب سیدہ کے بعد لوگون
کے رخ حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے برگشتہ ہو گئے تھے - اور جو وجاہت
اور وقار آن حضرت کا حیات جناب سیدہ مین تھا وہ بعد وفات جناب سیدہ باقی نہ رہا
لہذا بمجبوری جناب امیر کو صلح کرنی پڑی - کیونکہ چھ ماہ تک آپ بغیر کرنے بیعت کے
ایک حال پر قایم رہے اور امت پر اپنا استحقاق خلافت ظاہر کرتے رہے
جب باستثناء چند کس کے امت نے خلیفہ برحق کیجانب رجوع نہ کیا تو بمقتضائے
مصلحت وقت آپ کو صلح کرنی پڑی اگر صلح نہ کرتے تو جسقدر خونریزی قتل حضرت
عثمان کے بعد ہوئی اور جنگ جمل و جنگ صفین و واقعہ کربلا کی نوبت پہونچی یہ نوبت
زمانہ خلافت حضرت ابوبکر ہی مین پہونچ جاتی - اور امام وقت کا کار منصبی یہی ہے
کہ مصلحت وقت کا خیال رکھے اسیکا نام تقیہ ہے - پس جس مصلحت سے جناب رسول
خدا صلعم نے کفار مکہ کے ساتھ صلح کی تھی اوسی مصلحت سے حضرت علی علیہ السلام نے
حضرت ابوبکر کے ساتھ صلح کی - اور جس مصلحت سے رسولخدا صلعم بارہ برس کامل
وعظ و پند کرتے رہے اور کفار مکہ جو ظلم کرتے تھے اونکو برداشت فرماتے تھے
مگر آمادہ بجنگ نہوئے - اوسی مصلحت سے حضرت علی علیہ السلام سب کچھ دیکھتے تھے
مگر ساکت تھے آمادہ بجنگ نہوتے تھے - اور جسطرح جناب رسولخدا صلعم نے کفار مکہ پر

Presented by Ziaraat.Com

مصلحت وقت دیکھکر جہاد کیا۔ اوسی مصلحت کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نے جنگ
جمل و جنگ صفین مین جہاد کیا۔ اور امام حسین علیہ السلام کے واسطے یہی مصلحت تھی
کہ وہ بیعت یزید سے انکار کرین اور اپنی شہادت کو قبول فرمادین اگر ایسا نہ کرتے
تو دین اسلام گل ہوجاتا۔ اور کوئی مومن اس دنیا مین باقی نہ رہتا اور باب شفاعت
مسدود ہوجاتا۔ اور امام حسن علیہ السلام نے جو معاویہ سے صلح کی اوسوقت کی مصلحت
یہی تھی۔ اول تو آپ کے لشکر کے لوگ خالصتًا لِلّٰہ آپ کی امامت پر مستعد نہ تھے
اور انکے حصول عیش دنیا کی جانب مائل تھے اور زبان سے اقرار فرمانبرداری
امام حسن علیہ السلام کا کرتے تھے۔ دوسرے اگر امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے تو
عوام کے نزدیک ثابت ہوجاتا کہ فرزند رسول نے بطلب ریاست و خواہش دنیا
ہزارہا مسلمانون کا خون کرادیا۔ اور اس صلح سے ظاہر کردیا کہ حضرت علی علیہ السلام
کی جنگ واسطے قیام دین اسلام کے تھی تاکہ اسلام مین مذہبی اختلاف باقی نرہے
اور اٹھانا۔ نیز یہ بات ثابت ہوجاوے کہ مخالفان علی جو علی کے ساتھ جنگ کرتے
ہین دشمن ہین خدا اور رسول خدا کے اور اس اظہار سے غرض یہ تھی کہ خلق اللہ
واہو کے اور فریب مین آکر مخالفان علی کے اعتقادات کے پیرو نہوجاوے اور
سزاوار آتش دوزخ نہوجاوے اور جبکہ حضرت علی علیہ السلام کی جنگ سے یہ
بات مثل روز روشن ظاہر ہوچکی تھی کہ جو لوگ جنگ جمل مین بہمراہی حضرت عائشہ
و جنگ صفین مین بہمراہی امیر معاویہ اس جناب سے لڑے وہ سب دشمنان علی
و دشمنان خدا اور رسول خدا ہین اور نجات عقبیٰ سے محروم ہین تو پھر مکرر اس اظہار کی
ضرورت باقی نہ رہی تھی کہ امام حسن علیہ السلام امیر معاویہ سے جنگ کرتے۔
امام حسن علیہ السلام دیکھتے تھے کہ معاویہ نے علانیہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ براہ
دشمنی جنگ کی اور کل مسلمان واقف ہوگئے کہ امیر معاویہ و طرفداران امیر معاویہ

Presented by Ziaraat.Com

بوجہ دشمنی جناب امیر دشمن خدا اور دشمن رسول ہوگئے اور یہ سب دوزخی ہیں
پھر بھی لوگونکی رغبت جانب معاویہ ہے ان لوگون کے دلون مین محبت
اسلام و اعتقاد رسول بالکل نہین اگر اب دوبارہ امیر معاویہ کے ساتھ جنگ
کی جاویگی تو بجز خونریزی کے نتیجہ کچھ بھی نہ نکلے گا اور راست گو اسباب کا یقین
ہو جاویگا کہ بنظر حصول سلطنت یہ جنگ کیجاتی ہے نہ بغرض تقویت دین
اگر دین اسلام کی کوئی اصلیت ہوتی تو فرزند رسول بغرض حصول سلطنت
جنگ نہ کرتے اس مصلحت کے مطابق امام حسن علیہ السلام کو صلح کی ضرورت ہوئی
تاکہ عوام پر ظاہر ہو جاوے کہ اہلبیت رسول طمع دنیا سے بری ہین ان کے
دلون مین خواہش سلطنت کا کوئی اثر نہین اگر سلطنت کی خواہش ہوتی تو
باوجود موجود ہونے اعانت ظاہری کے امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے
بلکہ اہلبیت رسول کی جنگ یا صبر محض تقویت دین و بقاء اسلام کے واسطے ہی
چنانچہ امام حسن علیہ السلام کے صلح کرتے ہی لوگون نے دست امیر معاویہ پر بیعت
کرنی شروع کردی اور دل اونکے جو مائل تھے جانب معاویہ وہ ظاہر ہوگیا۔
اور معتقدان حضرت معاویہ آج تک اس صلح کی خوشی کا اظہار کرتے چلے جاتے
ہین ۔ جسکی سبب سے ہر مومن دشمنان حضرت علی کو پہچان لیتا ہے اور واقف
ہوجاتا ہے کہ یہ لوگ بوجہ اعتقاد امیر معاویہ علی و اولاد علی کے دشمن ہین۔
اور اس دشمنی کے سبب نجات عقبیٰ سے محروم ہین ۔ اس واقفیت پر بھی جو
لوگ بلا سبب ناری ہونا قبول کرین تو اسمین مومنین کو کیا ضرر ہے ہر شخص
اپنے فعل کا مختار ہے ۔ البتہ مومنین پر اسقدر واجب ہے کہ ہر زمانہ مین ان
واقعات کا بنظر اشاعت اشاعت دین اظہار کرتا رہے تاکہ قیامت مین کسیکو
یہ عذر باقی نہ رہجاوے کہ ہم ان حالات سے واقف نہ تھے ۔ اور اسی واسطے

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت قبول کی پس اگر امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے
یا امام حسین علیہ السلام شہید نہ ہوتے تو فرقہ ناری و فرقہ ناجی کی تمیز دشوار ہو جاتی
آخر مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۹۵ مین تحریر فرماتے
ہین کہ حضرت عمر کو اہلبیت کے ساتھ مطلق کینہ نہ تھا۔ اس کینہ کے بڑے بڑے
بردست ثبوت تو مین لکھنا نہین چاہتا کیونکہ اونکے پڑھنے سے اہل سنت کو
رنج ہوگا اور یہ رسالہ بنظر اظہار حق تحریر کیا جاتا ہے نہ بنظر رنج رسانی لہذا ثبوت
کینہ کے واسطے مین اسی پر اکتفا کرتا ہون کہ مسلم و بخاری کی روایت مذکورہ بالا
سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کو واسطے صلح کے
تنہا بلایا تھا اور حضرت عمر کی ملاقات سے انکار کرکے کراہیت ظاہر کی تھی اور
حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو تنہا جانے سے بقسم منع کیا اگر حضرت عمر کو کینہ نہ تھا تو
حضرت ابوبکر کو تنہا جانے سے کیون منع کیا۔ اور حضرت علی اگر حضرت عمر کو فتنہ پرداز
نہ سمجھتے تھے تو اونکی ملاقات سے بہمراہی ابوبکر کراہت کیون ظاہر فرمائی۔ اس
اظہار کراہت کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کو بغرض
صلح طلب کیا تھا اونکو خیال تھا کہ اگر حضرت عمر ہمراہ آوینگے تو کوئی فتنہ برپا کرینگے
اور صلح ہونے دینگے اور یہ دلیل باہمی رنج و کینہ کی ہے نہ اتحاد باہمی کی۔
مجیبٹ یہ بات باقرار مسلم و بخاری ثابت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوبکر و
حضرت عمر کو کاذب و گنہگار و خیانت کرنیوالا و غادر یعنی بدعہد جانتے تھے جسکا
ذکر بخاری جلد دوم صفحہ ۵۷۵۔ و مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰ مین موجود ہے بنظر اختصار
صرف صحیح مسلم کی روایت ذیل مین نقل کیجاتی ہے۔ جو کچھ مسلم نے لکھا ہے وہی
بخاری بھی لکھتا ہے۔

مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰۔ باب الفی۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ بَعَثَ اِلَيَّ

Presented by Ziaraat.Com

فهل لك يا امير المؤمنين في عثمان وعبد الرحمن بن عوف و
الزبير وسعد فقال عمر نعم فاذن لهم جاء فقال هل لك في عباس وعلي
قال نعم فاذن لهما فقال عباس يا امير المؤمنين اقض بيني وبين
هذا الكاذب الآثم الغادر الخائن قال فقال القوم اجل يا
امير المؤمنين فاقض بينهم وارحهم فقال مالك بن اوس يخيل
لي انهم قد كانوا قدموهم لذلك فقال عمر اتئدا انشدكم بالله
الذي باذنه تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول الله قال
لا نورث ما تركناه صدقة قالوا نعم ثم اقبل على العباس وعلي
فقال انشدكما بالذي باذنه تقوم السماء والارض اتعلمان ان
رسول الله قال لا نورث ما تركناه صدقة قال نعم فقال عمر ان الله
كان خص رسوله بينكم اموال بني النضير فوالله ما استاثر عليكم ولا
اخذها دونكم حتى بقي هذا المال فكان رسول الله ياخذ نفقة سنة ثم
يجعل ما بقي اسوة المال ثم قال انشدكم بالله باذنه تقوم السماء
والارض اتعلمون ذلك قالوا نعم ثم نشد عباسا وعليا بمثل ما
نشد به القوم اتعلمان ذلك قال نعم قال فلما توفي رسول الله قال
ابو بكر انا ولي رسول الله فجئتما تطلب ميراثك من ابن اخيك
ويطلب هذا ميراث امراته من ابيها فقال ابو بكر قال رسول الله
لا نورث ما تركناه صدقة فرايتماه كاذبا آثما غادرا خائنا والله يعلم
لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفي ابو بكر وانا ولي رسول الله
وولي ابي بكر فرايتماني كاذبا آثما غادرا خائنا والله
يعلم انه لصادق بار راشد تابع للحق الى آخره

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عباس اور حضرت علی باہمی جھگڑا کے فیصلہ کو حضرت عمر کے پاس بزمانہ خلافت
حضرت عمر گئے اور دونون صاحبون نے حضرت عمر سے کہا کہ ہم دونون کے باہمی
جھگڑے کا فیصلہ کر دو پس کہا حضرت عمر نے حضرت علی و حضرت عباس سے کہ جب
فوت ہوئے رسول اللہ اُسوقت کہا حضرت ابو بکر نے کہ مین ولی رسول اللہ ہون
اور اُسوقت تم دونون ابو بکر کے پاس آئے اور تم اے عباس اپنی بھتیجی کے مال سے
ترکہ مانگتے تھے اور علی اپنی زوجہ کا ترکہ مانگتے تھے انکے جواب مین ابو بکر نے کہا
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہین چھوڑتے جو کچھ چھوڑتے ہین
وہ صدقہ ہے۔ تمنے اے عباس اور علی نے ابو بکر کو جھوٹا اور گنہگار اور غدار
یعنی بدعہد ظلم کرنیوالا بیوفا اور خائن یعنی خیانت کرنے والا جانا۔ پھر وفات
پائی ابو بکر نے اور مین ولی رسول اللہ و ولی ابو بکر ہوا تمنے مجھکو بھی جھوٹا اور
گنہگار اور غدار اور خیانت کرنیوالا جانا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ مین اور
ابو بکر دونون راست باز اور تابع حق ہین۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت ابو بکر اور حضرت
عمر کو دروغگو اور گنہگار اور غدار یعنی بدعہد ظلم کرنیوالا بیوفا اور خائن یعنے
خیانت کرنیوالا جانتے تھے جسکا اقرار خود حضرت عمر نے کیا ہے اور جس اقرار کا
ثبوت صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے صاف طور پر ہوتا ہے۔ اور مذہب اہل سنت
مین صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے زیادہ معتبر کوئی دوسری کتاب نہین ہے اور
حضرت عمر اپنے کو اور حضرت ابو بکر کو راستباز جانتے تھے۔ جس سے چند امر
ثابت ہوتے ہین۔ اول یہ کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب و دیگر اہل سنت جو
عام طور پر کہتے ہین کہ باہم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت
علی اتحاد قلبی تھا اور ایک دوسرے کا معین اور مددگار تھا اور یہہ چارون

Presented by Ziaraat.Com

(آپس) میں یار تھے اور اونمیں دلی دوستی تھی اس قول کو ہم صحیح سمجھیں یا حضرت عمر
کے قول کو صحیح سمجھیں اگر مولوی صاحب ممدوح و دیگر اہل سنت کا یہ دعوے
صحیح ہے تو حضرت عمر کا اقرار غلط قرار پاتا ہے اور مسلم اور بخاری پر الزام کذب
عاید ہوتا ہے جنہوں نے حضرت عمر کی نسبت اقرار غلط کا اتہام کیا اور اگر حضرت
عمر راستباز ہیں اور مسلم اور بخاری نے اقرار صحیح کی نقل کی ہے تو مولویصاحب
ممدوح مع دیگر اپنے ہم مذہبوں کاذب ٹھہرتے ہیں اب مولویصاحب ممدوح
جسکا کاذب ہونا قبول فرمادیں ہم اوسی کو کاذب جانیں - اگر مولویصاحب
ممدوح اپنا اور اپنے ہم مذہب اہل سنت کا کاذب ہونا تسلیم کرینگے تو تمام
افعال و اقوال اہل سنت کے لغو اور باطل ہو جاوینگے اور از سر نو تجدید ایمان
کی ضرورت ہوگی - تو اس تجدید ایمان میں مولویصاحب اور اونکے ہم مذہب
اہل سنت کونسا مذہب اختیار کرینگے اس ارادہ کو بھی ظاہر فرمادیں - اور
اگر حضرت عمر کے اس اقرار سے کہ حضرت علی نے اونکو اور حضرت ابوبکر کو دروغ گو
اور گنہگار اور غدار اور خائن کہا انکار کرینگے تو مسلم اور بخاری کاذب قرار پاوینگے
اور کتب ہاے صحیح مسلم و صحیح بخاری قابل اعتبار نہ رہینگی اور بربنا عقاید شیعہ
خلافت خلفاء ثلثہ سے انکار کرنا پڑیگا اور مذہب شیعہ قبول کرنا ہوگا - بہرحال
مسلم و بخاری اہل سنت کی کتب مسلمہ ہیں جنکا رتبہ بعد قرآن سمجھا جاتا ہے
ان کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت علی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو دروغ گو اور
گنہگار اور غدار اور خائن جانتے تھے - تو حضرت علی کے اس تصدیق کے خلاف
معتقدان حضرت علی خلفاء ثلثہ کے خلیفہ برحق اور امام واجب الطاعت ہونے کو
کب قبول کرسکتے ہیں - اور جو لوگ حضرت علی کے اس ارشاد سے منحرف ہوکر خلفاء
ثلثہ کے صادق القول اور بے گناہ اور راستباز ہونے کو قبول کرتے ہیں اور

Presented by Ziaraat.Com

اور کلو خلیفہ برحق جانتے ہین وہ حضرت علی کی تکذیب کرنیوالے ہین اور قول حضرت علی کی تکذیب بجز دشمنان حضرت علی کوئی دیانتدار نہین کر سکتا۔ کیونکہ مراتب حضرت علی اس تنقیح کے ابتدا مین تحریر ہو چکے ہین ایسے مراتب کا برگزیدہ اور جلیل الشان و معصوم بزرگ اپنے منھ سے کوئی لفظ غلط نہین نکالا کرتا۔ پس ان وجوہ سے مین کہہ سکتا ہون کہ حضرت علی علیہ السلام جسکو کاذب کہین وہ یقیناً کاذب ہے۔ اور جبکہ خود حضرت عمر اقرار کرتے ہین اور اوس اقرار کو بخاری و مسلم سے معتبر عالمون نے قلمبند کیا ہے تو اسمین کونسا شک باقی رہ گیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو کاذب خیانت کرنیوالا اور غدار اور گنہگار کہا۔ اسلیے ہر مومن مسلمان حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے کاذب و خائن و غادر و گنہگار ہونے مین بلا حجت و تکرار فرمانبرداری کریگا قول حضرت علی کی نہ اعتقاد اہل سنت کی کیونکہ اہل سنت کے پیشوائے دین و رہنما حضرت ابو بکر و حضرت عمر ہین۔ تو جس مذہب کے پیشوا جناب مظہر العجائب علی ابن ابیطالب کے قول کے مطابق کاذب و خائن و غادر و گنہگار ہون وہ مذہب کیونکر ناجی قرار پا سکتا ہے۔

شاقوین۔ روایت مذکورہ سے ثابت ہو کہ جب حضرت ابو بکر بغرض صلح تنہا حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے بیعت کو وعدہ فردا پر ٹالا بیعت نہین کی اور قیاس بھی اسبات کو قبول نہین کرتا کہ جن لوگون کو حضرت علی علیہ السلام کاذب غادر خائن و گنہگار بتلا دین اونکی بیعت بھی کرین ان الزامات کا دھبہ مٹانیکے واسطے حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے معتقدین نے غلط مشہور کرا دیا ہے کہ بعد چھہ ماہ بیعت کر لی صحیح اسیقدر ہے کہ بہ تقیہ صلح کر لی تھی وہی صلح از نام بیعت مشہور کی گئی جیسا کہ معاویہ نے مشہور کیا تھا کہ تخلیہ مین امام حسین علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

نے یزید کی بیعت کرلی۔

آٹھویں۔ فرضی طور پر یہ بھی قبول کرلیا جاوے کہ بوجہ عدم رجوع امت و عدم موجودگی یاور وبعض مصلحتاً جناب امیر نے بیعت بھی کرلی ہو تو اس بیعت سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو کوئی فخر حاصل نہیں ہو سکتا جبکہ حضرت علی علیہ السلام باوانہ بلند فرماتے ہیں کہ حضرت ثلثہ نے بلا استحقاق خلافت پر قبضہ اور بجہالت بیگناہی میرے ساتھ عداوت کی اور میری اطاعت وفرمانبرداری سے برگشتہ ہوئے چنانچہ اون حضرت نے اعداے دین کی شکایت مین جو کلمے اپنی زبان مبارک سے فرماے ہین وہ ذیل مین نقل کئے جاتے ہین۔

حضرت علی علیہ السلام کے مصنفہ اشعار مندرجہ ذیل تاریخ ابوالفداو سیرۃ المحمدیہ سے نقل ہوئے ہین اور یہ دونون کتابین اہل سنت کے معتبر عالمون کی مصنفہ ہین۔

وَفِی الْقُرْاٰنِ اَلْزِمُهُمْ وِلَائِیْ	وَاَوْجَبَ طَاعَتِیْ فَرْضًا بِعَزْمٍ
قران مین میری محبت لازمی تبلائی گئی ہے	اور واجب کردی آپ ہی میری محبت اطاعت اور فرمانبرداری
کَمَا هَارُوْنُ مِنْ مُوْسٰی اَخُوْهُ	کَذٰلِكَ اَنَا اَخُوْهُ وَذَا اسْمِیْ
جیساکہ ہارون موسی کے بھائی تھے	اسیطرح مین جناب محمد صلعم کا بھائی ہون
لِذٰلِكَ اَقَامَنِیْ لَهُمْ اِمَامًا	وَاَخْبَرَهُمْ بِهٖ بِغَدِیْرِ خُمٍّ
اور مقرر کیا مجھکو آنحضرت نے امام امت	اور خبر دی میری امامت کی بروز غدیر خم
وَوَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ	لِجَاحِدِ طَاعَتِیْ وَمُرِیْدِ هَضْمِیْ
افسوس ہے اور پھر افسوس ہے اور پھر افسوس ہے	اون لوگون پر جو انحراف کرتے ہین میری اطاعت سے اور ارادہ کرتے ہین میری بربادی کا
وَوَیْلٌ لِلَّذِیْ یَشْقٰی سَفَاهًا	یُرِیْدُ عَدَاوَتِیْ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ
اور افسوس ہے اون لوگون پر جو اپنی بدبختی وبدنصیبی سے	ارادہ کرتے ہین میری عداوت کا بلا قصور

Presented by Ziaraat.Com

سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا — غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِیْ

مقدم ہوں میں اسلام میں سب سے — اس وقت سے کہ میں بالغ ہوا تھا

وَاَوْجَبَ لِیْ وِلَایَتَهٗ عَلَیْکُمْ — رَسُوْلُ اللّٰهِ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ

اور واجب کردی ولایت میری سب پر — رسول اللہ نے بروز خم غدیر

وَاَوْصَانِی النَّبِیُّ عَلَی اخْتِیَارٍ — لِاُمَّتِهٖ رِضًا مِّنْکُمْ بِحُکْمِیْ

اور وصیت کی نبی نے بر اختیار اپنی — اپنی امت کو بحکم رضامندی اپنے

اَلَا مَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ بِهٰذَا — وَاِلَّا فَلْیَمُتْ کَمَدًا بِغَمٍّ

سو جو چاہے ایمان لائے میری اس مختار ہونے پر — اور جو کوئی ایمان نہ لاویگا وہ بہت غم کا سا رہیگے

کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۱ - رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ علیہ السلام اِنَّهٗ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُوْ رَسُوْلِهٖ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَاذِبٌ مُّفْتَرٍ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ میں صدیق اکبر ہوں اور جو شخص بعد میرے صدیق اکبر ہونے کا دعوی کرے وہ کاذب اور مفتری ہے - اور نماز پڑھی ہے میں نے ہمراہ رسول خدا صلعم سب کے قبل -

تاریخ الخمیس شیخ حسین دیار بکری جلد دوم صفحہ ۲۷۰ - وَعَنْ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ النَّبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ الصِّدِّیْقُوْنَ ثَلَاثَةٌ حَبِیْبُ بْنُ مُرِّیٍّ النَّجَّارُ مُؤْمِنُ اٰلِ یٰسِیْنَ الَّذِیْ قَالَ یَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ وَحِزْقِیْلُ مُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ الَّذِیْ قَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَلثَّالِثُ وَهُوَ اَفْضَلُهُمْ - اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ فِی الْمَنَاقِبِ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ صدیق اس دنیا میں تین ہیں اول حبیب نجار مومن آل یسین دوم حضرت حزقیل مومن آل فرعون سوم حضرت علی ابن ابیطالب

Presented by Ziaraat.Com

اور علی صدیق ثالث اور دونوں صدیقوں سے اعلیٰ اور افضل ہیں
مولوی محمد جہانگیرخان صاحب اور کل فرقہ اہل سنت حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر
کہتے ہیں اور علی ابن ابیطالب فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر میں ہوں اور بجز میرے
جو شخص صدیق اکبر ہونیکا دعویٰ کرے وہ کاذب اور مفتری ہے جناب امیر کے
اس ارشاد کی تصدیق جناب رسول خدا صلعم کی حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ
نے فرمایا ہے کہ اس دنیا میں صدیق تین ہیں ایک حبیب نجار دوسرے
حضرت حزقیل تیسرے علی ابن ابیطالب جبکہ حسب ارشاد رسول خدا صلعم کے
بجز ان تین صاحبان موصوف کے کسی چوتھے کا صدیق ہونا ثابت نہیں تو پھر صدیق
چہارم حضرت ابوبکر کیونکر صدیق ہو گئے۔ اور حضرت ابوبکر کا دعویدار صدیق ہونا
اور اہل سنت کا حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر بنانا ارشاد نبوی کے خلاف ہی پایا گیا
اور تکذیب کرنیوالا ارشاد نبی کا کافر ہی پس اہل سنت کا فرقہ ناجی ہونا کسیطرح تسلیم کے لائق ہو سکتا
حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اشعار مذکورہ میں فرمایا ہے کہ بروز غدیر خم
رسول خدا صلعم نے مجھکو امام بنایا اور امت کو میری اطاعت اور فرمانبرداری کا
حکم دیا لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس جگہ حدیث غدیر کی نقل بھی کر دوں کیونکہ اس
حدیث کو اس کلام سے تعلق ہی گو اس حدیث کی نقل جناب مولوی شیخ احمد صاحب اپنی
تصنیفات میں بالتصریح کر چکے ہیں مگر بوجہ تعلق ضروری میں بھی ذیل میں نقل کئے دیتا ہوں
مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۶ و ۵۶۵ میں امام احمد ابن حنبل و ترمذی سے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے۔
وَعَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا نَزَلَ
بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّيْ اَوْلٰى
بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ
مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک

Presented by Ziaraat.Com

فقال لہ ھنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت مولای و مولےٰ
کل مومن و مومنۃ رواہ احمد۔ روایت ہے براء ابن عازب
زید ابن ارقم سے کہ جب فروکش ہوئے رسول اللہ صلعم بمقام غدیرخم
پکڑا ہاتھ علی ابن ابیطالب کا اور فرمایا کہ یٰایھا الناس (لوگو) کیا تم نہیں جانتے کہ میں اعلے
اور افضل ہوں جملہ مومنین سے سب نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ کیا میں تمہارے
نفسوں سے افضل و بہتر نہیں ہوں سب نے اقرار کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ الٰہی
جسکا میں آقا ہوں اوسکا علی آقا ہے۔ اے خدا۔ دوست رکھ اوسکو جو دوست
رکھے علی کو اے خدا دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔ بعد اسکے ملاقات کی حضرت
عمر نے علی علیہ السلام سے اور کہا کہ مبارک ہو تمکو اے علی کہ ہوگئے تم آقا میرے
اور آقا کل مومنین و مومنات کے۔

چونکہ چند واقعات متعلق اسکے مجھکو ذکر کرنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام عدم حصول
خلافت کے شاکی تھے اور جن کتابوں سے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ زبان
عربی میں ہیں عربی عبارتوں کی نقل سے بلاسبب طوالت ہوتی ہے لہذا
ترجمہ اون عبارتوں کا ذیل میں لکھے دیتا ہوں اصل عبارتیں اصل کتابوں
میں ناظرین ملاحظہ فرمالیں ہیں ہر کتاب کا نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۱۹- و ۲۰- بعد استقرار خلافت سقیفہ بنی ساعدہ
کے حضرت علی علیہ السلام طرف روضہ اقدس رسولخدا صلعم کے اشارہ کرکے فرماتے
تھے اور روکے آیہ جو حضرت ہارون نے وقت صعود کوہ طور و انحراف قوم سامری کے
پڑھا تھا تلاوت فرماتے تھے کہ آپ کی امت نے مجھے کمزور کردیا اور قریب تھے
کہ مجھے قتل کریں اور افسوس کہاں ہیں جعفر اور کہاں ہیں حمزہ آجکے روز اور
اسباب میں علی کا حال مشہور ہے اور اہل عرب بعد وفات رسول خدا صلعم تا

Presented by Ziaraat.Com

محمد بھی علی علیہ السلام سے منحرف اور روگردان رہے - اور بعض لوگ ایسے تھے کہ جنکو ادس خباب کے ساتھ بغض نہ تھا -
شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۵۰۶ - روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ظلم قریش کی شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدایا قریش نے مجھکو حق سے باز رکھا اور خلافت کو مجھ سے غصب کیا اور مجھ پر ظلم کیا -
شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۲۸۳ - حضرت سلمان اور زبیر اور بعض انصار کی خواہش تھی کہ بیعت کرین علیؑ سے اور جب بیعت ابو بکر کی ہو گئی تو سلمان نے صحابہ سے کہا کہ اجماع و بیعت مین تمنے خطا کی اور اے صحابہ تمنے مرد پیر کو اختیار کرکے خطا کی درباب ایجاب بیعت اہلبیت رسالت کے اور اگر اونکو خلیفہ کرتے ہرگز اختلاف واقع نہوتا -
شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۶۹ - زمانہ خلافت حضرت علی علیہ السلام مین شہر کوفہ مین لوگ جمع ہوے واسطے ادا سے نماز تراویح ماہ رمضان حضرت علی علیہ السلام نے لوگون کو تہدید کی اور منع فرمایا کہ یہ فعل خلاف سنت ہے بعضون نے ترک کیا پس امام حسنؑ مسجد مین تشریف لائے اور ہمراہ آپ کے درہ تھا اور جب نمازیون نے دیکھا باواز حزین اور دردناک سے پکارا کہ اے عمر اسوقت کہان ہے
شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۵۸۴ - زبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی و حضرت عثمان کے قلبی صفائی نہ تھی - بلکہ ظاہری آمد ورفت تھی - اور در پردہ رنج و ملال تھا -
کامل ابن الاثیر جلد دوم صفحہ ۲۹۰ - فی قصۃ الشوریٰ - حضرت عمر اپنی وصیت مین کہتے ہین کہ حضرت عثمان ضعیف الرائے ہین اور حضرت علی تیز ذہن اور بہترین آدمی

Presented by Ziaraat.Com

ہین اور جب حضرت مقداد نے واسطے انعقاد بیعت حضرت علی کے مجمع کیا پس
قوم کو طلب خلافت پیدا ہوئی اور کلام تند اور گفتگوے طویل شروع ہوگئی حضرت
عمار نے کہا کہ حضرت علی کی بیعت کرو مقداد نے کہا بچشم ابن ابی سرح نے کہا کہ
بیعت حضرت عثمان کی کرو۔ اوسوقت بنی ہاشم اور بنی امیہ مین تقریرین بہت ہوئین
عمار نے کہا اے گروہ مسلمین افسوس ہے کہ خلافت کو تم لوگ خاندان نبوت سے
نکالتے ہو۔ اتنے مین ایک مرد قبیلہ بنی مخزوم کا بولا اے پسر زن فریبہ تیری
باتین عداوت آمیز ہین حضرت علی علیہ السلام نے ایک خطبہ فصیح پڑھا اور فرمایا
کی اگر رسول اللہ صلعم اجازت دیجاتے تو مین ضرور تو سب پر شمشیر نکالتا۔ اور کوئی
شخص قبل میرے دعوت رسالت مین شریک تھا اور رحم رسول سے مجھے زیادہ
کوئی شخص قریب تر نہین ہے سنو میرے کلام کو اور قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ
یہ اہل مجمع ایک دوسرے پر تلوارین نکالین گے اور پیشوا اہل ضلالت واہل
جہالت کے ہونگے۔ کامل ابن اثیر سنت الجماعت مذہب کا عالم ہے جسکی
کتاب سے عبارت مذکورہ ترجمہ ہوئی اور اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن
لوگون نے مجمع کرکے حضرت عثمان کی خلافت کو قبول کیا اوبھین لوگون کی نسبت
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ لوگ اہل ضلالت اور اہل جہالت کے پیشوا
بنینگے پس حضرت عثمان و طرفداران حضرت عثمان اہل سنت کے پیشوا ہین اور جو لوگ
حضرت علی علیہ السلام کے معتقد ہین وہ اس ارشاد کے مطابق اہل سنت کو ضرور فرقہ
جہالت وضلالت مین شمار کرینگے لیکن مخالفان علی فرقہ اہل سنت کو جو کچھ سمجھین
وہ سمجھین اسمین کسی ایماندار کا کچھ ضرر نہین۔

تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۳۶۵ وتفسیر محی الدین ابن العربی فی تفسیر سورۃ الاخلاص
وشرح تجرید قوشجی صفحہ ۳۸۹ وشرح ابن میثم صفحہ ۹۴۔ ابن خلکان در ابن العربی ۔ د

شارح قوشجی و ابن عبد اللہ ابو علی جبائی و ابن الخشاب و ابن شبیب نحوی و مولوی ولی اللہ محدث دہلوی اقرار کرتے ہیں کہ خطبہ شقشقیہ حضرت علی علیہ السلام اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اما واللہ لقد تقمصها ابن ابی قحافة وانه ليعلم ان محلی منها
محل القطب من الرحى ينحدر عنی السيل ولا يرقى الی الطير
فسدلت دونها ثوبا وطويت عنها كشحا وطفقت ارتئی بين
ان اصول بيد جذاء او اصبر على طخية عمياء يهرم فيها الكبير
ويشيب فيها الصغير ويكدح فيها مومن حتى يلقى ربه فرايت
ان الصبر على هاتا احجى فصبرت وفی العين قذى وفی الحلق
شجى ارى تراثی نهبا حتى مضى الاول لسبيله فادلى بها الى
فلان بعده ثم تمثل بقول الاعشى شتان ما يومی على كورها
ويوم حيان اخی جابر فيا عجبا بينا هو يستقيلها فی حياته اذ
عقدها لاخر بعد وفاته لشد ما تشطرا ضرعيها فصيرها
فی حوزة خشناء يغلظ كلمها ويخشن مسها ويكثر العثار فيها والاعتذار
منها فصاحبها كراكب الصعبة ان اشنق لها خرم وان اسلس
لها تقحم فمنی الناس لعمر اللہ بخبط وشماس وتلون واعتراض
فصبرت على طول المدة وشدة المحنة حتى اذا مضى لسبيله
جعلها فی جماعة زعم انی احدهم فيا للہ وللشورى متى
اعترض الريب فی مع الاول حتى صرت اقرن الى هذه النظائر
لكنی اسففت اذ اسفوا وطرت اذ طاروا فصغى رجل لضغنه
ومال الاخر لصهره مع هن وهن الى ان قام ثالث القوم

Presented by Ziaraat.Com

نابها خضمه بني عمه يخضمون مال
الله خضمة الابل نبتة الربيع الى ان انتكث عليه فتله واجهز عليه
عمله وكبت به بطنته فما راعني الا والناس حولي كعرف الضبع
ينثالون علي من كل جانب حتى لقد وطئ الحسنان وشق عطفاي
مجتمعين حولي كربيضة الغنم حتى اذا نهضت بالامر نكثت طائفة
وسقت اخرى ومرقت اخرون ففسق ان امر ربه كانهم
لم يسمعوا كلام الله سبحانه حيث يقول تلك الدار الاخرة نجعلها
للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين
بلى والله لقد سمعوها ولكنهم احلولت الدنيا في اعينهم وراقهم
زبرجها اما والذي فلق الحبة وبرء النسمة لولا حضور الحاضر
وقيام الحجة بوجود الناصر وما اخذ الله تعالى على
العلماء ان لا يقاروا على كظة ظالم ولا سغب مظلوم لالقيت
حبلها على غاربها ولسقيت اخرها بكاس اولها ولالفيتم
دنياكم عندي كعفطة عنز ترجمہ حسب محاورہ اردو قسم ہے خدا کی
کہ خلیفہ ہوئے ابوبکر درانحالیکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت مین میرا حق بمنزلہ قطب
نسبت سنگ آسیا کے ہے (یعنی وفات رسول خدا صلعم کے بعد بجز میرے کوئی دوسرا
شخص حقدار خلافت نہ تھا اور جس طرح چکی مین ایک آہنی کیل لگائی جاتی ہے کہ
جس پر چکی کا بالائی پاٹ گردش کرتا ہے مگر میخ استقلال کے ساتھ اپنے
مقام پر قایم رہتی ہے اگر میخ آہنی نہو تو چکی بیکار ہے - اسی طرح خلافت کا تعلق
میرے ساتھ ہے کہ بغیر میرے خلیفہ ہوئے دین اسلام مین خرابی واقع ہوگی
اور امت گمراہ ہوجاویگی) اور دریا ے علوم وفیوض ظاہری وباطنی مین ہون-

Presented by Ziaraat.Com

اور میرا مرتبہ کمال اسقدر بلند ہے کہ خیال بشری میرا تک نہ پہونچ نہین سکتا جیسے
کہ انتہائے بلندی تک پرندہ نہین پہونچ سکتا۔ اور مین نے چشم پوشی اور سکوت
کیا نزاع خلافت مین اور غور کرتا رہا اس امر کیطرف کہ بحالت عدم موجودگی
معین و انصار کے آمادہ بجنگ ہون یا صبر کرون اس زمانہ پر آشوب و فتنہ
و فساد مین صبر اس درجہ سخت نظر آتا تھا کہ جسمین کم سن بڈھا ہوجاتا ہے۔
اور جوان ضعیف و ناتوان ہوجاتا ہے اور مومن کو اس صبر مین قربت الٰہی
نصیب ہوتی ہے۔ پھر مین نے صبر کرنا افضل سمجھا اور صبر کیا کہ جسکے سبب سے
آنکھون مین کھٹک اور حلق مین زخم ہوگیا۔ اور دیکھتا رہا اپنی میراث کو لٹتا
ہوا یہانتک کہ گذرا اول (یعنی فوت ہوے حضرت ابوبکر اور ختم ہوا زمانہ خلافت
اول کا۔) اپنے راستہ سے اور پھر جھکا یا اول نے فلانے کیجانب اپنے بعد۔
(یعنے مقرر ہوئی خلافت حضرت کی بعد وفات حضرت ابوبکر بحکم حضرت ابوبکر) اور
مثال دی آنحضرت نے قول اعشیٰ کی۔ کہ کسقدر فرق ہے روز سرگردانی سے پشت
ناقہ پر اور روز مصیبت حیان بھائی جابر سے تعجب ہے اوسکی (یعنی حضرت
ابوبکر کی) دو حالتون کے اوپر کہ اپنی زندگی مین اول طالب معافی ہوا اور
مقرر کرگیا دوسرے کے واسطے اپنی وفات کے بعد (یعنی وقت حصول خلافت
حضرت ابوبکر نے معافی چاہی کہ مجھسے قبول خلافت مین خطا ہوئی اور قریب مرگ
وصیت کردی کہ میرے بعد حضرت عمر خلیفہ ہون) ان دونون نے پستان
شیرخوار کو خوب چوسا (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے دل بھر کر عیش خلافت
وحظ خلافت کو حاصل کیا) اور حالت خشونت مین خلافت کو چھوڑا۔ جسکا زخم
سخت تھا اور خشونت مین بھرا ہوا تھا۔ یعنی سخت مزاج و زود رنج و غصہ ور
جیسا کہ سوار کسی سرکش و بے محنت جانور کا خوفناک رہتا ہی اس امر سے کہ اگر اسے

Presented by Ziaraat.Com

ان کی جماعت کھینچا ہے تو نکیل کے ٹوٹنے کا ڈر ہے اور ڈھیلا چھوڑ دینے سے بے قابو ہو جانیکا اندیشہ ہے قسم خدا کی ایک مین ہی نہین بلکہ کل امت اس وحشت اور تلون اور زبان درازی کی معترض تھے (جناب امیر نے یہ الفاظ زمانہ خلافت ثانی کے سختیون اور تلون اور زبان درازی کے بارہ مین ارشاد فرماے ہین کہ اگر مین صبر و سکوت کے ساتھ دیکھتا رہتا تو اسلام برباد ہو تا تھا اور دخل دیتا تھا تو فتنہ و فساد پیدا ہوتے تھے) پس صبر کیا مین نے طول مدت پر (یعنی خلافت ثانی کے زمانہ دراز پر) اور سخت محنت پر (یعنی اس زمانہ دراز مین جو حفاظت شریعت مین حضرت علی نے محنت گوارا فرمائی اوسکی نسبت آپ فرماتے ہین کہ مین نے اس سخت محنت پر بھی مدت دراز تک صبر کیا) یہانتک کہ جب گذرا وہ (یعنی فوت ہوے خلیفہ ثانی) مقرر کر گئے ایک جماعت کو اور اونکے زعم مین اوس جماعت مین ایک مین بھی شمار کیا گیا (یعنے وقت موت خلیفہ ثانی نے تعین خلافت کے واسطے چند لوگ نامزد کئے اونہین حضرت علی کو بھی شمار کیا تھا جو کہ در اصل خلیفہ برحق تھے) خدایا تو بچا آفتون اور شوری سے کیا شک ہوا تھا اوسکو (یعنی خلیفہ ثانی کو مجھ سے ساتھ اول کے (یعنی حضرت ابوبکر کے) کہلایا گیا ان سے لیکن مین شریک ہوا اونکے ساتھ جب اونھون نے پست پروازی کی اور بلند پروازی کی اونکے ساتھ جب اونھون نے بلند پروازی اختیار کی (یعنی وقت تعین خلافت ثالث مجھکو اہل شوری کے ساتھ شریک ہونا پڑا اور کوئی برتاو مخالفت کا مین نے نہین کیا) پھر مائل ہوا ایک شخص اپنے کینہ کیجانب (یعنی سعد جسکا باپ وقاص غزوہ بدر مین حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا) اور مائل ہوا دوسرا رشتہ دامادی کیجانب (یعنی عبد الرحمن بن عوف) اور مقرر ہوا تیسرا قوم ثالث سے (یعنی حضرت

Presented by Ziaraat.Com

عثمان باتفاق سعد ابن ابی وقاص وعبد الرحمن بن عوف خلیفہ مقرر ہوئے
اور اوٹھے اوسکے ساتھ بنی امیہ اور کھانے لگے مال خدا کو بے انتہا مانند اون
شترونکے جو موسم بہار مین سبزہ کو کھاتے ہین - یہانتک کہ ٹوٹ گیا رشتہ خلافت
اور اوسکا عملدرآمد اوسکے قتل کا باعث ہوا - پھر جمع ہوا میرے گرد انبوہ کثیر اور
آتے تھے میرے پاس پے درپے اور اسقدر انبوہ ہوا کہ حسنین لوگون کے
پاؤنکے نیچے دب گئے اور میرا پیرہن دونون جانب سے چاک ہوگیا - اور ہر طرف
سے واسطے بیعت کے لوگ مجبور کرنے لگے - پھر مین جب سب کے اصرار پر
خلافت کے لیے مستعد اور حکمران بنا تب ایک گروہ نے پیمان شکنی کرکے شکست
بیعت کی اور دوسرے گروہ نے نافرمانی کی اور منحرف ہوگئے حکم خدا سے
گویا اونھون نے کلام الٰہی کو سنا ہی نہ تھا - کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ دار آخرت ہم
کرینگے اونکے لیے جو نہین چاہتے ہین بلندی زمین مین - اور نہین چاہتے فساد
کرنا - اور انجام نیک متقی پرہیزگارونکا ہے - ہان خدا کی قسم تحقیق کہ سنا ہے
اس آیت کو اور یاد بھی کیا ہے لیکن دنیا آنکھون مین پیاری نظر آئی اور اسکی
زینت نے اونکو فریفتہ کیا - قسم اوسکی جسنے دانہ کو شق کرکے درخت پیدا کیا اور
انسان اور حیوان کے جسم مین جان ڈالی - اگر مسلمین کے رجوع ہونے
اور مددگارونکے میسر آنے سے مجھپر حجت قائم نہوتی تو منصب خلافت کو اوسکے
حال پر چھوڑ دیتا - کیونکہ پروردگار عالم نفوس زاکیہ صفیا کو تکلیف ساتھ اسکے
نہین دیتا ہے کہ راضی نہون صبر نکرین جفاکارونکی سیری اور مظلومونکی گرسنگی پر
اور سکوت اور صبر کرتا مثل اول کے دینی حکومت ظاہری کو اختیار نکرتا اگر
ایک گروہ مسلمین کا میرا مددگار نہو جاتا اور جسطرح عہد خلیفہ اول مین صبر کرکے
گوشہ نشین ہوا تھا اوسی طرح قتل خلیفہ سیوم کے بعد بھی صبر وسکوت کرتا اور حکومت

Presented by Ziaraat.Com

(تھا ہر حق کو اختیار نکرنا)

یہانتک جناب امیر نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ ناگاہ ایک شخص اہل سواد سے اٹھے ایک خط جناب امیر کو دیا آپ پڑھنے لگے اور خطبہ ناتمام رہ گیا۔ جب آپ خط پڑھ چکے تو ابن عباس نے کہا کہ آپ نے اپنے بیان کو جہاں سے ناتمام چھوڑا ہے ختم فرما دیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ہیہات یا ابن عباس تلک شقشقة هدرت ثم قرت یعنی وہ ایک شقشقہ تھا کہ نکلا جوش ہوا اور پھر تھم گیا اب اوسکا اثر باقی نہ رہا۔ ابن خشاب بڑا ظریف اور خوش طبع تھا۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ۶۰۳ھ ہجری میں ابو الخیر واسطی نے مجھ سے کہا کہ میں نے اس خطبہ کو ابی محمد عبد اللہ ابن احمد معروف بابن الخشاب کے سامنے پڑھا پس جب میں پہنچا اس مقام پر جہاں ابن عباس نے درخواست کی تھی جناب امیر سے کہ جو باقی رہ گیا ہے اوسکو بھی ارشاد فرمائیں تو ابن الخشاب کہنے لگے کہ اس وقت اگر میں ہوتا تو ابن عباس سے عرض کرتا کہ تمھارے ابن عم کے دل میں باقی کیا رہ گیا ہے جو بیان کریں جو کچھ دل میں تھا وہ سب کہہ چکے اب سوال کیا کرتے ہو۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میں نے ابو الخیر سے کہا کہ اس خطبہ کو حضرت کی جانب منسوب کرتے ہیں جواب دیا ابو الخیر نے کہ واللہ میں نے اس خطبہ کو اون کتابوں میں دیکھا ہے جو سو برس پیشتر پیدائش شریف الرضی کے تصنیف ہو کی تھیں اور اکثر فقرات اس خطبہ کے تصانیف ابی القاسم بلخی پیشوا اہل العدل میں دیکھے گئے۔ اور ابی جعفر کی کتاب انصاف میں اس خطبہ کو میں نے دیکھا جو شریف رضی کے قبل فوت ہو چکا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صحابہ نے مجھکو خلافت سے اور میراث باغ فدک سے محروم کیا۔ اور میں نے اس ظلم کو برداشت کر کے صبر کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سزاوار خلافت حضرت

Presented by Ziaraat.Com

علی علیہ السلام تھے اور وہ بوجہ دشمنی اصحاب خلافت سے محروم کیے گئے پس جن
لوگون نے حضرت علی علیہ السلام کو بوجہ دشمنی خلافت سے محروم کیا۔ اون
دشمنان علی کا پیشوا بنانا اور اس دشمنی کو دخل دوستی کرنا دشمنان خدا اور دشمنان
رسول اللہ کا کام ہے نہ کسی ایماندار کا۔ کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
اگر حضرت علی علیہ السلام نے شوق محبت و رضامندی کے ساتھ خلفاء ثلثہ کی بیعت
کی تھی تو پھر اپنی زبان مبارک سے یہہ کیون فرمایا کہ مین خلافت سے محروم
کیا گیا اور مین نے اس مصیبت مین صبر کیا اور خلیفہ بنے حضرت ابوبکر اونکے بعد
حضرت عمر اونکے بعد حضرت عثمان۔ جبکہ حضرت ابوبکر برضامندی حضرت علی علیہ السلام
خلیفہ ہوے تھے اور اون حضرت نے کمال شوق کے ساتھ اونکی بیعت کی تھی
تو پھر خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان حضرت علی علیہ السلام کو
باعث مصیبت کیون ہوئے۔ اور صبر کس بات کا کرنا پڑا۔ صبر وہ شخص کرتا ہے
کہ جسکا حق چھینا جاوے اور وہ انصاف سے ناامید ہو۔ دوسرے جناب امیر نے
جو اپنے اشعار مین فرمایا ہے کہ مجھکو رسولخدا نے بروز غدیر خم اپنے حکم سے امام
بنایا تھا۔ مگر میرے ساتھ بے قصور عداوت کیجاتی ہے اور میرے قتل کا ارادہ
کیا جاتا ہے۔ یہہ شکایت کن لوگونکی ہے۔ کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
آپ حضرت علی علیہ السلام کو (معاذاللہ) کاذب جانتے ہین یا صادق اگر صادق
ہو تو آپ کو یہہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ حدیث خم غدیر دربارہ خلافت و امامت حضرت
علی علیہ السلام کے ہے کیونکہ خود وہ جناب فرماتے ہین کہ بروز غدیر خم مجھکو رسولخدا
صلعم نے امام مقرر کیا ہے اور جب حدیث غدیر سے ثابت ہوگیا کہ حضرت علی
علیہ السلام کو رسول اللہ نے امام مقرر کردیا تھا تو پھر خلافت خلفاء ثلثہ کی باطل
اور مذہب اہل سنت کی بنیاد باقی نہ رہیگی۔ اور اگر حضرت علی علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

و آپ (نعوذ باللہ) کاذب جانتے ہین تو یہہ علامت دشمنی کی ہے اور دشمن
علی علیہ السلام کا اور رسول خدا کا دشمن قرار پاویگا - اور خدا کا دشمن اور نافرمانبردار کافر ہے
اور ہے اگر باہم خلفاء ثلثہ و اصحاب کے اور حضرت علی علیہ السلام کے دوستی اور
محبت اور صفائی ہوتی تو وہ جناب اونکے ظلم کے شاکی ہوتے اور یہہ نہ فرماتے
کہ بجز اہلبیت کے اور کوئی معین و مددگار میرا نظر نہین آتا - پس جن لوگون نے
اونسے روگردانی کی اور حقوق اونکے غصب کیے اونکو قابل رحمت سمجھنا اور اپنا
پیشوا بنانا کسی ایماندار کا کام نہین ہے - اور اگر ایماندار وہیکا نام ہے کہ مخالفان
علی رحمت اللہ علیہ کہے جاوین اور پیشوا دین بنائے جاوین تو ایسے اسلام سے
تو یہود و نصاری بدرجہا اعلی اور افضل ہین - اس بارہ مین شیعہ کیا بیجا
کہتے ہین - اور کونسی وجہ ان ظاہری ثبوتون کے مقابلہ مین ایسی ہے
کہ جسکے سبب سے شیعہ پیشوایان اہل سنت کے معتقد بنکر اپنی عاقبت خراب کرین -
تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۹۲ - قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ دَرَوِینَا
مِنْ وُجُوْهٍ اِنَّهٗ لَمَّا احْتُضِرَ الْحَسَنُ قَالَ لِاَخِیْهِ یَا اَخِیْ اِنَّ اَبَاكَ
اسْتَشْرَفَ لِهٰذَا الْاَمْرِ فَصَرَفَهُ اللّٰهُ عَنْهُ وَوَلِیَهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ اسْتَشْرَفَ لَهَا
وَصُرِفَتْ عَنْهُ اِلٰی عُمَرَ ثُمَّ لَمْ یَشُكَّ وَقْتَ الشُّوْرٰی اِنَّهَا لَا تَعْدُوْهُ
فَصُرِفَتْ عَنْهُ اِلٰی عُثْمَانَ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بُوْیِعَ عَلِیٌّ ثُمَّ
نُوْزِعَ حَتّٰی جُرِّدَ السَّیْفُ فَمَا صَفَتْ لَهٗ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَرٰی اَنْ یَجْمَعَ اللّٰهُ
فِیْنَا النُّبُوَّةَ وَالْخِلَافَةَ فَلَا عَرَفَنَّ مَا اسْتَخَفَّكَ سُفَهَاءُ الْكُوْفَةِ فَاَخْرَجُوْكَ

روایت کی ابن عبدالبر نے چند راویون کے بیان سے کہ جب قریب ہوا
وقت وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کا تو آپ نے فرمایا اپنے بھائی امام حسین
علیہ السلام سے کہ اے برادر باپ ہمارے افضل تر تھے واسطے منصب خلافت کے

Presented by Ziaraat.Com

لیکن بسبب اندازی کی منصب خلافت مین حضرت ابوبکر نے اور خلیفہ ثانی حضرت عمر نے
بعد حضرت عمر اور اونکے بعد حضرت عثمان اور بعد قتل عثمان جب بیعت ہوئی حضرت
علی علیہ السلام کے تو نزاع پیدا ہوئی اور نوبت بہ تلوار کشی پہونچی اور مین دیکھتا
ہون کہ ہم اہلبیت مین نبوت وخلافت جمع ہوتی معلوم نہین ہوتی۔

کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب تاریخ الخلفاء کی سیوطی کا تو آپکو بھی اقرار ہے
اور یہہ روایت اوسی تاریخ الخلفاء سے نقل کی گئی ہے۔ اب یہہ تو فرمایئے کہ
آپ امام حسن علیہ السلام کو راستباز سمجھتے ہین یا نہین۔ اگر آپ کے نزدیک امام
حسن علیہ السلام راستباز تھے تو امام حسن علیہ السلام تو صاف طور پر ارشاد فرماتے
ہین کہ سزاوار خلافت حضرت علی علیہ السلام تھے مگر تصرف کیا خلافت مین اول
حضرت ابوبکر نے اور اوسکے بعد حضرت عمر نے اوسکے بعد حضرت عثمان نے تو اس سے
ثابت ہے کہ حق علی کو بلا استحقاق خلفاء ثلثہ نے لیا۔ اور اوسکے بعد آپ فرماتے ہین
کہ قتل عثمان کے بعد جب حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی نوبت پہونچی تو
لوگون نے ایسا تنازع برپا کیا کہ نوبت بہ تلوار کشی پہونچی اس بیان سے
ظاہر ہے کہ آپ شاکی اونہین اصحاب رسول کے تھے کہ جنکے سبب سے جناب
علی علیہ السلام حکومت ظاہری سے محروم کیے گئے اور تنازعہ برپا ہو کر نوبت
بہ تلوار کشی پہونچی۔ پس جبکہ فرزند رسول کے ارشاد سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ سزاوار خلافت جناب امیر تھے اور خلفاء ثلثہ نے بلا استحقاق خلافت مین
تصرف کیا تو اس سے الزام غصب خلافت محتاج ثبوت نہ رہا۔ اور شیعہ اس
دعوی مین راستباز قرار پائے کہ حضرت علی علیہ السلام بلا فصل خلیفہ برحق یعنے
نائب رسول تھے۔ اور آپ کا بیان اس بارہ مین غلط ثابت ہوتا ہے کہ
حضرت علی علیہ السلام نے خلفاء ثلثہ کی بیعت بڑے اشتیاق اور کمال عقیدت سے

Presented by Ziaraat.Com

مانع علی۔ اگر اسکی کوئی اصل ہوتی تو فرزند رسول خلفاء ثلثہ کی خلافت پر اپنی بس ظاہر نہ کرتے اور سزاوار خلافت حضرت علی علیہ السلام کو نہ بتاتے اب دیکھیں کہ فرزند رسول کی صداقت میں آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ آپ نے امام حسن علیہ السلام کی مدح اسوجہ سے زیادہ کی ہے کہ امیر معاویہ کو اونھوں نے خلافت سپرد کر دی جسکے سبب سے اہل سنت کو حصول عیش و عشرت کے واسطے اشادی مل گئی۔ اسوجہ سے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کے ہم مذہب امام حسن علیہ السلام کے اس ارشاد کو تو بدل تسلیم فرمادینگے اور اس تسلیم سے ہمارے آپ کے اور شیعوں کے کوئی نزاع باقی نہ رہجاویگی۔ وَاَخْرَجَ الدَّارِقُطْنِی اَنَّ الْحَسَنَ جَاءَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَهُوَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنْزِلْ عَنْ مَجْلِسِ اَبِیْ فَقَالَ صَدَقْتَ وَاللّٰهِ اَلْمَجْلِسُ اَبِیْکَ روایت کی دارقطنی نے کہ ایک روز امام حسن علیہ السلام تشریف لائے نزد حضرت ابو بکر اور وہ منبر رسول اللہ پر بیٹھے خطبہ پڑھ رہے تھے فرمایا امام حسن علیہ السلام نے اوترے میرے باپ کے منبر پر سے پس کہا ابو بکر نے کہ سچ فرمایا آپ نے قسم خدا کی یہ جگہ آپ کے باپ کی ہے۔

اگر حضرت ابو بکر خلیفہ برحق تھے تو پھر امام حسن علیہ السلام کے اس ارشاد کو حضرت ابو بکر نے کیوں تسلیم کیا کہ یہ منبر آپ کے باپ کا مقام نشست ہے اور بقسم اسکو تصدیق کیا ہے جس سے حضرت علی علیہ السلام کا خلیفہ رسول ہونا اقرار حلفی حضرت ابو بکر سے بھی ثابت ہے۔

اصابہ ابن حجر عسقلانی باب الحاء مع السین فی ترجمۃ الحسین صفحہ ۲۸۲ وَقَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ اَتَیْتُ عُمَرَ وَهُوَ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَصَعِدْتُ اِلَیْهِ فَقُلْتُ اَنْزِلْ

Presented by Ziaraat.Com

عن منبر ابی واذهب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر واخذنی واجلسنی

ایک روز امام حسین علیہ السلام حضرت عمر کے پاس آئے اوس وقت حضرت عمر منبر پر بیٹھے خطبہ پڑھ رہے تھے امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین بے محابہ منبر پر چڑھ گیا اور کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اتر اور اپنے باپ کے منبر جا کہا حضرت عمر نے کہ میرے باپ کا کوئی منبر نہ تھا پھر بٹھا لیا نزدیک اپنے۔

اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہو کہ امام حسین علیہ السلام نے صاف طور پر حضرت عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اتر یعنے خلافت رسول سے دست برداری کرو اور اپنے باپکے منبر پر جا یعنے اپنے باپکے جانشین ہو کیونکہ جانشینی پیغمبر کے سزاوار ادنکے اہلبیت ہین اسکے جواب مین حضرت عمر نے کہا کہ کوئی منبر میرے باپ کا نہ تھا یعنے میرے باپ کسی سند حکومت یا نبوت کے مالک نہ تھے کہ مین اونکا جانشین نبتا مقام غور ہے کہ جن لوگونکی خلافت سے علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام انکار کرین اور جن لوگونکو مستحق خلافت قرار ندین اون لوگونکی خلافت کو ایماندار کیونکر تسلیم کر سکتے ہین اور شیعہ جو خلافت خلفاء ثلثہ کے منکر ہین وہ پیروی کرتے ہین علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام کی اس تعلیم کو ابن سبا یہودی کی تعلیم قرار دینا دشمنان آل رسول کا کام ہے کیا علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام بھی بہ تعلیم ابن سبا یہودی خلافت خلفاء ثلثہ کو باطل تبلاتے تھے۔ کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپنے اظہار الہدی کے صفحہ ۱۰۵ مین تحریر فرمایا ہے کہ جسطرح انسان پر اطاعت خدا و رسول کی فرض ہے اوسیطرح اطاعت خلفاء اربعہ کی فرض ہے۔ اب تبلائی کہ خلفاء ثلثہ سے تو حسب وجوہات مذکورہ بالا علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو رنج تھا اور نفرت تھی اور یہ چارون بزرگ خلافت خلفاء ثلثہ کو باطل قرار دیتے تھے۔

اور روایت صحیح مسلم و صحیح بخاری سے کہ جسکی نقل کی گئی ثابت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو دروغگو گنہگار غادر اور خیانت کرنیوالا جانتے تھے جسکا خود اقرار حضرت عمر نے کیا ہے تو ایسے لوگونکی اطاعت اگر مثل اطاعت خدا اور رسول فرض ہے تو علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے (نعوذ باللہ) دروغگو ہونے کا بھی آپ اعتقاد رکھتے ہونگے لیکن جن لوگونکو حضرت علی علیہ السلام دروغگو گنہگار غادر اور خیانت کرنیوالا کہیں اون لوگون کو شیعہ کیونکر رہبر اور پیشوا دین تسلیم کریں کیونکہ شیعہ معتقد ہین حضرت علی علیہ السلام کے بہ نیوجہہ وہ دشمنان علی کی اطاعت اور فرمانبرداری کو حرام جانتے ہین۔

رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت کے تابع رہنا بعد میرے اور اہلبیت کی تخصیص کردی ہے علی و فاطمہ و حسن و حسین کے ساتھ جسکا ثبوت تنقیح نمبر چہارم مین لکھا گیا ہے اور بنظر احتیاط چند حدیثین ذیل مین بھی لکھے دیتا ہون جن سے ثابت ہوگا کہ رسول خدا صلعم نے حکم اطاعت اہلبیت دیا ہے خلفاء ثلثہ کی اطاعت کہین واجب نہین کی ہے۔

مسند احمد بن حنبل۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَبِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ کُنْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اللّٰہُ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ قَسَّمَ ذَالِكَ النُّوْرَ جُزْئَیْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِیٌّ
تَمَامِ الْخَبَرِ فَفِیَّ النُّبُوَّۃُ وَفِیْ عَلِیٍّ اَلْخِلَافَۃُ

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ مین اور علی چودہ ہزار برس قبل خلقت آدم سے عالم نور مین بحضور پروردگار عالم موجود تھا اوس نور کے دو حصہ ہوئے اوسکا ایک ٹکڑا مین ہون اور دوسرا ٹکڑا علی ابن ابیطالب ہین مین سرفراز ہوا منصب نبوت پر اور علی منصب خلافت پر۔

جس کتاب سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے وہ کتاب اہل سنت کی معتبر کتاب ہے

Presented by Ziaraat.Com

کے مصنف امام احمد ابن حنبل ہین - اس حدیث سے چند باتین ثابت ہوئین اول
کہ رسول خدا صلعم اور علی مرتضی نور واحد سے پیدا ہوے چودہ ہزار برس پیشتر پیدایش آدم علیہ
السلام سے یہ دونون صاحب عالم نور مین موجود تھے - دوسرے جناب محمد مخصوص ہوے واسطے نبوت
کی اور علی واسطے خلافت کے پس جبکہ حضرت علی علیہ السلام خلافت کے واسطے مخصوص تھے تو
خلافت خلفاء ثلثہ کیونکر قابل تسلیم ہو کر اطاعت اور پیروی اونکی مثل خدا اور رسول خدا
کے بقول مولوی محمد جہانگیر خانصاحب واجب سمجھی جاوے پس جسطرح مسلمانونکے ایک بڑے
گروہ نے حضرت علی علیہ السلام پر اٹھاون برس تک لعنت کی اور کفار بت پرستی کرتے
ہین اور ان افعال کو اونکے فاعل بہتر و واجب جانکر مرتکب ہوے اور ہوتے
ہین اسیطرح اگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہب اطاعت و
پیروی خلفاء ثلثہ کی بھی واجب جانین تو اونکو اپنے فعل کا اختیار رہے لیکن کوئی
ایماندار اسلام قبول کرکے حضرت علی علیہ السلام کے خلاف تو ہرگز پیروی نکریگا

کتاب المناقب ابن المؤید موفق ابن احمد - عَنْ سَلْمَانَ قَالَ دَخَلْتُ
عَلَى النَّبِیِّ وَاِذَا الْحُسَیْنُ عَلٰی فَخِذِہٖ یُقَبِّلُ عَیْنَیْہِ وَیَلْثِمُ فَاہُ وَھُوَ
یَقُوْلُ اَنْتَ سَیِّدٌ اِبْنُ سَیِّدٍ وَاَخُوْ سَیِّدٍ اَبُوالسَّادَۃِ
اَنْتَ اِمَامٌ اِبْنُ الْاِمَامِ اَخُوالْاِمَامِ اَبُوالْاَئِمَّۃِ اَنْتَ حُجَّۃٌ
بْنُ حُجَّۃٍ اَخُوْ حُجَّۃٍ اَبُوْ حُجَجٍ تِسْعَۃٍ مِنْ صُلْبِکَ تَاسِعُھُمْ قَائِمُھُمْ

جناب رسول خدا صلعم امام حسین علیہ السلام کو زانو پر لیے ہوے تھے اور
چشم ولب کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم سید ابن سید برادر سید پدر سید و
امام ابن امام برادر امام پدر امام اور تم حجت ابن حجت برادر حجت پدر حجت
اور نو حجت خدا تمھارے صلب سے پیدا ہونگے نوین اونمین سے قائم ہین
جن بزرگونکو رسول خدا صلعم سردار امت اور امام یعنی پیشوا امت اور حجت

Presented by Ziaraat.Com

خدا یعنی رکن دین فرما دین اونکے خلاف خلفاء ثلثہ کی امامت کیونکر تسلیم ہوسکتی ہے
پر خلفاء ثلثہ کی پیروی و اطاعت مثل خدا و رسولخدا واجب سمجھی جاوے۔

صحاح جوہری باب الیا فصل الواو۔ وَاَخْرَجَ اَبُو سَعْدٍ وَالْمُلَا فِیْ سِیْرَتِہٖ اِنَّہٗ صلعم قَالَ اِسْتَوْصُوْا بِاَھْلِبَیْتِیْ خَیْرًا فَاِنِّیْ اُخَاصِمُکُمْ عَنْھُمْ غَدًا وَمَنْ اَکُنْ خَصِیْمَہٗ اَخْصَمَہٗ وَمَنْ اَخْصَمَہٗ دَخَلَ النَّارَ وَاَنَّہٗ قَالَ مَنْ حَفِظَنِیْ فِیْ اَھْلِبَیْتِیْ فَقَدِ اتَّخَذَ عِنْدَ اللہِ عَھْدًا وَاَخْرَجَ الْاَوَّلُ اَنَا وَاَھْلِبَیْتِیْ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاَغْصَانُھَا فِی الدُّنْیَا فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا وفرما یا جناب رسولخدا صلعم نے کہ وصیت کرتا ہون تمہارے درمیان مین واسطے اہلبیت کے کہ زیر فرمان اونکے رہیو ورنہ بروز قیامت تم سے مین مخاصمہ کرونگا اور جس سے مین مخاصمہ کرونگا وہ داخل نار کیا جاویگا اور پھر فرمایا کہ جوشخص میری محبت و اطاعت کرے بہ لحاظ محبت اہلبیت کے گویا اوسنے اطاعت قرآن کی مین اور اہلبیت ایکدرخت ہین جنت مین اور شاخین اوسکی دنیا مین ہین جوشخص چاہے تمسک کرے اوس شاخ سے اور وہ راہ راست پر چلا۔ جناب رسولخدا کی اس وصیت کی نافرمانی سب سے اول حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان نے کی کہ اہلبیت رسول کی فرمانبرداری کو ترک کر کے خود خلیفہ بنے اور اہلبیت رسول کو فرمانبردار بنانے کے واسطے بیعت طلب کی اور رسولخدا فرما چکے ہین کہ جوشخص میرے اہلبیت کے زیر فرمان ہوگا مین اوس سے قیامت مین مخاصمہ کرونگا اور جس سے مین مخاصمہ کرونگا وہ داخل نار ہوگا۔ پس فرمانبرداری کیسی بلکہ خلفاء ثلثہ نے اہلبیت رسول کو فرمانبردار بنانے کے واسطے بیعت طلب کی اور انکار بیعت کی سبب آمادہ قتل ہوئے جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ افسوس ہے اون لوگون پر جو انحراف

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہین میری اطاعت سے اور ارادہ کرتے ہین میری بربادی کا اور افسوس
اون لوگون پر جو ارادہ کرتے ہین میری عداوت کا بلا قصور اور رنجیدہ کیا جناب سیدہ کو
اس رنج کی سبب ترک کلام کیا جناب سیدہ نے حضرت ابو بکر سے اور تا دم مرگ رنجیدہ رہین
ایسے ہی ناراض ہو نے رسولخدا نے قیامت مین مخاصمہ کرنے کو فرمایا ہی ایسے لوگون کی
اطاعت اور پیروی بجز دشمنان آل رسول کے کوی ایماندار نہین کر سکتا۔
وَاَخرجَ احمدُ خبرَ الحمدُ لِلہِ الذی جعل فینا الحکمۃَ اَھلَ البیتِ
وَفِی خبرٍ حسنٍ اَلا اِنَّ عیبتی وکرشی اھلبیتی وَالانصارُ فاقبلوا من محسنھم
وَتجاوزوا عن مسیئھم کرش الرجل عیالہ فلان عیبۃ فلان اذا
کان موضع سرہ کا فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ ہمارے اہلبیت مین دانائی
وحکمت ہے اور وہ محل اسرار ہمارے ہین اونکو پکڑے رہو۔ رسولخدا
صلعم تو فرماتے ہین کہ اہلبیت ہمارے محل اسرار ہین اونمین دانائی
اور حکمت ہے اونکو پکڑے رہو اونکی اطاعت اور فرمانبرداری کرو
اونکی اطاعت برابر ہے اطاعت قران کے اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب
اور اونکے ہم مذہب اہلسنت کہتے ہین کہ اطاعت اور پیروی کرو خلفاء ثلثہ
کی مثل اطاعت خدا اور رسول خدا کے اس تنازعہ سے تو ظاہر ہوتا ہے
کہ رسول خدا صلعم کے ارشاد کے مخالف مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا اور
اونکے ہم مذہبو نکا اعتقاد ہے۔ پس جو لوگ کہ اسلام کے پیرو و معتقد ہین
تو حکم رسول خدا صلعم کی پیروی کرینگے جنکا کہ کلمہ پڑہتے ہین اور جو لوگ
مخالف اسلام ہین اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہب
اہل سنت کا کلمہ پڑہتے ہین وہ لوگ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور
اونکے ہم مذہب اہل سنت کے حکم کی پیروی کرینگے۔

Presented by Ziaraat.Com

چونکہ اہل سنت کی معتبر کتابون سے کہ جنکی نقل اسکے قبل تنقیح ہذا مین کی گئی ہی
و نیز اقرار سعد الدین تفتازانی و صاحب شرح فقہ اکبر معتبرین علماء اہل سنت سے
کہ جنکی اقرارات کی نقل تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے ثابت ہی کہ باہم حضرت
علی علیہ السلام و خلفاء ثلثہ کینہ و رنج تھا صفائی نہ تھی اور جناب سیدہ حضرت
ابوبکر سے ناراض و رنجیدہ فوت ہوئین اور اصحاب نے حضرت علی علیہ السلام
کے ساتھ ابطال ریاست و حکومت دشمنی و کینہ کیا اور صدیق اکبر علی علیہ السلام
تھے اہل سنت بوجہہ خصومت آل رسول حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کہکر حکم
جناب رسالتماب صلعم سے بھی منکر ہوتے ہین اور حکم جناب امیر سے بھی انحراف
کرتے ہین اور خوف قیامت سے بالکل نہین ڈرتے - اگر مذہب اسلام کو صحیح
سمجھتے اور روز قیامت کو حق جانتے تو رسولخدا صلعم کے ایسے صاف اور صریح
احکام سے منحرف ہوکر دشمنان آل رسول کی شرکت اختیار نہ کرتے - لہذا
اس تنقیح کے فیصلہ مین مجھکو اس راے کے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوئی کہ
جو لوگ خلفاء ثلثہ کے معتقد اور پیرو ہین وہ دل سے حضرت علی علیہ السلام
کے ضرور مخالف ہین گو بظاہر کم علمون اور جاہلونکی تسکین قلب کے
واسطے اظہار دوستی کرین - اور جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے معتقد اور
پیرو ہین وہ خلفاء ثلثہ کے یقینا مخالف ہین گو بظاہر انکار مخالفت کرین
مگر یہہ انکار کسی حالت مین معتبر نہین قرار پا سکتا -

تنقیح نمبر ہشتم

گروہ اسلام مین آل رسول کا معتقد و پیرو کونسا فرقہ ہی

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے سوالات جو ایک قسم کے متعلق ہین از کتاب تحفۃ الخلفا

صفحہ ۲۷۱ مین درج ہین قابل غور ہین -
مولوی صاحب ممدوح نے تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ مین گیارہ طعن حضرت علی علیہ السلام کی ذات پاک پر کئے ہین اور ہر طعن کا جواب شیعون سے چاہا ہے اگرچہ اس قسم کے سوالات کے جواب بکثرت شیعہ دے چکے ہین اور طعن ہائے مندرجہ تذکرۃ الخلفاء کا جواب بھی غالبًا کوئی شیعہ ضرور لکھیگا میرا منصب جواب لکھنے کا نہین ہے کیونکہ مین نے درمیان دونون فریقون کے منصفانہ فیصلہ کرنے کا وعدہ کیا ہے تاہم مجھ پر کا یہ فرض تو ضرور ہے کہ وہ واقعات اسلام کی تصریح کردے تاکہ ناواقفون کے خیال یکسو ہوجاوین اور اونکو اسلام کی حقیقت معلوم ہوجاوے - لہذا اول مین گیارہ طعن مندرجہ تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ کی نقل ذیل مین کرتا ہون اوسکے بعد اپنی رائے ظاہر کرونگا -

نقل عبارت تذکرۃ الخلفاء حضرات شیعہ اپنی اوس تاریخ سے جسکو وہ بہت درجہ مستند و معتمد سمجھے ہون امورات ذیل کا جواب دین -

۱ - حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب مظہر العجائب والغرائب سے کتنے ملک کفار اشرار کے فتح کئے -

۲ - امیر باذل نے جو مال و منال کہ راہ خدا یا اپنے اہل بیت باصفا مین صرف کیا آیا وہ مکسوبہ تھا یا مغتنمہ خلفاء ثلثہ -

۳ - امام المومنین حیدر کرار غیر فرار نے کتنے کروڑ کفار فجار کو مسلمان باایمان کیا -

۴ - صفدر نامدار لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار نے کتنے مدعیان نبوت و طالبان رسالت کذاب کو مثل قوم عاد تباہ و برباد و ہلاک کیا -

۵ - دستور المعظم سند یافتہ آسمانی و دستار بند غدیر نے کس حد تک روئے

Presented by Ziaraat.Com

یمن میں اسلام کو شایع وذائع فرمایا۔
۷- امامت دستگاہ ولایت پناہ نے کتنے ہزار مساجد تعمیر فرمائیں۔
۸- شجاع بے مثال نے کتنے مرتبہ کافران روم وشام وگبران عجم وایران کو شکست فاش دی۔
۹- مستحق خلافت بلافصل کے زمانہ عدالت نشانہ میں امن جانی ومالی وصلاح دینی ودنیوی بندگان خدا کو حاصل تھے یا اونکے زمانہ میں جو معاذ اللہ قابلیت امامت کی نہ رکھتے تھے۔
۱۰- وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کے وقت میں خارجی ناصبی سبائی بسبب حادث ہوئے یا کسی اور زمانہ میں۔
۱- صاحب ردائی دوجہان نے باین ہمہ قدرت ومقدرت کیون مال ومنال غنیمت ناجائز مجاہدین کسری وقیصر پہ تصرف کیا۔
۱۱- جناب امیر المومنین نے باوصف طاقت یداللّٰہی وقوت نامتناہی کے کیون اپنی عمر عزیز کو تقیہ میں نہایت ہی ذلت وخواری سے ضائع کیا اگر یہ فعل اقبح بنص آسمانی مستحسن ومفترض تھا تو پھر اکثر مقامات پر جوہر ذوالفقار کیے دیکھانا کیا معنی۔ پس یہ امر مفروضہ خواہ بطمع جاہ ومناصب خواہ بغرض شوکت خلافت مبنی برخطا وقصور ہے یا اور کیا فقط تمام ہوے طعن مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کے۔

ان سوالات میں اول یہ امر استفسار طلب ہے کہ یہ گیارہ سوال ہیں یا حضرت علی علیہ السلام کی ذات پاک پر طعن کئے گئے ہیں۔ اگر درحقیقت یہ سب سوال ہیں تو انکا جواب اسیقدر کافی ہے کہ سایل نے اپنے سوالات میں حضرت علی علیہ السلام کا اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب امیر باذل علم المومنین کرار غیر فرار صفدر نامدار لافتی الا علی دستور المعظم امامت دستگاہ ولایت پناہ

Presented by Ziaraat.Com

شجاع بے مثال مستحق خلافت بلافصل حاجت روا ے دو جہان امیر المومنین ہونا تسلیم کرلیا ہے کیونکہ ان کل سوالات مین حضرت علی علیہ السلام کے اسم مبارک پر یہ جملہ لقب سائل نے تحریر فرمائے ہین۔ پس جبکہ حضرت علی علیہ السلام کو سائل ان جملہ اوصاف مذکورہ کا سزاوار سمجھتا ہے اور اسیوجہہ سے نام علی کو اونسے باین اوصاف مندرج سوالات خود کیا ہے۔ اور اسپر اوسکا دلی اعتقاد ہے تو ضرورت جواب کی باقی نہین رہی۔ کیونکہ اگر باہم سُنّی اور شیعہ کے تنازع ہے تو صرف اسی بات کا کہ حضرت علی علیہ السلام باوصاف مذکورہ خلیفہ بلافصل ہین یا خلیفہ چہارم اوسکا اقرار سائل نے ان سوالات مین کرلیا۔ احتیاج جواب باقی نہ رہی اور اگر اوصاف مذکورہ سائل نے بطور طعن لکھے ہین تو ان مطاعن کا جواب شیعون سے کیون چاہا جاتا ہے کیونکہ سائل نے کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۷ مین شیعونکی نسبت لکھا ہے کہ مذہب ذریت ابن سبا کا اسی پر مبنی ہے کہ پیرایہ دشمنی مین اصحاب باصفا پر تبرا کرنا اور پیرایہ دوستی مین آل عبا کو برا کہنا۔ جبکہ سائل کے نزدیک شیعہ خلفاء ثلثہ اور آل عبا دونون کے دشمن ہین کسی کے بظاہر دشمن ہین اور کسیکے بباطن دشمن ہین تو دشمنون سے طالب جواب ہونا ایک جاہل اور کم فہم کا کام ہے۔ اگر سائل جاہل و کم فہم ہے تو اوسکی تحریر و تقریر دونون غیر معتبر ہین اور اگر سائل درحقیقت فرقہ اہل سنت کا عالم مستند ہے کہ جسکے سبب سے بہ لقب مولوی مشہور ہین اور مولوی لکھے جاتے ہین تو اونکے ان گیارہ مطاعن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اور اونکے ہم مذہب حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہین اور حضرت علی علیہ السلام کے امیر المومنین امام المتقین امامت پناہ ولایت پناہ شجاع مستحق خلافت اسد اللہ الغالب امیر بادل امام المومنین کرار غیر فرار صفدر نامدار سزاوار لافتی دستور المعظم ہادی امت ہونے سے منکر ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اور حضرت علی علیہ السلام کے ان اوصاف کا منکر یقیناً دشمن علی و دشمن خاندان نبوت
ہے کیونکہ یہ کل اوصاف حضرت علی علیہ السلام کے احکام الٰہی و احادیث رسالت
پناہی سے ثابت ہین جنکی نقل اہل سنت کی معتبر کتابون سے تنقیحات نمبر دوم و سوم
و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم مین کی گئی ہے اور خود اقرار مولوی صاحب ممدوح سے
ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا معتقد اور پیرو فرقہ شیعہ ہے اور اسی فرقہ شیعہ
مین اولاد علی و بنی فاطمہ شامل ہین اور فرقہ اہل سنت معتقد اور پیرو مخالفان
حضرت علی کا ہے اور اونہین مخالفان علی کی اولاد فرقہ اہل سنت مین شامل ہے
کیونکہ اگر فرقہ شیعہ معتقد اور پیرو اور اولاد علی ہین داخل نہوتا تو اوصاف حضرت
علی و مناصب حضرت علی در استحقاق خلافت حضرت علی کا ثبوت شیعون سے طلب نہوتا
یہہ عام دستور ہے کہ بزرگ قوم کے اوصاف اور فضائل اور استحقاق کا ثبوت مخالف لوگ وہی
قوم سے طلب کرتے ہین جو قوم اوس بزرگ کی معتقد اور پیرو ہوتی ہے - مثلاً قوم
نصاریٰ جناب محمد صلعم کو نبی برحق نہین جانتے اور دین اسلام کی مخالف ہین اسواسطے
آنحضرت کے نبی برحق ہونے اور اسلام کے مذہب حق ہونے کا مسلمانون سے
ثبوت طلب کرتے ہین کیونکہ مسلمان آنحضرت کی نبوت کے معتقد ہین اور مذہب
اسلام کو حق جانتے ہین - ایسا ثبوت نصاریٰ اپنے ہم قوم نصرانیون یا یہودیون سے
طلب نہین کرتے کیونکہ نصاریٰ اور یہود تو آنحضرت و دین اسلام کے مخالف ہین -
اسیطرح فضائل علی و مراتب علی کا ثبوت مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے شیعون سے
طلب کیا نہ سنیون سے اگر شیعہ معتقد اور پیرو حضرت علی علیہ السلام کے نہوتے تو اونسے
مراتب و فضائل حضرت علی کے ثبوت اہل سنت طلب نہ کرتے اور اگر اہل سنت
حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام کے محب اور پیرو اور معتقد ہوتے تو فضائل حضرت
علی علیہ السلام و مراتب حضرت علی کے منکر نہوتے اور دربارہ مراتب حضرت علیؑ

Presented by Ziaraat.Com

فضائل حضرت علی شیعون سے ثبوت طلب نکرتے - اہل سنت کے ان مطاعن سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ اہل سنت یقیناً حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہین اور شیعہ معتقد و پیرو مخلص صادق حضرت علی علیہ السلام کے ہین بدینوجہ جو شرف حضرت علی علیہ السلام کے واسطے مقرر ہے کہ ہر نماز مین خاتمہ تشہد پر بعد رسول علیٰ اولاد پر درود پڑھا جاوے اُسکے فرمانبرداری شیعہ بدل وجان کرتے ہین اور جب نام حضرت علیؑ و اولاد علی کا لیتے ہین یا لکھتے ہین توضرور درود پڑھتے ہین - ان وجوہات سے ہر ایماندار پر واجب ہے کہ دشمنان حضرت علی کے مقابلہ مین فضائل و مراتب و منصب حضرت علی علیہ السلام کو قرآن اور حدیث سے ثابت کردے شاید دشمنان حضرت علی متوجہ ہوکر دشمنی حضرت علی کو ترک کرکے راہ راست اختیار کرلین تو اس سے زیادہ کوئی دوسرا کام نیک نہین ہی لہذا مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے مطاعن کی نسبت اپنی رائے کو واسطے فوائد خاص و عام کے ذیل مین تحریر کرتا ہون -

ان گیارہ مطاعن مذکورہ بالا مین مبتدا تو ہے مگر خبر بالکل نہین نکلتی - بدینوجہ کل سوال سائل کے غلط ہین جواب دینے کے لائق نہین -

سائل استفسار کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کتنے ملک کفار کے فتح کیئے - راہ خدا مین اور اپنے اہلبیت مین جو مال صرف کیا وہ مکسوبہ ذاتی تھا یا یہ مال وہ تھا جو خلفاء ثلثہ نے لوٹ مین حاصل کیا تھا - کتنے کفار دن کو مسلمان کیا - کتنے مدعیان نبوت کو تباہ و برباد کیا - کس حدتک اسلام کو شائع کیا - کسقدر مساجد تعمیر کین - کئے مرتبہ کافران روم و شام کو شکست فاش دی - زمانہ خلافت حضرت علی علیہ السلام مین بندگان خدا کو امن حاصل ہوا یا نہین - اور مذہب نواصب و خوارج وسبائی اوسی زمانہ مین پیدا ہوا یا نہین - لوٹ کے ناجائز مال پر کیون تصرف کیا - حالت تقیہ مین کمال ذلت وخواری کے ساتھ کیون بسر کی -

ان اعتراضات سے یا ان مطاعن سے یا ان سوالات سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ

Presented by Ziaraat.Com

سائل کی غرض کیا ہے - کیا اسقدر کہا جا سکتا ہے کہ سائل کا مطلب بدلالت
بدلالت سے یہہ ہے کہ جو شخص زیادہ ملک فتح کرے - مال غنیمت حاصل کرے
کفار کو مسلمان کرے - مدعیان نبوت کو تباہ و برباد کرے - اسلام کو تمام
دنیا مین شایع کرے مسجدین تعمیر کرے - کافران روم و شام کو شکست فاش
دے وغیرہ وغیرہ وہ رسول اللہ کا خلیفہ برحق ہو سکتا ہے نہ معلوم کہ سائل
نے اس اصول کو کہان سے اخذ کیا ہے - قرآن مجید و احادیث رسالت
پناہی مین تو اس قسم کے شرائط خلیفہ برحق کے واسطے قایم نہین ہوئے
ہین نہ کوئی ایسا حکم قرآن مجید و احادیث رسول خدا مین پایا جاتا ہے کہ جسپر
امت اجماع کرے وہی خلیفہ رسول تسلیم کیا جاوے - اور اگر بالفرض محال یہہ
اصول تسلیم کیا جاوے تو امت نے یزید کی خلافت پر بھی اجماع کیا تھا پھر
حال کے سنت جماعت یزید کے خلیفہ برحق ہونے سے کیون انکار کرتے
ہین حالانکہ اونکے معتبر عالمون نے اسی بنا پر خلافت یزید کو تسلیم کیا ہے چنانچہ
ابو شکور سلمی و صاحب شرح فقہ اکبر و عبد القادر ابن طاہر و حجۃ الاسلام امام
غزالی وغیرہ معتبرین علماء اہل سنت کے اقرار تنقیح نمبر ۱۳ مین نقل کیے گئے ہین
دوسرے محمود غزنوی اور نادر شاہ نے ملک بھی بہت فتح کیے کفار کو بھی بکثرت
قتل کیا اور کفار کو مسلمان بھی کیا - اور زیادہ تر انھین بادشاہون نے
تمام دنیا مین اسلام کو شایع کیا اور مال غنیمت بھی بکثرت حاصل کیا تو بربنار
اس اصول کے ان بادشاہون کو خلیفہ برحق قبول کیا جاوے - مولوی
جمال الدین صاحب مرحوم بالقابہ نے ریاست بھوپال مین بکثرت مسجدین تعمیر
کین ہین اسقدر مسجدین تو خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین تعمیر بھی نہین ہوئین تو مولوی
جمال الدین صاحب مرحوم بھی خلیفہ برحق قبول کئے جاوین - مہاراجہ

Presented by Ziaraat.Com

بلونت سنگھ صاحب بہادر بالقابہ راجہ مرحوم ریاست بھرتپور نے خاص بھرتپور
مین ایک عمدہ اور بڑی مسجد اپنی حیات مین تعمیر کرائی تھی تو پھر بنابراوس اصول
کے مہاراجہ بھرتپور کو بھی خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا - اور بھی اہل ہنود نے مسجدین
تعمیر کین ہین اونکو بھی خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا - شاہ زنجبار نے زنجبار مین بہت
مسجدین تعمیر کین ہین اور وہ فرقہ خوارج مین سے ہین اونکو بھی خلیفہ برحق تسلیم
کرنا ہوگا - حال مین باہم زار روس و سلطان اسلام بول جنگ عظیم ہوئی تھی
جس جنگ کے سپہ سالار عثمان پاشا تھے زار روس نے روم و شام پر فتح
پائی کیونکہ روم و شام دونون ملک مقبوضہ سلطان اسلام بول ہین تو زار روس کو
بھی خلیفہ برحق قبول کرنا پڑیگا - خلفاء ثلثہ کی محبت مین واسطے اثبات خلافت
کے اہل سنت عجیب کش مکش مین پڑے ہوے ہین اور حالت اضطراب مین جو
چاہتے ہین کہنے لگتے ہین اور لکھنے لگتے ہین انجام پر غور نہین کرتے - مذہب
اسلام اس دنیا مین ممالک کفار کے فتح کرنے یا کیسکو تباہ و برباد کرنے یا مال غنیمت
حاصل کرنے - یا کفار روم و شام کو شکست دینے یا مسجدین تعمیر کرنیکے واسطے
قایم نہین ہوا ہے نہ رسول خدا ان اغراض کے پورا کرنے کو مبعوث برسالت
ہوئے بلکہ واسطے رہنمائی و ہدایت خلایق کے مبعوث برسالت ہوے تھے
اور جو ہدایت و رہنمائی رسول خدا نے خلایق کو کی اوس ہدایت و رہنمائی کے
مطابق راہ راست پر امت کے قایم رکھنے کے واسطے خلیفہ رسول کی ضرورت
تھی - اور جو جہاد زمانہ آنحضرت مین ہوئے وہ بنظر حفاظت جان و مال مسلمانان
کے ہوے تھے جسکی توضیح تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے - اور خلافت رسول
کے قابل وہ شخص قرار پاتا ہے جو افضل الامم ہو اور اوس سے زیادہ عالم
اور فقیہہ او مسئلہ دان اور راز الہی اور احکام قران و احکام رسول سے زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

عالم ہو گنہگار امت مین کوئی دوسرا اوسکا مقابل نہ نکلے اور احکام آلہی و احکام رسول کی فرمانبرداری مین وہ پس وپیش نکرے۔ چنانچہ افضل الامم ہونا حضرت علی علیہ السلام کا اور امیر المومنین و امام المتقین و کرار غیر فرار ہونا حضرت علی علیہ السلام کا خود رسول اللہ نے امت پر ظاہر کردیا ہے جن احادیث نبوی سے علی علیہ السلام کا افضل الامم امیر المومنین امام المتقین کرار غیر فرار ہونا ثابت ہے وہ ان احادیث کی کتب ہائے معتبر اہل سنت سے تنقیحات نمبر اول و دوم و سوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم مین جابجا نقل کردی گئی ہے اور ثابت کردیا گیا ہو شرف حضرت علی کو کہ اونکی محبت پروردگار عالم نے تمامی امت پر واجب کردی ہے اور ہر نماز مین اون پر درود پڑھنے کا حکم ہے اور معتبرین اہل سنت نے ان سب باتونکا اقرار کیا ہے جنکے اقرار و نکے نقول بھی تنقیحات مذکورہ مین لکھدی گئی ہے۔ اب اگر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے نزدیک اونکے مطاعن لاجواب ہون اور حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت و سخاوت و شاعت دین و فتوحات ملکی و کفارونکا مسلمان نہ کرنا و مدعیان نبوت کا تباہ و برباد نکرنا اس بات کی دلیل سمجھی جاوے کہ حضرت علی علیہ السلام قابل خلافت نہ تھے یا انکا خلافت قابل تسلیم نہین تو یہ اعتراض اونکا خدا اور رسول خدا پر وارد ہوتا ہو کہ جنھون نے حضرت علی علیہ السلام کو قابل درود قرار دیا جنکی محبت امت پر واجب کی جنکو افضل الامم کہا جنکو امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین یعنی گرا ہونکے رہنما کہا جنکے چہرہ پر نظر کرنا داخل عبادت کیا۔ جنکا رتبہ مساوی قرآن تبلایا۔ جنکے مظہر العجائب والغرائب ہونے کو امت پر ظاہر کیا۔ شیعون پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا کیونکہ شیعہ فرمانبرداری کرتے ہین خدا اور رسول خدا کی۔ اور فرمانبرداری پر واجب نہین اسبات کا اعتراض کرنا کہ حضرت

Presented by Ziaraat.Com

علی علیہ السلام نے نہ کوئی ملک فتح کیا نہ کفار کو قتل کیا نہ مال غنیمت حاصل کیا
نہ مسجدیں تعمیر کیں نہ دعویداران نبوت کو تباہ و برباد کیا۔ یہ کل فضائل
تو خلفاء ثلثہ میں تھے وہ اس شرف سے کیوں محروم رکھے گئے اور بلا وجہ
یہ شرف حضرت علی علیہ السلام کی نسبت کیوں بیان کیے گئے۔ میری رائے
مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اپنے کل مطاعن و اعتراضات ایک عرضی
مین لکھکر بغداد شریف روضۂ شیخ عبد القادر جیلانی پر بھیجکر جواب منگالیں تو
بہت مناسب ہے کیونکہ گلدستہ کرامات مین اونکے ہم مذہب عالم لکھ چکے ہین کہ
رسول خدا صلعم نے شیخ عبد القادر سے فرمایا تھا کہ اے فرزند تم اس دنیا مین
اور آخرت مین میرے وزیر ہو اسکی نقل تنقیح نمبر دوم مین کی گئی ہے۔ پس شیخ
عبد القادر صاحب وزارت حسب دلخواہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ضرور
جواب دینگے۔ مین چاہتا ہون کہ دو واقعہ بطور مختصر ذیل مین بطور نمونہ لکھدوں
کہ جنکے ملاحظہ سے حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت اور سخاوت اور فرمانبرداری
وغیرہ کا اظہار ہو جاوے اور مولوی صاحب ممدوح نے جو طعن کیے ہین اونکی
بے ادبی اور خاندان رسالتؐ کے ساتھ دشمنی مخفی نہ رہے۔

مین اس مقام پر جنگ خندق کی لڑائی سے عمرو ابن عبدود کی لڑائی کا خلاصہ
اشارتاً لکھتا ہون اس واقعہ سے سنی و شیعونکی کوئی کتاب خالی نہین ہے مین
صرف نتیجہ نکالنے کے واسطے اس لڑائی کا مختصر حال لکھتا ہون۔

جنگ خندق مین عمرو ابن عبدود لشکر کفار سے نکلکر مسلمانوں کے مقابلہ جنگ
کو آیا اور باواز بلند مرد مقابل طلب کیا کوئی مسلمان اوسکے مقابلہ کو اوسکے
خوف سے نہ گیا کیونکہ عمرو ابن عبدود رستم زمانہ تھا اوسکی جنگ آزمائی اور
بہادری اور جوانمردی سے سب مسلمان واقف تھے۔ اور لڑائی کے

Presented by Ziaraat.Com

وقت عمرو ابن عبدود کا دستور تھا کہ تن تنہا ہزار آدمی سے مقابلہ ومقاتلہ
کرتا تھا۔ اور ایک ہاتھ مین تلوار لیتا تھا اور دوسرے ہاتھ مین بجاے سپر بچے
بچھڑ کو لیتا تھا اور سپر بناتا تھا۔
جب کوئی مسلمان اوس سے لڑنے نہ گیا تو جناب رسالتمآب صلعم نے
مسلمانون کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہے کوئی خدا اور رسول خدا کا دوست
کہ اس دشمن خدا کے شر کو مٹاوے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ مین حاضر
ہون حضرت نے کچھ جواب ندیا اور سب مسلمان سنتے رہے مگر آنحضرت کو کسی نے
جواب ندیا۔ بار دوم پھر عمرو ابن عبدود نے مرد مقابل طلب کیا بجز علی مرتضیٰ
کوئی مسلمان واسطے مقابلہ کے آمادہ نہوا اور علی مرتضیٰؑ نے جنگ کی اجازت چاہی
مگر حضرتؐ نے اجازت ندی بار سوم عمرو ابن عبدود نے بآواز بلند کہا کہ کیا تم
مین کوئی مرد نہین ہے کہ میدان مین اوسے جناب رسالتمآبؐ نے مسلمانون کی اور
بالتخصیص حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی جانب خطاب کیا کہ کیا تم لوگون مین کوئی ایسا
دوست خدا اور رسول خداؐ کا ہے کہ اس دشمن کے شر کو مٹاوے حضرت عمر نے جواب
دیا کہ یا رسول اللہؐ یہ شخص تنہا ہزار آدمی سے لڑتا ہے اور بچہ شتر کو سپر بناتا ہے
ہمکو اسکے مقابلہ کی طاعت نہین حضرت علی علیہ السلام نے اس مرتبہ بھی اجازت چاہی
اور اجازت جنگ ملی۔ جب حضرت علی علیہ السلام عمرو ابن عبدود کے مقابل
ہوئے تو عمرو نے کہا کہ تم کم سن ہو واپس جاؤ اور اون دو شیخ قریش یعنے ابو بکر و
عمر مین سے کیسکو بھیجو کیونکہ مجھسے اور تمھارے باپ سے محبت وسلوک رہا ہی
مین نہین چاہتا کہ تمھارا خون میرے ہاتھ سے ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے
فرمایا کہ تو میرا قتل کرنا نہین چاہتا لیکن مین تجھکو قتل کرنا چاہتا ہون۔ انجام
اس لڑائی کا یہ ہوا کہ علی علیہ السلام عمرو ابن عبدود کو قتل کرکے بفتح خدمت

Presented by Ziaraat.Com

پرسول خدا مین واپس آئے - اوسوقت فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کفی اللہ المؤمنین
القتال بعلی و کان اللہ عزیزا حکیما کفایت کرے اللہ مسلمانون
کو لڑائی مین وسیلہ حضرت علیؑ کا واسطے فتح کے اور اللہ عزت والا اور حکمت والا ہے
اور یہہ بھی جناب رسالتماب صلعم فرماتے تھے کہ قال النبی لضربۃ علی خیر
من عبادۃ الثقلین ترجمہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایک ضرب علیؑ کی
بہتر ہے عبادت ثقلین سے -

پس جس علی کی شجاعت کا یہہ حال ہو کہ لڑائی مین جسکا وسیلہ باعث فتح قرار دیا جاوے
اور جسکی ایک ضرب تمام جن وانس کی عبادت سے جناب رسول خدا افضل تبلاوین
اوس علی کی شجاعت کا ثبوت مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اہل سنت کے فخر العلماء
شیعون سے طلب کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح اور
اونکے ہم مذہب حضرت علی کی شجاعت کے منکر ہین اگر منکر نہوتے تو شیعون سے
ثبوت طلب نہ کرتے اور اس انکار سے مولوی صاحب ممدوح اور اونکے ہم مذہب
قول رسول کے بھی منکر معلوم ہوتے ہین اس صاف اور صریح انکار سے زیادہ
اور کیا ثبوت دشمنی علی و دشمنی خاندان نبوت کا ہوگا - حضرت علی علیہ السلام کے
فرمانبرداری کی یہہ کیفیت تھی کہ باوجود کمسنی عمرو ابن عبدود سے رستم زمان
پہلوان کے مقابلہ کو بلا خوف وخطر چلے گئے - اور نبی کی آواز اول پر آپ نے
ارادہ ظاہر کردیا کہ مین حاضر ہون اور سب مسلمان ساکت رہے اور عمرو ابن
عبدود کا خوف سب پر طاری تھا - پس فرمانبرداری اور شجاعت کا حضرت
علی علیہ السلام کا تمام عمر یہی حال رہا - چنانچہ رسولخدا صلعم مبعوث برسالت ہوئے
اور اپنی قوم کی دعوت کی اور فرمایا کہ تم سے کون مجھہ پر ایمان لاتا ہے اوسوقت
بھی سب سے اول علی علیہ السلام نے عرض کی تھی کہ مین آپ پر ایمان لاتا ہون

Presented by Ziaraat.Com

اور خلفاء ثلثہ کی نافرمانی اور نبوت مین شک کرنا طالب دنیا ہونا رسولخدا سے
ہمیشہ جھگڑے و تکرار کرنا۔ احکام رسول اللہ کو روک دینا بے ادبی کرنا تنقیح نمبر
نہم و چہارم مین ذکر کرچکا ہون۔ ایسی ہی لوگوں کی نسبت پروردگار عالم نے سورہ
محمد مین فرمایا ہے کہ اعمال اونکے باطل ہوجاوینگے بوجہ طلب دنیا و برپا کرنے فتنہ
و فساد کے زمین پر و قطع کردینے قرابتون کے سبب سے اگر خلفاء ثلثہ کے زمانہ
مین ملک بہت سے فتح ہوئے کفار زیادہ مسلمان ہوئے مال غنیمت زیادہ آیا
تو یہ کوئی فخر کی بات نہین ہے کیونکہ رسولخدا فرما چکے ہین کہ یہ دین رونق پاویگا
فاسق و فاجر سے اس حدیث کی نقل صحیح بخاری سے تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے۔
اسلیے فتوحات ملکی و تعمیر مساجد دلیل خلافت نہین ہوسکتی۔

پس شجاعت حضرت علی و فتوحات حضرت علی سے اہل سنت کی کتابین بھری ہوئی
ہین ازالۃ الخلفا کتاب المغازی للواقدی شرح تجرید قوشجی تاریخ ابو الفدا سیرۃ المحمدیہ
کامل ابن الاثیر وغیرہ مین واقعات جنگ بدر و جنگ احد و غزوہ احزاب و جنگ
خیبر و غزوہ حنین مین شجاعت و استقلال و فرمانبرداری حضرت علی علیہ السلام کا
حال جو چاہے دیکھ لے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب
ازالۃ الخلفا صفحہ ۲۵۱ مین جناب امیر کے امام الاشجعین ہونیکا اقرار کیا ہے اور
صفحہ ۲۵۵ مین لکھا ہے کہ جبرئیل امین کو یہ کہتے ہوئے سب مسلمانون نے
سنا کہ لافتی الا علی لاسیف الا ذو الفقار۔ تعجب ہے کہ معتبرین علماء اہل سنت تو حضرت
علی کی شجاع بے مثال ہونیکا اقرار کرین جبرئیل امین علی مرتضیٰ کی شجاعت باواز
بلند ظاہر فرماوین اور حال کے مذہب سنت والجماعت کے پیشوا مولوی محمد جہانگیر
خانصاحب اس سے بھی منکر ہین اور اس انکار پر مسلمان ہونے کے بھی مدعی ہین
اور ولاے اہلبیت کا بھی دم بھرتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

سخاوت حضرت علی علیہ السلام کے ثبوت میں صرف ایک واقعہ بطور نمونہ لکھے دیتا ہون۔

قولہ تعالے ویُطعِمُونَ الطَّعَامَ عَلیٰ حُبِّہٖ اس آیہ کی تفسیر مین محی الدین ابن العربی کی تفسیر کے صفحہ ۲۴۱ مین لکھا ہے کہ بروایت متواترہ و باجماع مفسرین ثابت ہوا ہے کہ حسنین ایک مرتبہ بیمار ہوے تھے حضرت علی علیہ السلام نے نذر مانی تھی کہ حسنینؑ جس روز تندرست ہونگے روزہ رکھونگا چنانچہ بعد صحت روزہ رکھا حضرت علی علیہ السلام نے اور جناب فاطمہ نے اور فضہ نے اور گھر مین کچھ سامان غذا نہ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام شمعون یہودی کے پاس سے تین صاع جو قرض لائے اور جناب فاطمہ نے ایک صاع جو اوسمین پیسکر پانچ گردے روٹی کے پکائے اور وقت افطار ایک ایک روٹی بقدر حصہ مساوی علی و فاطمہ و حسن و حسین و فضہ کے روبرو رکھی گئی ہنوز نوبت کھانے کی نہ پہونچی تھی کہ ایک سائل نے دروازہ پر آواز دی کہ سلام ہو تمپر اے اہلبیت محمدؐ مین مسکین ہون کچھ مجھکو کھلاؤ بعوض اسکے خدا تمکو مائدہ جنت سے کھلاویگا یہ سنکر سب نے اپنے آگے سے پانچون روٹیان اوٹھا کر سائل کو دیدین اور پانی سے روزہ افطار کیا اور اوس روز بجز پانی کے اور کچھ نہ چکھا۔ پھر دوسرے روز روزہ رکھا اور اوسیطرح جو کی پانچ روٹیان تیار ہوئین جب وقت افطار وہ روٹیان سامنے آئین تو ایک یتیم نے سوال کیا اور وہ پانچون روٹیان پھر سائل کو دیدی گئین اور بجز پانی کے اوس روز بھی کسی نے کچھ نہ چکھا۔ پھر تیسرے روز اوسی حالت مین روزہ رکھا اور پانچ روٹیان جو کی مثل روز اول تیار ہوئین وقت افطار ایک قیدی نے سوال کیا وہ پانچون روٹیان اوس روز بھی سائل کو دیدین اور بجز پانی کے اوس روز بھی کچھ نہ چکھا۔ اوسکے صبح جناب امیر

Presented by Ziaraat.Com

سنت حسنین پکڑ کر بحضور جناب رسول خدا صلعم حاضر ہوئے اور حضرت نے ملاحظہ
فرمایا کہ شدت گرسنگی سے اعضا میں رعشہ ہے پس جناب رسول خدا مع علی و
حسنین خانہ جناب سیدہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ پشت جناب سیدہ حمیدہ بھی
اور محراب سے چسپان ہے اور آنکھوں میں حلقہ و گڑھے پڑ گئے ہیں کہ نازل ہوئے
جبرئیل اور کہا کہ اے محمد مبارک ہو تمھارے اہلبیت میں لو اور پڑھا سورہ
ہل اتی کو۔ پس تمامی سورۂ ہل اتی باتفاق مفسرین اہل سنت شان میں علی و
فاطمہ و حسن و حسین کے نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر کے گھر میں تو ایک روز کی
بھی خورش نہ تھی پھر دولت کثیر کہاں سے راہ خدا میں دیتے جو آتا تھا وہ روز
کے روز راہ خدا میں دیدیتے تھے جو باقی بچتا تھا خود کھاتے تھے اور اپنے
اہلبیت کو کھلاتے تھے آپ کے پاس دولت تو کبھی جمع ہی نہیں ہوئی کہ جسکی
توضیح کیجاوے کہ جو دولت آپنے راہ خدا میں لٹائی وہ مکسوبہ تھی یا کیسی لیکن
راہ خدا میں اگر ڈکیت یا چور بذریعہ ڈکیتی یا سرقت غیرہ کا مال حاصل کرکے
اپنے بھائی بندوں و مددگاروں میں واسطے استحکام حکومت صرف کریں تو
اس سے سخی یا مستحق خلافت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ سخاوت اسکا نام ہے کہ خود بھوکا
رہے اور مساکین کو اپنا قوت بھی کھلادے اور راہ خدا میں جان و مال سے
دریغ نکرے اور گھر میں ایک دن کی خوراک تک نہ نکلے اور یہ کام بجز انبیا
و خاتم الانبیا کے اور حضرت علی اور اولاد علی کے اس دنیا میں کسی سے نہیں ہوا۔
چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخفاء میں امام احمد ابن حنبل
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ ایک روز مجھ پر
اشتہا نے بمقام مدینہ غلبہ کیا پس میں گھر سے باہر نکلا کہ مزدوری کر کے کچھ حاصل
کروں پس میں نے مشغول خرموں پر اجرت مقرر کر کے ایک عورت کو پانی کھینچ دیا

Presented by Ziaraat.Com

اور مزدوری کے خرمے لیکر پیش بی بی حاضر ہوا اور ان خرمونکو مین نے اور بی بی نے
نوش کیا - حضرت علی علیہ السلام کے فقر و فاقہ کی تو یہ نوبت تھی اونکے پاس
دولت دنیا کہان تھی جو لٹاتے اور جو کچھ حاصل ہوتا تھا وہ راہ خدا مین فقرا پر لٹا
دیتے تھے - پھر صاحب ازالۃ الخفاء بروایت متواترہ لکھتے ہین کہ حضرت علی
علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت مین ایک روز مسجد کوفہ مین منبر پر بیٹھے فرماتے
تھے کہ تم مین کوئی شخص ایسا ہے جو میری اس شمشیر کو خرید کرے اور فرماتے تھے
کہ اگر میرے پاس بقدر قیمت پاجامہ کچھ ہوتا تو مین اس شمشیر کے فروخت کا
ارادہ نکرتا - ناگاہ ایک مرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مین آپ کو قرض دیتا ہون
روایت متواترہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لذات دنیا کو ترک
کردیا تھا اور فرماتے تھے کہ اے دنیا تو مجھے اشتیاق دلاتی ہے اور غرور
کرتی ہے - اے دنیا تجھ سے مجھے کچھ حاجت نہین - مین نے تجھکو تین بار طلاق
دی عیش تیرا بہت کم ہے اور خطرہ تیرا کثیر - مال دنیا بے قدر ہے قسم بخدا میری
نظرون مین دنیا مثل عرق بدن خنزیر کے ہے - حضرت علی علیہ السلام بہت موٹا
پارچہ اور کم قیمت غذا مثل غریبون کے استعمال کرتے تھے - ابن رافع کہتا ہے
کہ ایک روز مین گیا پاس حضرت علی علیہ السلام کے آپ نے ایک جراب مہر بند نکالکر
آگے رکھا اوسمین خشک ٹکڑے نان جو کے تھے مین نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین
آپ نے مہر کیون کی ہے فرمایا اس خیال سے کہ ہمارے بچے ان ٹکڑون کو کہین
یا روغن زیت سے لت نکردین - اور یہ پوشاک و غذا مخصوص ہے واسطے علی کے
دوسرا اسمین شریک نہین ہے اور نعلین کو اور قمیص کو لیف خرمہ سے مرمت کیا کرتے
تھے اور گوشت بہت کم کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایہا الناس اپنے شکم کو مقابر
حیوانات کا نہ بناؤ - ایک روز معاویہ نے ضرار سے کہا کہ میرے سامنے حضرت

Presented by Ziaraat.Com

علی علیہ السلام کا کوئی وصف بیان کرے ضرار نے کہا قسم بخدا حضرت علی علیہ السلام بڑے شجاع تھے اور حاکم عادل تھے اور علم کو بدرجہ کمال دوست رکھتے تھے اور مجمع حکمت ودانائی تھے اور دنیا کی جانب سے وحشت کرتے تھے اور شب کی تنہائی کو دوست رکھتے تھے اور کارخانہ الٰہی میں نظر عبرت کثیر الفکر تھے لباس پوشاک مسکین وضع پہنتے تھے اور عظیم الہیبت تھے اور اہل دین کی تعظیم کرتے تھے اور مساکین کو پیار کرتے تھے اور کمزور ومجبور کو نا امید نکرتے تھے اور بطلان سے نفرت کرتے تھے اور اندھیری راتوں میں بہ بکا وحزین رویا کرتے تھے اور تارک لذات دنیا تھے اور کہتے تھے کہ زاد سفر قلیل ہے اور منزل دنیا دور ودراز ہے ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۹۶ سے یہ واقعہ لکھا گیا ہے۔ پس حضرت علی علیہ السلام کے پاس دولت دنیا کہاں تھی جو لٹاتے جو کچھ اس دنیا سے ملا وہ راہ خدا میں دیدیا چاہے وہ مال مکسوبہ سمجھا جاوے یا غنیمہ خلفاء ثلثہ۔ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے طعن وہم میں لکھا ہے کہ حاجت روائے دوجہان نے باایں ہمہ قدرت وتعدد کیوں مال ومنال غنیمت ناجائز مجاہدین کسریٰ وقیصر پہ تصرف کیا اور طعن یازدہم میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے باوصف طاقت یداللہی وقوت نا انتہائی کے کیوں اپنی عمر عزیز کو تقیہ میں بڑی ذلت وخواری سے ضایع کیا اگر یہ فعل قبیح بنص آسمانی مستحسن ومفترض تھا تو پھر اکثر مقامات میں جوہر ذوالفقار کے دکھانا کیا معنی۔

میں اس تحریر پہ بدرجہ غایت افسوس کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اپنی مذہبی کتابوں کو بھی ملاحظہ نہیں فرمایا۔ اول تو تنقیح نمبر سوم میں توضیح کردی گئی ہے کہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر وحضرت عمر میں جسقدر جہاد ہوئے وہ بحکم حضرت علی علیہ السلام کے ہوئے تھے اسلیئے جو مال غنیمت کسریٰ وقیصر میں آیا وہ جائز تھا جبکہ

Presented by Ziaraat.Com

تصرف میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن زمانہ خلافت حضرت عثمان و امیر معاویہ میں جو جہاد ہوئے وہ ناجائز تھے ان خلافتوں میں جو مال غنیمت آیا اسمیں سے خلفاء وقت نے اگر حضرت علی السلام یا امام حسن علیہ السلام کو کچھ دیا ہو اور وہ صرف میں آیا ہو تو اسمیں کوئی قباحت نہیں کیونکہ رسول خدا کی اجازت تھی کہ جو کچھ دیں لے لینا۔ اس لئے لینے سے رسول خدا کے صرف حکم کی تعمیل ہوئی وہ جہاد جائز نہیں ہو گئے۔ چنانچہ کفار کے مال پر شرعا جب تصرف جائز ہے۔ تو حضرت عثمان اور امیر معاویہ تو کلمہ گو تھے گو افعال انکے کیسی ہی ہوں۔

بخاری جلد ششم صفحہ ۱۲۵ عن ہشام قال سمعت انس ابن مالک یقول قال النبی انکم ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی موعدکم الحوض فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بعد میرے مکروہات تمہارے اوپر گذرینگے پس تم صبر کرنا اوس وقت تک کہ ملاقات کرو میری حوض کوثر پر۔

قسطلانی جلد دہم صفحہ ۲۰۱ عن ابی عبیدۃ بن الجراح عن عمر رفعہ قال اتانی جبرئیل فقال ان امتک مفتتنۃ من بعدک فقلت من این قال من قبل امرائهم وقرائهم یمنع الامراء الناس الحقوق فیطلبون حقوقهم فیفتنون ویتبع اهواء الامراء فیفتنون قلت کیف یسلم من یسلم منهم قال بالکف والصبر ان اعطوا الذی لهم اخذوه وان منعوه ترکوه فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ خبر دی مجھکو جبرئیل نے کہ بعد تمہارے امت تمہاری فتنہ برپا کریگی اور وہ لوگ امرا و قرا ہیں۔ (یعنی فتنہ برپا کرنے والے لوگ دنیادار ہونگے یعنے امیر و قاری قرآن جو لوگ قرآن کو بقرات تو پڑھینگے مگر اوسپر عمل نہ کرینگے) وہ

Presented by Ziaraat.Com

یہ لوگ اہلبیت رسول کا حق چھین لینگے اور وقت دعوی و طلب حق اہلبیت
پر ظلم کرینگے اور تابع ہوا و دنیا کے ہونگے ۔ پس چاہیئے کہ مومن اس حال مین
سکوت اور صبر کرین اور جو دیوے لے لیوین اور جو منع کرین ترک کرین
یہ دونون حدیثین اہل سنت کی معتبر کتابون سے نقل ہوئی ہین جن سے صاف
طور پر ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے بذریعہ وحی الہی آپ
کو خبردار کردیا تھا کہ بعد وفات امت فتنہ برپا کریگی اور حقوق اہلبیت کو غصب
کریگی اور وقت طلب حقوق ظلم کریگی چنانچہ بعد وفات رسول خدا صلعم کے
اصحاب رسولخدا صلعم نے جو کچھ کیا اسی فتنہ و فساد کی بابت یہ خبر ہے اور
رسول اللہ صلعم نے اپنے اہلبیت کو حکم صبر دیا تھا بدیں وجہ حضرت علی علیہ السلام
نے جوہر ذوالفقار نہین دکھائی اگر جوہر ذوالفقار دکھاتے تو رسول خدا
کی نافرمانی ہوتی اور دین اسلام مین فتنہ و فساد پیدا ہوتا اور اوس فتنہ و فساد
کے بانی حضرت علی علیہ السلام قرار پاتے لہذا جناب امیر نے صبر و سکوت کیا
اور صاحبان حکومت نے جو کچھ دیا لے لیا اور جو کچھ پوچھا بتلا دیا کیونکہ رسول
خدا نے یہی حکم دیا تھا کہ جو کچھ دین لے لینا ۔ اور یہی کام امام وقت کا ہے
لیکن قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت رجوع ہوئی اور امت نے طالب
رہنمائی ہو کر بیعت کی اور قوت ظاہری پیدا ہوگئی اوسوقت باغیان اسلام کو
جوہر ذوالفقار دکھادے اگر جوہر ذوالفقار نہ دکھائے جاتے تو خلافت
شریعت باغیونکے عملدرآمد کا مواخذہ ذمہ امام وقت کے ہوتا ۔ اور جب
بیعت کرنیوالے آپکے معین و مددگار آپکی امانت سے دست بردار ہوئے
آپ نے بھی سکوت اختیار کیا یہی کام امام وقت کا ہے جو قابل طعن نہین ہے
لیکن علی علیہ السلام کی دشمنی سے تو لوگ کبھی دست بردار نہین ہوئے وہ دشمنی

Presented by Ziaraat.Com

ابتک چلی جاتی ہے اب اگر حضرت علی علیہ السلام زندہ نہین ہین کہ اونکو ایذا پہونچائی
جاوے تو ذات حضرت علی علیہ السلام پر طعن کرنے سے دشمن باز نہین آتے۔
فاضل جلیل القدر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب پیشواے مذہب سنت والجماعت
نے طعن نہم مین تحریر فرمایا ہے کہ دستور المعظم سند یافتہ آسمانی و دستار بند غدیر نے
کس حد تک اسلام کو شائع و ضائع فرمایا۔ اس مقام پر لفظ دستار بند قابل داد
ہے مولوی صاحب ممدوح کا قومی محاورہ ہے۔ ہندوستان مین اقوام کنجڑہ و
قصاب و نوربات و نداف و نیچہ بند و علاقہ بند و تارکش و دبگر وغیرہ مسماۃ
وغیرہ مین دستور ہے کہ بجاے متوفی کے اوسکے وارث کے ساتھ رسم دستاربندی
ادا کیجاتی ہے۔ لہذا اس مقام پر مولوی صاحب ممدوح نے حدیث غدیر کی
دشمنی مین اپنی قومی محاورہ کا استعمال کیا ہے۔ غنیمت ہے کہ اونھون نے
اسی طعن پر کفایت کی اونکے پیشوا کان نے تو رسول خدا صلعم پر اس حدیث
غدیر کی دشمنی مین حملہ کیا تھا جسکا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے ہوگا۔

سورۃ المعارج۔ سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ سیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۷۴ و سو۔ ذکر
الحلبیُّ ھٰھُنا حدیثًا وھو انّہ لمّا شاع ھٰذا الخبرُ بلغ الحارثُ ابنَ
النُّعمانِ الفِھریَّ فجاءَ عند النبیّ ثمّ قال یا محمّدُ انّک امرتنا
کذا الی اٰخر الحدیث ثمّ لم ترضَ بھٰذا حتّی رفعتَ بضبعی
ابنِ عمّک ففضّلتَہٗ وقلتَ من کنتُ مولاہُ فعلیٌّ مولاہُ فھٰذا
شیءٌ من اللّٰہِ او منک فاحمرّت عینا رسولِ اللّٰہِ وقال اللّٰہُ
الذی لا الٰہ الّا ھو انّہ من اللّٰہِ ولیس منّی قالھا ثلاثًا فقام الحارثُ
وھو یقولُ اللّٰھمّ ان کان ھٰذا ھو الحقُّ من عندک فارسل
علینا حجارۃً من السّماءِ فواللّٰہِ ما بلغ بابَ المسجدِ حتّی رماہُ اللّٰہُ
بحجرٍ من السّماءِ فوقع علٰی راسہٖ فخرج من دُبُرہٖ

Presented by Ziaraat.Com

فَمَا قَامَ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ إِلَى آخِرِهِ وَكَانَ ذَلِكَ الْيَوْمَ الثَّامِنَ عَشَرَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ =

مناقب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ صفحہ ۲۷ — وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُو إِسْحَاقَ الثَّعْلَبِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِي تَفْسِيرِهِ إِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ فِيمَنْ نَزَلَتْ فَقَالَ لِلسَّائِلِ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ مَسْأَلَةٍ مَا سَأَلَنِي أَحَدٌ عَنْهَا قَبْلَكَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ لَمَّا كَانَ بِغَدِيرِ خُمٍّ نَادَى النَّاسَ فَاجْتَمَعُوا فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ وَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَشَاعَ ذَلِكَ فَطَارَ فِي الْبِلَادِ وَبَلَغَ ذَلِكَ الْحَارِثَ ابْنَ النُّعْمَانِ الْفِهْرِيَّ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ وَنَزَلَ عَنْهَا وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَمَرْتَنَا مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ نَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ فَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَأَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ خَمْسًا فَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَأَمَرْتَنَا بِالزَّكَاةِ فَقَبِلْنَا مِنْكَ وَأَمَرْتَنَا أَنْ نَصُومَ فَقَبِلْنَاهُ وَأَمَرْتَنَا بِالْحَجِّ فَقَبِلْنَاهُ ثُمَّ لَمْ تَرْضَ بِهَذَا حَتَّى رَفَعْتَ بِضَبْعَيِ ابْنِ عَمِّكَ تُفَضِّلُهُ عَلَيْنَا فَقُلْتَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَهَذَا شَيْءٌ مِنْكَ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ النَّبِيُّ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَوَلَّى الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ يُرِيدُ رَاحِلَتَهُ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مَا يَقُولُ مُحَمَّدٌ حَقًّا فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ فَمَا وَصَلَ إِلَى رَاحِلَتِهِ حَتَّى رَمَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

بحجر سقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ

مجمع البیان صفحہ ۳۴۴ - وتفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲ و تفسیر ملا ابو السعود جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲ - مین بھی یہ واقعہ اسیطرح درج ہی جیسا کہ مذکور ہوا

خلاصہ ترجمہ روایات مذکورہ

بتواتر روایات و باجماع مفسرین یہہ آیہ حق مین حارث بن نعمان فہری کے مقام غدیر خم مین نازل ہوئی - اصلیت نزول اس آیہ کی یہ ہے کہ حارث نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے واسطے نماز و حج و جہاد کے حکم دیا ہم لوگون نے سب قبول کیا اسپر بھی آپکا جی نہ بھرا اور آپ نے اپنے بھائی علی ابن ابیطالب کو جانشین و ولیعہد مقرر کیا آیا یہہ فعل آپ نے بموجب وحی الہی کیا ہے یا اپنی طرف سے جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا کہ بحکم خدا کیا ہے اسپر حارث نے کہا کہ اگر آپ راست گو ہین تو خدا اوس شخص پر سنگریزہ نازل کرے راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا حارث تا باب مسجد نہ پہونچا تھا کہ بوجہ انکار ولایت غدیر خم کے سنگریزہ عذاب آسمان سے اوسکے دماغ پر گرا اور براہ مبرز نکل گیا اور حارث ہلاک ہوگیا بعدہ یہہ آیت نازل ہوئی کہ ایک سائل نے سوال کیا نبی سے عذاب نازل ہونیکا -

یہہ حارث فہری بھی اصحاب رسول اللہ مین سے تھا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب جو اصحاب رسول پر بوجہ دشمنی علی درود بھیجنے کے عادی ہین اور لکھا کرتے ہین کہ اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ تو غالبًا یہ درود اونکا حارث بن نعمان فہری کی ازواج کو بھی پہونچایا جاتا ہوگا کیونکہ یہ بھی

Presented by Ziaraat.Com

تو اصحاب رسول تھا اور جبکہ کوئی اصحاب اس درود سے مستثنیٰ نہیں کیا جاتا تو حارث بن نعمان فہری کی ارواح کا اس درود سے مستثنیٰ رہنے کی کوئی وجہ مولوی صاحب ممدوح نے اور اونکے ہم مذہبوں نے ظاہر نہیں فرمائی جو قابل اطمینان ہو۔ پس مذہب اہل سنت کا اصول یہ ہے کہ دشمنان رسول و دشمنان علی و منافقان دین کو ضرور شامل درود کرتے ہیں اور پیشوائے دین جانتے ہیں۔ اس مقام پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اہل سنت حدیث غدیر کو ثبوت خلافت جناب امیر کی دلیل نہیں گردانتے اس حدیث کو تو قبول کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ یہ حدیث دربارۂ تعیین خلافت نہیں ہے اگر یہ قول انکا صحیح ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حارث بن نعمان فہری نے رسول خدا سے سوال کیا کہ آپ نے جو اپنا جانشین اور ولیعہد اپنے بھائی علی ابن ابیطالب کو مقرر کیا اپنی مرضی سے یا بحکم خدا حضرت نے جواب دیا کہ بحکم خدا اگر یہ حدیث دربارہ تعیین خلافت وجانشینی و ولیعہدی حضرت مرتضیٰ علی نہ تھی تو پھر حارث بن نعمان فہری نے ایسا سوال رسول اللہ سے کیوں کیا اور رسول اللہ نے تسلیم کرکے یہ جواب کیوں دیا کہ میں نے بحکم خدا علی کو اپنا جانشین و ولیعہد مقرر کیا ہے بلکہ یہ جواب دیتے کہ میں نے اپنا ولیعہد و جانشین مقرر نہیں کیا ہے بلکہ اظہار فضیلت کیا ہے۔ چنانچہ جب رسول خدا صلعم حج آخری ادا کرکے مدینہ کو واپس جانے لگے تو مقام خم غدیر میں بحکم الٰہی حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین و ولیعہد بنایا اور تمام امت کو آگاہ کردیا نقل حدیث غدیریہ تنقیح نمبر ہفتم میں کی گئی ہے یہ امر اون اصحاب کو ناگوار معلوم ہوا جو منتظر وفات رسول تھے اور چاہتے تھے کہ وفات رسول کے بعد حکمرانی کریں اور فتنہ فساد برپا کریں جسکی خبر پروردگار عالم نے سورۂ محمد میں دی ہے ان مدعیان خلافت و حکومت

Presented by Ziaraat.Com

جب دیکھا کہ رسول خدا نے علی رؤس الاشہاد حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین و ولیعہد بنادیا تو آتش حسد انکے دلوں میں مشتعل ہوئی حارث فہری تو اپنا حسد ظاہر کرکے عذاب الہی میں گرفتار ہوا۔ لیکن دیگر مدعیان نبوت نے اپنا کینہ پوشیدہ رکھا اور باہم مشورہ کیا قتل رسول اللہ کا۔ چنانچہ جب رسول خدا علی علیہ السلام کی جانشینی اور ولیعہدی کے علم کو امت پر ظاہر کرکے مقام خم غدیر سے جانب مدینہ روانہ ہوے تو مقام تبوک سے رسول اللہ نے اپنے ہمراہی قافلہ کو حکم دیا کہ تم لوگ راہ صحرا سے جاؤ اور رسول اللہ نے بذات خاص راہ عقبہ اختیار کی صرف عمار بن یاسر و حذیفہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ تھوڑی راہ طے کی تھی کہ یکایک ایک جماعت عقب رسول اللہ سے ظاہر ہوئی رسول اللہ نے غصہ ہو کر حذیفہ سے فرمایا کہ اس جماعت کو واپس کرو حذیفہ کے ہاتھ میں ایک محجن یعنے ڈنڈا تھا۔ اوس ڈنڈے کو روئے رواحل جماعت مذکورہ پر مارنا شروع کیا منافقوں کو گمان ہوا کہ رسول اللہ انکی مکاری اور ارادہ سے واقف ہو گئے یہ سمجھکر فرار ہو گئے رسول اللہ نے حذیفہ سے دریافت کیا کہ اس جماعت کو تمنے شناخت کیا حذیفہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ جماعت مذکور کی سواری کے جانورون میں سے چند جانور میں نے شناخت کیے ہیں۔ لیکن منافقون کے منھ بندھے ہوے پوشیدہ تھے شب تاریک میں اونکو شناخت نکرسکا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ نے اسید بن حضیر سے کہا کہ یا ابی یحیی تمکو کچھ معلوم ہے کہ شب کو منافقون نے کیا ارادہ کیا تھا وہ چاہتے تھے کہ عقب سے مجھ پر حملہ کرکے ہلاک کریں اسید نے کہا کہ یارسول اللہ اگر ارشاد ہو تو منافقون کے سر کاٹ کر حاضر کرون رسول اللہ نے فرمایا کہ ای اسید میں اس کام کو مکروہ جانتا ہون اگر منافقون کے سر کاٹے جاوینگے تو لوگ کہینگے کہ محمد نے اپنے اصحاب کو قتل کرنا شروع کیا اوسکے بعد رسول اللہ نے اون اصحاب منافق کے نام حذیفہ کو تبلائے اور بجز حذیفہ کے کوئی دوسرا

Presented by Ziaraat.Com

اون منافقین کے نام سے آگاہ نہین کیا گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کی نسبت سورۂ توبہ مین ذکر موجود ہے جسکی تصریح تفسیر معالم التنزیل لبغوی صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳ ۔ و احیاء العلوم غزالی جلد چہارم صفحہ ۸۸ و سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۵۶ و تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۶۹۶ و ۶۸۷ و تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۱۳۹ و سیرۃ الحلبیہ جلد سوم صفحہ ۲۰۰ مین مفصل درج ہے لیکن منکرون اور دھوکا دینے والونکے دغا اور فریب سے ناواقفونکے بچنے کے لیے شواہد النبوت ملا جامی صفحہ ۱۰۰ سے مندرجہ ذیل عبارت کی نقل بنظر تصدیق کلام خود لکھے دیتا ہون از بس تفسیرونکا نام بقیہ صفحہ مین لکھچکا ہون اونمین درج ہے دیکھ لے مولانا جامی اہل سنت مین ولی اللہ مانے جاتے ہین اونکی تحریر مندرجہ ذیل واسطے شہادت کے کافی ہوگی۔

شواہد النبوت ملا جامی صفحہ ۱۰۰ ۔ در وقت مراجعت از تبوک جمعی از منافقان اتفاق کردند کہ رسول اللہ را از عقبہ باندازند شب بود کہ بعقبہ رسیدند رسول فرمود کہ ہمہ قوم از راہ وادی روند و خود تنہا طریق عقبہ اختیار کرد و ہیچ کس را رخصت اتباع نداد و مہار شتر خود در دست عمار بن یاسر و حذیفہ را از بہر سوق ناقہ تعین کرد بدین طریق بر راہ عقبہ میرفتند ناگاہ جمعی از عقب پیدا شدند رسول حذیفہ را فرمود کہ باز گرد و ایشان را باز گردان حذیفہ در دست محجنے داشت بے محابا محجن را بر روے رواحل ایشان زدن گرفت منافقان را گمان آن شد کہ رسول اللہ بر کید ایشان اطلاع یافتہ زود از عقبہ فرود آمدند رسول از حذیفہ پرسید کہ ہیچکس را ازین گروہ شناختی گفت یا رسول اللہ راحلہ فلان و فلان را شناختم اما ہمہ روبہا خود بستہ بودند و شب تاریک بود ایشانرا نیکو نشناختم چون از عقبہ گذشتند و صبح دمید رسول اسید بن خضیر را گفت یا ابا یحیی میدانی کہ شب منافقان چہ اندیشہ کردہ بودند میخواستند کہ در شب مرا از عقبہ

Presented by Ziaraat.Com

باندازند اسید گفت بفرمائے یا رسول اللہ تا سرہائے منافقان را فی الحال بہ حضرت تو بیارم گفت اے اسید مکروہ میدارم کہ مردم گویند چون منقضی شد محمد قتل اصحاب خود آغاز کرد اسید گفت ایشان از اصحاب تو نیستند فرمود کہ اظہار شہادت میکنند وخدا تعالے مرا از قتل اہل شہادت نہی کردہ است بعد ازان رسول نام آنجماعت را با حذیفہ گفت وگفت خدا تعالے مرا از نماز گذاردن برایشان نہی کردہ است - اس مقام پر یہ بات قابل یاد دہانی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بھی خلفاء ثلثہ کے نماز جنازہ ادا نہین کی اگر حضرت علی علیہ السلام نے خلفاء ثلثہ کے جنازہ پر نماز پڑہی ہو تو مولوی محمد جہانگیر خان صاحب یا اونکے ہم مذہب بتلادین پس رسولخدا کو اصحاب منافق کے نماز جنازہ کی ممانعت ہوئی تھی اگر خلفاء ثلثہ منافق نہ تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے اونکے جنازہ پر نماز کیون نہ پڑہی -

انھیین اصحاب منافق پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب درود بھی پڑھتے ہین اور انھین کی فضیلت کا اقرار بھی کرتے ہین اور انھین کا اقتدا بھی کرتے ہین اب مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہبون سے استفسار کرتا ہون کہ وہ براہ مہربانی یہ تو بتلادین کہ حدیث غدیر دربارہ خلافت و امامت و ولیعہدی حضرت علی علیہ السلام کے نہین ہے تو پھر حارث فہری کو حسد کس بات کا پیدا ہوا جو رسول اللہ سے شکایت کی اور اپنے حق مین بد دعا کرکے مورد عذاب الہی ہوا دوسرے وہ اصحاب کون سے تھے کہ عقبہ مین آنحضرت پر حملہ آور ہوے تھے اور یہ حملہ آوری بوجہ بغض وکینہ حضرت امیر علیہ السلام تھی یا کچھ اور اور اسیوجہ سے تھی کہ آنحضرت نے خلافت علی کو ظاہر کردیا اور امت کو حکم فرمانبرداری دیا یا کوئی دوسری وجہ تھی - اور یہ اصحاب حملہ کنان وہی لوگ تھے کہ جو زمین پر بطلب ریاست وحکومت فتنہ وفساد پیدا کرنے والے تھے اور

Presented by Ziaraat.Com

قرابتون کو اس طرح مین منقطع کرنیوالے تھے کہ جنکا ذکر سورۂ محمد مین ہے یا کوئی دوسرے۔ اور یہ حملہ کنان وہی اصحاب تھے کہ جو وفات رسول خدا صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے منحرف ہوگئے اور حدیث غدیر کے مطابق خلافت حضرت علیؑ کے تسلیم کرنیوالے نہ بنے بلکہ خلافت پر خود متسلط ہوگئے یا کوئی دوسرے اور یہ حملہ کنان وہی اصحاب تھے کہ جو بطلب بیعت خانۂ جناب فاطمہ کی بربادی کو گئے تھے جنکا ذکر تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۶۵ - مین ہے یا کوئی دوسرے حدیث غدیر مین اہل سنت عجیب عجیب تاویلین کرتے ہین۔ ان تاویلون کو دیکھکر ہر ایک ذی فہم اس بات کی شہادت ادا کرسکتا ہے کہ دنیا مین بجز اہل سنت کے کوئی دوسرا مذہب ایسا نہوگا کہ دانستہ حق سے روگردانی کرے اور دھینگا مشتی کو اصول ایمان اور ذریعۂ نجات قرار دے۔ لہذا عوام الناس کے اطمینان کے واسطے مین ایک ہی ثبوت ذیل مین لکھتا ہون تاکہ اوسکو پڑھکر ہر شخص کو اس بارہ مین شبہہ نہ رہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خود جناب رسالت مآب صلعم اپنا خلیفہ اور وصی اپنی حیات مین مقرر کرچکے تھے۔

سورۂ شعرا۔ قَالَ الَّذِیْنَ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔

تفسیر معالم التنزیل فراء بغوی۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُنِیْ اَنْ اُنْذِرَ عَشِیْرَتِیَ الْاَقْرَبِیْنَ فَضِقْتُ بِذٰلِکَ ذَرْعًا وَعَرَفْتُ اَنِّیْ مَتٰی اُنَادِیْھِمْ بِھٰذَا الْاَمْرِ اَرٰی مِنْھُمْ مَا اَکْرَہُ فَصَمَتُّ عَلَیْھَا حَتّٰی جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِلَّا تَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ یُعَذِّبْکَ رَبُّکَ فَاصْنَعْ لَنَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَاجْعَلْ عَلَیْہِ رِجْلَ شَاۃٍ وَامْلَاْ لَنَا عُسًّا مِنْ لَبَنٍ ثُمَّ اجْمَعْ لِیْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

Presented by Ziaraat.Com

حتی ابلغهم ما امرت به ففعلت ما امرنی به ثم دعوتهم له وهم
یومئذٍ اربعون رجلاً یزیدون رجلاً او ینقصونه فیهم اعمامه ابوطالب
وحمزة والعباس وابولهب فلما اجتمعوا الیه دعانی بالطعام الذی صنعته
لهم فجئت به فلما وضعته تناول رسول الله جذبة من اللحم فشقها باسنانه
ثم القاها فی نواحی الصحفة ثم قال خذوا باسم الله فاکل القوم حتی
ما لهم بشیء حاجة وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم
لیأکل مثل ما قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئتهم بذلک
العس فشربوا حتی رووا جمیعاً وایم الله ان کان الرجل الواحد
منهم یشرب مثله فلما اراد رسول الله ان یکلمهم بدره ابولهب
فقال سحرکم صاحبکم فتفرق القوم قبل ان یکلمهم فعد لنا من الطعام
مثل ما صنعت ثم اجمعهم ففعلت ثم جمعتهم فدعانی بالطعام
فقربته ففعل کما فعل بالامس فاکلوا وشربوا ثم تکلم رسول الله فقال یا بنی
عبد المطلب انی قد جئتکم بخیر الدنیا والآخرة وقد امرنی الله تعالی
ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی امری هذا و یکون اخی
و وصیی و خلیفتی فیکم فاحجم القوم عنها جمیعاً فقلت وانا
احدثکم سناً یا نبی الله انا وزیرک علیه قال فاخذ برقبتی فقال
ان هذا اخی و وصیی و خلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا فقام القوم
یضحکون و یقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۳۳۱ و تاریخ اسمٰعیل ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۱
وسیرۃ المحمدیہ صفحہ ۵۵ و مجمع البیان صفحہ ۱۸۲ میں بھی شامل تفسیر معالم التنزیل کے آیہ کریمہ
کی تفسیر بروایت معتبر تحریر ہوئی ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی کتاب مسند میں

Presented by Ziaraat.Com

مثل تفسیر معالم التنزیل کے نقل کی ہے۔
ترجمہ آیت۔ فرمایا خدا نے کہ اے محمد اب علانیہ دعوت اسلام کرو اور اپنے
...بت مندان کو تبلیغ رسالت کرو۔ باتفاق مفسرین و ارباب سیر و مورخین
...ایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے تمامی اولاد عبد المطلب کو حضرت ابوطالب کے
...میں جمع کیا جنکی تعداد چالیس یا پینتالیس نفر تھی۔ انہیں زن و مرد دونوں شریک
...اور ان سب کے واسطے کھانا پکایا گیا اور کہا کہ بسم اللہ کھاؤ پس سبھوں نے
کھایا اور سیراب و آسودہ ہوگئے۔ اوسوقت فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ نے
...خلق پر مبعوث کیا اور تم لوگوں پر مخصوص کیا۔ اور تلاوت کی آیہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَ
تَكَ الْاَقْرَبِیْنَ کو اور فرمایا آنحضرت نے کہ میں دعوت کرتا ہوں کہ تم لوگ اقرار کرو کلمہ
طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اور فرمایا کہ تم میں کون ہے جو ایجاب کرے
...امر میں اور اعانت کرے میرے قیام نبوت اور رسالت میں کسی نے جواب
نہ دیا لیکن حضرت علی علیہ السلام فوراً کھڑے ہوگئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
میں قبول کرتا ہوں آپ کی اعانت۔ اور اقرار کرتا ہوں کلمہ طیبہ کا۔ فرمایا نبی
نے کہ بیٹھ جاؤ تم میرے بھائی و وزیر و وصی و وارث و خلیفہ میرے ہو بعد میرے
پس ساری قوم نے ہجوم کیا حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں
کمسن ہوں قوم کے بزرگوں کے سامنے میں آپ کی وزارت کروں گا پس رسول اللہ
نے گردن علیؑ کی پکڑ اور قوم کو دیکھا کر کہا کہ یہ علی میرا بھائی و وصی و خلیفہ میرا
ہے اسکا حکم مانو اور اطاعت اسکی کرو۔ پس قوم مضحکہ کرتی تھی اور بطور طعن کے
لوگ کہتے تھے کہ اے ابوطالب تمھارے بھتیجے نے کہا ہے کہ تم اپنے پسر کی
فرمانبرداری کرو۔ اس حدیث میں دعوت نبوت و دعوت امامت و خلافت
توام ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

پر تو حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل ہونیکی واضح دلیل ہے اسمین تو
کوئی تاویل بھی نہین ہو سکتی۔ قبول کرنا نکرنا اہل سنت کے اختیار مین ہے
ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے۔ جب جناب رسول خدا صلعم نے مبعوث برسالت
ہوکر اول اپنے قرابتدارونکی دعوت بحکم خدا کی تو قوم نے آنحضرت کے
دعوی نبوت پر مضحکہ کیا اور خلافت علی پر طعن کیا اور بطور طعن ابوطالب
کہا کہ اپنے فرزند کی تابعداری کرو۔ اوسی طرز پر ہمارے مولوی محمد جہانگیر خان
صاحب بھی خلافت علی پر طعن کرتے ہین اور بطور طعن کے لکھتے ہین کہ شدہ۔
المنظم سند یافتہ آسمانی و دستار بند غدیر نے کس حد تک اسلام کو شائع کیا۔
اس طعن کے وزن اور کفار قریش کے طعن کے وزن مین سر مو فرق نہین۔
اور یہ مقام شکایت نہین کیونکہ علی علیہ السلام کی خلافت پر ابتدا سے قوم
ہی کے لوگ طعن کرتے رہے ہین اور قوم ہی کے لوگون نے ہمیشہ بغض و حسد
کیا ہے۔ تو جب رسول خدا صلعم کے ارشاد کا اثر گمراہون پر نہ ہوتا تھا تو میرے
فیصلہ کا اثر گمراہون پر کیا ہوگا۔ امام حسین علیہ السلام باواز بلند فوج یزید سے
کہتے تھے کہ اے گمراہو تم کیا کرتے ہو مجھکو اور میرے رتبہ کو پہچانو اور میرے
قتل سے باز آو ورنہ تا قیامت پچھتاوگے۔ چونکہ علی و اولاد علی کی دشمنی دلون
مین بھری ہوئی تھی لہذا امام کے کلام نے اونکے دلون پر کچھ اثر نہین کیا حالانکہ
ساری فوج یزید اپنے کو مسلمان کہتی تھی اور صوم و صلوۃ کی پابند تھی مگر فرزند
رسول کے قتل کو عین شریعت کی فرمانبرداری جانتے تھے۔ تو جب فرزند
رسول کے کلام نے گمراہون پر کوئی اثر نکیا تو میرا یہ فیصلہ اون گمراہون کے
دلون پر کیا اثر کرسکتا ہے کہ جنکے دلون مین علی اور اولاد علی کی دشمنی بھری
ہوئی ہے۔ البتہ جو لوگ ناواقفیت کے سبب دھوکے مین آکر فرقہ گمراہان

Presented by Ziaraat.Com

مین شامل ہین اور نجات عقبیٰ کے دل سے طلب گار ہین اونکے واسطے یہ فیصلہ میرا ضرور فائدہ مند ہوگا۔ سب سے زیادہ مجھکو تعجب اس بات کا ہر زناکار اگرچہ ارادتاً زنا کرتا ہے اور ہدایت و رہنمائی سے بھی عادت زنا کو ترک نہین کرتا۔ لیکن جب کوئی ایماندار اوسکو نصیحت کرتا ہے تو وہ شرمندہ ہوکر یا تو سرنگون ہوجاتا ہے یا توبہ کرتا ہے۔ مگر اوسکی غیرت اسکی شرافت اوسکی اصالت اُسکو اسبات پر آمادہ نہین کرتی کہ وہ اپنے ناصح کے مقابلہ مین بیحیائی و بےشرمی رہے غیرتی کو کام مین لاکر بزور سینہ زوری مقابلہ کرے اور کہے کہ زنا کرنا شرعاً جائز ہے۔ لیکن دشمنان خاندان رسالت کو مین اس سینہ زوری کا عادی دیکھتا ہون۔ جب فرزند رسول پر عبیداللہ ابن زیاد نے بحکم یزید پلید فوج کشی کی تو جو شخص استفسار کرتا تھا کہ یہ فوج کشی کسپر ہے تو اہل فوج جواب دیتے تھے کہ ایک خارجی نے خلیفہ رسول یزید ابن معاویہ پر خروج کیا ہے اوسکے مقابلہ کو یہ فوج جاتی ہے پس یزید کے زمانہ دار اور معتقد خلافت جو لوگ تھے وہ فرزند رسول کو بوجہ مخالفت یزید غیر مسلم اور خارجی کہتے تھے اور دشمنان فرزند رسول کو مسلمان اور متقی اور حافظ قرآن اور ایماندار بتلاتے تھے اوسی رسم و رواج کے مطابق دشمنان علی و منکرین خلافت علی اپنے فرقہ کو مسلمان کہتے ہین اور اولاد علیؑ و دوستان علیؑ و معتقدان علیؑ و محبان علی کو غیر مسلم کہتے ہین اور لفظ رافضی سے منسوب کرتے ہین۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

تنقیح نمبر نہم ۹

آیات قرآنی و احادیث نبوی کے شیعہ منکر ہین جیسا کہ

Presented by Ziaraat.Com

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب تحریر فرماتے ہین

یا سُنی جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا قول ہے

مذہب اہل سنت کے عالم مستند و معتبر جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے کتاب اظہار الہدی صفحہ ۱۲۹ مین شیعو نپر مندرجہ ذیل اعتراض کیے ہین۔

۱۔ جب اہل سنت والجماعت کسی معاملہ متنازعہ فیہ مین کوئی آیت یا حدیث پیش کرتے ہین شیعہ قطعی انکار کر جاتے ہین اور اوسکے جواب مین اپنے مجتہدوین کی روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ کو حجت نامعقول و دلیل نامعقول لاتے ہین

۲۔ حضرت خاتم المرسلین اور حضرت امیر المومنین کو مراتب مین برابر جانتے ہین حالانکہ فضیلت حضرت سرور عالم کی تمام مخلوقات پر متواتر کتب شیعہ مین مرقوم ہے

۳۔ جو کوئی اپنے دل مین حضرت علی کی محبت رکھتا ہے گو یہودی ہو یا نصاری یا مجوسی یا ترسا قطعی بہشتی ہے۔

نسبت اعتراض اول مجھکو اسبات کے کہنے مین کچھ تامل نہین ہے کہ شیعہ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے کبھی انکار نہین کرتے جو حدیث موضوعہ آیات قرآنی کے خلاف پیش ہوتی ہے کہ جسکا پتہ و نشان تک کتب شیعہ مین نہین ملتا وہ ضرور قابل انکار ہوا کرتی ہے مین نے آج تک کسی عالم شیعی کو ایسا نہین پایا کہ اونھون نے متقدمین یا متاخرین علمائ مذہب شیعہ کے کسی اقبال یا اقرار سے انکار یا گریز کیا ہو۔ یا اپنے کسی عالم کے اقرار یا اقبال کو کسی حالت مین اپنے مخالف سمجھکر اوس عالم کے کاذب یا نافہم ہونیکا اظہار کیا ہو اور کسی مقام پر اوس عالم کے ثقہ و معتبر ہونیکو تسلیم کیا ہو اور کسی مقام پر اوسی عالم کو کاذب یا سُنی کہدیا ہو شیعہ اس الزام سے بالکل پاک و صاف ہین مولوی صاحب ممدوح کا

Presented by Ziaraat.Com

یہ اعتراض بالکل بے دلیل و بے ثبوت ہے۔ بلکہ یہ الزام بوجوہات مندرجہ ذیل
اہل سنت پر پورا پورا عاید ہوتا ہے۔
ا۔ ملا حسین واعظ کاشفی کہ جو معتبرین علماء اہل سنت سے ہیں اور جنکی تفسیر حسینی
مشہور ہے اونکی تصنیفات کو اہل سنت کمال حسن عقیدت سے پڑھتے اور قبول
کرتے ہین لیکن جب اونکی کتاب روضۃ الشہداء اہل سنت کے مقابلہ مین پیش
کیجاتی ہے تو اوس سے انکار کرجاتے ہین اور ملا حسین کو کاذب کہنے لگتے ہین
ہمنے آجتک کسی شیعہ کو اپنے مذہبی عالم کی تحریر و تصنیف سے انکار کرتے نہین
دیکھا۔ البتہ مخالفان مذہب شیعہ جب کسی مذہب شیعہ کے عالم کی تحریر کا غلط مطلب
بیان کرتے ہین تو اوسکی توضیح تو ضرور شیعہ کرتے ہین مگر اپنے عالم کے لکھے ہوے
اصلی واقعہ سے انکار نہین کرتے بس یہی ایک واقعہ اعتراض اول کے فیصلہ کو کافی
ہے لہذا معترض صاحب سے استفسار کیا جاتا ہے کہ وہ مطلع فرماوین کہ ملا حسین
واعظ کے حق مین وہ کیا فرماتے ہین آیا ملا حسین واعظ سنی تھے یا شیعہ۔ اگر سنی
تھے تو پھر حسب مضمون روضۃ الشہداء اور اقرار ملا حسین واعظ مندرجہ روضۃ الشہداء
صفحہ ۲۳۰ مجالس عزاء حسین وگریہ وزاری کو مصائب حسین مین بدعت سیئہ
کیون کہاجاتا ہے۔ کیونکہ ملا حسین واعظ کہتے ہین کہ جو کوئی قصہ کربلا کو یاد کرکے
نالہ وزاری کرے یا کسیکو رلاوے بروز قیامت بشاش ہوگا اور جو کوئی
مجلس عزاء برپا کرے اور ذکر مصائب شہداء کربلا اوس مجلس مین کرے وہ ہول
قیامت سے محفوظ رہیگا۔ اب معترض صاحب فرماوین کہ اس معاملہ مین ملا حسین
اونکے مذہبی عالم کاذب ہین یا معترض صاحب کاذب ہین۔ اگر معترض صاحب
ملا حسین واعظ کو فرقہ سنت الجماعت سے خارج سمجھتے ہون اور شیعہ جانتے ہون
تو مشتہر فرماوین تاکہ شیعونکو اونکی دیگر تصنیفات کے کالعدم کرنے اور رادینے اون

Presented by Ziaraat.Com

الزامات کے عاید کرنے کا حق پیدا ہو جو الزامات کہ عقاید شیعہ کے مطابق اوپر عاید ہوتے ہوں اور ان الزامات کو اہل سنت داخل توہین نگرد اینں کیونکہ شیعہ اپنے مذہبی مصنف کی نسبت جو کچھ چاہیں کہ سکتے ہیں اہل سنت کو اوس توہین کے دعوی کا حق پیدا نہیں ہوسکتا۔ دوسرے ۔جبکہ تمامی معتبرین اہل سنت اپنی کتابوں میں اون احادیث نبوی کی نقل کر رہے ہیں کہ جن احادیث سے حضرت علی علیہ السلام کا افضل الامم امیر المومنین امام المتقین مگراہونکے رہنما ہادی امت خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت ہوتا ہے جنکی نقل موقع بموقع تنقیحات ماسبق و تنقیح ہذا مین اسکے قبل کی گئی ہے ان احادیث کے خلاف خلفاء ثلثہ کو علی علیہ السلام پر معترض صاحب جو فضیلت دیتے ہیں اس سے وہ اور اونکے مذہب احادیث نبوی کے منکر قرار پاتے ہیں یا نہیں ۔ تیسرے جبکہ اہل سنت کے معتبر کتب مانے تفسیر معالم التنزیل و تاریخ ابو الفدا و سیرۃ المحمدیہ سے یہہ بات ثابت ہے کہ وقت لغت بحکم آیہ قال اللہ تعالی وانذر عشیرتک الاقربین رسول خدا صلعم نے علی علیہ السلام کی نسبت صاف صاف فرمایا کہ یہہ ہے میرا وارث اور میرا خلیفہ اور میرا وصی بعد میرے اس حدیث نبوی کے مخالف جو خلفاء ثلثہ کی خلافت تسلیم کیجاتی ہے اس سے احادیث رسول اللہ کے منکر شیعہ قرار پاتے ہیں یا سنی ۔ چوتھے ۔ پروردگار عالم سورہ محمد مین اکثر اصحاب محمد صلعم کی منافقت کو ظاہر فرما رہا ہے اور احادیث رسول خدا سے ثابت ہے کہ اکثر اصحاب داخل دوزخ ہونگے اور اہل سنت و معترض صاحب اون دوزخی اصحاب کو قابل درود قرار دیتے ہین اور اونکے فضائل کے قائل ہین ۔ تو اس نافرمانی کے سبب اہل سنت منکر آیات قرآنی و احادیث نبوی قرار پاوینگے یا شیعہ ۔ پانچوین ۔ آیہ متعہ کے شیعہ منکر ہین یا سنی یہ انتہا کی دھینگامشتی ہے کہ احکام قرآنی و احادیث نبوی سے بوجہہ محبت خلفاء ثلثہ

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت منکر بھی ہوتے ہیں اور اپنا الزام شیعوں پر لگاتے ہیں۔ بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے۔

اعتراض دوم کی تکذیب تو خود معترض صاحب ہی کے اعتراض سے ہوتی ہے۔ معترض صاحب لکھتے ہیں کہ شیعہ مراتب علی کو رسول خدا کے برابر جانتے ہیں اور کتب شیعہ میں فضیلت رسول خدا کی تمامی مخلوق سے اعلیٰ و افضل مرقوم ہے جبکہ کتب شیعہ میں فضیلت رسولخدا کی تمام مخلوق سے اعلیٰ اور افضل ہونیکا اقرار درج ہے تو اسکے خلاف علی علیہ السلام کا ہمرتبہ رسول ہونا معترض صاحب نے شیعوں کے کون سے اقرار سے حاصل کیا ہے شیعہ رسول اللہ کے اور علی علیہ السلام کے رتبہ میں اسقدر فرق جانتے ہیں جتنا فرق کہ رتبہ بادشاہ اور وزیر میں ہوتا ہے چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں میں منصب نبوت پر سرفراز ہوا اور علی منصب خلافت پر۔ اس حدیث کی نقل تنقیح نمبر ہفتم میں کتاب مسند احمد ابن حنبل سے کی گئی ہے یہ ایک اتہام ہے شیعوں پر۔

نسبت اعتراض سوم حدیث مندرجہ ذیل قابل غور ہے۔
کنوز الحقائق حرف الیاء مع الیاء - حُبُّ عَلِیٍّ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّارِ حُبُّ عَلِیٍّ یَاکُلُ الذُّنُوْبَ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ محبت علی کی بچاتی ہے آتش دوزخ سے اور محبت علی کی گناہوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جسطرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اور تنقیح نمبر چہارم میں تفسیر آیہ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ کی معتبرین علماء اہل سنت کی تفسیروں میں حسب احادیث رسولخدا ظاہر و ثابت کر دیا گیا ہے کہ محبت علی سے نجات حاصل ہوتی ہے اور درجہ شہادت حاصل ہوتا ہے اور کامل الایمان مرتا ہے اور محب علی کو ملک الموت و منکر نکیر بشارت جنت

Presented by Ziaraat.Com

دینگے پس شیعونکا یہ اعتقاد کہ جسکے دل مین علی کی محبت ہو وہ قطعی جنتی ہے موافق قرآن و احادیث نبوی کے ہے۔ اسپر اعتراض کیا ہے۔ رہے یہود و نصاری اونکے ناجی ہونیکا کسی شیعہ نے اقرار نہین کیا یہ معترض صاحب کی طبعی تصنیف ہے تاہم معترض صاحب کی اس طبعی تصنیف کی نسبت بھی مجھکو اسقدر فیصلہ کی ضرورت ہو کہ جبن یہود و نصاری کو علی علیہ السلام کی محبت ہو گی وہ ضرور مسلمان ہوجاویگا غیر مسلم کو علی علیہ السلام کے ساتھ دلی محبت ہو ہی نہین سکتی۔ پھر محبت علی علیہ السلام اگر یہود و نصاری کے واسطے بحالت قبول اسلام باعث نجات ہو تو اسمین قباحت کیا ہے۔

تنقیح نمبر دہم ۱۰

وقت تعین خلافت اول و خلافت ثالث حضرت علی علیہ السلام خواہان خلافت کیون ہوے اور قتل حضرت عثمان کے بعد حصول حکومت سے انکار کیون کیا

اہل سنت کی کل معتبر کتابون سے یہ بات ثابت ہو کہ وفات رسول اللہ صلعم کے بعد جب حضرت ابو بکر خلیفہ ہوے اور علی علیہ السلام واسطے بیعت کے بلائے گئے تو آپ نے بیعت نہین کی اور دعویدار خلافت ہوے اور چھ ماہ تک برابر باہم اسی خلافت کی بابت دلون مین رنج و کینہ رہا بعد چھ ماہ کے بوجہ وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ اسلام نے صلح کرلی اور وفات حضرت عمر کے بعد ہر طرح سے حضرت علی علیہ السلام نے حصول خلافت کے واسطے کوشش کی مگر ناکام رہے لیکن قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت رجوع ہوے اور حضرت علی علیہ السلام نے حکومت ظاہری سے انکار کردیا اور امت کو ہدایت کی کہ جسکو چاہو اپنا خلیفہ

Presented by Ziaraat.Com

بناؤ مجھکو خلافت کی بالکل خواہش نہین ہے - یہانتک کہ آپنے طلحہ و زبیر سے صاف صاف کہا کہ تم مین سے جسکو خواہش خلافت کی ہو وہ خلافت کو قبول کرے - لیکن جب سب نے انکار کیا اور امت نے بہت گھبرا کر از حد مجبور کیا تب آپ نے خلافت کو قبول کیا - اسکے ثبوت مین حضرت عمر کا اقرار کافی ہے کہ انھون نے وقت وفات اپنے عبد اللہ ابن عباس سے کہا تھا کہ علی علیہ السلام کو خلافت کی حرص بہت ہے بایں وجہ وہ قابل خلافت نہین ہین اسکی مختصر توضیح تنقیح نمبر پنجم مین کی گئی ہے اور اسبات کا تو مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے بھی کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰ مین اقرار کیا ہے - اور کتاب اظہار الحق صفحہ ۱۸۶ مین لکھا ہے کہ جب مسلمانون نے جناب امیر کو خلافت پر مجبور کیا تب آپ نے بپاس خاطر مسلمانون کے خلافت کو قبول کیا اور خلافت کی حالت مین بھی جناب امیر کی زبان مبارک سے یہی نکلتا تھا کہ خدا کی قسم ہے کہ خود مجھکو خلافت کی رغبت نہین ہے اور نہ ولایت کی حاجت ہے لیکن تمنے مجھکو بلایا خلافت کیطرف اور باعث ہوے تم میرے لیے خلافت کے - پس وجود مذکورہ بالا سے یہ امر قابل توضیح معلوم ہوتا ہے کہ روز وفات رسول اللہ صلعم سے تا یوم تعین خلافت ثالث حضرت علی علیہ السلام کو خواہش خلافت کیون رہی اور قتل حضرت عثمان کے بعد آپ کے دل سے خلافت کی خواہش کیون جاتی رہی اسکی اصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے مندرجہ ذیل تمہید کے لکھنے کی مجھکو ضرورت ہوئی -

جناب رسالتمآب صلعم جس زمانہ مین مبعوث برسالت ہوئے تھے وہ زمانہ رسوم جہالت کے سبب پرآشوب ہو رہا تھا شرک و کفر و بت پرستی و حسد و کینہ و بغض و عداوت و ظلم و ستم و طمع و خود غرضی کے سبب سے لوگون کے دل سیاہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو رہے تھے۔ پس اسلام کی برکت سے دو باتین بہت بڑی بنی آدم کو حاصل
ہوئین۔ اول ایمان۔ دوم اتفاق۔ اور ان دونون مراتب کے حصول کا
ذریعہ فرمانبرداری ہے۔ جب بنی آدم نے رجوع کیا محمد صلعم کی نبوت پر تو
جسوقت دعوت اسلام کو قبول کرکے کلمہ توحید پڑھا اسوقت تو دولت ایمان
حاصل ہوئے۔ اور اس دولت ایمان نے کلمہ گویون کے دلون کو رجوع کیا
جانب فرمانبرداری۔ اور جب ایک شخص واحد یعنے جناب محمد صلعم کی فرمانبرداری
اختیار کی ہزارہا بنی آدم مختلف الاقوال و مختلف الخیال نے تو اتفاق باہمی کا رتبہ
کل مسلمانون کو حاصل ہوگیا۔ اور سب کے ایمان کامل ہوگئے۔ پس ایمان سے
تو نجات عقبیٰ حاصل ہوئی۔ اور اتفاق سے سلطنت دنیا مل گئی۔ اور اسلام مین
اگر نعمت عظمیٰ ہین تو یہی دو باتین ایک ایمان دوسرا اتفاق۔ اور یہ دو نعمتین
بنی آدم کو کیونکر حاصل ہوئین۔ یہ امر قابل غور ہے۔ پروردگار عالم نے
جب آنحضرت کو مبعوث برسالت کیا تو جو لوگ آپکی نبوت پر دل سے ایمان
لائے یہ دونون شرف انھین کو حاصل ہوے۔ اگر پروردگار عالم آنحضرت
کو مبعوث برسالت نفرماتا۔ اور بنی آدم کی مرضی پر اس منصب کو چھوڑ دیتا کہ
جسکو چاہین اپنی رہنمائی کے واسطے اپنا پیشوا بنالین تو ایک شخص کے پیشوا
بنانے پر دنیا کے لوگون کا تاقیامت اتفاق نہوتا۔ بلکہ ہر شخص اپنی اپنی
مرضی کا ایک ایک پیشوا جداگانہ بنانے پر آمادہ ہوجاتا جسکے انجام مین
نہ دولت ایمان نصیب ہوتی نہ آپس کا اتفاق قایم ہوتا۔ پس یہ امر ضروری
اور واجب تھا کہ پروردگار عالم کسی شخص کو بنی آدم کی ہدایت اور رہنمائی کے
واسطے مبعوث برسالت کرے۔ چنانچہ آنحضرت نے مبعوث برسالت ہوکر کوئی
کام ہدایت و رہنمائی کا بلا حکم الٰہی نہین کیا۔ اور جسقدر احادیث صحیح آنحضرت سے

Presented by Ziaraat.Com

اون احادیث مین جبقدر بواثیق اور احکام ہین وہ سب مطابق حکم الٰہی کے ہین۔ چنانچہ جسطرح آنحضرت خدا کے حکم سے مبعوث برسالت ہوئے اوسیطرح آپ کا جانشین یعنی خلیفہ بھی بحکم الٰہی مقرر ہونیکے لائق تھا کیونکہ نبوت آپ کی ذات پر ختم ہوچکی تھی۔ آپ کے بعد تاقیامت کوئی دوسرا نبی پیدا ہونیوالا نتھا کہ گم گشتہ لوگونکو راہ ہدایت دکھلاتا اور بتلاتا۔ اور جو شریعت کہ آنحضرت کے ذریعہ سے بنی آدم کو ملی تھی اور جس شریعت کے ذریعہ سے امت محمدی کو شرف ایمان و شرف اتفاق حاصل ہوا تھا۔ اوسمین اختلاف پیدا ہونیوالا تھا۔ بدینوجہ خلیفہ رسول کا اس دنیا مین تا قیامت موجود رہنا امر ضروری تھا۔ تاکہ ایمان و اتفاق مسلمانون مین قایم رہے اور گمراہونکی رہنمائی ہوتی رہے۔ اگر تعین خلافت کا دارومدار امت کی مرضی پر چھوڑا جاتا تو یہ امر محال تھا کہ کسی شخص واحد کی خلافت پر کل امت اتفاق کرے چنانچہ یوم وفات رسول خدا صلعم سے تا ایندم کسیکو بھی کل مسلمانون نے اتفاق باہمی سے خلیفہ مقرر نہین کیا حضرت ابوبکر باتفاق طرفداران حضرت عمر خلیفہ بنے اور دوسرے روز حضرت اہل مدینہ کو بلا بلاکر بیعت لی اور ایک نے دوسرے کو بیعت کرتے دیکھکر بیعت کی بیرونجات کے لوگون نے عاملون کی تہدید و تخفیف کے سبب سکوت کیا۔

حضرت عمر حسب وصیت تحریری حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اتفاق امت سے خلیفہ نہین ہوئے۔ اور حضرت عثمان حسب وصیت حضرت عمر باتفاق و حکم عبدالرحمن بن عوف و سعد ابن ابی وقاص خلیفہ بنے امت کے اتفاق سے خلیفہ نہین بنے۔ اور جن لوگون نے بطلب ریاست و حکومت تعین خلافت کا یہ دستور نکالا اوسکا انجام یہ ہوا کہ اب کوئی خلیفہ مسلمانون مین نہین ہے کہ رہنمائی کرے کہ جسکی رہنمائی سے اختلاف مذہبی باقی نہ رہے۔ اہل سنت اس امر کے

Presented by Ziaraat.Com

بہت بڑے معتقد ہین کہ تعین خلافت باختیار امت ہے - رسول اللہ نے کسیکو
خلیفہ مقرر نہین کیا - اگر امت کے اختیار سے خلیفہ مقرر ہوسکتا ہے تو پھر انتظار
کس امر کا ہے کسیکو خلیفہ مقرر کیون نہین کرلیتے تاکہ نفاق باہمی دور ہو اور اتفاق
ہوجاوے - دولت ایمان و شرف اتفاق کے قایم و برقرار رہنے کے لیے جناب
رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا (دیکھو شرح عقاید نسفی صفحہ ۹۴) عَمَّنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ
اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً ترجمہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے
کہ جو شخص مرگیا اور نہ پہچانا امام وقت اپنے کو پس بہ تحقیق کہ وہ مرا موت کافر کی
زمانہ موجودہ مین جبکہ کوئی امام مذہب اہل سنت مین موجود نہین تو مثل زمانہ
جاہلیت وہ کافر مرتے ہین یا نہین - اور جو نفاق کہ باہم مسلمانون مین ہے امام
نہونے کے سبب سے یا کسی دوسرے سبب سے اگر کوئی امام موجود ہوتا تو نفاق
باہمی کو ضرر نہ پہونچتا - اسیواسطے رسول خدا صلعم نے اپنی حیات مین علی علیہ السلام
کو امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین یعنے گمراہونکے رہنما کے لقب سے سرفراز
فرمایا تھا - اور بار بار امت پر ظاہر کردیا تھا کہ علی ہادی امت ہین علی ساتھ قرآن
ہین اور قرآن ساتھ علی کے ہے - علی کا دوست مومن ہے علی کا دشمن منافق ہے
محبت علی امت پر واجب کی - امت کو حکم دیا کہ میرے اہلبیت کی فرمانبرداری کرنا
نافرمانی کروگے تو گمراہ ہوجاؤگے - مخصوص حضرت علی علیہ السلام کے حق مین ابتدا
زمانہ مین کہ جب آنحضرت مبعوث برسالت ہوے تھے فرمایا تھا کہ میرے بعد علی
میرا خلیفہ و وصی و وارث ہے اور وقت واپسی حج آخری بمقام غدیر خم امامت
علی سے امت کو آگاہ کردیا تھا - اسکا سبب یہی تھا کہ امت بعد وفات میرے علی کی
فرمانبردار رہے اور دولت ایمان و شرف اتفاق ضائع و برباد نہونے پاوے
اگر امت بعد وفات رسولخدا صلعم حضرت علی علیہ السلام کو مطیع اور فرمانبردار رہتی

Presented by Ziaraat.Com

اور جسطرح رسولخدا صلعم کی اطاعت کی تھی اوسیطرح بعد وفات رسولخدا صلعم حضرت علی
علیہ السلام کو اپنا امام اور ہادی قبول کرکے پیروی کرتی اور اونکے بعد دیگرے دوازدہ
امام کی پیروی کرتی چلی جاتی۔ امت مین کبھی نفاق ہونے پاتا نہ تفریق مذہبی کی بنیاد
پڑتی اور دنیا مین کوئی شہر اور قصبہ اور دیہہ باقی نہ رہتا جہان اسلام کی سلطنت
نہوتی اور غالبا آج دنیا مین بجز اسلام کے کوئی دوسرا مذہب نظر نہ آتا۔ اسیواسطے
وقت تعیین خلافت اول حضرت علی علیہ السلام بار بار کہتے تھے کہ خلافت کو خاندان
رسالت سے نہ نکالو اور میری خلافت کو تسلیم کرو اور وقت تعیین خلافت ثالث
تک آپ برابر دعویدار خلافت رہے اور امت کو اپنی جانب رجوع کرتے رہے
اس دعوی خلافت سے جناب امیر کو حصول سلطنت دنیاوی سے کچھ تعلق نہ تھا
نہ آپ بغرض حصول سلطنت دنیاوی دعویدار خلافت ہوئے کیونکہ آپ دنیا کو
طلاق دیچکے تھے اور دنیا سے ہمیشہ وحشت ناک رہتے تھے غذا آپکی نان جو تھی گوشت
بہت کم کھاتے تھے شب کو بہت کم آرام کرتے تھے ایسے عابد و زاہد کو سلطنت سے
کیا واسطہ لیکن دعوی خلافت سے آپکی غرض صرف اسیقدر تھی کہ دین مین اختلاف
نہ پڑے اور اتفاق باہمی مین خرابی واقع نہو۔ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر مین اگرچہ شریعت محمدی مین کسیقدر تغیر شروع ہوا۔ حکم متعہ کی منسوخی
بدعت تراویح کی ایجاد ہوئی مگر اس قسم کے تغیر سے زیادہ تر اسلام مین نقص پیدا
ہونے پایا تھا نہ مسلمانون کے باہمی اتفاق مین کوئی خلل واقع ہوا تھا۔ نہ لوگون
کے ایمان خراب ہونے پائے تھے یہی سبب تھا کہ وفات حضرت عمر کے بعد حضرت
علی علیہ السلام کو زیادہ اضطراب تھا کہ امت میری جانب رجوع ہوجاوے اور یہہ
اضطراب حصول سلطنت کے واسطے نہ تھا بلکہ حفاظت دین اور حفاظت اتفاق
مسلمانان کے واسطے یہ دعوی اور اضطراب تھا۔ کیونکہ رسولخدا صلعم بحکم الہی امت

Presented by Ziaraat.Com

کی ہدایت ورہنمائی کا بار حضرت علی علیہ السلام پر ڈال گئے تھے اور یہ بھی فرماگئے تھے کہ اگر امت تمہاری فرمانبرداری نہ کرے اور طمع دنیا مین پھنس جاوے تو تم صبر کرنا اور جو کچھ دیوین وہ لے لینا۔ لیکن جب بعد وفات حضرت عمر بھی امت رجوع نہوئی اور حضرت عثمان خلیفہ بن گئے آپ نے صبر اور سکوت کیا اور امت کو امت کے حال پر چھوڑ دیا اور قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت نے آپ کی جانب رجوع کیا تو آپ نے خلافت سے انکار کیا اور سبب اس انکار کا یہ تھا کہ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین قبیلہ بنی امیہ کی گئی ہوئی قوت پھر آگئی تھی اور بنی امیہ کو پورے طور پر قوت حاصل ہوگئی تھی اور شریعت مین بہت کچھ تغیر و تبدل پیدا ہوگیا تھا کلام الٰہی کی ترتیب بھی خلاف تنزیل ہوکر ہر چہار جانب تقسیم ہوچکا تھا۔ ایمان کی بربادی اور اتفاق اسلام کی خرابی کے پورے سامان حضرت عثمان کے زمانہ خلافت مین پیدا ہوچکے تھے جسکی اصلاح محال تھی اور حضرت علی علیہ السلام اپنے دشمنون کے حالات سے آگاہ تھے کہ اب اگر حکومت ظاہری کو مین اختیار کرونگا تو انجام اسکا یقیناً خونریزی ہوگا۔ کیونکہ نفاق باہم پیدا ہوچکا ہے اور اسلام کی جس برکت نے ایام جاہلیت کی رسم ورواج کو نیست ونابود کیا تھا وہ رسم ورواج زمانہ جاہلیت کا عہد خلافت حضرت عثمان مین پھر قایم ہوگیا تھا بدینوجہ حضرت علی نے حکومت ظاہری کے قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ مگر جب امت نے اژدھام کیا اور لوگ بکثرت رجوع ہوکر طالب رہنمائی ہوئے تو آپکو مجبوراً حکومت ظاہری بھی قبول کرنی پڑی۔ کیونکہ وفات رسولخدا صلعم کے بعد جانشین وقائمقام یعنے خلیفہ برحق امام امت علی مرتضیٰ تھے اور امام کا منصب ہی لوگونکو ہدایت کرنیکا اور راہ راست پر قایم رکھنے کا چنانچہ تاریخ وفات حضرت عمر تک حضرت علی علیہ السلام امت کو ہدایت کرتے رہے

Presented by Ziaraat.Com

مگر امت آپکی جانب رجوع نہین ہوئی بدینوجہ آپ نے سکوت کیا کیونکہ آپ کے
پاس ایماندار و نیکی کوئی معقول اعانت ظاہری ایسی نہ تھی کہ جس اعانت کی تقویت
پر آپ امت پر حد شرع جاری کرکے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیتے پس بحالت
نہونے مونس و معین کے امام وقت کا کام یہ ہے کہ جو شخص طالب ہدایت ہو اسکی
ہدایت مین دریغ نکیا جاوے چنانچہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر مین
جس کسی نے آپ سے ہدایت چاہی آپ نے اوسکی رہنمائی کی یہانتک کہ خلفاء
جس امر مین ہدایت چاہتے تھے اونکی بھی آپ رہنمائی کرتے تھے اور جو کام
خلاف شریعت خلفاء کرتے تھے آپ ممانعت کردیتے تھے عمل کرنا نکرنا اختیار خلفاء
و اختیار امت مین تھا لیکن قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت رجوع ہوئی تو
آپ حکومت ظاہری کے اختیار کرنے سے انکار نہ کرسکے اگر قطعاً انکار کردیتے تو
یہ امر شان امامت کے خلاف تھا۔ چنانچہ جن وجوہ سے آپنے انکار کیا تھا
اوسکا نتیجہ فوراً ظاہر ہوگیا۔ اہل مدینہ نے انحراف شروع کیا۔ جسکے سبب سے
آپ کو اپنا دارالخلافت کوفہ بنانا پڑا۔ ہر چہار جانب سے بغاوت شروع ہوگئی
جنگ جمل و جنگ صفین کی تیاریان ہوگئین جنکی اصلاح امام وقت پر واجب
و لازم تھی۔ کیونکہ اعانت معقول آپ کے پاس موجود تھی۔ آپ برابر لڑتے
رہے لیکن جب آپ کے مددگار لڑتے لڑتے تھک گئے اور امیر معاویہ
و عمرو ابن عاص کی وہ تدبیر کہ نیزون پر قرآن مجید بلند کئے اور آپ کے
مددگار ونکو ان قرانون کی بلندی کا بہانہ مل گیا اور لڑائی سے دستکش ہوئے
اوسوقت آپ نے بھی سکوت کیا اگرچہ امت کو بہت کچھ سمجھایا مگر امت نے
جب آپ کی ہدایت کو قبول نہ کیا اور جوابدیا کہ اب ہم آپ پر تلوار نکالینگے
اوسوقت آپ نے صبر اور سکوت کیا اور امت کو امت کے حال پر چھوڑ دیا

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ امت نے خلاف حکم حضرت علی علیہ السلام ابو موسیٰ اشعری کو ثالث مقرر کیا آپ دیکھتے رہے۔ کیونکہ آپ کے پاس کوئی اعانت باقی نہ رہی تھی۔ اور بلا اعانت معقول امام وقت کوئی اصلاح و رہنمائی نہیں کر سکتا بجز اسکے کہ مصلحت وقت پر نگاہ رکھے اور اسی مصلحت وقت کا نام تقیہ ہے۔ بعد از صلح جنگ صفین آپ کے اختیار میں برائے نام حکومت رہ گئی تھی ورنہ آپ کے معین و مددگار بالکل آپ کے حکم اور اختیار میں نہ تھے اور اسی بے اختیاری کے سبب اور امت کا ظاہری فرمانبردار ہو نیکے باعث امام حسن علیہ السلام نے حکومت ظاہری سے انکار کیا اور معاویہ کے ساتھ صلح کر لی۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے قتل حضرت عثمان کے بعد جو حکومت ظاہری سے انکار کیا تھا اوسکا سبب یہی تھا کہ امت میں اختلاف پیدا ہو چکا تھا ایمان کی حالت خطرناک ہو گئی تھی۔ انجام اسکا خونریزی تھا۔ اور یہ خونریزی دشمنوں کی طعنہ زنی کے واسطے ایک بڑا ذریعہ تھا چنانچہ اوسی بنا پر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو اس طعنہ زنی کا موقع ملا کہ حضرت علی علیہ السلام کو انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی وہ عاصی اور گنہگار تھے کہ اپنے جمع کیے ہوئے قران سے بندگان خدا کو تا قیامت محروم رکھا۔ باغ فدک کو اپنے زمانۂ خلافت میں واگذاشت کیوں نہ کر دیا۔ اپنا جمع کیا ہوا قرآن اپنے زمانہ خلافت میں کیوں نہ جاری کیا۔ وفات رسولخدا کے بعد جوہر ذوالفقار کیوں نہ دکھلائے حالت تقیہ میں ذلت و خواری کے ساتھ کیوں بسر کی۔ اور جب تقیہ مانع جنگ تھا تو جنگ جمل صفین میں ذوالفقار کیوں کھینچی۔ انہیں الزامات سے محفوظ رہنے کے لیے حضرت علی علیہ السلام کو قتل حضرت عثمان کے بعد حکومت ظاہری سے انکار کرنے کی ضرورت ہوئی تھی لیکن مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے ان الزامات کی نسبت

Presented by Ziaraat.Com

مجھکو حسب ذیل گذارش کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ وفات رسولخدا صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے بچند وجوہ جو ہر ذوالفقار
نہین دکھلائے۔ اوّل یہ کہ رسولخدا صلعم کی اجازت نہ تھی اور فرمان رسول اللہ
کے خلاف امام وقت اپنی رائے سے کسی کام کے کرنیکا مجاز نہین۔ دوسرے آپکا
کوئی معین اور مددگار نہ تھا اور بلا اعانت معقول تلوار نکالکر مقابلہ کرنا کام ہے
ایک جاہل اور ناعاقبت اندیش اور طالب دنیا کا۔ امام وقت کا یہ کام نہین ہے۔ اگر امام کا یا رسول
کا یہ کام ہوتا کہ تلوار کے زور سے لوگونکو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرین تو رسول اللہ
صلعم گیارہ برس تک ساکت نرہتے اور کفار کے جبر و ظلم برداشت نکرتے نہ
مسلمانونکو ہجرت حبشہ کا حکم دیتے نہ خود باینہمہ ہجرت کرتے۔ تیسرے
اگر حضرت علی علیہ السلام تلوار نکالتے تو دین اسلام مین اوسوقت مخالفت پیدا
ہوجاتی اور اتفاق باہمی شکست ہوجاتا۔ اور امام وقت محافظ دین ہوا کرتا ہے
نہ مخرب دین پس مصلحت وقت کا نگاہ رکھنا امام وقت کا خاص کام ہے۔
اوسوقت کی یہی مصلحت تھی کہ سکوت کیاجاتا تاکہ دین اسلام مین کوئی خرابی
پیدا نہو۔ اور اسی مصلحت وقت کا نام تقیہ ہے جو بار بار شیعہ کہتے ہین کہ حضرت
علی علیہ السلام نے بہ تقیہ صلح کرلی یا بیعت کرلی بات ایک ہے۔ اگر حضرت علی
علیہ السلام بہ تقیہ سکوت و صلح نہ کرتے تو نوبت بخونریزی پہونچتی اور یہ بات مشہور
ہوجاتی کہ بنظر حصول حکومت دنیوی حضرت علی علیہ السلام کے سبب دین مین
رخنہ پڑا اور اتفاق باہمی شکست ہوا۔ پس امام کا یہی کام تھا کہ سکوت اور صبر
کے ساتھ لوگونپر اپنا حق ظاہر کردے اگر امت رجوع ہو تو اونکی اعانت سے
خلافت اونکو راہ راست پر قایم کردے۔ اور اگر امت انحراف کرے تو امت کو
امت کے حال پر چھوڑکر بہ نرمی ہدایت کرنے سے باز نرہے اور خود صبر و

سکوت اختیار کرے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور حسن علیہ السلام
نے بھی ایسا ہی کیا تھا اسیکا نام تقیہ ہے۔ پس اس تقیہ کے سبب حضرت علی
علیہ السلام نے اپنی عمر عزیز کو ذلت و خواری مین تمام نہین کیا بلکہ فرمان ایزدی
اور حکم رسالت پناہی پر عمل کیا۔ اور اسطرح شریعت اسلام و دین اسلام کی
حفاظت کی۔

۲۔ جناب امیر کو جب قتل حضرت عثمان کے بعد حکومت ظاہری کا موقع ملا تو دشمنان
اسلام کی بغاوت اور سرکشی نے انتظام ملکی کی فرصت نہ دی۔ اور عبد اللہ ابن
عباس کے مشورہ پر امام برحق کیونکر عمل کر سکتے اور امیر معاویہ کے تنزل کا حکم
دیتے جبکہ وہ جانتے تھے کہ امیر معاویہ دنیا دار آدمی ہین اور عیش دنیا کے
حصول کے لیئے شریعت کی مخالفت مین کچھ بھی تامل نہین کرتے۔ ایسے دنیادار
کو بنظر تالیف قلوب حکومت دینا اون لوگون کا کام ہے جو دنیا طلب ہوتے
ہین اور سلطنت اور حکومت کو اپنا دین و ایمان جانتے ہین۔ حضرت علی
علیہ السلام کو دنیوی سلطنت و حکومت سے کیا سروکار تھا۔ انھون نے تو
حکومت ظاہری صرف حفاظت دین و ایمان و حفاظت اتفاق اسلام کے
واسطے قبول کی تھی اور یہ دونون باتین شریعت کی فرمانبرداری سے حاصل
ہوتی ہین نہ شریعت کی مخالفت سے اور امیر معاویہ مخالف شریعت تھے ایسے
لوگون کو حکومت دینے سے نہ حفاظت ایمان کی ممکن تھی نہ اتفاق اسلام قایم
رہ سکتا تھا بجز فتنہ پردازی کے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام کو حکومت اور سلطنت
کی رغبت ہوتی تو وقت تعین خلافت ثالث عبد الرحمن بن عوف کے سوال کے
جواب مین صاف کہدیتے کہ مین سنت شیخین کی پیروی کرونگا مگر آپ نے ہرگز
ہرگز ایسا اقرار نکیا کیونکہ اس اقرار سے خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر جائز

ایجاد کی جاتی تھی جو حکم خدا اور حکم رسول کے خلاف تھی اور امام برحق ایسا اقرار کر نہین سکتا لہذا آپ نے جواب دیا کہ جہانتک ممکن ہے کرونگا جسکا مطلب یہ ہے کہ جو فعل اونکی شریعت کے مطابق ہین او نپر تو خواہی نخواہی عمل کیا ہی جاویگا اور خلاف شریعت جو افعال ہونگے اونکا عملدرآمد بند کیا جاویگا تاکہ آئندہ اسلام مین رخنہ پیدا نہو۔

۳۔ جبکہ حضرت عثمان اپنے زمانہ خلافت مین ترتیب دیگر قرآن مجید کو ایک جلد مین شائع کر چکے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے جو قرآن جمع کیا تھا اوسکو زمانہ خلافت اول کسی نے قبول نہ کیا تو حضرت علی علیہ السلام اپنے زمانہ حکومت مین اگر اپنا جمع کیا ہوا قرآن شائع کرتے تو اسلام مین اختلاف عظیم پیدا ہوجاتا۔ مخالفان حضرت علی علیہ السلام تو حضرت عثمان کے جمع کیے ہوئے قرآن پر عمل کرتے اور شیعان علی حضرت علی علیہ السلام کے جمع کیے ہوئے قرآن پر عمل کرتے۔ اور کلام الٰہی مین اس اختلاف کے ظاہر ہونے سے اختلاف مذہبی کے بانی حضرت علی علیہ السلام قرار پاتے۔ پس حضرت عثمان کے جمع کیے قرآن مین بجز اسکے کہ اوسکی ترتیب خلاف تنزیل ہے اور کچھ کم کردیا گیا ہے اور کوئی نقصان نہین سو اس نقصان سے ایمان مین کوئی خرابی پیدا نہین ہوتی بدینوجہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے جمع کیے ہوئے قرآن کے اشاعت کی ضرورت نہین ہوئی

۴۔ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے زمانہ حکومت مین باغ فدک کے واگذاشت کی کیا ضرورت تھی جناب سیدہ اگر زندہ ہوتین تو اونکے حوالہ کر دیتے جناب سیدہ تو فوت ہو چکی تھین۔ اور جسقدر حکومت ظاہری حضرت علی علیہ السلام کو حاصل ہوئی تھی اوس اعتبار سے جب باغ فدک آپ کے قبضہ مین آچکا تھا تو اوسکے مالک بجز آپ کے اور آپکی اولاد کے دوسرا کون تھا کہ جسکے واسطے واگذاشت

Presented by Ziaraat.Com

کیاجاتا لیکن شہادت جناب امیر کے بعد جب معاویہ پوری طور پر باجماع امت خلیفہ ہو گیا تو اسنے پھر باغ فدک پر قبضہ کرلیا اور بنی فاطمہ نے صبر کیا۔ اسمین حضرت علی علیہ السلام پر کیا الزام ہے۔

۵۔ جنگ جمل و جنگ صفین مین جوہر ذوالفقار اسوجہ سے دکھلاے کہ ایک جماعت معقول نے مسلمانونکی آپکی اطاعت و فرمانبرداری قبول کی تھی۔ اسکے حاصل ہوجانے پر امام وقت کو واجب ہوگیا کہ باغیان اسلام کو شریعت پر قایم کرکے مطیع اور فرمانبردار بنادین تاکہ ایمان و اتفاق دنیا مین قایم و برقرار رہے مگر حضرت عمر جو بربادی ایمان و شکست اتفاق کی بنیاد طمع حکومت و سلطنت و دشمنی حضرت علی علیہ السلام کے سبب قایم کرگئے وہ تا ایندم قایم ہے اوسکی اصلاح کسی سے نہوسکی نہ اب ممکن ہے اسیوجہ سے ایماندارونکو حضرت عمر کے ساتھ قلبی دشمنی ہے کیونکہ اختلاف مذہبی کے بانی وہی ہین۔

تنقیح نمبر یازدہم

انسان سے جو گناہ اور افعال بد صادر ہوتے ہین وہ خدا کی طرف سے ہین یا انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے

اہل سنت اپنے بزرگان دین و پیشوایان مذہبی یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ کی خطاؤنکے انکار کرنیکا کوئی موقع نہین پاتے اور اونکی عیب پوشی مین تاویلین کرتے کرتے تھک گئے جب تھک گئے تو ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر و سعد الدین تفتازانی و حجۃ الاسلام امام غزالی وغیرہ معتبرین علماء اہل سنت نے اقرار کرہی لیا کہ صحابہ سے جو خطائین ہوئین اوس سے انکار ہو نہین سکتا۔ مگر ان عالمون نے یہ رائے بھی دی ہے کہ تاویلین

Presented by Ziaraat.Com

کے خطاؤنکو پوشیدہ کرنا چاہیئے ان عالمون کے اقوال تنقیح نمبر چہارم و ششم مین نقل کیے گئے ہین مجبور ہو کر اہل سنت اس تاویل پر قایم ہوے کہ نیکی اور بدی جو کچھ کراتا ہے خدا کراتا ہے انسان اپنے ارادے سے کچھ نہین کرتا اور اپنے بزرگان دین و پیشوایان دین کی عیب پوشی کا ذریعہ اس سے بہتر اونکو کوئی دوسرا نظر نہ آیا لہذا اس مسئلہ کی توضیح و تجویز مختصر الفاظون مین کیجاتی ہے۔

اگر بندہ ذی اختیار پیدا نہوتا اور اپنے ارادہ سے نیکی یا بدی کرنے پر قادر نہوتا تو دوزخ و بہشت کا بنایا جانا انبیا کو واسطے رہنمائی خلائق کے پیدا کرنا ایک فعل عبث تھا اور پروردگار عالم کی عدالت قابل اعتراض تھی کہ خود ہی زنا کراوے اور خود ہی سزا دے شراب کی حرمت بھی خلق اللہ پر ظاہر کرے اور خود ہی شراب پلواوے اور خود ہی نافرمانی مین سزا دے یہ بات خلاف عدالت ہے۔

اسمین شک نہین کہ انسان صاحب قدرت پیدا کیا گیا ہے اور جو کچھ نیکی اور بدی کرتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ اسکے ثبوت مین صرف ایک دلیل مندرجہ ذیل کافی ہے۔

جب پروردگار عالم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ملائکہ کو حکم دیا کہ سجدہ کرین چنانچہ سب نے سجدہ کیا لیکن معلم الملکوت نے نافرمانی کی اور اس نافرمانی کے سبب راندہ درگاہ ہو کر لعنتی ہوا۔

آدم علیہ السلام کو بہشت کا قیام نصیب ہوا اور حکم ملا کہ میوہ جنت مین سے جو چاہو سو کھاؤ مگر درخت خاص کا پھل نہ کھانا۔ آدم علیہ السلام کو شیطان نے بھگایا اور اغوائے شیطانی سے آدم نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا اور نافرمانی کی

Presented by Ziaraat.Com

اور اس نافرمانی کے سبب بہشت سے نکالے گئے۔
اگر انسان ذی اختیار پیدا نہوتا اور نیکی و بدی کے کرنے پر قادر نہوتا تو معلم الملکوت نافرمانی کے سبب لعنتی نہوتا یعنی رحمت الٰہی سے محروم نہوتا۔ اور آدم علیہ السلام اس نافرمانی کے سبب بہشت سے نکالے نجاتے یہی ایک دلیل انسان کے صاحب قدرت ہونیکی لیے کافی ہے۔
اسمین شک نہین کہ انسان کو پروردگار عالم نے اشرف المخلوقات اور صاحب قدرت پیدا کیا ہے عقل تمیز بصارت سماعت غور نکر ذائقہ وغیرہ عطا فرماکر ایسا صاحب قدرت بنادیا ہے کہ وہ نیکی اور بدی کو بخوبی تمیز کر سکتا ہے۔ اور واسطے جزا و سزا کے بہشت و دوزخ بنایا۔ اور سزا دوزخ اور جزا بہشت کا دارومدار فرمانبرداری اور نافرمانی پر منحصر کرکے سب سے اول معلم الملکوت کا بوجہ نافرمانی رحمت الٰہی سے محروم ہونا اور آدم علیہ السلام کا بوجہ نافرمانی بہشت سے نکالا جانا ظاہر کردیا تاکہ اولاد آدم سے جو خلقت پیدا ہو وہ خبردار رہے کہ نافرمانی کا عوض دوزخ ہے۔ آدم علیہ السلام کی نافرمانی نے اسبات کو بھی ظاہر کردیا کہ انسان بمقابلہ شیطان کے اس درجہ کمزور ہے کہ شیطان کے فریب مین فوراً آجاتا ہے۔ اور نفسانی خواہشین انسان مین اسقدر ہین جو انسان کو شیطان کے مقابلہ مین مجبور کرکے مرتکب گناہان کبیرہ کردیتی ہین۔ اور اسیوجہ سے آدم علیہ السلام نے شیطان کے دھوکے مین آکر نافرمانی کی۔ اور جب آدم علیہ السلام اس درجہ کمزور ہوئے تو اونکی اولاد کا کمزور ہونا محتاج ثبوت نرہا۔ اور جبکہ فرمانبردار کے واسطے بہشت اور نافرمان کے واسطے سزا ر دوزخ مقرر ہوئی اور اسی غرض سے دوزخ اور بہشت بنایا گیا اور انسان کی کمزوری اور شیطان کی قوت ظاہر ہوگئی تو یہ بات بھی مشتبہ نرہی کہ باغوائے شیطانی

Presented by Ziaraat.Com

انسان ضرور نافرمانی کریگا جیسا کہ آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی - اور جب
کل انسان باغوائے شیطانی مرتکب گناہان کبیرہ ہوسکے تو ضرور ہوا کہ کل انسان
بوجہ نافرمانی نجات سے محروم ہوکر داخل دوزخ کیے جاویں کیونکہ کل مسلمان
بالاتفاق اسبات کے قائل ہیں کہ بروز قیامت حساب ہوگا فرمانبردار نجات
پاکر داخل بہشت ہوگا اور نافرمانی کرنیوالا داخل دوزخ کیا جاویگا اور نجات
سے محروم رہیگا - اور جب کل انسان بوجہ اغوائے شیطانی گناہ سے محفوظ نرہے
تو اس نافرمانی کے سبب اونکا نجات سے محروم رہنا اور داخل دوزخ ہونا محتاج
ثبوت نرہا - اور جب کل انسان قابل دوزخ قرار پاے تو بہشت کا ہونا بیکار
ہوگیا - اور یہ امر صانع حقیقی کی قدرت کے خلاف ہے کہ کوئی شے بیکار پیدا
کرے - اس مقام پر اہل سنت عاجز آکر کہنے لگتے ہیں کہ اعمال تو ہمارے ہرگز
ہرگز قابل نجات نہیں ہیں لیکن خدا کی رحمت سے امید ہے کہ اگر خدا اپنا رحم
کرے تو ہماری نجات کچھ دشوار نہیں - اگرچہ رحمت الٰہی گنہگار کی نجات کا
ذریعہ ہوسکتی ہے - لیکن رحمت الٰہی کی تخصیص مسلمانوں ہی کیواسطے نہیں ہوسکتی
بلکہ یہ دعویٰ ہر فرد بشر کرسکتا ہے چاہے کافر ہو یا مسلمان مشرک ہو یا بت پرست
نصاریٰ ہو یا یہود - اور جب پروردگار عالم گنہگار مسلمانوں کو اپنی رحمت سے
نجات دیگا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی رحمت سے بت پرستوں اور کافروں
اور مشرکوں کو محروم رکھے کیونکہ کل انسان بنی آدم ہیں اور سب خدا کے بندے
ہیں پس ایک گنہگار بندے کو اپنی رحمت سے نجات دینا اور دوسرے گنہگار کو
رحمت سے مایوس کرکے داخل دوزخ کرنا خلاف عدالت ہے - اور ایسا خدا
قابل پرستش نہیں ہوسکتا جو اپنے ایک گنہگار بندے کو تو اپنی رحمت سے نجات
دے اور دوسرے گنہگار بندے کو براہ عدالت داخل دوزخ کرے - یا خود ہی

Presented by Ziaraat.Com

اپنے بندونسے بت پرستی زناکاری شراب خواری چوری دغا بازی قتل غارتگری
حرام کاری ظلم ایذارسانی شرک وکفر کرادے اور خود ہی ان گناہون کے
سرزد ہونے مین ایک بندہ کو براہ عدالت داخل دوزخ کرے اور دوسرے بندہ کو
بحالت صدور گناہان مذکور بذریعہ رحمت نجات دے - پس ضرور ہوا کہ بندگان
گنہگار پر صدور رحمت کے واسطے کوئی ایسا ذریعہ قایم ہو کہ اگر انسان اغوائے
شیطانی سے گناہان کبیرہ کا مرتکب بھی ہو تو اوس ذریعہ پر بھروسہ کرنے اور
اعتقاد رکھنے سے گناہ اوسکے معاف ہوجاوین اور نجات اوسکی ہوجاوے -
لہذا پروردگار عالم نے جسطرح اس دنیا مین ہر شے کی ضد پیدا کی ہے اسیطرح
اغوائے شیطانی سے جو لوگ گناہان صغیرہ وکبیرہ کے مرتکب ہوتے ہین اور
اقتضائے بشریت کے سبب حملہ شیطانی سے بچ نہین سکتے اونکے گناہون کے معافی
کے واسطے محبت پنجتن پاک کو پروردگار عالم نے بندگان گنہگار کی نجات کا ذریعہ
قرار دیا ہے - جسکی توضیح تنقیح نمبر چہارم مین بتفسیر آیہ قل لا اسئلکم کی گئی ہے اور
جسکا ثبوت اہل سنت کی معتبر کتابون سے لکھا گیا ہے - اسیواسطے محبت پنجتن
پاک کو پروردگار عالم نے خلایق پر واجب کیا کہ اس حکم کی فرمانبرداری بہت
سہل ہے اور ہر شخص ہر حالت مین اور ہر وقت نہایت آسانی کے ساتھ ہر مقام پر
اوٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے کرسکتا ہے - کیونکہ محبت کا تعلق دل سے
ہے جب بحکم الہی بغرض حصول نجات انسان رجوع ہوگا طرف پنجتن پاک کے
اور اونکو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھے گا تو ضرور ہے کہ اونکی محبت کو اپنے دل
مین جگہ دیگا - اور جب اوس محبت کا اثر دل مین مستحکم ہوگا تو تادم مرگ زایل
نہوگا - اور پنجتن پاک کو یہ شرف اسوجہ سے حاصل ہوا کہ صبر وقناعت وتسلیم
ورضا وفرمانبرداری وزہد وتقوی ورفاقت ووفاداری مین مثل انکا ابتدا

Presented by Ziaraat.Com

پیدایش دنیا سے آجتک پیدا نہین ہوا - چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے جو شہادت
اپنی قبول کی - تحفظ دین و استحکام شرع مبین کے واسطے - اور اس شہادت کا معاوضہ
یہ ہوا کہ محبان حسینؑ پر بوجہ محبت حسینؑ اس درجہ رحمت الٰہی نازل ہوگی کہ تمامی گناہان
صغیرہ و کبیرہ کو پروردگار عالم بلحاظ حسینؑ عفو فرمادیگا - پس نزول رحمت کا یہ سبب ہوگا
کہ جس سے عدالت مین کوئی نقص پیدا نہو - اور اس نزول رحمت کا سبب یہ ہے
کہ دین اسلام کو پروردگار عالم نے بنی آدم کی ہدایت و رہنمائی کے واسطے اس
دنیا مین قایم کیا اور جناب محمد صلعم پر نبوت ختم کی - اور ایک شریعت مستقل قایم
فرمائی کہ تا قیامت اوسی شریعت پر عملدرآمد کیا جاوے - جو کوئی اوس شریعت
کی پیروی کرے نجات پاوے اور منکر شریعت نجات سے محروم رہے - اور اوس
شریعت کے مطابق ہدایت و رہنمائی کے واسطے آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے
چونکہ پروردگار عالم آگاہ تھا کہ اغوائے شیطانی کے سبب وفات رسول اللہ کے
بعد اصحاب رسول زمین پر بطلب ریاست و حکومت فتنہ برپا کرینگے - جسکا ذکر
سورہ محمد مین ہے - اور طمع ذاتی مین پھنسکر لوگ پیشوا بنینگے اور لوگونکو گمراہ کرینگے
جسکا ذکر سورہ انعام مین ہے - جنکی نقل و توضیح تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے -
لہذا علی و اولاد علی علیہ السلام وفات رسول اللہ صلعم کے بعد حافظ شریعت و
حافظ دین و پیشوائے امت و رہنمائے خلق بنائے گئے تاکہ ظاہری مسلمان جو
اصحاب رسول بنے ہوئے ہین طمع دنیا مین پڑکر احکام شریعت مین تغیر و تبدل
نکرنے پاوین - اگرچہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد اصحاب نے طمع دنیا مین
پڑکر علی و اولاد علی علیہ السلام کو حکومت دنیا سے بالکل معطل کردیا تھا - مگر ان
بزرگون نے صبر اور استقلال کے ساتھ شریعت محمدی مین تغیر و تبدل نہونے دیا
یعنے حضرت عمر نے گو اپنے زمانہ خلافت مین حکم متعہ کے خلاف لوگون کو متعہ سے

Presented by Ziaraat.Com

منع کیا اور اکثر لوگ تقلید حضرت عمر میں گنہگار ہوئے مگر حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام نے اسقدر حفاظت اور نگرانی شریعت کی کی کہ کوئی آیہ ناسخ آیہ متعہ کا تصنیف نہو نے پایا - لیکن جب یزید کو امت نے اجماع کر کے خلیفہ مقرر کیا تو اوسنے شراب خواری وزنا و لواطت و حقیقی بھائی بہن کا عقد جاری کردیا اور خلاف شریعت خود بھی عمل کرتا تھا اور امت سے بھی عمل کراتا تھا - ہمنے بنظر اختصار ان واقعات کا لکھنا قصداً ترک کردیا کہ جو کچھ خلاف شریعت وفات رسول خدا صلعم کے بعد عملدرآمد ہوا - مجھکو صرف نجات امت کا اصلی ذریعہ تبلانا منظور رہے لہذا واقعات خلافت یزید کے مختصر بیان کر کے ذریعہ نجات کو ظاہر کرونگا اگر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کا نہوتا تو زمانہ خلافت یزید میں تمامی احکام شریعت نیست ونابود ہو جاتے اور امت محمدی بدستور سابق رسوم جاہلیت کی پیرو ہوکر گمراہ ہو جاتی اور جناب محمد صلعم کے بعد چونکہ کوئی دوسرا نبی پیدا ہونیوالا نہ تھا - کہ بنی آدم کی رہنمائی کرتا بدینوجہ شہادت حسین شریعت حق کی محافظت اور دین اسلام کے استحکام اور بندگان خدا کی رہنمائی کا ایک مستحکم ذریعہ قرار پایا جو تا قیامت قایم رہیگا - اور امام حسین علیہ السلام نے حفاظت شریعت اور استحکام دین اور رہنمائے خلائق کے واسطے اون مصائب کو اپنے اوپر گوارا کیا جو ابتدار پیدائش دنیا سے آجتک بجز حسین ورفقار حسین وعزیزان حسین واہلبیت حسین کسی فرد بشر پر نہین گذرے لہذا پروردگار عالم نے ان مصائب کا معاوضہ یہ عطا فرمایا کہ جو لوگ شہادت حسین علیہ السلام کو نجات عقبیٰ کا ذریعہ سمجھکر ذکر مصائب کرتے ہین اور ذکر مصائب سنکر باین خیال گریہ وبکا کرتے ہین کہ افسوس عاشور

Presented by Ziaraat.Com

محروم کہ ہم زمین کربلا پہ موجود نہوے کہ فرزند رسول کی اعانت کرتے اس خیال کے سبب
تمامی گناہ انکے عفو ہوتے ہین اور رحمت الٰہی انپر نازل ہوتی ہے اور وہ
نجات پاتے ہین اور فشار قبر اور عذاب دوزخ اور منزل پل صراط کی مشکلات
اور قیامت کے مواخذہ سے وہ محفوظ ہوکر داخل جنت ہوتے ہین - اسوجہ سے کہ حسن شرع
اور حسن شریعت کے استحکام کے واسطے امام حسین علیہ السلام نے مصائب عظیم گوارا کرکے
درجہ شہادت قبول لیا اور یہ شہادت باعث شفاعت امت ہوئی اور حسین کی
عدم اعانت کے سبب جو لوگ نالہ و فریاد کرتے ہین اور افسوس ناک ہوتے
ہین وہ باغ اسلام کے تر و تازہ رکھنے والے ہین اور وہی لوگ اصلی مسلمان اور
امام حسین علیہ السلام کے محب اور جناب محمد صلعم کی امت ہین اور انہین کی شفاعت
کیواسطے امام حسین علیہ السلام نے شہادت قبول فرمائی بدینوجہ محبان حسین بعوض
خون حسین صرف محبت حسینؑ کے سبب ہر مواخذہ سے پاک وصاف ہوکر بوجہ
نزول رحمت الٰہی نجات پاوینگے - پس رحمت الٰہی کے واسطے سبب کی ضرورت
ہے - اور نزول رحمت کا سبب ظاہری یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام بعد امام
حسن علیہ السلام کے اس دنیا مین محافظ شریعت و محافظ دین اسلام تھے اسکی
محافظت مین آپنے اپنی جان اپنا مال اپنے عزیز اپنے رفیق یہانتک کہ اپنا
شش ماہہ بچہ بھی راہ خدا مین نذر کردیا اور انواع اقسام کے مصائب برداشت
کئے تین روز کے بھوک پیاس مین گلا کٹا یا - اور مطلق اضطراب نہوا بلکہ فرمانبرداری
اپنے معبود کی اتنہا ا... ایش دنیا سے آجتک کسی بندہ خدا نے نہین کی معاوضہ اسکی
فرمانبرداری کا یہ ہوا کہ جو شخص دوستی حسین علیہ السلام کی محبت کریگا اوسپر رحمت الٰہی نازل ہوگی
اور بوجہ رحمت الٰہی کل گناہان صغیرہ و کبیرہ بوجہ محبت حسین کے معاف ہونگے اور
وہ نجات پاکر داخل جنت ہوگا اور امام حسین علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انکی

Presented by Ziaraat.Com

محبت باعث نزول رحمت قرار پائے کہ جس سے تمامی گناہان کبیرہ وصغیرہ اوسکے معتقدین کے عفو ہو جاتے ہین - پس نزول رحمت کے واسطے کسی ایسے سبب معقول کی ضرورت ہے کہ جس سے عدالت الٰہی مین نقص بھی واقع نہو اور گنہگار بسبب رحمت الٰہی مستحق نجات بھی ہوجاوے اور بہشت کی پیدائش فعل عبث نہ ٹھہرے - امام حسین علیہ السلام کے مصائب اور شہادت کے معاوضہ مین رحمت الٰہی کا نزول گنہگاران امت پر ہوگا اور یہ سبب نزول رحمت کا مخالف عدل نہین اہل سنت جو دعوی نجات کا دار ومدار رحمت الٰہی پر کرتے ہین - اوسکے واسطے کوئی سبب معقول بیان نہین کرتے - اور اگر کہتے ہین تو اسیقدر کہ بوجہ اقرار توحید ونبوت اور ہونے مسلمان وپڑہنے کلمہ کے خدا اپنے حبیب کے تصدق مین اپنی رحمت سے بخشدیگا کیونکہ کلمہ گو کی نجات کا وعدہ ہے - اگر یہ عذر اونکا قابل قبول سمجھا جاوے تو قاتلان حسین اور دشمنان آل رسول بھی قابل نجات قرار پاوینگے - اور خارجی ناصبی رافضی کل فرقہ ہاے اسلام قابل نجات ہوجاوینگے کیونکہ مسلمانونکے کل فرقہ کلمہ گو ہین تو اس حالت مین رسول خدا صلعم کی وہ حدیث جو متفق علیہ ہے کہ میری امت مین تہتر فرقہ ہونگے اونمین سے ایک ناجی ہوگا باقی بہتر فرقہ دوزخ مین جاوینگے باطل ہوجاویگی اور دشمنان آل رسول کی دوزخی ہونے کی اور اصحاب رسول کے دوزخ مین جانیکی جو قرآن مین اور احادیث رسول اللہ صلعم مین خبر ہے اونکی تکذیب لازم ہوجاویگی -

اصلی حقیقت اہل سنت کے اس دعوے کا کہانے کی یہ ہے کہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد جب لوگون نے انحراف کیا حضرت علی علیہ السلام سے تو بعض لوگونکے دلونمین محرومی نجات کے خدشات پیدا ہونے لگے لہذا اونکے تالیف قلوب کے واسطے بے سروپا قصہ بناے گئے حدیثین تصنیف ہوئین - مگر خیریت ہوئی کہ ان قصون کے بنانے والے ــــــــ احادیث کے تصنیف کرنیوالے جاہل تھے - انجام پر غور

کرتے تھے دفع الوقتی کے واسطے جو دل مین آتا تھا رسول اللہ کی جانب منسوب کر کے
کلمہ پاک کرتے تھے - اسیواسطے حکم ہے کہ جو حدیث احکام قرآنی کے مخالف ہو اوسکو جھوٹا
سمجھنا چاہیے اور اوسپر عمل نہ کرنا چاہیے - اب مین امام حسین علیہ السلام کے وقعات
شہادت ذیل مین نقل کرتا ہون جنکے ملاحظہ سے ثابت ہوگا کہ شہادت امام مظلوم
کے واقعات بیان کرنے سے امت کو کسقدر فائدہ پہونچتے ہین - اور اس شہادت
امام مظلوم مین باہم شیعہ و سنیون کے امور مابہ النزاع کیا ہین - امور اونکی تصریح
ذیل مین کیجاتی ہے -

۱- اہل سنت کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت اس غرض سے ہوئی ہے
کہ جناب رسول خدا صلعم کی ذات پاک مین کل کمالات موجود تھے مگر کمال شہادت
آپ کو حاصل نہوا تھا لہذا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اس غرض سے ہوئی
کہ جناب رسالتمآب صلعم کو رتبہ شہادت بھی حاصل ہوجاوے - اسکی تصریح
سر الشہادتین مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی مین موجود ہے اور ہندوستان
کے کل اہل سنت اسی فتوی کے مقلد ہین - اور شیعہ کہتے ہین کہ یہ شہادت بغرض
شفاعت امت ہوئی ہے -

۲- اہل سنت کہتے ہین کہ مجلس عام مین ذکر قید و مصائب اہل حرم کے بیان کرنے
سے خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہے اور شیعہ اس ذکر کو باعث نجات سمجھتے ہین

۳- اہل سنت مجالس عزا حسین کو بدعت سیئہ قریب بکفر و بدتر از زنا قرار
دیتے ہین اور اظہار الہدی مین درج ہے کہ یہ دن برکت والا ہے اس دن خوشی
کرنا چاہیئے نہ غم اور شیعہ مجالس عزا کو عبادت کہتے ہین اور دہم عاشورہ محرم کو غم کرنا
باعث ثواب آخرت بتلاتے ہین -

لہذا نزاعات مذکورہ کے فیصلہ کو امور تنقیح حسب ذیل قائم کیے جاتے ہین -

Presented by Ziaraat.Com

۱- اگر تقیہ جائز تھا تو پھر امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیون کیا جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اعتراض ہے -

۲- جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت باعث نجات ہے تو حصول نجات کی خوشی مین شادی کرنی چاہیے یا غم -

۳- مجالس عزا کو بدعت سیئہ کہنے اور شرکت مجالس کی ممانعت سے مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی کیا غرض ہے -

۴- عاشور محرم یوم خوشی ہے جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا عقیدہ ہے یا روز مصیبت جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا اعتقاد ہے -

۵- حسین علیہ السلام نے نہم محرم کو ایک شب کی مہلت کیون لی اگر واقعہ شہادت نہم ہی کو ہو جاتا تو کیا ہرج تھا -

۶- ایک شب کی حیات باقیماندہ کے واسطے حالت تشنگی و گرسنگی مین قاسم ابن حسن کا عقد کیون کیا گیا -

۷- بروز شہادت امام حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ کیون بلند کی تھی -

۸- اگر مضطرب نہ تھے تو امام حسین علیہ السلام طفل ششماہہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تھے -

۹- کیا مجالس عام مین قید اہل حرم و مصائب اہل حرم کے بیان کرنے سے خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہے یا یہ تذکرہ باعث رہنمائی ہے -

۱۰- امام حسین علیہ السلام کی شہادت شفاعت امت کے واسطے تھی یا رسولخدا کو رتبہ شہادت حاصل ہونے کو -

۱۱- اسمعیل علیہ السلام کے حکم ذبح اور بجائے اونکے گوسفند کی قربانی مین مصلحت الٰہی کیا تھی اور دوام کیواسطے حیوانونکی قربانی کس غرض سے مقرر ہوئی -

Presented by Ziaraat.Com

۱۲ ترجمہ توراۃ کتاب یسعیاہ باب ۵۳ - میں کسی بزرگ کے بے جرم وخطا ذبح
ہونیکا تذکرہ ہے اور اس شہادت کا کیا نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے -

تنقیح ۱۲ دوازدہم

اگر تقیہ جائز تھا تو امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیوں کیا جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اعتراض ہے

اول تو بہ تقیہ نہ علی علیہ السلام نے بیعت کی نہ امام حسن علیہ السلام نے بیعت کی بلکہ مصلحت وقت ہی تھا کہ صلح کر لیجا ہے کیونکہ صلح نہ کرنے سے دین اسلام میں رخنہ پڑتا تھا اور چراغ اسلام گل ہوا جاتا تھا - لہذا حضرت علی علیہ السلام نے بھی اور امام حسن علیہ السلام نے بھی صلح کی - بیعت اس صلح کا نام اسوجہ سے بیعت رکھا گیا ہے کہ اس صلح کی نسبت دونوں بزرگوں نے منبروں پر بیٹھکر اعلان کیا تھا - اور تقیہ کہتے ہیں مصلحت وقت پر عمل کرنیکو - اور تقیہ اوسوقت کیا جاتا ہے کہ جب کوئی مددگار نہو - اور تقیہ کی زیادہ ضرورت تحفظ جان ومال وتحفظ ایمان کے واسطے ہوا کرتی ہے - اگرچہ راویوں کے اختلاف نے دربارہ بیعت ضرور شک پیدا کر دیا ہے - تاہم یہ امر محتاج ثبوت نہیں رہا کہ تاریخ تعین خلافت حضرت ابوبکر کے چھ ماہ کے بعد بوجہ وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ السلام نے صلح یا بیعت لی فرض کر لو کہ بیعت ہی کی تو اس بیعت سے نقصان کیا ہوا بلکہ دین اسلام کی حفاظت ہوئی کیونکہ صلح یا بیعت نکرنے سے زمانہ خلافت حضرت ابوبکر ہی میں نوبت بہ تلوارکشی پہونچ جاتی اور اوسی زمانہ میں پنجتن پاک کا خاتمہ ہوجاتا اور اس دنیا میں محافظ شریعت ومحافظ دین کوئی باقی نرہتا اور اس خونریزی کے سبب لوگ شریعت کے تغیر وتبدل میں بغرض عیب پوشی مطلق دریغ

Presented by Ziaraat.Com

کر دے اور چراغ اسلام گل ہو جاتا بدیں وجہ باقتضائے مصلحت وقت صلح کی گئی اب یہ صلح چاہے داخل بیعت کیجاوے یا داخل صلح سمجھی جاوے بہر حال حضرت علی علیہ السلام نے جو کچھ کیا بہ تقیہ کیا نہ برضا و رغبت اگر برغبت کرتے تو اوسی روز کرتے کہ جس روز حضرت ابو بکر کی کل مسلمانون نے بیعت کی تھی۔ لیکن بخاری اور مسلم کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ السلام کی وجاہت لوگوں کی نظرون مین کم ہو گئی تھی جسکی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام کو مجبوراً صلح یا بیعت کرنی پڑی اور یہیکا نام تقیہ ہے کہ جس کام کے کرنے کو جی نچاہے اور مجبوراً وہ کام کرنا پڑے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام اعتقاداً صلح یا بیعت کرتے تو زمانہ خلافت حضرت عمر مین حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو جھوٹا اور گنہگار اور غادر اور خائن نہ کہتے جسکا اقرار خود حضرت عمر نے کیا ہے اور جو مسلم و بخاری سے مین نقل کر چکا ہون۔ اور امام حسن علیہ السلام کی صلح بھی براہ تقیہ بوجہ مجبوری تھی کیونکہ آپکا بھی کوئی معین نہ تھا اور جو لوگ آپ کے معین ظاہری تھے اونکا دلی حال میدان کربلا مین ظاہر ہو گیا کہ بحکم عبید اللہ ابن زیاد بطمع جاہ و مناصب امام حسین علیہ السلام کو اونھین لوگون نے شامیون کے شریک ہو کر قتل کر ڈالا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپنے اس خونریزی کا نتیجہ سمجھ لیا تھا کہ شریعت اسلام برباد ہو گی اور دین اسلام گم ہو جاویگا۔ اگر آپ برضا و رغبت صلح کرتے تو صلحنامہ مین شرائط امن و حفاظت شیعان علی و اہلبیت رسول اللہ کا معاویہ سے اقرار نکراتے۔ اور اس شرط سے غرض آپکی یہی تھی کہ اہلبیت رسول و دوستان حضرت علی کو امن حاصل ہو جاوے تاکہ شریعت اسلام و دین اسلام کی حفاظت تا قیامت قایم رہے۔ کیونکہ اوسوقت تک شریعت مین کوئی تغیر و تبدل ہونے نہین پایا تھا۔ اور اس جنگ کا انجام یہ نظر آتا تھا کہ اہلبیت رسول و دوستان حضرت علی مین سے کوئی باقی نہ بچتا سب تہ تیغ ہو جاتے اور شریعت مین

Presented by Ziaraat.Com

نیز تبدل ہوجاتا لہذا امام حسن علیہ السلام کا بتقیہ صلح کرلینا مصلحت وقت کے سبب
ایک امر ضروری تھا۔ لیکن امام حسین علیہ السلام اگر بتقیہ بیعت یزید کی کرتے
تو دین اسلام اس دنیا مین باقی نہ رہجاتا۔ کیونکہ یزید نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی
شریعت مین علانیہ تغیر شروع کردیا تھا اور شرابخواری اور سود خواری اور زنا
اور لواطت اور حقیقی بھائی بہن کا عقد رائج کردیا تھا اگر امام حسین علیہ السلام بتقیہ
بھی بیعت کرلیتے تو جسطرح اہل سنت نے بہ تبعیت شیخین متعہ کو حرام اور تراویح کو
جائز اور بہ تبعیت امیر معاویہ بسم اللہ کا باآواز بلند نہ پڑھنا و بوسہ رکن یمانی و زکوۃ
فطرہ بوزن تمر شامی و نماز چاشت و نماز اشراق کو اختیار کیا ہے اور وارد امام
سے کتب صحیحین مین روایات کا لکھنا متروک کیا ہے اسیطرح یزید کی جاری کی ہوئی
ان سنتون پر بھی مسلمان قایم ہوجاتے جواز قسم شرابخواری و سود خواری و
زنا و لواطت و حقیقی بھائی بہن کا عقد یزید نے جاری کیا تھا۔ اور جسطور پر امام
حسن علیہ السلام کی صلح کو معاویہ کی خلافت و امامت کی صحت کی دلیل گردانتے
ہین اور کہتے ہین کہ اگر معاویہ فاسق ہوتا تو امام حسن کبھی صلح نہ کرتے اور اس خوشی
مین امام حسن علیہ السلام کی بڑی شد و مد کے ساتھ اہل سنت نے ثنا و صفت
کرکے رسول اللہ کے نام سے ایک حدیث بھی تصنیف کردی کہ رسول خدا نے
فرمایا تھا کہ میرا یہ فرزند مسلمانونکے دو بڑے گروہون مین صلح کرادیگا اسیطرح
خلافت یزید کے حق ہونیکی بھی دلیل امام حسین علیہ السلام کی بیعت سے پیش کرتے
اور کہتے کہ اگر یزید امام فاسق ہوتا تو امام حسین فاسق کی بیعت کبھی نہ کرتے۔ اور بناء
اس دلیل کے مثل سنت شیخین و سنت معاویہ کے سنت یزید کی تبعیت مین بھی اہل سنت
کو دریغ نہوتا اور زنا و لواطت و شرابخواری و سود خواری و حقیقی بھائی بہن کا عقد
اسلام مین جاری ہوجاتا اور شریعت کا اثر بالکل باقی نہ رہتا۔ بدین وجہ امام حسین

Presented by Ziaraat.Com

ینے یزید کی بیعت بہ تقیہ بھی جائز نہ سمجھی اور بیعت سے انکار کیا۔ کیونکہ فاسق و فاجر کی بیعت حرام ہے اور اس بیعت سے چراغ اسلام گل ہوا جاتا تھا۔ اور آپکی شہادت نے دین اسلام کو روشن کردیا۔ اور شریعت کو محفوظ رکھا۔ اور یہہ رونق دین اسلام کی بوجہ خون حسین تا قیامت قایم رہیگی اور شریعت اسلام مین بھی تا قیامت زوال نہ آنے پاویگا۔ اور متلاشی راہ راست حق و باطل مین بہ آسانی تمیز کرسکے گا۔ پس حضرت علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام کی صلح یا بیعت بھی بنظر حفاظت دین حق اور امام حسین علیہ السلام کا انکار بیعت بھی اسیوجہ سے تھا ہر موقع اور ہر وقت کی مصلحت جدا ہوتی ہے جیسا وقت اور جیسا موقع ہوتا ہے ویسا عمل کیا جاتا ہے پس حضرت علی اور حسنین علیہم السلام نے جیسا موقع دیکھا ویسا عمل کیا اسپر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ اور نہ یہہ امر قابل اعتراض ہے۔ فرض کرلیا جاوے کہ میر احمد جب ٹونک گئے تو تقیہ کیا اور جب دہلی گئے تو تقیہ نہین کیا اسپر اعتراض کیا ہوسکتا ہے یا یون کہو کہ میر احمد نے ٹونک مین تقیہ کیا اور اونکے فرزند نے دہلی مین تقیہ نہین کیا تو اسمین قباحت کیا ہوگی ٹونک مین مصلحت یہی تھی کہ تقیہ کیا جاوے اور دہلی مین بھی مصلحت تھی کہ تقیہ نہ کیا جاوے جسکی امامت واجب التسلیم ہوتی ہے اوسکا کوئی فعل اعتراض کے قابل نہین ہوتا۔ جن لوگون نے یزید کی خلافت اور امامت پر اجماع کیا اور یزید کو امام برحق مانا اونکے نزدیک یزید کا کوئی فعل قابل اعتراض نہین ہوسکتا جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر نے اہل مدینہ کو جمع کرکے سمجھا دیا کہ یزید کی خلافت حق ہے شکست بیعت مت کرو یہہ بڑا گناہ ہے عبد اللہ ابن عمر کے اس قول کی نقل تنقیح میں نہین کی گئی ہے۔ یا ابو شکور سلمی کا قول کہ یزید امام برحق تھا کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول اللہ نے اور اوسکی خلافت کو قبول کیا اسلئے بیعت یزید کی حسین پر

Presented by Ziaraat.Com

وجیہ بھی یا ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر وصواعق محرقہ میں ابن حجر مکی کا قول یا
احیاء العلوم میں حجت الاسلام امام غزالی کا قول کہ یزید مومن تھا اور خلافت اسکی
حق تھی ان علماء معتبرین کے اقوال تنقیح نمبر پنجم میں نقل ہوئے ہیں۔ اور غوث اعظم
شیخ عبد القادر جیلانی صاحب مصنف غنیۃ الطالبین تحریر فرماتے ہیں اخرج حسینؑ
من المدینۃ الی جہۃ الشام وقتل حسینؑ عن سیف جدہٖ یعنی حسین مدینے سے نکلے اور
طرف شام کے روانہ ہوئے اور اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہو گئے۔

مطلب اسکا یہ ہے کہ خلیفہ رسول قائم مقام رسول ہوتا ہے اور خلیفہ کا فعل بمنزلہ
ہوتا ہے فعل رسول کے پس جیطرح اجماع امت سے حضرت ابوبکر وحضرت عمر و
عثمان خلیفہ برحق ہوئے اسیطرح اجماع امت سے یزید بھی خلیفہ برحق ہوا پس
امام حسین نے جو یزید کے ساتھ مخالفت کی یہ مخالفت ایسی سمجھی جاویگی کہ گویا رسول
کے ساتھ مخالفت کی اور اس مخالفت کے سبب جو حسینؑ تلوار یزید سے قتل ہوئے
تو اسکو ایسا سمجھنا چاہیے کہ گویا تلوار رسول سے قتل ہوئے کیونکہ تلوار خلیفہ و
حکم خلیفہ و تلوار رسول و حکم رسول بدرجہ مساوی ہوتا ہے۔

پس جو لوگ کہ خلافت و امامت یزید کے پیرو و حق جاننے والے ہیں اونکے
نزدیک افعال یزید قابل اعتراض نہین ہوسکتے بلکہ امام حسین علیہ السلام و برادر
امام حسین علیہ السلام و پدر امام حسین علیہ السلام کے افعال قابل اعتراض ہونگے
کیونکہ یہہ بزرگان دین یزید و پدر یزید و پیشوایان یزید کے اور دنیات میں
مخالف تھے اور جو لوگ معتقد اور پیرو امام حسین علیہ السلام کے ہین وہ امام حسین
علیہ السلام و برادر امام حسین علیہ السلام و پدر امام حسین علیہ السلام کے افعال کو اپنا دین
اور ایمان سمجھتے ہین اونکے تقیہ کرنے یا نکرنے پر اعتراض نہین کرسکتے بلکہ یزید و پدر
یزید و پیشوایان یزید کے ہر فعل پر اعتراض کرینگے۔ ایسے اعتراضات نقیضین کے

Presented by Ziaraat.Com

واسطے قابل شکایت نہین ہو سکتے - جو جسکا مخالف ہوتا ہے اوسپر ضرور اعتراض کرتا ہے چاہے وہ اعتراض حق ہو یا غلط - پس امام حسین علیہ السلام کے تقیہ بیعت نہ کرنے کا یہ سبب ہے جو لکھا گیا - اور شیعہ اس معاملہ مین صادق القول ہین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے یہہ اعتراض کہ اگر تقیہ جائز تھا تو امام حسین علیہ السلام نے بتقیہ بیعت کیون نہ کر لی جیسا کہ حضرت علی نے کی تھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے لہذا مین اس تنقیح کو بحق شیعان علی فیصل کر کے شیعو نکو ڈگری دیتا ہون کہ شیعہ ہر کام مین فرمانبرداری کرتے ہین احکام خدا و احکام رسول کی اور پیروی کرتے ہین دوازدہ امام کی اور اہل سنت ہر کام مین دوازدہ امام کے مخالف ہین اور خلفاء ثلثہ کے پیرو ہین -

۱۳ تنقیح نمبر سیزدہم

جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت باعث نجات ہو تو حصول نجات کی خوشی مین شادی کرنی چاہیے یا غم پھر مجالس عزا کے کرنیسے نفع کیا ہے

مجالس عزا کے کرنے سے ایک نفع تو یہہ ہے کہ محبان حسین و دشمنان حسین کی شناخت مجلس عزا مین بہ آسانی ہو جاتی ہے - کیونکہ ابتدا سے یہہ دستور ہے کہ مجلس عزا مین اول فضائل آل رسول بیان ہوتے ہین اوسکے بعد مصائب بیان کیے جاتے ہین حاضرین مجلس مین سے جن لوگونکو آل رسول کے ساتھ حسب فرمان الٰہی قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ دلی محبت ہوتی ہے وہ ذکر فضائل سے محظوظ ہوتے ہین اور ذکر مصائب سنکر گریہ وزاری کرتے ہین اور جو لوگ شرم دنیا سے بظاہر آل رسول کی دوستی کا اقرار کرتے ہین تاکہ الزام دشمنی آل رسول سے عامہ خلائق کے سامنے محفوظ رہین مگر انکے دلونمین آل رسول کی محبت کا مطلق اثر نہین ہوتا وہ فضائل آل رسول سنکر مضحکہ کرتے ہین -

Presented by Ziaraat.Com

اور یاد ان افعال کو جھوٹ اور بے اصل سمجھتے ہیں اسوجہ سے اونکے چہرہ پر آثار غیظ و غضب
نمودار ہوتے ہیں اور مصائب آل رسول سنکر خندہ زنی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دکھلاوا
نامردی کا ہے ان افعال سے بوجہ مجلس عزا حسین علیہ السلام محبان حسین و دشمنان حسین
کی شناخت بآسانی ہو جاتی ہے اور یہ علامت شناخت کی تا قیامت رہیگی۔ پس اس
علامت سے جب دشمنان آل رسول کی شناخت ہو جاتی ہے تو محبان حسین اونسے
نفرت کرتے ہیں اور اونکے افعال اور اقوال پر اعتبار نہیں کرتے اور اس عملدرآمد سے تا یوم
وفات کامل الایمان رہتے ہیں اور ایمان دار مرتے ہیں۔ دوسرا فائدہ مجلس عزا
حسین علیہ السلام کا یہ ہے کہ پروردگار عالم نے محبت آل رسول امت پر واجب کی ہے
اور علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام اسوقت اس دنیا میں موجود نہیں کہ جنکی اطاعت
اور فرمانبرداری کرنے سے ہمارے دلی عقائد ظاہر ہوں اور محبت قلبی کا امتحان
ہو جاوے اور اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب دربارہ محبت آل رسول ایک امر
ضروری و لازمی ہے۔ کیونکہ محبت آل رسول ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے لہذا مجلس
عزا حسین میں ہر شخص کو محبت قلبی کے اظہار کا موقع ملتا ہے اور ایک دوسرے کی
محبت کی صداقت کا گواہ ہو جاتا ہے اور یہ شہادت بروز قیامت محبان آل رسول کے
نفع کا ایک مستحکم ذریعہ ہوگی۔ تیسرے اس مجلس عزا سے تا قیامت آل رسول کی یادگاری
قایم ہوتی ہے اور امت پر یہ امر ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ فرزند رسول نے ہماری نجات
کے واسطے اس دنیا میں مصائب عظیم اوٹھاکر اپنی شہادت قبول کی اور ہماری نجات
کے واسطے شدت گرما میں تین روز تک بھوک اور پیاس کی اذیت اوٹھائی اپنے
بچہ صغیر شش ماہہ کو نشانہ تیر ستم کیا علی اکبر سے جوان فرزند ہمشکل نبی کو اپنی آنکھوں
سے ذبح ہوتے دیکھا۔ اپنے جوان بھائی عباس علمدار کو جو ثانی حیدر تھے شہید ہوتے
دیکھا۔ کمسن بھانجوں اور بھتیجوں اور جوان بھائیونکو راہ خدا میں ذبح ہوتے دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

انصار اور رفقا کی شہادت کا صدمہ اوٹھایا - اپنی غمخوار بہن جناب زینب خاتون پیاری دختر جناب سکینہ کی جدائی قبول کی مگر راہ خدا مین شہادت سے انکار نہ کیا - اور اپنا گلا کٹا دیا - جب اِن واقعات کو ایماندار سماعت کرتے ہین تو اونکے دلون مین محبت آل رسول جوش زن ہوتی ہے - اور حقیقت اسلام ثابت ہوتی ہے اور اس ذریعہ سے سامعین کو اپنی نجات کا اطمینان ہوجاتا ہے - اگر عزاء امام حسین علیہ السلام کی مجلسین نہوتین تو ذکر شہادت امام مظلوم ابتک فراموش ہوجاتا - اور اس ذکر کی فراموشی سے مذہب اسلام بھی اس دنیا سے گم ہوجاتا - اسی ذکر شہادت نے مذہب اسلام کے تاراج شدہ باغ کو آجتک سرسبز رکھا ہے اور اسی طرح سے تا قیامت سرسبز رہیگا -

پس شہادت امام حسین علیہ السلام کا یہ ایک ادنی فائدہ ہے کہ اس شہادت کے واقعات ظاہر کرنے کے ذریعہ سے شیعونکا گروہ شریعت اسلام و دین اسلام کی حفاظت کرتا ہے اور شیعونکی اس حفاظت سے اہل سنت بھی اسقدر نفع اوٹھا رہے ہین کہ جسطرح آل رسول کی مخالفت اور ضد مین دشمنان آل رسول نے مذہب اسلام کو ترک نہ کیا بلکہ اس بات کے جاہل اہلسنت دعویدار ہین کہ اصلی مسلمان ہم ہین اور مذہب اسلام کو ہم علان کرتے ہین اور بعد رسول حقدار اور خلافت ہم ہین نہ آل رسول - آل رسول نے کونسی مسجدین بنائین کون سی ملک فتح کیے کتنے کافرون کو قتل کیا کتنے کافرون کو مسلمان بنایا کتنے دعویداران نبوت کو تباہ و برباد کیا کتنا مال غنیمت حاصل کیا اور اس ضد و دشمنی مین مذہب اسلام نے ترقی پائی جیساکہ جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا تھا کہ یہہ دین رونق پاویگا فاسق و فاجر سے اس حدیث کی نقل صحیح بخاری کے تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے - اسیطرح ان مجالس عزا کے ہونے سے اہل سنت شیعون کے ساتھ دشمنی اور حسد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اصلی مسلمان ہم ہین شیعہ تو رافضی ہین اور ابن سبا یہودی کی جیلی ہین پس جسطرح پیشوایان اہل سنت نے آل رسول کی ضد مین اپنے کو اصلی

Presented by Ziaraat.Com

مسلمان اور افضل الامت وفخر اسلام قرار دیا اور اونکی اس ضد اور دشمنی نے اسلام کو ترقی دی۔ اسیطرح اہل سنت جو شیعونکے ساتھ حسد اور کینہ اور دشمنی کرتے ہین اس ضد مین دین اسلام کو اس دنیا مین قیام ہے۔ اور فرقہ ناجی روز بروز ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر مجالس عزا نہ کیجاوین تو اہل سنت کو دشمنی اور بغض اور کینہ بھی شیعون کے ساتھ پیدا نہو۔ کیونکہ ہر شے کی ترقی اور تنزل کے واسطے ضد کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ زمانہ خلافت بنی اُمیہ سے ابتدا یا اختتام خلافت بنی عباس شیعہ بے حد و بے حساب قتل ہوئے زندہ دیوارون مین چنے گئے تاہم ان مجالس عزا کے سبب شیعہ برابر ترقی کرتے چلے جاتے ہین سبب اس ترقی کا یہہ ہے کہ جب مجالس عزا مین واقعات شہادت بیان ہوتے ہین اور اہل سنت اپنے پیشوا اونکے حالات ظلم اون مجالس مین سُنتے ہین اور اونکو واقفیت ہوتی ہے تو جو لوگ مذہب اسلام کو بنظر نجات قبول کئے ہوئے ہین وہ ضرور شیعہ ہوجاتے ہین اور مجالس عزا مین کسیکے آنے کی ممانعت نہین ہے پس اصل مین مجالس عزا اشاعت دین کا ایک مستحکم ذریعہ ہے بدینوجہہ مجالس عزا کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ مجالس عزا دین کی اشاعت کا ایک اعلی ذریعہ ہے اسلئے وہ افضل عبادت سمجھی جاتی ہین۔ اور ان مجالس مین جب مصائب اہلبیت بیان ہوتے ہین تو جوش محبت کے سبب نوبت بگریہ و زاری پہونچتی ہے کیونکہ شہدا کربلا پر جو مصائب گذرے ہین وہ ابتدا سے پیدائش دنیا سے آجتک کسی پر نہین گذرے اور یہہ مصائب محض حفاظت دین و حفاظت شریعت کے سبب شہدا کربلا نے برداشت کیے تھے اور گریہ و زاری ثبوت محبت کی ایک واضح دلیل ہے جو باعث نجات قرار پائی ہے ان وجوہ سے مجالس عزا کا ہونا اور نوبت بگریہ و زاری پہونچنا ضروریات دین مین سے ہے۔ اور ایمان دار ونکی شادی اور خوشی صرف آل رسول کی محبت الا

Presented by Ziaraat.Com

اطاعت اور عزا بنر داری ہے - اس محبت اور اطاعت اور عزا بنر داری مین جو ضرورت بکر یہ وزاری پہونچتی ہے یہی گر یہ وزاری مومنین کے واسطے شادی ہے اور یہی گریہ وزاری مومنین کی خوشی ہے اور یہی گریہ وزاری نجات دین ونجات دنیا کا ذریعہ ہے - اور اس گریہ وزاری کے سبب دشمنون کا مضحکہ دشمنون کا جبر دشمنونکی ایذا رسانی شیوونکے واسطے باعث فخر ہے - اگر شہادت امام حسین علیہ السلام بوجہ حصول نجات باعث شادمانی قرار دیجاوے جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ یوم شہادت بوز فرحت اور شادمانی ہے کیونکہ اوس روز ایک نبی زادہ کو درجہ شہادت حاصل ہوا تو اس اعتبار سے یزید ولشکر یزید کا شمار محبان آل رسول مین ہوگا کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کی خوشی اور شادمانی یزید اور لشکر یزید وقبیلہ بنی امیہ وفرمانبرداران وطرفداران یزید نے کی تھی - نہ آل رسول و محبان آل رسول نے - پس شہادت امام حسین علیہ السلام کو باعث خوشی وشادمانی قرار دیکر خوشی کرنا دشمنان آل رسول کا کام ہے نہ کسی مومن محب آل رسول کا

تنقیح نمبر چہار دہم

مجالس عزا کو بدعت سیئہ کہنے اور ممانعت کرنے سے مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی کیا غرض ہے

اصلی حقیقت اسکی یہ ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد لوگون مین اضطراب پیدا ہوگیا تھا جسکا ثبوت اوس تحریر سے ہوتا ہے جو باہم عبد اللہ ابن عمر اور یزید کے ہوئی اور جسکی نقل تاریخ بلاذری سے تنقیح نمبر پنجم مین کی گئی ہے اور ہر طرف سے لوگ انتقام خون حسین کے واسطے مستعد بجنگ ہوگئے چنانچہ مختار ثقفی کا خروج بہت مشہور ہے جسکی امامت مین شیعان علی شریک ہوتے چلے جاتے تھے اس مختار ثقفی کی نسبت

Presented by Ziaraat.Com

بوجہ محبت امیر معاویہ و یزید یہ اہل سنت الزام اوتر دا دلگاتے ہین۔ مختار ثقفی کے خروج نے حکومت یزید کا رنگ بدلدیا۔ چونکہ بعوض خون حضرت عثمان امام حسین السلام شہید کیے گئے تھے اور دوستان حضرت عثمان یعنی روسا و مدینہ و مکہ و دیگر مسلمانان نے بیوجہ سے امام حسین علیہ السلام کی اعانت نہ کی تھی کہ اونسے خون حضرت عثمان کا بدلا لیا جاتا تھا۔ اگر حسین علیہ السلام کی اعانت کرتے تو حضرت عثمان کی خلافت کے مخالف قرار پاتے اور حضرت عثمان کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت سے بھی منکر ہونا پڑتا تھا۔ جنکے اجماع سے یہ ہر سہ حضرات خلیفہ ہیں بدین وجہ سب لوگون نے سکوت کیا اور واقعہ شہادت کربلا کا ہوگیا۔ لیکن بعد شہادت جب لوگ انتقام خون حسین پر آمادہ ہوگئے تو تمامی اصحاب و انصار مین اضطراب پیدا ہوگیا اور سب لوگ اندیشہ مند ہوگئے کہ اس شہادت سے خلفاء ثلثہ کی خلافت کا غصب بھی ثابت ہوا جاتا ہے۔ اور کل اصحاب و انصار و تابعین و مسلمین کے ذمہ الزام قتل حسین عاید ہوتا ہے۔ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا۔ اور جنھون نے خدا اور رسول خدا کے احکام کی مخالفت کرکے تعین خلافت کے واسطے اجماع امت کی رسم نکالی۔ پس شہادت امام حسین علیہ السلام کی تشویش مین سب پشیمان تھے اور اس اضطراب و پریشانی کے سبب ہر شخص باستثناو اہل شام یزید کو الزام دیتا تھا کہ تو نے برا کیا۔ اور ان الزامات کے سبب انجام مین یزید بھی پشیمان ہوا۔ اور پشیمان ہوکر اہل حرم کو قید سے رہا کرکے باعزاز مدینہ بھیجدیا۔ اور جناب سید الساجدین بھی یزید کی اس پشیمانی کے سبب قتل سے محفوظ رہے۔ پس واقعات شہادت حسین علیہ السلام بیان ہونے سے اون اصحاب و انصار پر کہ جنھون نے خلافت خلفاء ثلثہ و خلافت امیر معاویہ و خلافت یزید پر اجماع کیا تھا قتل حسین و انصار حسین کا واقعی بار حسین کا الزام عاید ہوتا ہے اور انجام مین سلسلہ

Presented by Ziaraat.Com

پہ سلسلہ یہ الزام قتل کا حضرت عمر کے ذمہ عاید ہوجاتا ہے جیسا کہ تحریر باہمی یزید و عبداللہ ابن عمر مندرجہ تنقیح پنجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید نے عبداللہ ابن عمر کو صاف لکھا کہ اس قتل کا بانی تیرا باپ ہے اور لوگون نے کہا کہ حسین قتل ہوئے بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ اور یہ سب اصحاب و انصار وخلفاء ثلثہ و امیر معاویہ پیشوایان اہل سنت سے ہین چونکہ خون حسین کا مواخذہ سب کے ذمہ عاید ہوتا تھا اور اس مواخذہ خون کے سبب خلفاء بنی اُمیہ و بنی عباس کو اس بات کا ہمیشہ خوف رہا کہ جسطرح مختار ثقفی نے انتقام خون حسین کے واسطے خروج کیا اور قاتلان حسین کو جابجا ڈھونڈ کر قتل کیا اور طوائف الملوکی ہو گئی - مبادا اس ذکر شہادت شہدائے کربلا سے مسلمانون کو دفعتاً جوش نہ پیدا ہوجاوے اور اوس جوش مین مثل خروج مختار ثقفی کے پھر جنگ نہ شروع ہوجاوے اور طوائف الملوکی پھر نہو جاوے - اور اس طوائف الملوکی مین - اولاد حسین جو مسند امامت پہ یکے بادیگرے جلوہ افروز ہوتے چلے گئے ہین خلافت اسلام پر قابض نہوجاوین - اور اسوجہ سے حکومت خاندان بنی امیہ و بنی عباس سے جاتی نرہے - لہذا بنظر تالیف قلوب بڑی دانشمندی کے ساتھ وقتاً فوقتاً اول مختار ثقفی پر الزام ارتداد لگایا گیا تاکہ عام مسلمان اوس سے کنارہ کش رہین اور اوسکے شریک نہوجاوین اور یہ ماتقلیہ تھی اوس مکر کی جو جنگ صفین مین کلام مجید نیزون پر بلند کیے گئے تھے جسکے سبب سے لشکر حضرت علی کے لوگ جنگ سے دست کش ہوکر حکم جناب امیر کی بجا آوری سے قاصر ہوئے اور ایک گروہ خارجی ہوگیا - یہ ساری تدبیرین خلفاء بنی اُمیہ کے استحکام خلافت کے واسطے تھین چنانچہ مختار ثقفی کی نسبت بہ خوشامد خلفاء وقت کے عالمون نے اسپر اتفاق کیا اور مختار ثقفی کے ارتداد پر فتوی دئے - پھر خلفاء وقت نے وقتاً فوقتاً اماموں کو بھی زہر سے شہید کیا - دوسرے عمر ابن عبدالعزیز نے اپنے

Presented by Ziaraat.Com

زمانہ خلافت میں رسم لعن کو موقوف کیا جو اٹھاون برس سے حضرت علی
اور اولاد علی علیہ السلام پر ہر خطبہ جمعہ میں ہوا کرتا تھا اسپر عامہ خلائق میں عمر بن
عبدالعزیز کی نیکنامی کو عالموں نے شہرت دی اور آجتک شہرت دیتے چلے
جاتے ہیں غرض اس شہرت سے یہ تھی کہ لوگونکے دلوں میں بنی امیہ کی محبت
راستحکام ہوا و لعن طعن سے باز رہیں اور یہ فعل عمر ابن عبدالعزیز کا مصلحتاً
تھا نہ اعتقاداً اوسی رسم قدیم کے مطابق بتقلید آبائی اہل سنت آجتک عمر
ابن عبدالعزیز کی ثنا و صفت کرتے چلے آتے ہیں - تیسرے مجالس عزاء
ذکر شہادت شہدائے کربلا کی قطعی ممانعت تھی اوس ممانعت کا سبب ہے کہ مکہ و مدینہ
میں بروز عاشورہ آجتک کوئی ذکر نہیں کرتا بجز شیعوں کے جو مسافرانہ طور پر مخفی
اس ذکر کو کر لیتے ہیں اور اسی بنا پر ابن حجر مکی نے و حجۃ الاسلام امام غزالی نے
ذکر شہادت شہدائے کربلا کو منع کیا ہے اور صاف لکھدیا ہے کہ اس ذکر سے خلفاء
کیجانب سے بدظنی و کینہ دلوں میں پیدا ہوتا ہے نقل اسکی تنقیح نمبر پنجم میں ہوگئی
ہے اور اکثر علماء اہل سنت اسیطور پر لکھتے چلے آتے ہیں - چوتھے بہت کوشش
کی گئی اسبارہ میں کہ نشانہائے قبر شہدائے کربلا نیست و نابود کر دئے جاویں تاکہ
ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام فراموش ہوجاوے اور اصحاب و انصار و
خلفائے ثلثہ و امیر معاویہ الزام قتل آل رسول میں بدنام نہوں مگر یہ کوششیں بھی
ضائع ہوئے - اور اسی بدنامی سے اپنے پیشوایان دین کو بچانے اور امت کو
تسکین دینے کے لیے ابن حجر و حجۃ الاسلام امام غزالی و ملا علی قاری صاحب
شرح فقہ اکبر لکھ رہے ہیں کہ قتل حسین میں یزید کا کوئی قصور نہ تھا یزید مومن
تھا خلافت یزید کی حق تھی اور مشیت الٰہی باعث قتل حسین تھی ان واقعات کی
نقل تنقیح نمبر پنجم میں کی گئی ہے - چونکہ زمانہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے

Presented by Ziaraat.Com

تاہنوز ہر زمانہ مین پیشوایان اہل سنت اس امر مین کوشش کرتے رہے کہ ذکر
شہادت حسین علیہ السلام کیطرح مسدود ہوجاوے کیونکہ اس ذکر سے سامعین کے
دلون مین جوش پیدا ہوتا ہے اور ان اصحاب و انصار کیجانب سے بدظنی پیدا
پیدا ہوتی ہے جنھون نے خلافت یزید پر اجماع کیا اور حسین علیہ السلام کی نصرت نہ کی
اور اسکے انجام مین خلفاء ثلاثہ کا کینہ سامعین کے دلون مین مستحکم ہوجاتا ہے چونکہ
وہ زمانہ حکومت خاندان بنی امیہ و بنی عباس کا تھا بدیں وجہ عامہ خلائق مطیع اور
اور فرمانبردار خلفاء وقت کے تھی اور علماء دین بغرض حصول عزت و دولت خلفاء
وقت کی فرمانبرداری اور خوشامد کو دین و ایمان سمجھتے تھے لہذا واسطے استحکام
سلطنت خلفاء بنی امیہ و بنی عباس علماء دین ہر زمانہ مین کچھ نہ کچھ بات بناکر
مسلمانونکو ذکر شہادت شہداء کربلا سے وقتاً فوقتاً ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین
اور رفتہ رفتہ اس رسم ممانعت کو استحکام ہوگیا۔ اور اسی رسم معینہ کے مطابق اپنے
باپ دادونکی تقلید مین اب بھی اہل سنت ذکر شہادت شہداء کربلا سے ممانعت
کرتے ہین اور مجالس شہداء کربلا کو بدعت سیئہ بتلاتے ہین اور قریب بکفر کہتے
ہین حالانکہ اب اس ذکر سے کوئی نقصان اہل سنت کا نہین ہوتا۔ کیونکہ نہ اب
خلافت بنی امیہ کی باقی ہے نہ بنی عباس کی کہ جسکو ذکر شہادت شہداء کربلا سے
ضرر پہونچتا ہو صرف رسم معینہ کی تقلید مین اہل سنت بلا ضرورت اور بلا سبب
ممانعت کرتے ہین اور آمادہ بجنگ و جدال ہوتے ہین اور انجام پر غور نہین کرتے
کہ اس ممانعت کے سبب دشمنان آل رسول مین انکا شمار ہوا جاتا ہے۔ اور
اس ممانعت سے نہ کوئی نفع ہے نہ اب اس ممانعت کی ضرورت ہے۔ پس
یہ ممانعت اہل سنت کی نافہمی کے سبب تقلیداً ہے نہ ضرورتاً و شرعاً۔

Presented by Ziaraat.Com

تنقیح نمبر پانزدہم

عاشورِ محرم یوم خوشی ہے جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا عقیدہ ہے یا روز مصیبت جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا اعتقاد ہے؟

اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جس روز عاشور محرم کو امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے آسمان سے خون برسا تھا جنکے نالہ و شیون کی صدا سنی گئی تھی ہر کلوخ کے نیچے سے خون تازہ نکلا تھا قتل الحسین بکربلا دیدہ الحسین بکربلا ہر چہار جانب بلند تھی جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب سر الشہادتین میں لکھا ہے۔ اہل حرم میں نالہ و شیون بپا تھا بی بیون نے سر کے بال کھول دیئے تھے سرون پر خاک ڈالتے تھے اپنے وارثون کے غم میں بی بیان منھ پر طمانچہ مارتی تھیں سینہ کوٹتی تھیں سر پیٹتی تھیں ایک طرف تو اہل حرم میں ماتم حسین ہوتا تھا اور اہل حرم لوٹے جاتے تھے اور اسیر کیے جاتے تھے اور مصائب شدید میں مبتلا تھے اور طرف فوج یزید میں قتل حسین کی عید تھی عبیداللہ ابن زیاد کا دربار اور شہر کوفہ مثل یوم عید آراستہ کیا گیا تھا اور دربار یزید اور شہر شام میں جشن تھا اور آپس میں ملتے تھے اور خوشی کرتے تھے اور وہ لوگ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا یزید کے ساتھ شریک جشن تھے پس جو لوگ کہ خلافت یزید کے مطیع اور فرمانبردار تھے اور خلافت یزید کو حق جانتے تھے وہ لوگ یزید کی پیروی میں یوم عاشور محرم کو یوم عید اور یوم جشن اور یوم خوشی قرار دیتے ہیں اور جو لوگ معتقد و پیرو علی و اولاد علی علیہ السلام کے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کو اپنا پیشوا جانتے ہیں وہ لوگ بروز عاشور محرم مصائب شہدا کربلا و مصائب اہل حرم کو یاد کرکے ماتم کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہین سر و نیز خاک اڑاتے ہین سینہ و سر پیٹتے ہین تا اینکہ شیون کرتے ہین اور قاتلان حسین سے اپنی نفرت ظاہر کرتے ہین چنانچہ اسی غم مین جناب سید الساجدین چالیس سال کامل روئے ہین جسکے سبب سے آنکھون مین حلقہ پڑگئے تھے۔ خلافت یزید کے بعد چھ سو برس تک خلافت خاندان بنی امیہ و بنی عباس مین رہی اور انکے زمانہ مین بہ تقلید یزید یوم عاشور محرم یوم سعد و یوم عید و یوم جشن قرار پاتا رہا اور خلفاء وقت کی خوشامد کے سبب عالمون نے بھی یوم عاشور محرم کے فضائل بیان کرکے اس دن کو باعث سرور و باعث خوشی قرار دیا تھا۔ چنانچہ جناب غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی نے بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مین یوم عاشور محرم کو یوم فرحت و سرور لکھا ہے اوسی تقلید یزید مین جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب بھی کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۳۰۸ مین اس یوم عاشور کو یوم عید اور باعث خوشی قرار دیتے ہین چنانچہ مولوی صاحب ممدوح کے کلمات مندرجہ اظہار الہدیٰ صفحہ ۳۰۸ سے بجنسہ ذیل مین نقل کرکے اوسکی توضیح کیئے دیتا ہون تاکہ ہر شخص مولوی صاحب موصوف کے ارادے اور اعتقاد سے آگاہ ہوجاوے۔

اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ

جب مسلمان محرم کا چاند دیکھین اس ماہ کو متبرک سمجھین

توضیح یعنے مقصد دلی مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا۔

اس ماہ محرم مین یزید نے خون حضرت عثمان کا بدلا امام حسین علیہ السلام سے لیا ہے اور یزید کو اس مہینہ مین فتح نصیب ہوئی ہے + اسلیئے اس مہینہ کو متبرک سمجھنا چاہیئے اسواسطے کہ اسی مہینہ مین پنجتن پاک کا خاتمہ ہوا جسکے سبب سے یزید کو راحت قلبی حاصل ہوئی اور دشمنان یزید یعنے آل رسول کے بی بیون اور ماں بہنون کو اسی مہینہ مین ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی پھر اس سے زیادہ اور کونسا مہینہ مبارک ہوگا۔ کہ دشمنان یزید تہ تیغ ہوئے انکے حرم رسوا کیئے گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ - عاشورہ کے دن روزہ رکھیں نوافل پڑھیں غسل کریں علماء سے ملیں محتاجونکو فی سبیل اللہ صدقہ دیں اور باہم مسلمانون سے ملیں -

توضیح - بروز عاشورہ غسل کرنیکی ہدایت اسواسطے کی ہے کہ اوس روز شہداء کربلا کو پانی میسر نہ تھا لہذا فتح یزید کی خوشی مین بلا ضرورت بھی بروز عاشورہ غسل کرنا چاہیے جیسا کہ بروز عید غسل کرتے ہین تاکہ یوم عاشورہ کا روز عید روز مسرت ہونا ظاہر ہو اور معتقدین حسین علیہ السلام کو معلوم ہو جاوے اونکے امام کو بروز عاشورہ ایک جام آب میسر نہ تھا کہ حلق اپنا تر کرتے مگر معتقدان یزید کو جسطرح بروز قتل حسین بکثرت پانی میسر تھا اوسی طرح اونکی تقلید مین اونکے متقلدونکو اب تک بمقدار پانی میسر ہے کہ بروز عاشورہ ایک مٹک پانی سے بلا ضرورت بھی غسل کرتے ہین - اور روزہ رکھنے کی ہدایت اسواسطے ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو بروز عاشورہ بھی روزہ میسر نہوا کیونکہ بعد ظہر و قبل از عصر آپ شہید ہو چکے تھے اور روزہ ختم ہوتا ہے شام کو - آپ نے روزہ کی نیت کی تھی کیونکہ روزہ ہوتا ہے چار پہر کا نہ چوبیس پہر کا آپ پر تو تین روز سے آب و دانہ بند تھا اور جب تک ایک روزہ افطار نہو خواہ صرف پانی سے یا پانی و دانہ دونون سے کیونکہ نیت افطار روزہ مین رزق کی قید موجود ہے - اوسوقت تک دوسرا روزہ شروع نہین ہوتا - مگر معتقدان یزید کو جسطرح بروز قتل حسین اطمینان حاصل تھا اور فتح یزید کی نیت سے روزہ نذر رکھا تھا اوسکی تقلید مین روزہ رکھنا امر ضروری قرار دیا جاتا ہے تاکہ سنت یزید پوری طور پر ادا ہو جاوے - اور علماء دین سے ملنے کی اور آپسمین مسلمانون کے ملنے کی ہدایت سے یہ مطلب ہے کہ جب تک مسلمان عالمون سے نہین ملتے

Presented by Ziaraat.Com

باہم معانقہ نہین کرتے یوم عید کی فضیلت ظاہر نہین ہوتی چنانچہ بروز عید جو مسلمان باہم معانقہ کرتے ہین اس معانقہ سے غرض ہے اظہار مسرت کہ خدا نے ہمکو روز عید اس دنیا مین نصیب کیا کیونکہ یوم عید مسلمانون مین یوم سعد و یوم برکت و یوم خوشی قرار پایا ہے لہذا اوس خوشی کے اظہار مین باہم ملا کرتے ہین اور عاشورہ محرم کی برکت اور یوم عید اور یوم خوشی کے اظہار کی نیت سے معانقہ باہمی کی مولویصاحب ہدایت فرماتے ہین۔ اور صدقہ دینے کی ہدایت بھی اسی غرض سے ہے کہ بروز عید صدقہ دینا لوازمات عید مین سے ہے۔ اور اس صدقہ دینے سے اہلبیت رسول کی محتاجی اور یزید بمقابلہ یزید کی دولتمندی چشم‌پوشی اور سخاوت فتح یزید کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ۔ اور ان اعمال بد سے یعنی مثل مرثیہ سننے سینہ کوٹنے سر پیٹنے سر کھولنے بھس اوڑھانے ماتم کرنے نذر حسین سبیل رکھنے فاقہ سے مرنے پا برہنہ پھرنے زمین پر لیٹنے وغیرہ سے۔

توضیح۔ چونکہ عاشورہ محرم فتح یزید کا دن ہونیکے سبب یوم خوشی و یوم فرحت ہے دوستان یزید کے واسطے اسلیے مولویصاحب ممانعت فرماتے ہین کہ اس خوشی کے دن مرثیہ سنانا بیجا ہے کیونکہ مرثیہ کے معنی لغت مین لکھے ہین۔ اوصاف مردے کے اسطرح بیان کرنا کہ سننے والونکو رحم آوے۔ اور جو مرثیہ پڑھے جاتے ہین اونمین بھی شہدائے کربلا کے وہ اوصاف درج ہوتے ہین کہ جنکی سماعت سے دلون مین درد پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ شہدائے کربلا بوجہہ انکار بیعت یزید شہید ہوئے اونکے اوصاف بیان کرکے لوگون کے دلون مین درد پیدا کرنا داخل مخالفت یزید ہے کہ جسکی امامت اور خلافت پر اصحاب و تابعین نے اجماع کرکے قبول کیا تھا اسی وجہ مولوی صاحب مرثیہ کی

Presented by Ziaraat.Com

جماعت سے ممانعت فرماتے ہیں تاکہ سامعین کا شمار مخالفان یزید و مخالفان صحابہ و تابعین میں نہ ہو جاوے۔ اور چونکہ یوم عاشورہ مولویصاحب کے نزدیک یوم فرحت و سرور ہے تو بروز عید حالات غم و حالات رنج و غم کی سماعت سے خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہے اور یہ امر داخل بدعت ہے۔ اور سینہ کوبی اور سر پیٹنے اور سر کھولنے اور عبس او... اور ... کرنے اور پا برہنہ پھرنے اور زمین پر بیٹھنے سے مولویصاحب ممدوح اسواسطے ممانعت فرماتے ہیں کہ ان افعال سے دشمنان یزید کی تقلید ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہلحرم نے سر کے بال کھولے تھے سر و منھ پر خاک اوڑائی تھی غم حسین میں سینہ کوٹا تھا سر پیٹا تھا ماتم کیا تھا زمین پر سوئے تھے اور جناب سید الساجدین پا برہنہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے شام تک گئے تھے اور یہ لوگ خلیفہ یزید کے دشمن تھے پس دشمنان خلیفہ کی تقلید کر کے سنت خلیفہ کا ترک کرنا داخل عمل بد ہے۔ اور نذر حسین سبیل رکھنے سے اسواسطے ممانعت فرمائی ہے کہ حسین علیہ السلام دشمن یزید تھے اور یزید نے اون پر پانی بند کیا تھا پس محبت حسین میں حسین کی تشنگی یاد کر کے سبیل رکھنا اور پانی پلانا سنت خلیفہ یزید کی تکذیب کا باعث ہے اسلیے یہ عمل بد ہے۔ اور فاقہ کشی سے اسواسطے ممانعت فرماتے ہیں کہ حسین علیہ السلام بوجہ دشمنی یزید حالت فاقہ میں فوج یزید کے ہاتھ سے ذبح ہوئے ہیں اور اہلبیت حسین کو بھی دشمنی یزید کے سبب بعاوضہ مصائب حضرت عثمان نوبت فاقہ کی پہونچی تھی۔ پس بروز عاشورہ فاقہ کرنا حسین علیہ السلام کی تقلید ہے اور خلیفہ یزید کے دشمن کی تقلید کرنا سنت خلیفہ کے خلاف ہے اسلیے یہ فعل داخل عمل بد ہے۔

اس عبارت اظہار الہدیٰ۔ کیونکہ یہ دن (یعنی عاشورہ محرم) قدیم سے برکت والا ہے اکثر انبیا و اولیا کی اسی دن رنج و غم دور ہوئے ہیں اور فضل خدا سے

Presented by Ziaraat.Com

اونکو بڑے بڑے درجہ ملے ہین چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا اسیدن قبول ہوئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسیدن فرعون کے ظلم سے نجات پائی تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی اسیدن جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی۔

توضیح۔ اس عبارت سے میرے نزدیک صاف صاف یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا اصل مطلب یہہ ہے کہ جسطرح یوم عاشورہ انبیاء اور اولیا کے رنج وغم دور ہوئے اسیطرح یوم عاشور محرم کو یزید کے بھی رنج وغم دور ہوے اور خاتمہ پنجتن سے اوسکو استحکام حکومت کا اطمینان ہوا۔ اور جسطرح انبیاء و اولیاء کو بروز عاشور محرم بڑے بڑے درجے فضل خدا سے ملے اوسیطرح یزید کو بھی حسین علیہ السلام کے مقابلہ مین درجہ فضیلت بوجہ فتح حاصل ہوا اور جسطرح آدم علیہ السلام کی دعا بروز عاشور قبول ہوئی اسیطرح یزید کی دعا بھی قبول ہوئی اور یزید نے فتح پائی۔ بدینوجہ یہہ دن بڑا بابرکت والا ہے لہذا اس دن خوشی کرنا چاہیے نہ رنج تاکہ خلیفہ یزید کی پیروی مین فرق نہ آوے اور جسطرح بروز عاشور محرم یزید نے جشن اور خوشی کی اوسیطرح اوسکے مقلد بھی جشن اور خوشی مین مصروف رہین۔

اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی بطریق قدیم اسیدن درجہ مظلومیت اور شہادت کا حاصل کیا اوسکا سبب یہہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے تمام مراتب اپنے محبوب پاک (یعنی جناب محمد صلعم) کو عطا کیے تھے صرف مرتبہ شہادت کی کمی تھی وہ بھی حضرت حسین کی شہادت کے سبب پوری کردی۔

توضیح۔ اسلام مین شہادت کا بڑا درجہ ہے لہذا اوس درجہ شہادت کو مولوی صاحب ممدوح نے حسین علیہ السلام کی ذات سے علیحدہ کرکے اس رتبہ عظیم کو رسول اللہ

Presented by Ziaraat.Com

صلعم کی ذات میں شامل کردیا تاکہ رسول اللہ صلعم کی عظمت قائم رہے اور حسین علیہ السلام بھی عظمت سے علیحدہ کردیے جاویں۔ اگر رسول خدا صلعم کی عظمت سے کام لیا جاتا تو پھر مسئلہ ان میں یہ کہ نہ مسلمان بنے کا حق باقی رہتا نہ یزید خلیفہ رسول قرار پاتا۔ سوا عطیہ یہ تھا۔ ہے کہ مرتبہ ذات رسول خدا صلعم میں شامل [illegible] گئے امام حسین علیہ السلام کے زمرہ شہادت پر [illegible] سکے [illegible] کہ [illegible] آگیا [illegible] شہادت کا امام حسین علیہ السلام ذات میں قائم رہ گیا تو یزید اور [illegible] اٹھا [illegible] اور مسلمانوں کے [illegible] خلیفہ ہو [illegible] تو بزمرہ قاتلان حسین شمار کیے جاسکے۔ سوا سید حسین علیہ السلام کی ذات سے درجہ شہادت علیحدہ کرلیا گیا۔ [illegible] بشارت [illegible] انشاء اللہ تنقیح نمبر بست و دوم میں کرونگا۔

[illegible] لوگ حضرت یزید کو حق جانتے ہیں اور یزید کے معتقد و پیرو ہیں وہ تو یوم عاشور محرم کو یوم عید و یوم فرحت و خوشی جانتے مانتے ہیں اور جو لوگ معتقد و پیرو امام حسین علیہ السلام و اولاد امام حسین علیہ السلام و اہلبیت امام حسین [illegible] ہیں وہ لوگ یوم عاشور محرم کو یوم رنج و غم و یوم مصیبت جانتے و مانتے ہیں۔ پس اہل سنت و شیعہ کے درمیان یوم عاشور اختلاف باہمی کا یہ سبب ہے جو ظاہر کیا گیا۔

پوشیدہ نہ رہے کہ یوم عاشور محرم نزد [illegible] ہمیشہ سے یوم عید کلان تھا لیکن یہ یوم بوجہ شہادت فرزند رسول یوم غم و یوم ماتم ہوگیا اور بجائے عید عاشورہ کے پروردگار عالم نے عشرہ ذیحجہ کو یوم عید مقرر فرمایا۔ پس عید عشرہ ذیحجہ معاوضہ ہے عید عشرہ محرم کا جس کی توضیح انشاء اللہ تنقیح نمبر بست و دوم میں کرونگا۔

Presented by Ziaraat.Com

تنقیح نمبر شانزدہم

امام حسین علیہ السلام نے نہم محرم کو ایک شب کی مہلت کیوں لی اگر واقعہ شہادت نہم ہی کو ہو جاتا تو کیا حرج تھا

اس مہلت سے امام حسین علیہ السلام کی اصلی غرض ہدایت اور رہنمائی تھی جو تا قیامت امت محمدی کے استحکام ایمان کے واسطے ایک بڑا ذریعہ ہے - اور اس مہلت لینے کے چند سبب جنکی تصریح ذیل مین کیجاتی ہے - اور ان سبھو نکا جو نتیجہ ظاہر ہوا اوسکا نتیجہ امت کے واسطے ہدایت و رہنمائی ہے -

اول - یہہ کہ امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد کو طلب کر کے اوس سے کہا کہ اے بدبخت تو مجھ سے مقاتلہ کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ مین کون ہون اور کسکا بیٹا ہون آیا خدا سے نہین ڈرتا اور قیامت پر اعتقاد نہین رکھتا میری طرف چلا آ سعادت ابدی تجھکو حاصل ہو اور عذاب آخرت سے تجھکو نجات ملے - عمر سعد نے امام علیہ السلام کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا اور کہا کہ مجھکو خوف ہے کہ ابن زیاد میرا گھر لوٹ لے میرے مزرعات کو چھین لے میرے عیال و اطفال کو تباہ و برباد کرے اس ہدایت سے امام علیہ السلام کی یہہ غرض تھی کہ امت خبردار رہے کہ طمع دنیا کے سبب انسان اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہے مگر ترک دنیا اختیار نہین کرتا - پس ایماندارونکے واسطے یہ ایک عمدہ ہدایت ہے کہ جسکے یاد رکھنے سے ایماندار شخص دنیا سے نفرت کرتا ہے اور کسیکے بہکانے سے راہ راست کو نہین چھوڑتا

جب حضرت نے دیکھا کہ میری نصیحت کا کوئی اثر عمر سعد پر نہین ہوتا تب آپ نے فرمایا کہ اے عمر سعد اگر تو اس بات پر رضامند نہین ہوتا کہ میری اطاعت کرے

ور تو مجھے مزاحمت نہ کرتا کہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں اور گوشہ نشینی اختیار کر کے عام مسلمانوں کے مانند اپنی زندگی بسر کروں۔ اور اگر ابن زیاد کو میرے وطن کی سکونت ناگوار ہو تو میں یزید کے ممالک مقبوضہ کی سکونت ترک کر کے کسی دوسری حکومت میں چلا جاؤں اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو مجھکو یزید کے پاس جانے دو میں یزید سے فیصلہ کر لونگا۔ چنانچہ عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ اے ابن زیاد امام حسین علیہ السلام کی یہ استدعا یقیناً تیری خوشی کا باعث ہوگی۔ اور اگر تو امام حسین علیہ السلام کی اس استدعا کو قبول کریگا تو امت محمدی کو نفع حاصل ہوگا۔ ابن زیاد نے عمر سعد کو اس تحریر کے جواب میں لکھا کہ میں نے تجھکو واسطے صلح کے نہیں بھیجا ہے بلکہ اسواسطے بھیجا ہے کہ امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت لے اگر بیعت سے انکار کریں تو مع انکے ہمراہیوں کے اونکو قتل کر۔ اگر تو اس کام کے انجام میں پس و پیش کرتا ہے تو فوج کی سرداری شمر کے سپرد کر دے۔ یہ خط نہم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کے پاس شمر لیکر آیا۔ امام حسین علیہ السلام کی یہ نصیحت اور استدعا اس غرض سے تھی تا کہ خلق اللہ پر روشن ہو جاوے کہ امام حسین علیہ السلام دعویدار سلطنت نہ تھے بلکہ گوشہ نشینی کے متمنی تھے لیکن یزید نے اور ابن زیاد نے حسین علیہ السلام کو بوجہ دعوی سلطنت شہید نہیں کیا بلکہ بوجہ عداوت قتل حضرت عثمان شہید کیا اگر بوجہ دعوی سلطنت قتل کرتے تو آب و دانہ بند کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ آب و دانہ کا بند کرنا عوض تھا اوسکا جو حضرت عثمان پر مصریوں نے پانی بند کیا تھا۔ دوسرے اس بات کا ظاہر کرنا منظور تھا کہ عمر سعد کی خواہش تو ضرور تھی کہ باہم امام حسین علیہ السلام و ابن زیاد و یزید کے صلح ہو جاوے اور خون حسین کا مواخذہ میری گردن پر نہو۔ مگر حکومت رے کی طمع اوسکے ارادے کو پورا ہونے نہ دیتی تھی۔ اور اس حال سے واقف ہو کر لوگ

Presented by Ziaraat.Com

عبرت پکڑیں اور چند روزہ طمع دنیا کی امید پر دین کو برباد نکریں۔
پس شمر نے ابن زیاد کا نامہ نیم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کو دیا اور کہا کہ تو اگر ابن زیاد کے حکم پر عمل نہیں کرتا تو حکومت فوج کی میرے سپرد کر۔ یہ سنکر عمر سعد نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فرزند رسول کے قتل کی تیاری کرو۔ پس اشقیا وقت شام بعزم جدال جانب خیمہ امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے اوسوقت امام مظلوم پیش خیمہ سر بزانو بیٹھے تھے اور غنودگی طاری تھی۔ شمر نے قریب لشکر امام مظلوم پہونچکر آواز دی کہ جعفر و عباس وعثمان فرزندان جناب امیر کہاں ہیں پس جناب عباس معہ برادران خود قریب شمر آئے اور فرمایا کہ ہمسے کیا چاہتا ہے۔ شمر نے کہا کہ تمھاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں اسواسطے مین تمکو امان دیتا ہون یہ سنکر جناب عباس و برادران حضرت عباس نے فرمایا کہ خدا تجھپر اور تیری امان پر لعنت کرے تو ہمکو امان دیتا ہے اور فرزند رسول خدا کو امان نہین دیتا۔ جب لشکر کا شور وشغب زیادہ ہوا جناب زینب خاتون نے امام حسین علیہ السلام کو بیدار کیا اور امام مظلوم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ اے برادر تم جاؤ اور لشکر مخالف سے دریافت کرو کہ اس یورش سے تمھارا مطلب کیا ہے۔ حضرت عباس نے مخالفین سے استفسار کیا مخالفین نے جواب دیا کہ ہمکو ہمارے امیر عبید اللہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ تم سے یزید کی بیعت لین۔ اگر بیعت سے انکار کرو تو تمکو پاس ابن زیاد کے لے چلین۔ اگر جانے سے انکار کرو تو تمسے جنگ کرین۔ جناب عباس نے فرمایا کہ صبر کرو مین تمھارا پیغام اپنے امام سے کہتا ہون۔ جناب عباس نے لشکر یزید کا پیغام امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ لشکر یزید سے ایک شب کی مہلت طلب کرو اور لڑائی کل پر موقوف رکھو۔ جب حضرت عباس نے لشکر یزید سے مہلت ایک شب کی طلب کی تو سرداران لشکر یزید

Presented by Ziaraat.Com

مہلت دینے سے انکار کیا اوسوقت لشکر یزید مین خروش بلند ہوا کہ اگر ترک کوئی
یہودی مہلت مانگتا تو تم مہلت دیتے۔ جگر گوشہ رسول تم سے ایک شب کی مہلت مانگتا ہے
اور تم انکار کرتے ہو - اوسوقت عمر سعد نے اپنی لشکر مین آواز دی کہ ہم نے ایک شب
کی مہلت حسین اور اصحاب حسین کو دی -

پس اس طلب مہلت کا سبب اول یہ تھا کہ خلق اللہ پر روشن ہو جاوے کہ
یزید و قبیلہ بنی امیہ و طرفداران یزید کو امام حسین علیہ السلام اور آل رسول اولاد
علی کے ساتھ اسقدر عداوت تھی کہ قتل حسین مین عجلت کرتے تھے اور بغدر بیعت
ایک بہانہ تھا قتل حسین کا اور حضرت عباس و برادران حضرت عباس کے
امان دینے پر تو اشقیا رضامند تھے مگر حسین علیہ السلام کے قتل مین عجلت کرتے تھے
۲ - دوسرا سبب اس مہلت کا یہہ تھا کہ آپکی شہادت کے واسطے یوم عاشور محرم
مخصوص تھا اور عاشورہ محرم کا دن ہمیشہ سے یوم عید تھا بعد عید بوجہ شہادت
امام حسین علیہ السلام روز مصیبت و روز غم قرار دیا گیا تھا کیونکہ اسدن دنیا سے
پنجتن پاک کا خاتمہ ہونیوالا تھا اور بجاے اس عید کے عشرہ ذیحجہ کا دن یوم عید
مقرر ہوا جسکی توضیح واقعات قربانی اسمعیل علیہ السلام مین کیجاویگی پس جبکہ یوم عاشور
مخصوص تھا واسطے شہادت کے تو نہم محرم کو اگر حسین علیہ السلام مہلت بھی نہ طلب
کرتی تو بھی اوس روز کسی قسم کا جدال و قتال نہوتا - مہلت طلب کرنا ایک اسباب
ظاہری مین سے تھا اور اس سے غرض یہہ بھی کہ ارادہ اور شقاوت اشقیا امت
کی ظاہر ہو تاکہ مسلمانونکی آیندہ نسلون مین یہہ واقعہ یادگار رہے کہ جسطرح اشقیا
امت قتل حسین پر آمادہ و مستعد تھے اسیطرح ان اشقیا کی اولاد اور انکے مقلد ذکر
حسین اور مجالس عزاے حسین کی مسدودی مین تا قیامت آمادہ و مستعد رہینگے - اور
جسطرح نصیحت امام حسین علیہ السلام کا اثر عمر سعد اور لشکر یزید پر نہوا اسیطرح شیعان

Presented by Ziaraat.Com

حسین کی نصیحت کا اثر بھی اولاد بنی امیہ و مقلدان بنی امیہ پر (کہ جو نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً دشمن حسین و دشمن خاندان رسالت ہین) نہو گا۔

۳-اور تیسرا سبب اس طلب مہلت کا یہہ تھا کہ اوس وقت تک امام حسن علیہ السلام کی وصیت کی تعمیل و تکمیل نہین ہوئی تھی اوسکی بجا آوری باقی تھی یعنے امام حسن علیہ السلام نے وصیت کی تھی دربارہ عقد جناب قاسم کے چنانچہ حصول مہلت کے بعد شب عاشورہ کو امام حسین علیہ السلام نے حضرت قاسم کا عقد جناب فاطمہ کبریٰ کے ساتھ پڑھکر امام حسن علیہ السلام کی وصیت کی تعمیل کر دی - اگر نہم محرم کو آپ شہید ہوجاتے تو وصیت امام حسن علیہ السلام کا بار آپ کے ذمہ باقی رہ جاتا - اور یہہ امر شان امامت کے خلاف تھا - کیونکہ امام اس دنیا سے سبکدوش ہوکر سفر آخرت اختیار کرتا ہے -

۴-چوتھا سبب یہ تھا کہ آپ کو اپنے فرزندون اور عزیزون اور رفیقونکو وداع کرنا تھا - اسلیے کہ فوج مخالف مین بائیس ہزار ۲۲۰۰۰ آدمی آمادہ قتل تھے اور آپ کے ساتھ صرف بہتر مرد تھے جنمین صرف چند آدمی جوان تھے باقی کمسن بچے اور ضعیف العمر لوگ تھے - یہہ لوگ فوج مخالف کے مقابلہ مین کسیطرح فتحیاب نہین ہوسکتے تھے اور فوج مخالف کے لوگ صرف قتل حسین کے خواہان تھے نہ کسی عزیز یا انصار کے پس ایک اپنی جان کی حفاظت کے واسطے اسقدر بیگناہونکا قتل کرانا خلاف عدالت تھا اور عدالت کا قایم رکھنا امام وقت کے واسطے ایک امر لازمی ہے لہذا واسطے تکمیل عدالت و اظہار استقلال و اظہار صبر اور اظہار رضامندی از شہادت خود امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور محرم کو اپنے فرزندون اور عزیزون اور برادران اور رفیقونکو ایک جا جمع کیا اور فرمایا کہ مین بہترین حمد و ثنا اپنے خدا کی بجالاتا ہون اور اوسکی حمد ہر سختی و نرمی و بلا پر کرتا ہون -

Presented by Ziaraat.Com

یہہ انتہا سے فرمانبرداری تھی اور اسی فرمانبرداری کا عوض درگاہ باری تعالی سے یہہ عطا ہوا کہ جو شخص محبت کرے حسین علیہ السلام سے اور اطاعت اور فرمانبرداری کرے حسین علیہ السلام کی اور اگر اطاعت و فرمانبرداری کا وقت باقی نہ رہا ہو تو اظہار اطاعت کرے اور دل وجان سے مستعد رہے اطاعت اور فرمانبرداری پر اور منتظر وقت رہے ظہور قایم آل محمد صلعم کا وہ شخص نجات حسین یقیناً نجات پاویگا اور کیسا ہی گنہگار ان کبیرہ وصغیرہ میں مبتلا ہو مگر بوجہ خون حسین پروردگار عالم اپنی رحمت سے تمامی گناہ ان کو عفو فرماکر بخشیگا پس خون حسین علیہ السلام وفرمانبرداری امام حسین علیہ السلام کا یہہ عوض ملا کہ حسین کو ملیگا اور نزول رحمت الہی کا امت محمدی پر یہہ سبب ہوگا اسواسطے امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی اگر یہہ سبب نہوتا تو شہادت کا ہونا ایک فعل عبث تھا۔ اور جو لوگ شہادت حسین علیہ السلام کو ذریعہ نجات نہین سمجھتے اونکے نزدیک واقعہ شہادت ایک امر معمولی تھا۔ یہی سبب ہے کہ وہ لوگ یزید کے مومن ہونے کے قائل ہین اور یزید کی خلافت کو حق سمجھتے ہین۔ پس رحمت الہی سے بلا کسی سبب خاص کے کسیکا نجات پانا خلاف عدالت ہے۔ اور جب ایک واسطہ شہادت حسین علیہ السلام کا قایم ہوگیا تو نزول رحمت کا سبب ظاہر ہوگیا جسکے سبب سے عدالت مین بھی کوئی نقص پیدا نہین ہوتا اور رحمت الہی باعث نجات امت عاصی بھی یقینی ہوگئی قابل اعتراض نہ رہی۔

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین خداوندا مین تیری حمد کرتا ہون کہ تونے مجھے گرامی رکھا قران ہمکو تعلیم کیا۔ اپنا دین ہمین عطا کیا۔ ہمکو چشمہاے بینا وگوشہاے شنوا ودلہاے با نور وضیا عنایت فرماے۔ پس مجھے شکر کرنیوالون مین شمار کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

امت محمدی کے واسطے یہہ ایک ہدایت و رہنمائی ہے کہ ہر حالت مین صابر و شاکر رہین اور ایمان پر باستقلال قائم رہین - یہی ذکر مجالس عزا مین ہوتا ہے جو بدعت سیئہ اور قریب بہ کفر بتلائی جاتی ہے -

پس حمد الٰہی کے بعد امام حسین علیہ السلام اپنے انصار کیجانب متوجہ ہوئے اور بولے کہ مین اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار و نیکوکار زیادہ کسی کے اصحاب کو نہین جانتا - اور اپنے اصحاب سے پاکیزہ تر و شائستہ تر و حق شناس اور کسیکے اصحاب کو پاتا ہون خدا تم لوگونکو جزاء خیر میری جانب سے عطا فرماوے - مجھپر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اور تم مشاہدہ کر رہے ہو - اب مین تمکو رخصت کرتا ہون اور اپنی بیعت تمھاری گردنون سے نکالے لیتا ہون - اور تمسے نصرت اور معاونت اور موافقت بھی نہین چاہتا ہون - اسلیے کہ تم اس گروہ بے شمار سے کہ جنکی کثرت بہت زیادہ ہے تاب مقاومت نہین لا سکتے - اسوقت اندھیری رات ہے جسطرف چاہو چلے جاؤ کہ ان اشقیا کو مجھ سے کام ہے جب مجھے پا لینگے اور کسیکو طلب نکرینگے - ایسا صابر و شاکر اور ایسا مظلوم اور ایسا مستقل مزاج جیسا کہ امام حسین علیہ السلام تھے ابتداء پیدائش دنیا سے آجتک کوئی بشر پیدا نہین ہوا - کہ اپنے مرگ پر رضامند اور خوش تھے اور اپنے اصحاب کو رخصت کرتے تھے اور اپنی تنہائی اور اپنی مرگ کی مطلق پرواہ نہ تھی - نہ ایسے باوفا اور فرمانبردار رفقا پیدا ہوئے کہ جیسے اصحاب حسین تھے -

یہہ سنکر حضرت عباس مع برادران حق شناس اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ قسم ہے خدائے پاک کی ہم آپسے ہرگز جدا نہونگے - خدا وہ دن ہمین نہ دکھائے کہ بعد آپ کے ہم زندہ رہین - ہم آپ کو نچھوڑینگے - ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنے سعادت جانتے ہین - پس امام حسین علیہ السلام اولاد مسلم بن عقیل کیجانب متوجہ ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اور فرمایا کہ شہادت مسلم تمھارے واسطے کافی ہے مین تمکو رخصت کرتا ہون جسطرف
جاہو چلے جاؤ۔ اون سعادت مندون نے جواب دیا کہ اے فرزند رسولخدا لوگ
ہمین کیا کہینگے جبکہ آپ سے بزرگ و سردار و فرزند پیغمبر کی یاری و نصرت کو ترک
کر کے جدا ہو جاوین۔ بخدا ہم آپ سے جدا نہونگے یہانتک کہ جہان آپ جائین
ہم بھی وہان جائین اور اپنی جان آپ پر فدا کر کے اپنا حق ادا کرین اوس زندگی
پر خدا کی لعنت ہے جو بعد آپ کے باقی رہے۔ اسکے بعد مسلم بن عوسجہ اوٹھے اور
عرض کی کہ اگر ہم آپ کی نصرت سے دست بردار ہون تو اپنے پروردگار سے کیا
عذر کرین۔ بخدا ہم آپ سے جدا نہونگے یہانتک کہ اپنے نیزے دشمنونکے سینون پر
لگائین اور جب تک قبضہ شمشیر ہمارے ہاتھ مین ہے آپکے مخالفونکی جانین نکال
لینگے۔ اور اگر کوئی حربہ نہوگا جسکی وجہ سے دشمنون سے لڑین تو ہم پتھر اون پر مارینگے
مگر آپکی نصرت سے دست بردار نہونگے۔ بخدا اگر ہمین معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے
اور ہر مرتبہ جلا کے راکھ ہماری اوڑا دیجائیگی تب بھی ہم آپ سے جدا نہونگے۔
اسکے بعد زہیر بن قین اوٹھے اور کہا کہ سوگند بخدا مین راضی ہون کہ ہزار مرتبہ
قتل ہون اور ہر بار زندہ کیا جاؤن اور پھر قتل ہون تو بھی ہزار جان سے
آپ پر اور آپ کے اہلبیت پر قربان ہو جانے سے انکار نکرون۔

پس اگر ایک شب کی مہلت امام مظلوم نہ لیتے تو اونکے اصحاب کے یہ ارادے
خلق اللہ پر کیونکر ظاہر ہوتے جو قیامت تک کے واسطے غیرت اور وفاداری اور
فرمانبرداری کا ایک نمونہ ہے۔ اور فرمانبرداری اسکو کہتے ہین کہ باوجود یقین ہوجانے
اس بات کے کہ کل صبح ہم سب تہ تیغ ہو جاوینگے مگر رفاقت و اعانت حسین سے
مونھ نہ موڑتے تھے اور باوجود اسکے کہ حسین علیہ السلام اونکو اونکی موت کی خبر دیتے
تھے اور رخصت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ اپنی ہلاکت گوارا نکرو خدا

Presented by Ziaraat.Com

معلوم ہوا عمرو سے مین تجھسے راضی ہون اور اپنی بیعت تمھاری گردنون سے اٹھا لیتا ہون مگر اصحاب حسین کی غیرت اور شجاعت اور وفاداری اس امر کو گوارا نکرتی تھی کہ حسین مظلوم کو تنہا زغنہ اشقیا مین چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاوین - راضی رہے خدا اصحاب حسین سے کہ جنھون نے تین روز کے بھوک اور پیاس کے مصائب برداشت کیے اور شدت گرما اور حرارت آفتاب مین بحالت تشنگی و گرسنگی دشمنان حسین سے لڑے اور جام شہادت نوش کیا مگر جام آب سے اس دنیا مین محروم رہے - ان اصحاب حسین کا واقعہ البتہ قابل ثنا و صفت ہے اور مسلمانون کے واسطے تاقیامت باعث رہنمائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو مسلمان راہ خدا مین اس درجہ فرمانبرداری کرے وہی خاصان خدا او برگزیدون مین شمار کیے جاتے ہین مگر افسوس ہے اون دشمنان آل رسول پر کہ جو شہادت حسین علیہ السلام کو ایک معمولی جنگ خیال کرتے ہین اور اون صحابہ رسول کو برگزیدہ اور خاصان خدا مین داخل کرتے ہین جو حالت اطمینان مین بوقت جنگ احد رسول اللہ کو دشمنون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے حالانکہ ان فراریون مین نہ کوئی بھوکا تھا نہ پیاسا - اور غزوۂ خندق مین عمرو بن عبد ودد کے مقابلہ کی کسیکو جرأت نہوئی - اور رسول خدا کی نافرمانی کی حالانکہ آب و دانہ سے سب سیراب تھے پس وہ اصحاب رسول خدا جو ہر جنگ مین رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر فرار ہوتے تھے اور بیعت رضوان کے معاہدہ کی بھی اونکو غیرت نہ تھی ایسے اصحاب فخر امت و پیشوا امت قرار دیے جاتے ہین - اور اصحاب حسین جو قابل افتخار اور لائق ثنا و صفت ہین اونکے ذکر سے ممانعت کیجاتی ہے سبحان تعالی اللہ

کیا کیا یار تھے سبط پیغمبر کے   وہ عارف تھے وہ کامل تھے وہ مومن تھے وہ مسلم تھے
بری تھے حب دنیا سے

Presented by Ziaraat.Com

ہوا ایک کے یار یاور مین موافق اور منافق ہو کے علی کے مجتبیٰ کے نہ پایا ایسے

مگر سبط نبی کے ساتھ کیا کیا یار صادق تھے

پس تمامی عزیز و انصار نے اسیطرح کلام کیا اور حضرت نے اونکو دعا خیر دی - اور یہ
فرمایا واسطے اسکے کہ تم نے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو ہم نے اپنے اوپر قرار دیا ہے
پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ اور درجات رفیعہ نہین بخشتا مگر اوس شخص
کو جو اوسکی راہ مین متحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو - اور تلخ و شیرین دنیا سے فانی
بمقابلہ جہان باقی مثل اوس خواب کے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جاے
فائز و رستگار وہ شخص ہے جو آخرت مین فائز و رستگار ہے اور شقی و بدبخت وہ
ہے جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے -

۵ - پانچوان سبب اس مہلت کا یہ تھا کہ آپ کی شہادت سے خاتمہ پنجتن ہونا
تھا لہذا امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے آپ کو اپنے اصحاب کی غیرت
اور رفاقت اور حمیت اور صبر اور استقلال اور شجاعت اور فرمانبرداری کا اظہار
کرنا منظور تھا تاکہ مومنین واقعات اصحاب حسین کو سنکر غیرت پکڑین اور مثل اصحاب حسین
رفاقت اور فرمانبرداری اور صبر اور شکر اختیار کرین اور دنیائے فانی کیجانب
رجوع نہون اور سب پر ظاہر ہو جاوے کہ اسلام اسکو کہتے ہین اور مسلمان ہونیکا
مطلب یہی ہے جو رفقاء حسین نے کر کے دکھلا دیا جو لوگ مثل رفقاء حسین فرمانبرداری
اور اطاعت اور صبر و شکر کو اختیار کرتے ہین اور طمع دنیا کیجانب راغب نہین
ہوتے وہی اصلی مسلمان ہین - چنانچہ اصحاب حسین کی وفاداری کے ثبوت مین
جناب زینب خاتون فرماتی تھین کہ شب عاشور کو نصف شب کے بعد مین خیمہ
عباس مین گئی کہ دیکھون اسوقت حضرت عباس کس کام مین مشغول ہین -
مین نے دیکھا کہ حضرت عباس دو زانو حلقہ برادران مین بیٹھے ہین اور فرما رہے ہین

Presented by Ziaraat.Com

کہ اے برادران وفادار اگر اجازت دو تو مین تمسے کچھ کہون۔ پس سب نے باتفاق عرض کیا کہ جو ارشاد ہوگا بدل وجان تعمیل کرینگے۔ اور جو گمان آپکا ہماری جانب ہو وہی کرینگے۔

پس جناب عباس نے فرمایا کہ اے بھائیو تم دیکھتے ہو کہ فرزند رسول کس مصیبت مین گرفتار ہے صبح آتش جنگ افروختہ ہوگی سب سے اول میدان جنگ مین جو قدم بڑھاوے وہ بجز تم بنی ہاشم کے کوئی دوسرا نہو تا خلق خدا کو یہ بات کے کہنے کا موقع نہ ملے کہ بنی ہاشم نے اپنی زندگی مین اپنے رفقار کو اول میدان جنگ مین بھیجا کہ اس مصیبت کو جنگ وجدال کی بنی ہاشم سے دور کرین اور خود بیٹھے رہے۔ اور رفقار حسین نہایت مظلوم اور بیکس ہین۔ انصار حسین سے اول تم بنی ہاشم اپنی اپنی جان فرزند رسول پر قربان کرنا۔ پس تمامی بنی ہاشم نے اقرار کیا کہ ہم ایسا ہی کرینگے۔ روای کہتا ہے کہ تین شخصون نے باہم شورہ کیا تھا کہ جب تک ہم زندہ ہین امام حسین علیہ السلام کو میدان جنگ مین واسطے لڑائی کے نجانے دینگے۔ اِن تین صاحبون مین سے ایک حضرت عباس تھے دوسرے حضرت علی اکبر ہمشکل نبی تیسرے قاسم ابن حسن چنانچہ روز عاشورہ یہہ تینون صاحب ایک دوسرے پر اپنی مرگ مین سبقت کرتے تھے۔ اور ایک خیمہ مین انصار حسین جمع تھے اونکے درمیان حبیب ابن مظاہر نے خطبہ پڑھا اور درود بھیجا جناب رسول خدا صلعم پر اور اونکی آل اطہار پر اسکے بعد فرمایا کہ اے گروہ انصار ہم اور تم اس دنیا کو طلاق دیکر کسواسطے اس صحرائے کربلا مین آئے ہین خدا تم سب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اے رفقائے حسین ہم سب یہان اسواسطے آئے ہین کہ فرزند فاطمہ کی اعانت کرین۔ اے عزیزو تمہارا امام زغنہ اشقیا مین گھرا ہوا ہے۔ اور ہی ایک دم تجتن

اک مین باقی رہ گیا ہے۔ کل صبح میدان جنگ گرم ہوگا۔ سب سے اول جو قدم
میدان جنگ مین بڑھاوے وہ بجز ہمارے اور تمھارے کوئی دوسرا نہو۔
اسے عزیزو خیال رکھنا کہ تم سے پہلے میدان جنگ مین کسی بنی ہاشم کا قدم نہ بڑھے
اور شربت شہادت نوش کرنے مین کوئی بنی ہاشم تم پر سبقت نہ لیجاوے۔
اور کسیکو اس بات کے کہنے کا موقع نہ ملے کہ اپنی زندگی مین انصار حسین نے
سادات کو کہ جو بزرگان دین مین سے تھے اپنی زندگی کی امید پر میدان
جنگ مین بھیجکر شہید کرا یا۔ جب تک ہم اور تم زندہ ہین بنی فاطمہ کی حفاظت
مین دریغ نکرین ہمارے شہادت کے بعد خاندان نبوت کا خدا حافظ و ناصر ہے
پس تمامی انصار نے اقرار کیا کہ ہم ایسا ہی کرینگے۔ اسکے خلاف کوئی نکریگا اور
ہم سب فرزند فاطمہ کی نصرت کو تیار ہین۔

پس اصحاب حسین تو فرزند فاطمہ کے نصرت پر اس درجہ آمادہ و مستعد تھے کہ ایک دوسرے
پر مرگ مین سبقت کرتا تھا اور اصحاب رسول خدا مین ایسے اصحاب بھی تھے کہ
کہ خود فاطمہ زہرا کو رنجیدہ کرتے تھے اور اس درجہ رنجیدہ کیا کہ تا دم مرگ جناب
سیدہ ان سے ہم کلام نہوئین اور وہی اصحاب پیشواے دین مانے جاتے ہین
اصحاب حسین تو حفاظت حسین و نصرت حسین مین ارادہ کرتے تھے کہ جب تک
ہم زندہ ہین حسین علیہ السلام کو میدان جنگ مین نجانے دینگے حالانکہ سب کو
اپنی اور اپنے امام کی شہادت کا یقین تھا اور بروز عاشورہ جب تک کل اصحاب
حسین شہید نہوگئے حسین علیہ السلام کو بذات خود جنگ کرنیکی نوبت نہ آئی اور
ایک رفیق دوسرے رفیق کو قتل ہوتے دیکھتا تھا مگر بالکل مضطر نہ ہوتا تھا اور
اپنا قدم آگے بڑھاتا تھا اور شہید ہوتا تھا۔ لیکن رسول خدا صلعم کے مقابلہ مین
جو کفار جنگ کرتے تھے تو باوجود اسکے کہ اصحاب رسول کو نہ صدمہ بھوک ہوتا تھا

Presented by Ziaraat.Com

نصف مہر پایاس خدا اپنے قتل کا مثل اصحاب حسین یقین تھا پھر بھی باوجود بیعت رضوان حفاظت رسول سے منحرف ہوکر رسول کو درمیان کفار چھوڑکر فرار ہوجاتے تھے پس جو لوگ اپنے رسول کی حفاظت سے منحرف ہوکر راہ فرار اختیار کرین اور اپنے رسول کو نرغہ کفار مین چھوڑدین اور اپنی جان کا راہ خدا مین لالچ کرین وہ کیونکر پیشوا دین قرار پا سکتے ہین پس ان فراریونکے پیرو و معتقد اپنے پیشوایان کے عیب فرار و نافرمانی کے پوشیدہ کرنیکو مجلس عزا حسین کے کرنے کو اسے بدعت سیئہ کہتے ہین اور منع کرتے ہین تاکہ مجالس عزا مین اصحاب حسینؑ کی رفاقت اور فرمانبرداری اور نصرت و شجاعت ظاہر ہونے سے انکے پیشوا ونکی فراری اور نافرمانی باعث ثبوت منافقت قرار نہ پاجاوے حالانکہ ان مجالس سے امت محمدی کو یہہ نفع پہونچتا ہے۔ کہ جب واقعات رفاقت و فرمانبرداری اصحاب حسین کو مسلمان سنتے ہین تو شرمندہ ہوتے ہین اور اپنی بے غیرتی پر افسوس کرتے ہین جبکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی نرغہ مین پھنسا ہوا اور کسی بلا مین مبتلا دیکھتا ہے اور اوسکی اعانت سے گریز کرتا ہے تو واقعات اصحاب حسین پر مسلمان کو غیرت دلاتے ہین کہ باہم مسلمانون کے یکلے باد دیگرے اعانت کرنا چاہیے جیسا کہ اصحاب حسینؑ نے یکی باد دیگرے اعانت کی اور ایک دوسرے پر اپنے مرنے مین سبقت کرتا تھا۔ اسیکا نام اسلام ہے اور اسیکا نام اسلام کی فرمانبرداری ہے۔ نہ یہہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ذلیل اور خوار ہوتے ہوئے دیکھے اور خندہ زنی کرے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ذلت اور رسوائی کا خواہان ہو اور اوسکو باعث فخر سمجھے مجالس عزا کی مسدودی کے یہہ سارے نتیجہ ہین کہ مسلمان ہنوز تک بے غیرتی اختیار کرتے چلے جاتے ہین اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا عروج دیکھکر کینہ و حسد

Presented by Ziaraat.Com

کرتا ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مصیبت کے وقت اعانت نہیں کرتا بلکہ فخر یہ خندہ زنی کرتا ہے۔

۷۔ چھٹا سبب یہ تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو قاصد صغرا کا انتظار تھا۔ اور امام وقت کا انتظار عبث نہیں ہوتا۔ اور قاصد صغرا عاشورہ محرم کو وارد کربلا ہوا پس ایک شب کی مہلت امام حسین علیہ السلام نے وجوہات مذکورہ بالا کا نتیجہ ظاہر ہونے کی غرض سے لی تھی نہ کسی دوسرے سبب سے۔

تنقیح نمبر ہفدہم

ایک شب کی حیات باقیماندہ کیواسطے حالت تشنگی و گرسنگی مین قاسم ابن حسن کا عقد کیون کیا گیا

یہ عقد امام حسین علیہ السلام نے دنیا کی بے ثباتی اور راہ خدا مین فرمانبرداری کے ظاہر ہونے کی غرض سے کیا تھا۔ تاکہ امت محمدی پر ظاہر ہو جاوے کہ جسطرح انسان حیات یکصد سالہ مین بحالت اطمینان واسطے رضاے الٰہی کے کار دنیوی کرتا ہے۔ اسیطرح ایک شب کی حیات مین انسان کو دنیوی اون کامون کو کرلینا چاہیے جو ضروری ہین۔ کیونکہ مومن کے واسطے مدت صدسالہ و مدت یک شب بدرجہ مساوی ہے۔ جو کام سو برس تک انسان کرتا رہتا ہے وہی کام ایک شب مین کرسکتا ہے۔ اگر انسان کو معلوم ہو جاوے کہ کل کے روز مجھکو سفر آخرت کرنا پڑیگا تو اوسپر واجب ہے کہ اپنی موت سے مضطر و پریشان نہو بلکہ کمال اطمینان اور شکر گذاری کے ساتھ امور ضروری کو انجام دے اور باطمینان اپنے خالق کی عبادت کرے اور بکمال استقلال کے ساتھ سفر آخرت کی تیاری کرے جیسا کہ حسین علیہ السلام و اصحاب حسین علیہ السلام نے کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

پس عقد قاسم علیہ السلام کا سبب اول تو وصیت امام حسن علیہ السلام کی بجا آوری تھی دوسرے امام حسین علیہ السلام کا استقلال اور اطمینان اس عقد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو کسی قسم کا اضطراب و انتشار نہ تھا بلکہ جو کام کرنے کے تھے اور جنکا کرنا آپ کے اختیار مین تھا ان کامونکو کمال اطمینان کے ساتھ انجام فرماتے تھے اور اپنے مرنے سے خوش تھے۔ اسیکا نام ثابت قدمی اور رضائے الہی کی فرمانبرداری ہے جو تا قیامت امت محمدی کے واسطے ایک ہدایت و رہنمائی ہے۔

تنقیح نمبر ۱۸ ہیجدہم

روز شہادت حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ کیون بلند کی

اسکے چند سبب ہین جو ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

۱۔ امام وقت کا یہ خاص کام ہے کہ وہ بآواز بلند سب کو مطلع کردے اور بتلادے کہ مین کون ہون تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس عذر کا موقع باقی نرہے کہ ہمنے فرزند رسول کو پہچانا نہ تھا دھوکے مین قتل کیا یا دھوکے مین مخالفت کی۔

۲۔ یا کسی کو اس عذر کی گنجایش نہو کہ ہمسے فرزند رسول نے اعانت نچاہی اگر طالب اعانت ہوتے تو ہم ضرور اعانت کرتے ہمنے یہ سمجھا تھا کہ حسین علیہ السلام کو اعانت کی ضرورت نہین ہے یا کسیوجہ جائز سے آپ اعانت کے طالب نہین۔

۳۔ اس استغاثہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ لشکر یزید مین بجز حضرت حر و فرزند حضرت حر و برادر حضرت حر و غلام حضرت حر کوئی پانچوان شخص ایماندار مومن نہ تھا کہ لشکر یزید سے علیحدہ ہوکر فرزند رسول کی نصرت کرتا سب دنیا طلب اور ظاہری مسلمان تھے اور قرآن مجید کے وہ لوگ حافظ تو تھے مگر عامل نہ تھے یہی سبب ہے کہ شیعون مین حافظ کم ہوتے ہین انکا قول ہے کہ عمل کرنا چاہیے

Presented by Ziaraat.Com

اور جسقدر عمر حفظ قرآن مین صرف کیجاوے وہ عمر مطالب قرآن کے سمجھنے مین صرف کرنا ضروری ہے تاکہ حافظان اہل سنت کے مانند جاہل نرہجاوین کیونکہ قاتلان شہدائے کربلا مین اکثر حافظ قرآن تھے پس حضرت حر مع فرزند حر و برادر حضرت حر و غلام حضرت حر صدائے استغاثہ امام سنکر کانپ گئے اور اس دنیاء بے وفا پر لعنت کرکے فوج یزید سے علیحدہ ہوے اور نصرت امام پر تیار ہوکر فوج حسینی مین شریک ہوئے اور شربت شہادت نوش فرماکر بہشت بریں کو اپنا مسکن بنایا اور دنیا مین اپنی ایمانداری اور جوانمردی اور رفاقت اور وفاداری کا جھنڈا اگاڑ گئے جو تا قیامت قائم رہیگا اور ایمانداروں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ رہیگا خدا اونسے ہمیشہ راضی رہے۔

۴۔ امام مظلوم کو اس استغاثہ سے ساری دنیا پر اس بات کا ظاہر کردینا منظور تھا کہ جسطرح لشکر یزید نے طمع دنیا مین پھنسکر میری اعانت سے کنارہ کشی کی اور میرے قتل پر آمادہ ہین اور دعوی اسلام بھی کرتے جاتے ہین اسیطرح تا قیامت مسلمانون مین ایسی ہی بیرحم و سنگدل ظاہر ہوتے رہینگے جو مثل فوج یزید اپنے مسلمان ہونیکا دعوی تو کرینگے کہ اصل مسلمان ہم ہین اور جسطرح یزید و فوج یزید و ہم قوم یزید و مددگاران یزید و شرکاء یزید نے مسجدین بنائین ملک فتح کیے اسلام کو شائع کیا اسیطرح ہم بھی کرتے ہین۔ مگر اولاد حسین و اقربائے حسین و محبان حسین و معتقدان حسین کے قتل و غارت گری و ایذا رسانی و رنج دہی و بربادی کو باعث فخر سمجھینگے اور مجالس عزاء حسین کو بدعت سیئہ کہینگے بدتر از زنا و قریب بہ کفر بتلاینگے فضائل حسین و مصائب حسین کو مجلس عام مین بیان کرنے سے منع کرینگے اور اس حالت مین کوئی درجہ جبر و ظلم کا اوٹھا نہ رکھینگے جیساکہ یزید و فوج یزید و مددگاران یزید و شرکاء یزید و ہم قوم یزید نے خاندان رسالت

کی ہتک حرمت اور حسین علیہ السلام کے قتل و ایذا رسانی وخاندان رسالت
کی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اسیطرح یادگاران یزید بعد حسین
اولاد حسین واقربا حسین ومحبان حسین ومعتقدان حسین ویادگاران حسین کی ہتک
حرمت و ایذا دہی و بربادی وقتل مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھینگے۔ اور جسطرح
یزید وفوج یزید نے حسین علیہ السلام کو شہید کرکے اور خاندان نبوت کو تباہ و
برباد کرکے اپنے مسلمان ہونے اور حافظ قران ہونے اور عالم شریعت ہونے
اور پابند شریعت وپابند صوم وصلواۃ ہونیکا دعویٰ کیا اسیطرح یادگاران
یزید بھی اولاد حسین واقربا حسین ومحبان حسین ومعتقدان حسین ویادگاران حسین
کو ایذا بھی پہونچاوینگے اور قتل بھی کرینگے اونکے خاندانوں کو برباد بھی کرینگے او
الزام لگاوینگے تبرا کرنیکا اور اسپر بھی مثل فوج یزید اپنے کو اصلی مسلمان پابند
شریعت پابند صوم وصلواۃ اور حافظ قران بھی تبلاوینگے اور خدا سے اور رسول
خدا سے بالکل شرم نکرینگے اور غیرت اسلام کو فراموش کردینگے۔ پس محبت حسین
اور دوستی حسین اور اطاعت حسین اور شیعہ حسین ہونے کا وہی شخص دعویٰ
کرسکتا ہے جو حسین کے سبب اس دنیا کے مصائب برداشت کرے اور صابر و
شاکر رہے۔ جو لوگ تھوڑی سی طمع پر اپنے استقلال کو چھوڑ دیتے ہین اور
بلاضرورت محض ایک ذلیل سی ملازمت کے واسطے تقیہ کا بہانہ کرکے مذہب
کی تبدیلی پر آمادہ ہوجاتے ہین اور تبدیل مذہب کر دیتے ہین اور تقیہ کی
حالت اس درجہ بڑھاتے ہین کہ اولاد اونکی گمراہ ہوکر فرقہ نواصب مین شامل
ہوجاتی ہے وہ لوگ نہ محبان حسین قرار پاسکتے ہین نہ وہ لوگ گروہ شیعان حسین
مین شمار ہوسکتے ہین۔ نہ شہادت حسین اونکی نجات کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔
۵۔ اس صدائے استغاثہ سے یہہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جن لوگون نے

Presented by Ziaraat.Com

صدائے استغاثہ سنی اور واللہ اپنے امام کی مدد نہ کی اونکی توبہ اور استغفار بھی
قابل قبول نہیں۔ کیونکہ ایسے دشمنان خدا کی توبہ اور استغفار اگر قابل قبول قرار
پاوے تو شیطان بھی توبہ کرنیکا مستحق قرار پاویگا اور اوسکی توبہ بھی قابل قبول
سمجھی جاویگی۔

پس امام حسین علیہ السلام کی صدائے استغاثہ مضطربانہ نتھی بلکہ بغرض اختتام حجت
تھی تاکہ خلق اللہ دشمنان آل رسول کی صحبت سے گمراہ نہو جاوے۔

تنقیح نمبر نوزدہم ۱۹

اگر مضطرب نہ تھے تو امام حسین علیہ السلام طفل شش ماہہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تھے۔

یہ فعل امام حسین علیہ السلام کا مضطربانہ اور خوف جان کے سبب سے نہ تھا۔ بلکہ
دشمنان آل رسول کی شقاوت قلبی اور دلی دشمنی کے ظاہر کرنے کو تھا۔ کیونکہ
اوس زمانہ کے علماء و فقہاء و اصحاب و تابعین و مسلمین انکار بیعت یزید کا گناہ
ذمہ امام حسین علیہ السلام عاید کرتے تھے جنکے ثبوت مین ابوشکور سلمی و حجت الاسلام
امام غزالی و ابن حجر مکی و صاحب شرح فقہ اکبر کے اقوال تنقیح نمبر پنجم مین نقل کئے
گئے ہین اور یہہ لوگ فرقہ سنت الجماعت کے معتبرین علماء مین سے ہین۔ پس
امام حسین علیہ السلام نے اپنے طفل شش ماہہ کو لشکر اعدا کے سامنے دکھلا کر فرمایا
کہ اے قوم اگر تمہارے زعم ناقص مین مین گنہگار ہون تو اس طفل صغیر شش ماہہ نے
تو تمہارا کوئی گناہ نہین کیا اسکو تو پانی پلادو کہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوا جاتا ہے
مگر اون ظالمون نے اوس طفل صغیر پر بھی رحم نہین کیا اور نشانہ تیر ستم کردیا۔ اس
فعل سے امام حسین علیہ السلام کے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام حسین علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

ساتھ کسی گناہ کے سبب یزید اور شرکاء یزید و قوم یزید و طرفداران یزید واسطے
قتل کے آمادہ نہین ہوے تھے بلکہ اون لوگون کو خاندان رسالت کے ساتھ
دلی بغض تھا چنانچہ راوی کہتا ہے کہ بروز عاشور محرم مین نے دیکھا کہ جس وقت
حسین علیہ السلام کو دشمنون نے خانہ زین سے زمین گرم پر گرایا تھا سارا بدن
امام مظلوم کا زخمون سے چور چور تھا اور صحراء کربلا کی ریگ گرم پر اون بے شمار
زخمون مین آپ لوٹ رہے تھے۔ اور اشقیا اوس حالت مین بھی آپ پر نیزہ
و شمشیر کے وار لگا رہے تھے کہ دفعتاً خیمہ امام کا پردہ اوٹھا اور ایک طفل صغیر چار سالہ
عبداللہ بن حسن جانب قتل گاہ دوڑتا ہوا کمال اضطراب و انتشار کے ساتھ چلا جاتا
تھا اور اوسکے عقب مین جناب زینب خاتون خیمہ سے باہر آئین اور چاہتی تھین
کہ اوس طفل صغیر کو پکڑ لین مگر اوس طفل کو صبر و قرار نہ تھا اور کہتا تھا کہ واللہ مین اپنے
عموئے نامدار کی مفارقت گوارا نکرونگا تا آنکہ وہ طفل امام مظلوم کے قریب پہونچا
اور عرض کی کہ اے عم بزرگوار ہم اطفال اور بی بیان آپ سے پانی کے طلبگار
نہونگے آپ خیمہ مین تشریف لیچلین آپ کے جسم اقدس کو کثرت جراحت کے سبب
اس ریگ گرم پر اذیت ہوتی ہے ناگاہ ابن کعب نے ایک ضرب تلوار کی امام
حسین علیہ السلام پر لگائی اوس بچے نے کہا کہ اے ملعون تو چاہتا ہے کہ میرے
عموے بزرگوار کو قتل کرے اور اوسکی تلوار کا وار اپنے دست راست پر روکا
کہ ہاتھ اوس بچے کا شانہ سے قلم ہو گیا۔ امام مظلوم نے اوس طفل کو زیر بغل لے لیا
اور فرمایا کہ اے فرزند برادر صبر کر اور پروردگار عالم سے اسکی جزا طلب کر پس
حرملہ نے ایک تیر اس طفل کو مارا اور عبداللہ بن حسن آغوش حسین علیہ السلام مین
شہید ہوے۔ جناب زینب خاتون اس حال کے مشاہدہ سے بکمال اضطراب
گریہ و زاری کرتی تھین اور فرماتی تھین کہ اے فرزند کاش مین مردہ ہوتی اور

Presented by Ziaraat.Com

مجھکو اس حال سے نہ دیکھتی۔
پس امام حسین علیہ السلام اشقیاء امت کے جبر اور ظلم اور دشمنی کے ظاہر کرنیکو طفل
صغیر کو پیش اعدا لائے تھے تاکہ آئندہ زمانہ مین قاتلان حسین و دشمنان آل
رسول کے اولاد اور طرفداروں اور معتقد ونکے مقابلہ مین محبان آل رسول
نبوت کے واسطے اس واقعہ کو ذکر کرینگے جسکو سنکر ایماندارونکو دشمنان آل
رسول کے ساتھ نفرت پیدا ہوگی اور مخالفان آل رسول کے دھوکون سے
اونکے ایمان مین خلل واقع نہوگا۔ امام حسین علیہ السلام کو اضطراب تھا نہ خوف
جان تھا جو کچھ آپ نے کیا امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے کیا تاکہ مومنین
کے ایمانون مین خلل واقع نہو اور ثابت قدم اس دنیا سے رخصت ہون۔
چنانچہ اسکی شہادت مخالفان اسلام کے اقوال سے بھی ہوتی ہے۔ ایک عیسائی
مورخ مسٹر کارن نامی یوروپین نے تاریخ چین مین لکھا ہے کہ رستم اور اسفندیار
وغیرہ پہلوانان کا شجاع بے مثال تسلیم کرنا تاریخ عالم سے ناواقفیت کا باعث ہے
جو لوگ علم تاریخ سے ناواقف ہین وہ ان لوگونکی شجاعت کا اقرار کرتے ہیں۔
اگر بنی آدم مین کوئی مرد شجاع اور بہادر پیدا ہوا ہے تو وہ حسین ابن علی ہے جسکا
مثل شجاعت اور جوانمردی اور بہادری مین کوئی دوسرا پیدا نہین ہوا۔ یہہ
قول بہت مشہور ہے کہ ایک کے مقابلہ مین دو بھاری ہوتے ہین۔ مگر حسین کو
کئی قسم کے دشمنونکا مقابلہ تھا۔ اول تین روز کی تشنگی و گرسنگی سے دشمن کا مقابلہ
جو انسان کے واسطے سخت ترین دشمن ہے۔ دوسرے مئی و جون کا مہینا آفتاب
کی حرارت شدید باد سموم کی شدت جلتے شرارے نکلتے تھے عرب کی گرم ریت
ایک جان کے مقابلہ مین دشمنونکی فوج کثیر جو سب کے سب لہو کے پیاسے تھے
پس ایسے دشمنون کے مقابلہ مین جو شخص مستقل و ثابت قدم رہے اور ذات

Presented by Ziaraat.Com

باری تعالی پر توکل کر کے مقابلہ اپنے دشمنون سے کرے وہی شجاع ترین عالم ہے اور ایسا شخص بجز حسین ابن علی کے دوسرا پیدا نہین ہوا۔ افسوس ہی کہ بس حسین کی شجاعت اور صبر و استقلال کا عیسائی بھی اقرار کرین اوسکے صبر و قناعت اور شجاعت کے تذکرہ کو وہ لوگ بدعت سیئہ بتلادین کہ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

تنقیح نمبر بستم

کیا مجالس عزا حسین مین قید اہلحرم و مصائب اہلحرم کے ذکر سے حسب قول اہل سنت خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہی یا بقول فرقہ شیعہ یہ ذکر باعث نجات ہے

ایک عالم اہل سنت کتاب اسرار الہدی مین مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرماتے ہین۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہلبیت سے خالی ہو۔ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان انیس و دبیر کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز کسی امیر کی خدمت مین گئے اور عرض کی کہ ایک نئی بندش کا مرثیہ کہکر لایا ہون۔ امیر نے کہا کہ آپکی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہی مرثیہ خوان نے کچھ جواب نہ دیا پھر ہمشیرہ اپکا کا مزاج پوچھا مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کی مزاج پرسی کی اسپر مرثیہ خوان صاحب بہت غصہ ہوئے۔ امیر نے کہا کہ آپ تو صرف ہمشیرہ و دختر و والدہ ہی کا نام سنکر از خود رفتہ ہو گئے حالانکہ مین نے اونکا نام تک نہین لیا لیکن جب آپ لوگ سر منبر بیٹھکر اہلبیت رسول اللہ کے اسماے مبارک لیکر توہین کرتے ہو اوسوقت روح پر فتوح رسالتماب کسقدر تمسے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت

رسول اللہ کی توہین کرے۔
الغرض اہل سنت کو مین نے اس قسم کے اعتراض کرتے دیکھا لہذا مجھکو اس امر کی توضیح کی ضرورت ہوئی کہ مجلس عام مین اہلحرم کے نام لینے اور اونکے مصائب بیان کرنے سے توہین ہوتی ہے یا یہ ذکر باعث رہنمائی ہے۔

یہ اعتراض وہی لوگ کرتے ہین جو معتقد اور پیرو ہین دشمنان آل رسول کے۔ اور جنکے باپ دادا یا پیشوا زمانہ جاہلیت مین دختر کشی کو باعث غیرت وجوانمردی جانتے تھے اور کہتے تھے کہ دختر کو منسوب کرکے شخص غیر کو داماد بنانا کمال شرم اور بڑے غیرت کی بات ہے اور اس جہالت کے خیال بیہودہ کے سبب کمال بے دردی اور بیرحمی کے ساتھ اپنے پارہ جگر کو۔ اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتے تھے۔ مگر اپنے مخالفونکی عفت وعصمت کی بربادی مین مطلق حیا وشرم نہ کرتے تھے اوسی جاہلیت وجفاکاری کا اثر جن لوگونکے دلون مین اپنے باپ دادون یا اپنے پیشواون کی تقلید کے باعث اتبک ہے۔ اس ذکر کو باعث توہین قرار دیتے ہین۔ اور اس ذکر کو باعث توہین تبلانے سے مطلب دشمنان آل رسول کا ایماندارونکو دھوکا دینا ہے۔ کم علم اور جاہل آدمی کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ اگر تمھاری دختر یا ہمشیر یا والدہ کا نام مجلس عام مین لیا جاوے اور اونکے مصائب عامہ خلائق کے روبرو ذکر کیے جاوین تو تمکو کسقدر ناگوار ہوگا۔ رسولخدا کی بیٹیون کے نام لیکر مجلس عام مین جو اونکے مصائب بیان کیے جاتے ہین کیا یہ امر باعث شرم وحیا نہین ہے اور اس اعتراض سے دشمنان آل رسول کا مطلب یہ ہے کہ جسطور سے ممکن ہو واقعات شہادت ومصائب اہلحرم کا ذکر مسدود ہو جاوے۔ کیونکہ ان تذکرون سے اونکے باپ دادون اور پیشواون کی جفاکاری بے دینی دنیا طلبی کا اظہار ہوتا ہے جسکی سماعت سے عامہ خلائق کو نفرت پیدا ہوتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور دشمنان آل رسول کی اولاد اور اونکے معتقدین جو اسوقت اس دنیا مین موجود
ہین اپنے باپ دادون اور پیشواؤنکی سفاکی اور جفاکاری اور بے دینی اور دنیاطلبی کا
حال سنکر شرمندہ ہوتے ہین اور غور کرتے ہین کہ ہمارے باپ دادون اور پیشواؤن
سے نفرت کرنیوالے دن بدن ترقی پر ہین کسی حیلہ یا بہانہ سے اِن تذکرون کو موقوف
کرانا چاہیے تاکہ ہمارے باپ دادون اور پیشواؤنکی سفاکیان اور جفاکاریان اور
اور بے دینی و دنیاطلبی کے واقعات لوگون کو فراموش ہوجاوین۔ چونکہ سرسری
نگاہون مین یہ اعتراض ناواقفونکے دلون مین شکوک پیدا کرتے ہین۔ لہذا مین
اصلیت اسکی ظاہر کرتا ہون تاکہ ہر شخص واقف ہوجائے۔

امام حسین علیہ السلام کی شہادت امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے ہوئی تھی
نہ کسی ذاتی غرض کے واسطے۔ اور خلق اللہ کی ہدایت اور رہنمائی مین جو ذلت اور
مصیبت پیش آتی ہے وہ باعث فخر ہوتی ہے نہ باعث توہین۔ اگر ذکر مصائب
اہلحرم باعث توہین ہوتے تو اہل سنت کے نامی گرامی عالم اس ذکر کو اپنی
کتابون مین لکھکر شائع نکرتے۔ ذی علم لوگ توکل واقعات کتابون مین پڑھ
لیتے ہین۔ لیکن مجلس عام مین اور ان کتابون سے یہ ذکر بیان نہ کیے جاوین تو کم
علم اور جاہل ان واقعات سے بے خبر رہین اور دشمنان آل رسول کے ساتھ
مخلوط ہوکر نجات سے محروم ہوجاوین۔ تعجب ہے کہ اہل سنت مجلس عام مین
اہلحرم کا نام لینا تو داخل توہین تبلاتے ہین۔ لیکن حضرت عائشہ زوجہ رسولخدا کا
نام لینے اور لکھنے مین بالکل شرم نہین کرتے۔ ہر جاہل اور عالم مجمع عام مین مجلس
وعظ مین باواز بلند فخریہ کہتا ہے کہ حضرت عائشہ زوجہ محبوبہ رسولخدا۔ اور لفظ
محبوبہ کے کہنے سے مطلق شرم نہین کرتے۔ تمام احادیث اور روایات کا راوی
جابجا حضرت عائشہ کو لکھا ہے۔ اور کل علماء اہل سنت مجلس علم مین باواز بلند

Presented by Ziaraat.Com

وقت وعظ کہا کرتے ہین کہ یہ حدیث حضرت عائشہ کی زبانی سُنی گئی - اور مجالس
میلاد وغیرہ کے جلسہ عام ہین حضرت عائشہ کی فضیلت مین بیان کرتے ہین کہ
رسول اللہ کے کاندھے پر حضرت عائشہ نے اپنی ٹھوڈی رکھکر تماشہ ناچ کا دیکھا
جسکا ذکر مشکوۃ صفحہ ۵۰۰ مین ہے - اور قصہ افک کو جو شرم اور غیرت کی بات
ہے بطور وعظ مجلس میلاد کے مجمع عام مین فخریہ بیان کیا جاتا ہے اور کتابون
مین لکھا جاتا ہے مطلق شرم نہین کرتے حضرت عائشہ نے ایک لشکر جرار لیکر
حضرت علی کے ساتھ جنگ کی کیا ان واقعات سے اور حضرت عائشہ زوجہ
رسولخدا کا مجمع عام مین نام لینے سے توہین نہین ہوتی - اگر اس مقام پر صاحب
اسرار الہدی سے کہا جاوے کہ کیون جناب اگر مثل حضرت عائشہ آپ کی زوجہ
یا ہمشیرہ یا دختر یا مادر کا نام مجمع عام مین لیا جاوے اور کلمات محبوبیت و عشقیہ
بیان کیے جاوین اور مثل قصہ افک کوئی تہمت لگائی جاوے تو آپ کو غیرت
آویگی یا نہین دیکھین حضرت کیا جواب دیتے ہین -

مجالس عام مین المحرم کے واقعات مصیبت اس غرض سے ظاہر کیے جاتے
ہین تاکہ ایماندار و نیز ظاہر ہو جاوے کہ اشقیاء امت نے خاندان نبوت پر
اس درجہ ظلم کیے اور ان سخت ظلمون پر خاصان خدا نے ہماری ہدایت
و رہنمائی کے واسطے صبر کیا اور سارے مصائب گوارا کیے مگر ہم اپنی ہدایت
و رہنمائی سے غافل ہوئے - پس ان تذکرون کے سننے سے سامعین کے
دلون مین اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کی جانب سے نفرت پیدا ہوتی
ہے کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا - اور فرزند رسول مثل گوسفندان قربانی
ذبح ہوگیا اور وہ سب دیکھتے رہے اور کسی نے مدد نہ کی - رسولخدا صلعم کی بہو
بیٹیان بے مقنعہ و چادر بلوا سے عام مین پھرائی گئین اور کسی مسلمان نے اعانت

Presented by Ziaraat.Com

ذکی۔ کیا اوس زمانہ مین جو اصحاب رسول اور تابعین اور مسلمین موجود تھے
اونمین سے کسیکو بھی غیرت اسلام نہ تھی کہ حرم رسول کی اعانت کرتے اور اونکو بلوائے
عام کی رسوائی سے بچاتے۔

اگرچہ شیعون کا قول ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ نے زہر سے شہید کرایا
مگر اس بات کا تو اہل سنت بھی اقرار کرتے ہین کہ زمانہ خلافت امیر معاویہ مین
یزید نے امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کرایا جسکا ذکر شاہ عبد العزیز صاحب
محدث دہلوی نے سر الشہادتین مین بھی لکھا ہے۔ جبکہ تیرہ سو برس سے یہ
واقعہ کتابون مین درج ہوتا چلا آتا ہے تو کیا اس واقعہ سے امیر معاویہ
اور اصحاب رسول اور تابعین اور دیگر مسلمین کو آگاہی نہوئی ہوگی یہ امر بالکل
خلاف قیاس ہے۔ اور امام حسن علیہ السلام کو جب یزید نے زہر سے شہید
کرایا اور مروان عامل امیر معاویہ نے نعش امام حسن کو روضہ رسول خدا مین دفن
نہونے دیا اور اس حال پر امیر معاویہ نے اوسی یزید قاتل حسین کو اپنا ولیعہد
بنایا اور اصحاب و تابعین سے اوسکی بیعت لی تو اس سے یہ امر محتاج ثبوت نرہا
کہ یزید کی اس حرکت سے کہ اوسنے امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور مروان
کی اس حرکت سے کہ اوسنے امام حسن علیہ السلام کو روضہ رسولخدا مین دفن نہونے دیا
اور فساد عظیم برپا کیا امیر معاویہ رضامند تھے۔ اور اونکی رضامندی کا ثبوت
اون واقعات سے بھی ہوتا ہے جو تنقیح نمبر ششم مین ذکر کیے گئے ہین کہ امیر
معاویہ وفات امام حسن علیہ السلام سے خوش ہوے اور کہا کہ ایک چنگاری
تھی وہ خاموش ہوگئی۔ اگر امیر معاویہ یزید و مروان کی حرکات مذکورہ سے
ناخوش ہوتے تو مروان کو حکومت سے معزول کرتے اور یزید کی خلافت پر
مسلمانون سے بیعت نہ لیتے نہ یزید کو خلافت سپرد کرتے پس یزید کے فعل قتل

Presented by Ziaraat.Com

امام حسن علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے اور اس فعل بد کے ظاہر ہونے پر اوسکو خلیفہ بنانے اور اوسکے واسطے بیعت لینے سے امیر معاویہ مواخذہ قتل امام حسن علیہ السلام مین شریک یزید سمجھے جاوینگے اور جب قتل امام حسن علیہ السلام کا مواخذہ بشرکت یزید امیر معاویہ کے ذمہ عاید ہوا تو قتل امام حسین علیہ السلام و دیگر شہدائے کربلا کے خون کا مواخذہ بھی امیر معاویہ کے ذمہ عاید ہوگا اسوجہہ سے کہ اگر امیر معاویہ قاتل امام حسن علیہ السلام کو کہ جسکی دشمنی خاندان رسالت کے ساتھ بوجہہ قتل امام حسن علیہ السلام ظاہر ہوگئی تھی خلافت کو سپرد نکرتا تو امام حسین علیہ السلام شہید نہوتے اور جو لوگ خلافت امیر معاویہ کو حق جانتے ہین اور جنھون نے اطاعت اور پیروی کی امیر معاویہ کی امور دینی مین اور اونکے رضی اللہ عنہ ہونے کے ابتک قائل ہین اور جن لوگون نے اجماع کیا خلافت یزید پر وہ سب اور اونکے مقلد حسنین علیہم السلام کے خون کے مواخذہ مین بروز قیامت گرفتار غذاب ہونگے کیونکہ پیشوائے قوم کے ظلم اور بد دینی کا مواخذہ اوسکے کل مقلدین کے ذمہ رہتا ہے جب تک اوسکے مقلد اوسکی تقلید سے علیحدہ ہوکر اوسکے ساتھ اظہار نفرت نکرین اس مقام پر ایک دشمن آل رسول نے جو عالم و فاضل تھا مجھسے بیان کیا کہ امیر معاویہ کو اسبات کا علم نہ تھا کہ امام حسن علیہ السلام کو یزید نے زہر دلوا کر شہید کیا اگر معلوم ہوتا تو کبھی یزید کو خلافت نہ سپرد کرتے نہ یزید کے واسطے بیعت لیتے لہذا ایسے دشمنان آل رسول کے دھوکون سے بچنے کے لئے روضۃ الشہدا مصنفہ ملا حسین واعظ کاشفی کے صفحہ ۱۸۰ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتا ہون یہ ملا حسین واعظ مذہب اہل سنت کے ایک معتبر اور مشہور عالم ہین جنکی تفسیر حسینی مشہور رہے۔

مروان (اسمارا) با دو غلام و سہ کنیزک بشام فرستاد و نامہ نوشت کہ البتہ

این زن را نهان کنید و زنہار زنہار او را جاے فرستید کہ کسی نہ بیند و نداند کہ اگر رمزے ازین قضیہ فاش گردد فتنۂ خفتہ دیگر بارہ بیدار شود و شمشیر ہاے کہ در نیام آرمیدہ از غلاف بیرون آید پس نگران باید کرد کہ اسما این راز را آشکارا نکند و نہانی مارا بر ملا نیفگند اما چون نامہ و اسما بدمشق رسید و خبر تعزیت شاہزادہ پیش ازان رسیدہ بود والی شام (یعنے امیر معاویہ) بفرمود تا دوکانہا را دربستند و درہاے دروازۂ شہر را سیاہ کرد و خود باہمہ اعیان و اعاظم ولایت سیاہ پوشیدہ و سہ شبانہ روز تعزیت بزرگانہ بداشت پس ازان اسما را طلبید و از کیفیت احوال باز پرسید اسما در ایستاد و ہرچہ کردہ بود از اول زہر دستطعام کردن تا آخر التماس در آب افگندن بتفصیل باز گفت و تقریر کرد کہ او را بجہت خوشنودی تو و بمحبت یزید چگونہ بکشتم و خشم خدا و رسول و عذاب دوزخ اختیار کردم حاکم دمشق (یعنے معاویہ) گفت لعنت خدا بر تو باد از خدا شرم نداشتی و از غضب رسول وے نہ اندیشیدی و بر گیسوان تافتہ بافتہ مشکبار عنبر نثار او رحم نہ کردی و از رخسار چون ماہ وے و از روے سیاہ و حال تباہ خود یاد نیاوردے توچہ لائق مصاحبت یزید باشی تو آخر با جگر گوشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم این نوع معاملہ کردی معلوم ست کہ با یزید چہا کنی فقط

اگرچہ ملاحسین کاشفی نے بوجہہ تعصب سنیت امیر معاویہ کا نام لینے مین شرم کی ہے اور بجاے نام کے والی شام و حاکم شام لکھدیا ہے اور امیر معاویہ کی تعزیت بزرگانہ کی بھی صفت کی ہے مگر مجھکو ان جھگڑون سے کیا مطلب میری غرض صرف اسیقدر ہے کہ معاویہ کو اطلاع تھی کہ یزید نے زہر دلوا کر امام حسن علیہ السلام کو شہید کرایا اور اسما قاتل امام حسن علیہ السلام نے بالفاظ صاف و صریح معاویہ سے کہا کہ مین نے تیری خوشی کے واسطے زہر دیا - پس تحریر ملاحسین واعظ

Presented by Ziaraat.Com

سنی المذہب سے اس تحریر کے ساتھ ثابت ہو کہ مروان نے اس خوف سے کہ اسما
فش نہ جاوے اسماکو اپنے غلامون اور ملازمون کی حفاظت مین بنظر پناہ دہی
امیر معاویہ کے پاس دمشق کو بھیجدیا اور امیر معاویہ نے اوسکی زبان سے سارا
واقعہ زہر دینے کا سنکر یزید کے ساتھ اوسکے عقد سے انکار کیا اور جواب دیا
کہ جب تو نے فرزند رسول کے ساتھ اس درجہ بیوفائی کی تو یزید کے ساتھ
جو کچھ بیوفائی نکرے وہ کم ہے - دیگر علماء اہلسنت نے بھی اس واقعہ کو
پوشیدہ نہین کیا ہے اپنی کتابون مین لکھا ہے بوجہ اختصار صرف رفع الاشتباہ
پر کفایت کی گئی -

مجالس عام مین اہلبیت کے مصائب بیان کرنے سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہی
اور اوس سے امت کو جو کچھ ہدایت ہوتی ہے اوسکو مختصر طور پر ذیل مین
ذکر کرتا ہون -

وفات امیر معاویہ کے بعد یزید جب مسند خلافت پر بیٹھا اور مسلمانون نے اوسکی
خلافت پر اجماع کرکے بیعت کی تب یزید نے ولید حاکم مدینہ کو لکھا کہ امام حسین
علیہ السلام سے میری بیعت لے اگر بیعت سے انکار کرین سر کاٹ کر بھیجدے -
امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ انکار بیعت سے خونریزی ہوگی اور بیعت
کرنے سے چراغ اسلام گل ہوجاویگا اور اہل مدینہ یزید کی بیعت کرچکے ہین
یزید کے خلاف میری اعانت نہ کرینگے - لہذا بنظر مصلحت وقت آپ نے ہجرت
مکہ معظمہ کا قصد کیا - کیونکہ مکہ معظمہ باعث امن تھی ہر مسلمان کے واسطے اور مکہ
معظمہ مین خونریزی حرام تھی -

اگرچہ تھوڑی سے طوالت تو ہوگی مگر اس مقام پر مین مختصر طور پر آپ کی روانگی کا
حال لکھتا ہون کہ جسکے پڑھنے سے مجھکو امید ہے کہ مخالفونکے دلمین مقدم جسم

Presented by Ziaraat.Com

آویگا اور وہ بغور یہہ سارا واقعہ پڑھ لینگے - عبد اللہ ابن سنان کوفی نقل کرتا ہے
کہ اس واقعہ کو مین نے اپنے باپ سے اور میرے باپ نے میرے جد سے سنا ہو
میرا دادا بیان کرتا تھا کہ مین اہل کوفہ کا خط لیکر امام حسین علیہ السلام کے پاس مدینہ
منورہ مین گیا - جب امام حسین علیہ السلام سفر مکہ کے واسطے تیار ہوئے تو مین بھی
دیکھنے کے واسطے گیا کہ دیکھون امام کس شان وشوکت سے سوار ہوتے ہین - راوی
کہتا ہے کہ جسوقت مین پہونچا مین نے دیکھا کہ امام علیہ السلام ایک کرسی پہ بیٹھے تھے
اور جوانان ہاشمی مثل ستارون کے حضرت کے گرد جمع تھے اور چالیس محمل واسطے
سوار ہونے کے تیار تھے - کہ ناگاہ ایک جوان خوبرو وطویل القامت زنان خانہ سے
برآمد ہوا اور آواز دی کہ اے جوانان بنی ہاشم ہٹ جاؤ اور دو بی بیان باہر تشریف
لائین جنکا روئے مبارک اور تمام جسم چادرون سے پوشیدہ تھا - اور گرد انکے
کنیزین حلقہ کئیے ہوئے تھین - پس وہ جوان آیا اور اپنا زانو خم کیا اور دونون
بی بیونکو بازو پکڑکر محمل مین سوار کیا - راوی کہتا ہے کہ مین نے دریافت کیا کہ یہہ
جوان اور یہہ بی بیان کون ہین ایک شخص نے مجھکو جواب دیا کہ یہہ جوان جسنے سوار
کیا ماہ بنی ہاشم عباس ابن امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے - اور
دونون بی بیان جناب زینب خاتون وجناب ام کلثوم دختران حضرت علی علیہ السلام
ہین - اسیطرح جوانان بنی ہاشم نے کمال عزت وحشمت اور پردہ داری سے
ساتھ بی بیونکو محملون مین سوار کیا - راوی کہتا ہے کہ ایک دن تو مین نے
اہل حرم کو اس شان وشوکت سے دیکھا - لیکن بروز عاشور محرم زمین کربلا پر انہین
بی بیونکو سر وپا برہنہ بے مقنعہ وچادر فریاد کنان مین نے دیکھا اور جناب
زینب خاتون کو نعش حسین علیہ السلام پہ اسطرح گریہ وبکا کرتے سنا - نوحہ
ہائے ہائے گلے سے تمکو لگانے نہ پائی مین ۞ زخمون سے جلتی ریت چھڑانے نہ پائی مین

Presented by Ziaraat.Com

افسوس درد دل کا سنانے نہ پائی مین — چادر بدن کے نیچے بچھانے نہ پائی مین

ہے ہے یہہ میرے آتے ہی بیدار ہو گئی

تم ہو گئے شہید مین برباد ہو گئی

ہے ہے نہ پھر مدینہ کو جانا ہوا نصیب — صغرا کو پھر گلے سے لگانا ہوا نصیب

پانی ہوا نصیب نہ کھانا ہوا نصیب — نشتر دو تن کا داغ اوٹھا ہوا نصیب

اب دونون وقت فاتحہ کو کون جائیگا

اب کون شمع قبر بھی پر جلائیگا

تھا کوئی غریب یہان خستہ تن نہین — مرنے کے بعد گور نہین اور کفن نہین

ہے ہے پرائی بستی ہے اپنا وطن نہین — واقف یہان کسی سے یہ بیکس بہن نہین

لاکر کفن پنہاتی مین مظلوم بھائی کو

ہوتا اگر وطن تو نکلتے گدائی کو

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے کتاب اظہار الہدی مین بہت غصہ کے ساتھ لکھا ہے کہ لوگ مرثیہ خوان کذاب کی شاعری کو بہت پسند کرتے ہین۔ مین حیران تھا کہ مرثیہ خوانون سے مولویصاحب کو کیا رنج پہونچا جو اونکو کاذب لکھا ہے لیکن مرثیہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا بیانات درد آمیز جو مرثیون مین لکھے جاتے ہین اونکی سماعت سے لوگون کو پیشوایان مولوی صاحب ممدوح سے کینہ و نفرت پیدا ہوتی ہے یہہ بات مولویصاحب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کی غرض شاید یہہ ہے کہ ظلم تو ہوئے مگر اسقدر شدید ظلم نہین ہوے جیسا کہ مرثیہ خوان لکھتے ہین اور پیشوایان مولویصاحب کی روح کو شرمندہ کرتے ہین

غرض کہ حسین علیہ السلام چہارم شعبان کو مدینہ منورہ سے کوچ کرکے مکہ معظمہ مین پہونچے۔ لیکن مدینہ مین اصحاب اور تابعین دیکھتے رہے فرزند رسول کی کسی نے اہانت نہ کی۔ اگر اہانت کرتے تو حسین علیہ السلام کو ہجرت کی ضرورت نہ تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

حالانکہ رسولخدا نے وصیت کی تھی واسطے حفاظت آل اور قرآن کے جسکو مولوی صاحب
ممدوح نے کتاب تذکرۃ الخلفاء صفحہ دوم سطر آخر و صفحہ سوم سطر اول مین تسلیم فرمایا ہے۔
مگر اصحاب و تابعین نے کیا خوب حفاظت و اطاعت آل رسول کی کی - اور کیا اچھی
فرمانبرداری وصیت رسولخدا کی کی - کہ فرزند رسول سے ترک وطن کرایا - اسی
اطاعت اور فرمانبرداری کے معاوضہ مین اِن اصحاب اور تابعین کی مدح وثنا
کرتے ہین اور قابل درود قرار دیتے ہین - انھین اصحاب اور تابعین نے
اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا تھا - جو شخص اطاعت اور امامت یزید سے انکار
کریگا اوسکو ان اصحاب اور تابعین اہل مدینہ کی پیشوائے اور تقدس اور افتخار
سے بھی انکار کرنا پڑیگا - اور اس انکار سے وہ فرقہ اہل سنت مین شامل نہین
رہ سکتا کیونکہ اس اعتقاد کا آدمی شیعہ کہلاتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کتاب سرالشہادتین مین لکھتے ہین کہ یزید
مرد فاسق و شرابی و ظالم تھا بدینوجہہ امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے
انکار کیا اس انکار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یا تو حسین علیہ السلام حق پر تھے
اور اونھون نے فاسق کی بیعت کو حرام جانکر بیعت سے انکار کیا - یا اصحاب و
تابعین اہل مکہ و مدینہ و دیگر مسلمان جنھون نے یزید کی بیعت کرکے یزید کی امامت
کو قبول کیا وہ حق پر تھے - ان دو فریقون مین سے ایک کو برحق اور دوسرے
کو منافق قبول کرنا پڑیگا - دونو فریق کا حق بجانب ہونا عقل و نقل دونو کے
خلاف ہے - جو لوگ حسین علیہ السلام کو حق بجانب قبول کرتے ہین وہ اون اصحاب
اور تابعین اور مسلمین کے منافق ہونے کو بھی قبول کرتے ہین جنھون نے اجماع
کرکے یزید کو خلیفہ کیا اور یزید کی اطاعت کی اور اوسکو اپنا امام بنایا - اور
منافق ناجی قرار نہین پاسکتا نہ زمرہ مومنین مین داخل ہوسکتا ہے - اسی فرقہ کا

Presented by Ziaraat.Com

نام شیعہ ہے جو حسین علیہ السلام کے حق بجانب ہونیکو تسلیم کر کے بیعت کنندگان یزید کو منافق جانتے ہین- اب مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سے سوال کرتا ہون کہ وہ اور اونکے ہم مذہب اصحاب کا جواب دیدین کہ وہ امام حسین علیہ السلام کو بمقدمہ انکار بیعت یزید حق پر سمجھتے ہین یا اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کو حق بجانب جانتے ہین جنھون نے یزید کی بیعت کی اور یزید کو اپنا امام بنایا- اگر اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کا حق بجانب ہونا اہل سنت کے نزدیک قابل تسلیم ہے کہ جنھون نے یزید کی بیعت کی اور اوسکو اپنا امام بنایا تو پھر فرقہ اہل سنت مطیع اور ہوا خواہ یزید اور مخالف حسین علیہ السلام قرار پاویگا اور بیعت کنندگان یزید اور اونکے مطیع اہل سنت کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر کا قول تنقیح نمبر پنجم مین قسطلانی جلد دہم صفحہ ۱۲۲ سے نقل کیا گیا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے یزید کی خود بھی بیعت کی اور اہل مدینہ کو بھی جمع کر کے شکستن بیعت یزید کرنے دی اور سمجھایا کہ مین نے دست یزید پر بیعت کی ہے اور یہ بیعت مقبول خدا و رسول ہے- تو اس حالت مین حسین علیہ السلام کا بیعت یزید سے انکار کرنا داخل منافقت ہوگا- اسلیے حسین علیہ السلام کے معتقدین کی دانست مین تو حسین علیہ السلام کا بیعت نہ کرنا حق بجانب تھا اسلیے ان لوگونکا حشر تو یقیناً حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگا اور جو لوگ بقول عبد اللہ ابن عمر بیعت یزید کو مقبول خدا و مقبول رسول سمجھتے ہین اونکا حشر یزید کے ساتھ ہوگا اور اونکے نزدیک حسین علیہ السلام کا بیعت یزید سے انکار کرنا داخل منافقت ہوگا-

اہل کوفہ نے جب سنا کہ حسین علیہ السلام بیعت یزید سے انکار کرتے ہین اور اہل مدینہ اونکی اعانت سے کنارہ کش ہین اور یزید اونکے قتل پر آمادہ ہے- تب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین قاصد بھیجے اور خطوط لکھے شاہ عبد العزیز صاحب

Presented by Ziaraat.Com

محدث دہلوی سر الشہادتین میں لکھتے ہیں کہ اہل کوفہ نے باہم اتفاق کرکے حسین علیہ السلام کو لکھا کہ آپ آکے ہمارے پاس ٹھہریں ہم اعانت کو جان و مال سے حاضر ہیں۔ اور بہت مبالغہ کیا تحریر خطوط میں اور پے در پے یک صد و پنجاہ خط لکھے قاصد بھیجے۔

جب حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ میں قیام کیا تو یزید نے اہل شام کا ایک گروہ بہانہ حج مکہ میں بھیجا تاکہ حالت حج میں یا تو امام حسین علیہ السلام کو گرفتار کریں یا قتل کریں حسین علیہ السلام اس خبر کو سنکر متفکر ہوئے اور حج کو عمرہ کے ساتھ بدل کر جانب عراق روانہ ہوئے۔ اس عجلت کا سبب یہ تھا کہ آپ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ حالت حج میں اگر اہل شام مجھ پر حملہ کرینگے تو نوبت بخونریزی پہونچیگی اور حرمت خانہ کعبہ کی میرے سبب برباد ہوگی اور یہہ امر شان امامت کے خلاف تھا۔

اور جانب عراق اسوجہ سے روانہ ہوئے کہ اہل عراق نے قاصد بھیجے تھے اور اعانت کا وعدہ کیا تھا اور کسی جانب سے وعدۂ اعانت نہ تھا اور کل مسلمانان یزید قبول کرچکے تھے اور حسین علیہ السلام سے کنارہ کش تھے بدینوجہ آپ کو بجز عراق کے اور کوئی سمت روانگی کی نظر نہ آئی۔ تا آیندہ کسیکو اس بات کے کہنے کا موقع نہ ملے کہ اہل کوفہ واسطے اعانت کے جان و مال سے تیار تھے اسپر بھی حسین علیہ السلام نے اونکی اعانت کو قبول نہ کیا اور زبردستی قتل ہوگئے جیساکہ حسن علیہ السلام کی نسبت کہاجاتا ہے کہ آپکی اعانت کو لشکر جرار موجود تھا مگر آپ کو امیر معاویہ سے صلح کرنا منظور تھا اسلیئے صلح کرلی حسن علیہ السلام کے لشکر جرار کی اعانت کا بھی یہی حال تھا جیساکہ اہل کوفہ نے اعانت حسین علیہ السلام کا ارادہ ظاہر کرکے بیوفائی کی۔ اور جبکا حال شہادت حسین علیہ السلام سے ظاہر ہوگیا۔

چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سر الشہادتین میں لکھتے ہیں کہ سفر

Presented by Ziaraat.Com

عراق سے حسین علیہ السلام کو منع کیا عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر و جابر انصاری و ابو سعید خدری و ابو واقد لیثی نے۔ مگر حسین علیہ السلام نے نانا اور فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ حرمت خانہ کعبہ ایک مینڈھے کے سبب سے برباد ہوگی۔ سو کہیں وہ مینڈھا میں نہوں یہ سبب تھا حسین علیہ السلام کا اختتام حج کے قبل کوچ کرنیکا۔

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے کہ ہر چند عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر نے و دیگر صحابہ کرام رسول اکرم نے کہ واسطے ادائے حج کعبہ تشریف لائے تھے حسین علیہ السلام کو سفر عراق سے منع کیا اور سمجھایا کہ اہلبیت کو ہمراہ لیکر نجائے اور کوفیان بیوفا کے اوپر ہرگز اعتماد نہ کیجئے ورنہ جناب کو وہ کم بخت بے حیا سخت ایذا دینگے۔ مگر حضرت امام المتقین نے اصلا ترک عزیمت نفرمائی۔

یادداشت جب کوفیونکی بیوفائی اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے پھر امام حسن علیہ السلام کی نسبت کیوں کہتے ہیں کہ آپکی اعانت کو فوج جرار موجود تھی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی کوفیان بیوفا تھے جنکی بیوفائی کے سبب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ سے مجبوراً صلح کرنے کی ضرورت ہوئی۔

تحریرات مذکورہ و باقرار علمائے اہلسنت یہ بات ثابت ہے کہ اصحاب رسول بوقت کوچ امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں موجود تھے اور سب نے حسین علیہ السلام کو عراق جانے سے منع کیا اور کوفیونکی بیوفائی اور حسین علیہ السلام کی ایذا رسی سے واقف تھے تاہم اعانت فرزند رسول پر کوئی صحابی آمادہ نہوا اور سب نے کنارہ کشی کی اور وصیت رسولخدا پر کسی نے عمل نہ کیا۔ اور فرزند رسول کی حفاظت و اطاعت پر کوئی تیار نہوا۔ اگر حسین علیہ السلام کو اپنی حفاظت کا اطمینان ہوتا ہرگز ہرگز

Presented by Ziaraat.Com

جانب کوفہ کو پیچ نہ کرتے اہل مکہ و اہل مدینہ کی اس علانیہ بیوفائی اور کنارہ کشی
پر بھی مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو اپنے اور اپنے ہم مذہبوں کی نسبت آل
رسول کے مطیع اور فرمانبردار ہونیکا ناز ہے اور اس دعوی سے مطلق شرمندہ
نہین ہوتے اور کیونکر شرمندہ ہون قاتلان حسین بھی اسیطرح حسین اور اصحاب
حسین کو قتل کرتے تھے اور تکبیرین کہتے جاتے تھے اور نماز پنجگانہ ادا کرتے تھے
اور اپنے کو مسلمان کہتے تھے اور حسین اور اصحاب حسین کو خارجی بتلاتے تھے اور کہتے
تھے کہ انھون نے امام وقت کی بیعت سے انکار کیا اسلیے یہ لوگ خارجی ہین۔
اسیطرح اہل سنت شیعونکو رافضی کہتے ہین۔

حسین علیہ السلام جب کربلا پہونچکر مع عزیز و انصار شہید ہو گئے تو کوفیون اور
شامیون نے اہلبیت حسین علیہ السلام کو اسیر کیا اور شتران بے کجاوہ پر سر برہنہ
کوفہ سے جب جانب شام روانہ کیا تو اثنا راہ مین جو واقعہ گذرے اون مین سے
واقعات مندرجہ ذیل بنظر اطلاع خاص و عام تحریر کرتا ہون ۔

۱۔ لشکر یزید کوفہ سے اہل حرم کو مع سرہائے شہدا لیئے ہوئے دمشق کو جاتا
تھا راہ مین خبر ملی کہ مسیب بن قعقاع خزاعی نے لشکر جمع کیا ہے اور اوسکا
ارادہ ہے کہ شبخون مارے اور اہلحرم کو مع سرہائے شہدا چھین لیجاوے۔
اس خبر کو سنکر ایک مقام پر قیام کیا اور ایک نصرانی کے دیر مین اہل حرم کو مع
سرہائے شہدا بند کرکے اوس دیر کے چارون طرف سے شب بھر حفاظت کرتے
رہے۔

۲۔ جب لشکر یزید آگے بڑھا اور بمقام عسقلان پہونچا تو یعقوب حاکم عسقلان نے
جو یزید کا مصاحب تھا اور معرکہ کربلا مین موجود تھا شہر عسقلان کو آراستہ کیا
اور مجلس عیش و نشاط برپا کی اور سامان عیش مہیا کیا اور اہلحرم کو شہر مین تشہیر کیا

Presented by Ziaraat.Com

اوس دم اتفاق وقت سے زریر خزاعی شہر عسقلان مین موجود تھے - اونھون نے اہلحرم کو بازار عسقلان مین اس ذلت وخواری کے ساتھ دیکھکر افسوس کیا اور گریہ وزاری کرنے لگے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے استفسار پر بیان کیا کہ کاش مین اس شہر مین نہ آتا کہ آپ کو اس حال سے دیکھتا - افسوس ہے کہ مین اپنے قبیلے سے بھی دور ہون اور حالت غربت ومسافرت مین ہون کسطرح اور کیونکر آپ کی اعانت کرون - اور آپ کے دشمنون سے کیونکر بدلا لاون کرنیکا نام مرون - میرے لائق جو کام ہو فرمایئے کہ بجا لاؤن - امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زریر جو شخص کہ امام مظلوم کا سر مبارک لیے ہوئے ہے اوس سے کہدے کہ ہمارے اونٹون سے دور چلا جاوے تا ہمارے قریب مجمع کم ہو جاوے اور سب لوگ امام شہید کے سر کے نظارہ مین مشغول رہین اور ہماری عورتین بے پردگی سے محفوظ رہین - پس زریر خزاعی اوس شخص کے پاس گیا جو امام شہید کا سر مبارک لیے ہوئے تھا - اور پچاس دینار دیکر شتران اہل حرم سے فاصلہ پر اوسکو بھیجدیا اسکے بعد جناب سید الساجدین واہل حرم کو پارچہ ہائے ضروری زریر خزاعی نے نذر کیے - اس عرصہ مین شمر کو زریر نے حالت شادمانی مین دیکھا غیرت اسلام نے دل مین جوش پیدا کیا اور شمر کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر زریر کہنے لگے کہ او ملعون بے دین یہ کیا حرکت تو نے کی - شمر نے اپنے ملازمونکو حکم دیا اور ملازمان شمر نے زریر کو اسقدر مارا کہ مجروح وبیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے ملازمان شمر نے زریر کو مردہ سمجھکر چھوڑ دیا اور چلے گئے نصف شب کو زریر ہوش مین آئے اور ایک مشہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا بنایا ہوا وہان سے نزدیک تھا وہان گئے وہان بہت سے مساکین کو مجتمع دیکھا کہ وہ سب سر برہنہ نالہ وفغان مین مصروف تھے زریر نے سبب گریہ پوچھا مساکین نے جواب دیا کہ اے عزیز آج فی صبح وحاج

Presented by Ziaraat.Com

حالت شادمانی مین ہین اگر تو بھی خاندان رسالت کا دشمن ہے تو یہان سے
چلا جا اور اگر دوست ہے تو ہماری شرکت کر ہم سب یہان واسطے تعزیت کے جمع
ہوے ہین ۔ زریر بھی اونکے ساتھ ماتم حسین مین شریک ہوے ۔ وہ سب
افسوس کرتے تھے کہ اگر ہم معرکہ کربلا مین موجود ہوتے تو جان اپنی فرزند فاطمہ
پر نثار کرتے ۔ القصہ زریر نے اپنے مال سے گھوڑا و الات حرب خریدے
اور ایک سو دس آدمیون نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی ۔ اور بروز جمعہ بنظر انتقام
خون حسین نے خروج کرکے خطیب کو قتل کیا اور ونرہ کو عید کیا جسکا مفصل واقعہ
کتابون مین لکھا ہے ۔
سہیل ساعدی رضی اللہ عنہ بذریعہ تجارت ممالک شام مین وارد ہوے نواح
شام کے ایک موضع مین پہونچے دیکھا کہ وہان کے لوگ شادی مین مصروف
ہین اور دہل و دف بجا بجا کر اچھلتے کودتے ہین اور مصروف بعیش و نشاط ہین
سہیل کہتے ہین کہ مین نے خیال کیا کہ شاید ان لوگون مین آج کوئی عید ہے ۔
ایک شخص سے مین نے دریافت کیا کہ آج کیسی عید ہے ۔ اوسنے جواب دیا کہ شاید
تو اعرابی ہے ۔ سہیل نے جواب دیا کہ مین مصاحب رسول خدا صلعم ہون ۔ وہ شخص
بحالت دردناک نالان و گریان ہوا اور کہنے لگا کہ تعجب ہے آسمان سے خون نہین
برستا اور زمین شق نہین ہوتی کہ ان عید کرنے والونکو نگل جاوے ۔ سہیل نے
کہا کہ وہ کونسی مصیبت واقع ہوئی جو تو ایسا کہتا ہے ۔ اوس شخص نے کہا کہ اے
سہیل تجھکو خبر نہین کہ یہہ سر امام حسین علیہ السلام کا ہے اہل عراق نے یزید کو ہدیہ
بھیجا ہے ۔ سہیل کہتے ہین کہ اس حال کو سنکر مین دوڑا اور لشکر یزید اہل حرم کو
مع سرہاے شہدا لیکر شہر شام مین داخل ہوے ۔ مین بھی کشان کشان داخل
شہر ہوکر شتران اہل حرم کے متصل پہونچا اور امام حسین علیہ السلام کا سر نیزہ پر

Presented by Ziaraat.Com

دیکھکر رونے لگا - ایک صاحبزادی نے مجھ سے پوچھا کہ اے شیخ تو کیون روتا ہے
مین نے عرض کی کہ آپ کون ہین - اون صاحبزادی نے فرمایا کہ مین سکینہ دختر
حسین علیہ السلام ہون سہیل کہتے ہین کہ یہ سنکر مین اور زیادہ رویا - اور عرض
کی کہ اے صاحبزادی مین سہیل ہون آپ کے نانا رسول خدا کا صاحب - اگر کوئی حاجت
ہو تو فرمائیے کہ مین بجا لاؤن - جناب سکینہ نے فرمایا کہ اے سہیل اگر ہو سکے تو ان
نیزہ دارون سے کہ جنپر شہدا کے سر ہین کہدے کہ ہمارے شترونکے قریب سے
دور چلے جاوین تاکہ اہل شام ان سرونکے نظارہ مین مصروف ہون اور ہم بے پردگی
سے محفوظ رہین سہیل نے چہار صد دینار اون نیزہ دارونکو دیکر کہ جن نیزون پر
شہدا کے سر تھے شتران اہلحرم سے علیحدہ کر دیا سہیل کہتے ہین کہ پھر اسقدر ہجوم
شامیونکا ہو گیا کہ مین شتران اہلحرم تک نہ پہونچ سکا -

۴ - ایک مرد ضعیف نے بازار شام مین اہلحرم کو اس حالت سے دیکھا فریاد
استغاثہ بلند کی اور سر اپنا امام زین العابدین علیہ السلام کے شتر کے پاؤن پر رکھکر
لوٹتا تھا اور بآواز حزین گریہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ پروردگار میرے مین توبہ
کرتا ہون اگر توبہ میری قبول ہے تو مجھکو موت دے تاکہ اس حال کو اپنی آنکھون
سے نہ دیکھون - وہ مرد ضعیف اوسیوقت فوت ہو گیا اور دعا اوسکی قبول ہوئی
یہ چار واقعہ ملا حسین واعظ کی کتاب روضۃ الشہدا سے مین نے نقل کیے ہین جنکے
ملاحظہ سے خاص وعام پر ظاہر ہو گا کہ جن ایماندارونکو سفر حسین علیہ السلام اور
شہادت حسین علیہ السلام اور اسیری اہلحرم کا حال معلوم نہ تھا اون لوگون نے جب
خبر پائی بقدر مقدور جان ومال سے انتقام خون حسین و امانت اہلحرم پر تیار
ہو گئے اور اپنی جان ومال کا بالکل خوف نہ کیا - لیکن زیادہ تعجب اس بات کا ہے
کہ اہل سنت ذکر اہلحرم کو تو داخل توہین کہتے ہین - مگر اپنے پیشوایان اہل مدینہ

Presented by Ziaraat.Com

و اہل مکہ کے حال پر نظر نہین کرتے کہ جنکو اصحاب اور تابعین ہونیکا شرف حاصل تھا
اور جو از نام عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ و عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لقب
سے اہلسنت مین پکارے جاتے ہین ان اصحاب اور تابعین مین غیرت اسلام
باقی تھی یا نہین کہ اہلحرم کی اسیری مین نہ اعانت کی اور اس توہین کو دیکھتے رہے
رسول خدا کی وصیت پر عمل نہ کیا اور حسین علیہ السلام کی اعانت سے کنارہ کش ہوگئے۔
حسین علیہ السلام مع عزیز و انصار تین دن کے بھوکے پیاسے مثل گوسفند ان قربانی
ذبح ہو گئے انتقام خون حسین کا کسی نے ارادہ تک ظاہر نہ کیا۔ یہی لوگ اہلسنت
کے پیشوا ہین۔ انھین کو رضی اللہ عنہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔
پس اہلحرم کے واقعات بیان ہونے سے یہہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے
کہ قبل از شہادت کتنے مسلمان مومن تھے جو امام حسین علیہ السلام کی اعانت کو
تیار ہوئے۔ اور اپنی جان کو امام مظلوم پر نثار کیا۔ اور کتنے مسلمان برائے
نام مسلمان تھے کہ جنھون نے واقف ہوکر وقت سفر حسین علیہ السلام کی اعانت
سے کنارہ کشی کی اور وصیت رسولخدا صلعم پر بالکل عمل نہ کیا اور باوجود اس علم کے
کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کوفی بیوفائی کرینگے اور آنحضرت مخالفت یزید مین ہجرت
کرتے ہین اونکی شرکت اور اعانت سے چشم پوشی کی اور کتنے مسلمان ایسے تھے
جو امام حسین علیہ السلام کے سفر عراق و شہادت و اسیری اہلحرم سے بے علم تھے۔
اور جب اونکو علم ہوا واسطے انتقام خون حسین و اعانت اہلحرم بقدر طاقت تیار
ہوگئے۔ اور سارے زمانہ پر اونکی تشویش اور اضطراب اور محبت ظاہر ہوگئی
اور لوگونکی وفاداری اور بے وفائی اور حیلہ و مکر کے حالات مخفی نہ رہے۔ اور
خاص عام کو دوست اور دشمنون اور مومنون اور منافقون کا حال معلوم ہوگیا۔
اور جن لوگون نے دانستہ اعانت حسین و حفاظت حسین و رفاقت حسین سے

Presented by Ziaraat.Com

بنانے مین اور عیش دنیا حاصل کرنے اور لطف حکومت اوٹھانے کو حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید نائب بنائے گئے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے سرالشہادتین مین لکھا ہے۔ کہ حسین علیہ السلام کی شہادت کی بنا شہرت اور اعلان پر تھی اسلیئے اول وحی مین زبان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ فرشتون پہ اوسکا مذکور ہوا۔ پھر بیہ شہادت کے مکان کا۔ اور اوسکا نام۔ اور پتہ شہادت کے وقت کا۔ پھر اوسکا شہرہ بہت ہوا اور برملا ذکر کیا۔ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر مین۔

اسقدر تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحریر سے بھی ثابت ہے کہ وقوع شہادت سے تیس چالیس برس قبل جبرئیل علیہ السلام و دیگر فرشتون نے رسول خدا سے وقت نزول وحی اس واقعہ شہادت کی خبر دی حضرت علی علیہ السلام نے بھی سفر جنگ صفین مین اس واقعہ کو علانیہ بیان فرمایا۔ رسول خدا صلعم نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا۔ مگر وقت ذکر نہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکا ذکر کیا کہ یہ شہادت جناب رسولخدا صلعم کو درجہ شہادت حاصل ہونیکی غرض سے ہوگی۔ نہ کسی دوسرے فرشتہ نے اس حال کا ذکر کیا نہ رسولخدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے کبھی فرمایا کہ حسین کی شہادت سے میری ذات کو کمال شہادت حاصل ہوگا نہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسا فرمایا۔ پھر نہ معلوم کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے قرآن کی کسی آیت سے یہ بات لکھی ہے کہ آنحضرت کو درجہ شہادت حاصل ہونے کو حسین علیہ السلام شہید ہوئے یا کسی حدیث سے یا اونکو الہام ہوا یا اونپر وحی نازل ہوئی یا حالت خواب مین یہ بات اونکا امام معاویہ نے تبلائی تھی۔ شاہ صاحب کی طبعی تصنیف قرآن و حدیث کے خلاف قبول کرنا کسی ایماندار کا کام نہین ہے۔ اور اہل سنت کا یہ اعتقاد صرف آل رسول کی دشمنی کے سبب سے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حاصل ہونے کے لیے ہوئی تھی۔ لیکن ؎

چھپتی نہین ہے بات بناوٹ کی بال بھر   آخر کو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی

شاہ صاحب کی تحریر مندرجہ سر الشہادتین ہی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شاہ صاحب نے بالکل غلط اور خلاف قران وحدیث یہ بات لکھدی ہے کہ حسین علیہ السلام کی شہادت محض اس غرض سے ہوئی تھی کہ آنحضرت صلعم کو درجہ شہادت حاصل ہوجاوے قبل اسکے کہ مین اپنے اس بیان کو ثابت کرون ایک امر استفسا طلب ہے اور مین امید کرتا ہون کہ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اسکا جواب ضرور عنایت فرماوینگے۔

اہل سنت کے نزدیک حضرت ابوبکر بہت بڑے رتبہ کے آدمی ہین اور صدیق اکبر ہین اور بعد از وفات رسول وہ جانشین رسول ہوئے۔ اسوجہ سے بعد رسول اونکا رتبہ اس دنیا کے کل زن ومرد سے اعلے اور افضل ہوا پھر کیا سبب ہے کہ اتنا بڑا جلیل القدر شخص واسطے حصول درجہ شہادت رسول کے ذبح نہو اور حسین علیہ السلام ذبح ہون۔ اگر بوجہ فرزندی حسین علیہ السلام کے ذبح ہونیکی ضرورت تھی تو جانشینی رسول کا حق بوجہ فرزندی حسین کو کیون نہ دیا گیا اور حسنین کی موجودگی مین ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ ویزید کیون خلیفہ بنائے گئے۔ عیش دنیا اور حکومت دنیا کے واسطے تو حضرات ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ ویزید نبی کے قریب اور صحابہ اور یار غار بنائے گئے اور ذبح ہونے کو حسنین علیہم السلام کی فرزندی قبول کی گئی ہے ؎

نالہ اس زور سے کاہیکو دہائی دیتا   اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

اہل سنت کا یہی کیا مذہب ہے کہ غاصبان خلافت ودشمنان آل رسول کی پردہ پوشی کے لیئے کیا کیا دل سے باتین بناتے ہین۔ ذبح ہونے کو تو حسنین کو نائب رسول

Presented by Ziaraat.Com

قرنانہ باشند کہ یک دو کس از خانہ بان مذہب من مذہب نہ باشند در اغب باین عقیدہ نشوند و ہر گاہ در محافل و مجالس با اہل سنت وجماعت گفتگو مے نمایند کج مج میگویند و تستر کرہ می آرند۔

ترجمہ ۔ اس رسالہ کی تحریر سے غرض یہ ہے کہ جس شہر میں میری سکونت ہے اور اس زمانہ میں کہ جو وقت تحریر اس رسالہ کے موجود ہے ۔ رواج مذہب اثنا عشریہ کا اور اشاعت اوسکی اسقدر زیادہ ہے کہ کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ جسمین دو ایک آدمی اس مذہب کے نہون اور ہمارے مذہب کے لوگ اس مذہب کی جانب راغب نہون اور جب محفلون اور مجلسون مین اہل سنت وجماعت سے گفتگو کرتے ہین تو پیچیدہ ذو معنی باتین کرکے ہان مین ہان ملا دیتے ہین ۔ الی آخرہ ۔

پس عزا حسین کی مجلسون مین اور محفلون مین جب اہل سنت شیعون پر اعتراض کرتے تھے کہ مجالس عزا کا ہونا بدعت سیئہ ہے اور اوسکے جواب مین شیعہ اہل سنت پر دشمنی آل رسول کا الزام لگاتے تھے جیسا کہ مین لکھ چکا ہون تو اہل سنت سے کچھ بن نہ پڑتا تھا لہذا اہل علم اور جہلا کے تالیف قلوب اور مذہب اہل سنت کی حفاظت اور مذہب شیعہ کی ترقی کو روکنے کی غرض سے کتاب سر الشہادتین لکھی گئی اور اس کتاب سے یہ بات ظاہر کی گئی کہ کیا اہل سنت آل رسول کے محب نہین ہین اور اسی کے ثابت کرنیکو بہت کچھ فضائل حسنین علیہم السلام کے لکھدیئے ہین ۔ مگر یہ مثل مشہور ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد شاہ صاحب نے کتاب تو لکھی مگر نتیجہ شہادت لکھین تو کیا لکھین اگر امر واقعی لکھے دیتے ہین کہ یہ شہادت بغرض شفاعت امت ہوئی تھی تو پھر مذہب شیعت کا انسداد محال تھا بلکہ اور زیادہ ترقی پکڑتا ۔ لاچار ہو کر بات بنائی اور لکھدیا کہ یہ شہادت رسولخدا کو درجہ شہادت

شہادت حسین علیہ السلام صرف اس غرض سے ہوئی تھی کہ رسولخدا صلعم کو درجہ شہادت حاصل ہو جاوے کوئی دوسرا مطلب اس شہادت سے نہ تھا۔ اور جبکہ اس شہادت کا ہونا محض اس غرض سے مقرر تھا کہ آنحضرت کو درجہ شہادت حاصل ہو جاوے تو پھر یزید پر الزام شہادت لگانا اور حضرت عمر کو اس شہادت کا بانی قرار دینا بے سود ہے اور ذکر شہادت کے واسطے مجلس عزا کا مقرر کرنا لاحاصل ہے اور اس مطلب کے ظاہر کرنیکا اور کتاب سر الشہادتین کے لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ مین مذہب شیعہ شہر دہلی مین ترقی پر تھا۔ اور لوگ محض اس بناپر شیعہ ہوتے چلے جاتے تھے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام باعث نجات عقبیٰ ہے اور اہل سنت حسین علیہ السلام کے مخالف ہین کیونکہ اہل سنت مین نہ عزاء حسین کی مجالس ہوتی ہین نہ فضائل و مصائب حسین علیہ السلام بیان ہوتے ہین نہ کوئی سنی زیارت کربلاء معلی کو جاتا ہے اور مجالس عزا کو بدعت سیئہ بتلاتے ہین پس فرقہ اہل سنت ضرور مخالف ہین حسین علیہ السلام کے اور نجات سے محروم رہینگے اور شیعہ حسین علیہ السلام کے معتقد صادق ہین کہ انکی تمام عمر ذکر حسین اور زیارت کربلاء معلیٰ مین بسر ہوتی ہے شہادت حسین اسی فرقہ شیعہ کی نجات کا ذریعہ ضرور قرار پاویگی ان خیالات کے سبب شیعہ ہوتے چلے جاتے تھے چنانچہ اسکی تصدیق شاہ عبدالعزیز صاحب کی اوس تحریر سے ہوتی ہے جو اونھون نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشری کے دیباچہ مین لکھی ہے دیکھو کتاب تحفہ اثنا عشری مطبوعہ مطبع حسنی دہلی جو سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین طبع ہوئی ہے صفحہ نمبر ۳ مین مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

غرض از تسوید این رسالہ و تحریر این مقالہ آنست کہ درین بلاد کہ ما ساکن اینیم و درین زمان کہ ما درنیم رواج مذہب اثنا عشریہ و شیوع ان بحد اتفاق افتادہ کہ

لیکن مین حیران ہون کہ مسیح علیہ السلام مین ایک بہت بڑا کمال یہہ تھا کہ بلے باپ کے تولد ہوے تھے اور اس ذاتی کمال کے سبب وہ روح اللہ کہلاے۔ یہہ کمال آنحضرت کی ذات مین کسی دوسرے واسطے سے حاصل ہوا یا نہین اور اگر یہہ کمال آنحضرت کی ذات پاک کو حاصل نہین ہوا تو اہل سنت کے نزدیک آنحضرت کی نبوت کامل قرار پاویگی یا ناقص۔ اور جبکہ آنحضرت کی ذات مین یہہ کمال نہ تھا تو اسطرح کمال شہادت کے نہونے سے آپ کی نبوت مین کیا نقصان باقی رہ گیا تھا کہ جسکے پورا ہونے کے لیئے شہادت حسین علیہ السلام کی ضرورت ہوئی اور حسین علیہ السلام کو اس درجہ مصائب عظیم اٹھانے پڑے کہ جن مصائب سے کتابین سیاہ ہین۔

مین نے بنظر اختصار صرف ایک تمثیل عیسیٰ علیہ السلام کے بے پدر تولد ہونیکی لکھدی ہے ورنہ مین ایک طول وطویل فہرست اون کمالات کی مرتب کر دونگا جو انبیاء ماسبق مین تھے مگر رسولخدا صلعم کی ذات مین اون کمالات کے ہونیکی کوئی ضرورت نہ تھی نہ کسی کتاب آسمانی یا حدیث رسولخدا صلعم سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی آخرالزمان کی ذات مین اون سب کمالات کا موجود ہونا امر لازمی ہے جو کمال انبیاء ماسبق کو حاصل تھے۔ نہ قران مجید مین اسکا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ جناب محمد صلعم کے نبی آخرالزمان ہونے کی غرض یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدس پر بنی آدم کی ہدایت ختم کر دی گئی اور جو شریعت آپ کے ذریعہ سے بنی آدم کو ملی وہ تا قیامت قایم رہیگی اوسمین کبھی تغیر وتبدل نہوگا اور بعد آنحضرت کے تا قیامت کوئی دوسرا نبی پیدا نہوگا۔ آپ کے خاتم الانبیا ہونے سے یہہ غرض نہین ہے کہ انبیاء ماسبق کے کمالات بھی آپ مین ضرور ہون۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کو اس الجھی ہوئی تحریر سے صرف اس بات کا ثابت کرنا مدنظر تھا کہ

Presented by Ziaraat.Com

کہ رسول خدا صلعم کو درجہ شہادت بھی حاصل ہو جاوے مگر مین اس اعتقاد کو تعجب کی نظرون سے دیکھتا ہون کہ حسین علیہ السلام اور اونکے فرزند و برادر و اصحاب تو تین روز کی بھوک پیاس مین مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے جاوین اور ان مصائب عظیم کے بعد درجہ شہادت کے حصول سے بھی محروم رہین اور وہ درجہ حاصل ہو رسولخدا صلعم کو بعد از وفات۔ تو بربناء اس اعتقاد کے رسولخدا صلعم کو شہید کربلا کہنا چاہیئے مین حیران ہون کہ اہل سنت حسین علیہ السلام کو شہید کربلا کیون کہتے ہین۔ بھلا صاحب حسین علیہ السلام کی شہادت کا رتبہ تو رسولخدا صلعم کو حاصل ہوا۔ علی اکبر اور علی اصغر اور عباس علمدار اور قاسم ابن حسن اور دیگر عزیزان و رفیقان حسین علیہ السلام کی شہادت کا رتبہ کسکے حصہ مین آیا مین امید کرتا ہون کہ اسکی توضیح ہمارے عالم جلیل القدر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی فرمادینگے کیونکہ اسوقت اہل سنت مین مولویصاحب ممدوح کے برابر کوئی عالم و فاضل نظر نہین آتا۔

کیا منصب رسالت کے واسطے شہادت کی بھی ضرورت تھی۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام شہید نہین ہوئے تو اب بہ عقیدہ اہل سنت موسیٰ علیہ السلام نبی برحق سمجھے جانے کے لائق ہین یا نہین۔ مین بھول گیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو سر الشہادتین مین لکھا ہے کہ جو کمالات اور خوبیان جدا جدا اور انبیا مین متفرق تھین وہ سب کمالات اور خوبیان ہمارے پیغمبر مین بالکل یکجا جمع ہوگئین صرف کمال شہادت باقی رہ گیا تھا وہ بواسطہ حسین علیہ السلام پورا ہوگیا۔ اس عبارت پر مین نے غور نہین کیا۔ شاہ صاحب کا مطلب یہہ ہے کہ آنحضرت نبی آخر الزمان تھے پس جتنے نبی آنحضرت کے قبل پیدا ہو چکے تھے اون انبیا مین جسقدر کمال تھے وہ سب کمال آنحضرت کی ذات پاک مین موجود ہونا ایک امر ضروری تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

پس وقعات شہادت و مصائب اہلحرم کے بیان ہونے سے ایماندار ونکو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہین۔

۱- غیرت اسلام کو ترقی ہوتی ہے۔ جسکے سبب سے دشمنان آل رسول کی محبت سے اونکے نام سے دلون مین نفرت پیدا ہوتی ہے۔

۲- اسلام کو استحکام اور ترقی ہوتی ہے۔

۳- ناواقفونکو واقعات اسلام سے آگاہی ہوتی ہے۔

۴- مصائب حسنی سے بوجہ غیرت اسلام سخاوت۔ شجاعت صبر استقلال زہد و تقوی کیجانب طبیعت رجوع ہوتی ہے اور دلون مین ارادہ پیدا ہوتا ہے کہ جسطرح اصحاب حسین نے وفاداری کی اور دنیا کو ہیچ سمجھا اور طمع دنیا کو دل مین جگہ نہ دی جسکے سبب سے تاقیامت اونکے نام تمام دنیا مین بہ نیکی و بہ تعظیم و تکریم یاد کیے جاتے ہین اسیطرح ہر ایماندار کو عمل کرنا چاہیے تاکہ اونکی زندگی ایمانداری اور نیکنامی کے ساتھ بسر ہو اور حالت فرمانبرداری مین اس دنیا سے سفر آخرت اختیار کرین۔

تنقیح نمبر بست و یکم ۲۱

امام حسین علیہ السلام کی شہادت شفاعت امت کیواسطے تھی یا رسول خدا کو رتبہ شہادت حاصل ہونیکو

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسولخدا صلعم کی ذات مین کل کمالات موجود تھے۔ لیکن ایک کمال آنحضرت کی ذات مقدس مین باقی رہ گیا تھا یعنی شہادت۔ حکمت آلہی نے چاہا کہ آنحضرت کو رتبہ شہادت بواسطہ امام حسین علیہ السلام حاصل ہوجاوے۔

اس مقصد کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بہت بنا سنوار کر سر الشہادتین مین لکھا ہے۔ مگر خلاصہ اوسکا اسیقدر ہے کہ امام حسین علیہ السلام صرف اسواسطے شہید ہوگئے

Presented by Ziaraat.Com

سے روگردانی کی اور بیعت یزید کو حسین علیہ السلام سے روگردانی کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ اونکو اور سادات اونکے متعلقونکو اور اونکی اولاد اور اونکی متعلقونکی اولاد کو آئندہ اس غدر کا موقع باقی نرہا کہ عبد اللہ ابن عمر یا عبد اللہ ابن زبیر یا دیگر اصحاب و تابعین و شہر ہائے مکہ و مدینہ کو شہادت امام کا علم نہین ہوا ورنہ ضرور مدد کرتے۔ اہلحرم کے ایام اسیری کی طوالت نے اس بات کو آشکار کر دیا کہ علم شہادت ہونیکے بعد بھی اہل مکہ و اہل مدینہ مین سے نہ کسی نے اہلحرم کی اعانت کا ارادہ کیا نہ انتقام خون حسین پر آمادہ ہوئے نہ وقت سفر حسین علیہ السلام کی اعانت پر کوئی تیار ہوا۔ حالانکہ اصحاب اور تابعین واقف تھے کہ اس سفر مین حسین ضرور قتل ہونگے اور کوفی بیوفائی کرینگے۔ اسیوجہ سے عبد اللہ ابن عمر نے حسین علیہ السلام کو سفر عراق سے منع کیا تھا اور جب حسین علیہ السلام نے نہ مانا تو اہلحرم کے ہمراہ نہ لیجانے کو سمجھایا۔ اگر اہلحرم کے واقعات مجلس عام مین بیان ہون تو عامہ خلایق کے واسطے ہدایت و رہنمائی کا دروازہ بند ہو جاوے مجلس عزا کے بدعت سینہ کوٹنے والے اور اہلحرم کے ذکر کو باعث توہین قرار دینے والونکی اصلی غرض اس ذکر کے مسدودی سے ہے تاکہ اونکے باپ دادون اور پیشواؤن کے ظلم و جور احکام رسول کی نافرمانی دنیا طلبی کے واسطے خاندان رسول کی بربادی وصیت رسول خدا سے روگردانی احکام قرآن کی نافرمانی خلائق پر ظاہر نہونے پاوے اور اونکی پردہ پوشی ہو جاوے۔ اسی شرمندگی کے سبب حالت اضطراب مین آل رسول کی محبت کا اقرار بھی کرنے لگتے ہین کتابون مین بھی لکھدیتے ہین تاکہ ناواقف اور سیدھے مسلمانون کو اونکی جانب سے بدگمانی نہو۔ انتہی۔ لیکن جب انکے پیشواؤن اور اونکے باپ دادون کے ظلم و بدعت اور خاندان رسالت کی بربادی کے حالات ظاہر ہوتے ہین تو ذی فہم لوگ اونکے اس ظاہری دھوکا دینے والی تحریر اور تقریر کو سمجھ جاتے ہین اور نتیجہ نکال لیتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ مولانا شبلی صاحب نعمانی کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۱۴۲ - مین لکھتے ہین
کہ امام ابوحنیفہ کے سامنے ہزارون مسائل ایسے پیش ہوئے جنمین کوئی حدیث
موجود نہ تھی اسلئے امام صاحب کو قیاس سے کام لینا پڑا۔ اور صفحہ ۱۷۱- مین
لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہ اوس روایت کو قبول نہین کرتے تھے جو قیاس کے
مخالف ہو۔

چنانچہ امام ابو الفتح عبد الکریم شہرستانی بھی کتاب ملل و نحل کے صفحہ ۸۲ مین
اسکی تصدیق کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ قیاس سے فتوی دیا کرتے تھے اور
دیگر علماء اہل سنت کو بھی اقرار ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کا دار و مدار
قیاس پر تھا۔

اگرچہ تمامی کتب ہائے معتبر اہل سنت ایسی احادیث سے بھری ہوئی ہین کہ
جنمین رسولخدا صلعم نے حکم دیا ہے کہ قرآن و حدیث کے خلاف برتنا، قیاس
عمل کرنا ضلالت و گمراہی ہے تاہم بنظر اختصار دو قول ذیل مین نقل کیے دیتا ہون
دراسات اللبیب صفحہ ۳۰۴ - فَاعْلَمْ اَنَّ الْاَئِمَّةَ الطَّاهِرِيْنَ يُحَرِّمُوْنَ الرَّأْيَ وَالْقِيَاسَ
لِهٰذَا لَمَّا دَخَلَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلٰى مَا حَكَاهُ الشَّعْرَانِيُّ فِي
اللَّوَاقِحِ قَالَ لَهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَقِيْسُ لَا تَقِسْ فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ قَاسَ
اِبْلِيْسُ ــ ائمہ طاہرین رائے و قیاس کو فقہ مین حرام جانتے تھے ایک
دفعہ امام ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے امام صادق نے
ابوحنیفہ سے کہا کہ مجھکو خبر ملی ہے کہ تم قیاس کرتے ہو فقہ مین حالانکہ قیاس نکرنا
چاہیئے اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ میزان الشعرانی صفحہ ۶۲ - وَكَانَ الْاِمَامُ
جَعْفَرُ نِ الصَّادِقُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ مِنْ اَعْظَمِ فِتْنَةٍ يَكُوْنُ عَلَى الْاُمَّةِ قَوْمٌ يَقِيْسُوْنَ فِي الْاُمُوْرِ بِاٰرَائِهِمْ

فَیَهْدِمُ الْاِسْلَامَ بِذَالِکَ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ بدترین فتنہ اس امت مین قیاس ہے اور امورات شرعی مین رائے کو دخل دینا ہے اور قیاس و خود رائی سے گویا اسلام کو منہدم کرتا ہے۔

دراسات اللبیب صفحہ ۵۰۔ وَقَدْ کَثُرَ تَشْنِیْعُ الْمُتَقَدِّمِیْنَ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِیْ اِطْلَاقِ کَرَاهِیَّةِ الْاِشْعَارِ اور متقدمین نے ابوحنیفہ پر نہایت کثرت سے طعن کیا مسئلہ طلاق پر (جو ابوحنیفہ نے خلاف قرآن و حدیث اپنی رائے سے جاری کر دیا ہے)

مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی صفحہ ۸۔ اَلْخَطِیْبُ طَعَنَ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ وَکَابْنِ الْجَوْزِیْ فَاِنَّهُ تَابِعُ الْخَطِیْبِ فِی الطَّعْنِ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ خطیب بغدادی نے اور امام احمد ابن حنبل اور ابن جوزی نے امام ابوحنیفہ پر طعن کیا ہے۔

ایضاً صفحہ ۷۰ وَانْظُرْ اَیْضًا اِلٰی قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ فِی الرِّوَایَةِ الْاَخِیْرَةِ حَیْثُ جَعَلَ مِنْ اِبْنَاءِ اِبْدَاءِ الرَّاْیِ فِیْ مُقَابَلَةِ النَّصِّ اور عبداللہ ابن عمر بمقابلہ نص کے رائے کو دخل دیکر

ایضاً صفحہ ۷۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ قَالَ اِذَا قُلْتُمْ فِیْ دِیْنِکُمْ بِقِیَاسٍ اَحْلَلْتُمْ لَنَا کَثِیْرًا مِمَّا حَرَّمَ وَحَرَّمْتُمْ کَثِیْرًا مِمَّا اَحَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰی ابن مسعود کہتے ہین کہ جسنے قیاس کیا دین مین اوسنے حلال کو حرام کیا اور حرام کو حلال کیا۔

ایضاً عن باب مدینة العلم اَنَّهُ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالْقِیَاسِ لَکَانَ بَاطِنُ الْخُفِّ اَوْلٰی بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهٖ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر دین مین قیاس جائز ہوتا تو شکم موزہ پر مسح درست ہوتا۔ چونکہ مذہب امام ابوحنیفہ کا سلطنت اور حکومت کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا تھا جسکا اقرار مولانا شبلی صاحب نے سیر النعمان صفحہ ۷۹ مین کیا ہے بدینوجہ امام ابوحنیفہ واسطے خوشنودی خلفاء وقت و

حکومت قرآن وحدیث کے خلاف ذہنی قیاس سے فتوی دیتے تھے اور اوسی قیاس کی بنا پر اصول فقہ بھی مرتب کئے ہیں - چونکہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بھی حنفی المذہب تھے اور ہندوستان کے مسلمان بھی علے العموم حنفی المذہب ہیں لہذا شاہ عبد العزیز صاحب نے بتقلید امام ابوحنیفہ بخطر تالیف قلوب سنیان ہندوستان اپنے قیاس سے شہادت حسین علیہ السلام کی نسبت بھی لکھدیا کہ یہ شہادت اس غرض سے ہوئی کہ رسول اللہ کو درجہ شہادت حاصل ہوجاوے اور غرض یہ تھی کہ شیعوں کو بھی اس اعتراض کا موقع نہ ملے کہ اگر اہل سنت کو آل اطہار کے ساتھ محبت ہوتی تو واقعات کربلا کو تحریر و تقریر میں ہمیشہ لاتے اور اہل سنت کو بھی دشمنان آل رسول کی تقلید کی وسعت حاصل ہو - اور یہ قیاس شاہ صاحب ممدوح کا زیادہ اعتراض کے لائق نہیں جبکہ اونکے مذہب میں قیاس جائز ہے اور بربناء قیاس حلال کو حرام کر دینا اور حرام کو حلال بنا دینا روا ہے - اسی قیاس کی بناپر مجالس حال وقال میں راگ راگنی و رقص وسرود حلال کیا گیا ہے - تاکہ یہ مجالس رقص وسرود شیعوں کی مجالس عزا کا جواب ہوجاوے کہ تم گریہ وزاری میں بیخود ہوتے ہو واقعات مصائب سنکر ہم راگ راگنی سنکر محظوظ اور بیخود ہوتے ہیں اور اس آڑ میں سنت یزید کو ادا کر دیتے ہیں - پس اصلی حقیقت مذہب اہل سنت کی یہ ہے اور دارومدار اس مذہب کا قیاس پر ہے نہ شریعت پر پھر ایسا مذہب کیونکر ناجی قرار پا سکتا ہے -

تنقیح نمبر ۲۲ بحث دوم

اسمٰعیل علیہ السلام کے حکم ذبح اور بجائے اونکے

Presented by Ziaraat.Com

گوسفند کی قربانی مین مصلحت الٰہی کیا تھی اور دوام کے واسطے حیوانوں کی قربانی کس غرض سے مقرر ہوئی

چونکہ حسین علیہ السلام کی شہادت بغرض شفاعت امت مقرر ہوئی تھی بدینوجہ ذبح اسمعیل علیہ السلام کا واقعہ ایک علامت تھی شہادت حسین علیہ السلام کی جو بنی آدم کو وقوع شہادت سے دو ہزار پانچ سو اسی برس قبل سے اس واقعہ شہادت سے خبردار کر رہی تھی کہ وہ تیار رہین اعانت حسین کے واسطے اور مطلع اس امر سے کہ یہہ شہادت باعث شفاعت قرار دی گئی ہے جو شخص فرمانبرداری کریگا حسین علیہ السلام کی وہ نجات پاویگا۔ اور نافرمانی کرنے والا عذاب دوزخ مین مبتلا ہوگا۔

یہہ دستور ابتدا سے مقرر ہے کہ جب کسی نبی کی وفات کا زمانہ قریب ہوتا ہے تو وہ خبر دیتا ہے اپنی امت کو کسی دوسرے نبی کے پیدا ہونے کی جو اوسکے بعد پیدا ہوتا ہے تاکہ لوگ بے خبر ہوکر گمراہ نہو جاوین۔ چنانچہ جناب محمد صلعم کے مبعوث برسالت ہونیکی خبر وقتاً فوقتاً انبیار سابق دیتے چلے آئے ہین اور یہہ خبر ہر نبی نے اسوجہہ سے دی کہ آپ پر نبوت کا خاتمہ تھا لوگ بے خبر نرہجاوین۔ اسیطرح شہادت حسین علیہ السلام کی خبر ابتدا سے وقتاً فوقتاً بنی آدم کو دی گئی تاکہ لوگ ذریعہ شفاعت سے خبردار رہین۔ چنانچہ جب زمانہ قریب آیا اور صرف دو ہزار پانچ سو اسی برس واقعہ شہادت کو باقی رہگئے اسمعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا اور یادگاری کے واسطے جانوروں کی قربانی معین ہوئی۔

اگر اسمعیل علیہ السلام ذبح ہوجاتے تو اس سے صرف ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

الٰہی فرمانبرداری ثابت ہوتی اور اوسکے معاوضہ مین ان دونو بزرگونکو اجر عظیم
حاصل ہوتا ۔ خلق اللہ کو کوئی نفع نہ پہونچتا ۔ اور محض امتحان فرمانبرداری کیواسطے
باپ کے ہاتھ سے ایک طفل صغیر کو ذبح کرا کے مذبوح بے گناہ کو مبتلائے صدمہ
ذبح کرنا اور اوسکے باپ کو اس صدمہ مین تا حیات مبتلا سے درد و غم و حزن
ملال رکھنا فعل عبث تھا ۔ اور یہ امر شان الٰہی سے بعید تھا ۔ لیکن مقصد
اس حکم کا یہہ تھا کہ جسطرح اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے سے ابراہیم علیہ السلام کے
دلکو صدمہ عظیم پہونچتا اور وہ مبتلا سے رنج و الم ہوتے اور اوسکے معاوضہ مین اجر عظیم
پاتے اسیطرح حسین علیہ السلام کی شہادت سے جن ایمانداروںکے دل کو مثل ابراہیم
علیہ السلام صدمہ پہونچیگا اور وہ اس مصیبت شہادت کے سبب رنج و الم مین مبتلا
ہونگے اونکو بھی اجر عظیم حاصل ہوگا اور نجات پاوینگے ۔

چونکہ ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام اس فرمانبرداری مین ثابت قدم رہے
لہذا اس فرمانبرداری کا معاوضہ اسیوقت ابراہیم علیہ السلام کو تو یہ ملا کہ جو اجر
اونکو ذبح کرنے سے حاصل ہوتا وہ اجر بغیر ذبح اونکو عطا ہوا ۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام
کو ذبح ہوجانے کا پورا اجر ملا اور ذبح سے بھی بچ گئے اور اونکے عوض گوسفند
ذبح ہوا ۔ پس جسطرح فرمانبرداری کے سبب اسمٰعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ
گئے اوسیطرح مصائب حسین مین جو شخص دردناک ہوتا ہے اور محبت حسین
مین مبتلا سے رنج و محن ہوتا ہے اس فرمانبرداری کے سبب آتش دوزخ سے
نجات پاتا ہے خواہ کیسا ہی گنہگار رہو کیونکہ شہادت حسین علیہ السلام محض گنہگاروں
شفاعت کی غرض سے ہوئی جو شخص حسین علیہ السلام کا محب اور فرمانبردار ہوگا
چاہے جیسا گنہگار رہو یقیناً نجات پاویگا ۔ اسیواسطے محبت پنجتن پاک امت پر
واجب ہوئی ۔ اگر خلفاء ثلثہ کی پیروی باعث نجات ہوتی تو مثل پنجتن پاک

Presented by Ziaraat.Com

خلفاء ثلثہ کی محبت بھی امت پر واجب کیجاتی -

دہم ذیحجہ کی تخصیص جو اسمعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے محفوظ ہوئے اور بعوض اونکے گوسفند ذبح کیا گیا - اور دہم ذیحجہ مخصوص مسلمانوں کے واسطے اسوجہ سے یوم عید مقرر ہوا کہ اوس روز اسمعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ گئے اور ہمیشہ کیواسطے دہم ذیحجہ کو جو انکی قربانی مقرر ہوئی - یہ سب علامتیں عاشورہ محرم کے واقعہ کی علامتیں تھیں اور خبر دے رہی تھیں کہ دہم ذیحجہ تو اس خوشی کے سبب یوم عید ہوگیا - کہ ایک نبی زادہ ذبح ہونے سے بچ گیا - لیکن عید عاشورہ محرم بجائے عید کے یوم مصیبت قرار پاویگا اسوجہ سے کہ اوس روز ایک نبی زادہ یعنے حسین سبط رسول ذبح کیا جاویگا - جانوروں کی قربانی خبر دیتی تھی کہ جسطرح دہم ذیحجہ کو گوسفند ذبح کیے جاتے ہیں اسیطرح حسین علیہ السلام مع عزیزان و فرزندان و رفقائے دہم محرم کو مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے جاوینگے - اور قربانی کے جانوروں کے واسطے بے عیب ہونیکی جو شرط ہے اور قید لگائی گئی ہے کہ گوسفند چھ ماہ سے کم نہو یہ شرط خبر دیتی ہے شہداء کربلا کے مذبوحوں کی کہ اونمیں ششماہہ شیرخوار بھی ذبح ہوگا اور چھ ماہ سے کم عمر کا کوئی نہ ذبح ہوگا -

ابراہیم علیہ السلام جو حضرت ہاجرہ و حضرت اسمعیل کو صحرائے مکہ میں تنہا چھوڑ کر چلے آئے تو اوسوقت حضرت ہاجرہ نے عرض کی تھی کہ اے ابراہیم ہمکو ایسے مقام ویران میں کہ جہاں نہ کوئی مونس ہے نہ غمگسار کسکے اعتماد پر چھوڑے جاتے ہو اوسوقت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں تمکو اوس خدائے پاک کے اعتماد پر چھوڑے جاتا ہوں جسنے مجھکو یہاں تمھارے چھوڑ جانیکا حکم دیا - یہہ واقعہ اہل حرم کے اون مصائب کی خبر دیتا تھا کہ جب روز عاشورہ حسین علیہ السلام اہل حرم سے رخصت آخری کو آئے تو بی بیوں نے عرض کی تھی کہ یا ابن رسول اللہ

Presented by Ziaraat.Com

اس صحراے ہولناک و زغہ اشقیا مین ہمکو کس بھروسہ پر چھوڑ کر مرنے جاتے ہو او وقت
حسین علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا تھا کہ مین تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کرتا ہون اور
اوسیکے بھروسہ پر چھوڑتا ہون - اور ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد
جب آفتاب برآمد ہوا اور اسمعیل علیہ السلام شدت تشنگی سے زمین پر ایڑیان رگڑ
نے لگے اور حضرت ہاجرہ نے کوہ صفا پر کھڑی ہوکر فریاد کی اس صحرا مین کوئی بھی
ہے - یہ واقعہ حسین علیہ السلام کے اوس واقعہ کی خبر دیتا تھا کہ اسیطرح فرزند رسول
صحراے کربلا مین شدت تشنگی کے سبب آواز استغاثہ بلند کرینگے کہ ہے کوئی مونس جو
ہمکو ایک جام آب پلاوے کہ جگر ہمارا شدت تشنگی سے کباب ہوا جاتا ہے -
اور حضرت ہاجرہ جو درمیان کوہ صفا و کوہ مروہ کے سات مرتبہ دوڑین
اور اسکے واسطے حالت حج مین سعی کرنے کا ہمیشہ کے واسطے حکم ہوا یہ علامت
حسین علیہ السلام کے اوس واقعہ کی خبر دیتی تھی کہ روز عاشور حضرت حسین علیہ السلام
اسیطرح ستر مرتبہ خیمہ گاہ سے مقتل شہدا تک عزیزون اور رفیقونکی نعشین اوٹھانے
کو دوڑے تھے - اور بمقام منی جو حاجیونکو بہیمہ و ذبیحہ کو قربانی کرنے اور بعد قربانی
دو شب اور دو دن وہان بدو مین قیام کرنے کا حکم ہے یہ علامت ہے اہلحرم کے
اون مصائب کی جو شہادت حسین علیہ السلام کے بعد اونپر گذرے یعنے بعد شہادت
عمر سعد نے دو شب اور دو روز صحراے کربلا مین قیام کرکے اپنے کشتونکو جمع کرکے
دفن کیا اور شہداے کربلا بے دفن و کفن اوس صحرا مین پڑے رہے اوہنین نعشہاے
شہدا کے متصل اہلحرم نے بھی دو شب دو روز قیام کیا تھا جیسا کہ حاجی لوگ بمقام منی
متصل گوسفندان قربانی دو شب دو روز قیام کرتے ہین - اور رسم فدیہ یعنی جانورنکی
قربانی علامت ہے اون فدیونکی جو حسین علیہ السلام نے اکثر عزیز و انصار راہ خدا
مین بروز عاشور بمقام صحراے کربلا فدیہ دئے تھے - رسم احرام جو حالت حج مین

Presented by Ziaraat.Com

مقرر ہوئے یہ علامت ہے حسین علیہ السلام کے اوس ارادہ کی کہ آپنے جامہ آخری بروز
عاشورہ اپنی خواہر زینب خاتون سے طلب فرماکر زیب تن کیا اور مرنے پر کمر باندھی
اور جانب مقتل روانہ ہوے۔ رسم حلق یعنے سر منڈانا یا ناخن کٹوانا۔ یہ
علامت ہے حسین علیہ السلام کے اُس مصائب کی کہ بعد شہادت بجاے ناخن
تراشنے کے بجدل ملعون نے آپ کی ایک اونگلی بطمع انگشتری قلم کر ڈالی۔
اختتام حج کے وقت محل ہونے کی جو رسم معین ہے کہ پارچہ جات احرام اوتار
ڈالتے ہین یہ علامت ہے حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کے خاتمہ کی کہ
حاجی لوگ تو پارچہ احرام کو خود اوتارتے ہین مگر حسین علیہ السلام جو پارچہ
زیب تن کر کے شہید ہوئے تھے اوسکو اشقیا امت نے اوتارا اور لوٹا۔
پس یہ سب رسمین اور ذبح اسمعیل علیہ السلام کا حکم اور بعوض اوسکے گوسفند کا
ذبح ہونا اور ہمیشہ کے واسطے رسم قربانی کا مقرر ہونا شہادت حسین علیہ السلام
کی علامتین تھین جو ابتدا سے ظاہر کر دی گئی تھین تا لوگ خبردار رہین کہ ایک
دن ایسا واقعہ اس دنیا مین گنہگارونکی شفاعت کے واسطے واقع ہونیوالا ہے
جو لوگ ایمان لاوینگے اور پیروی کرینگے اور اعانت و طرفداری کرینگے حسین
علیہ السلام کی اور شہادت حسین کو ذریعہ نجات قبول کرینگے وہ پاسبے جیسے گنہگار لوگ
بعوض خون حسین ضرور نجات پاوینگے جیسا کہ اسمعیل علیہ السلام نے بوجہ فدیہ دینے کے
ذبح ہونے سے نجات پائی۔ اور بعد اوسکے واقعہ نہ رہیگا ذلیل سے ہو گا۔

تنقیح نمبر بست و سوم

مجموعہ تورات کتاب یسعیاہ باب ۵۳ مین ایک بزرگ کے بے جرم
وخطا ذبح ہونیکا تذکرہ ہے اور اس شہادت کا انتہا ہے کہ اُن کے

Presented by Ziaraat.Com

مجموعہ توریات و انجیل کے کتب آسمانی ہونے مین تو جاے کلام نہین مگر احکام اونکے
بوجہ نزول فرقان واجب العمل نہین رہے - اور بباعث تحریف یہ کتابین قابل
اعتبار نہین - تاہم تحریف سے یہ غرض نہین ہے کہ ساری کتاب یہ مضمون بدلکے
کوئی مضمون جدید تصنیف کیا گیا ہو بلکہ تحریف کا مطلب اسیقدر ہے کہ بعض
جملہ اسطرح پر تغیر و تبدل کیے گیے ہین کہ جن سے اصل مطلب پوشیدہ رہجاتا ہے
ظاہر نہین ہونے پاتا مثلاً کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ و ۱۹ - کا مضمون مندرجہ
ذیل قابل غور ہے -

اور خداوند نے مجھے کہا کہ اونھون نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا - مین اونکے لیے اونکے
بھائیون مین سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منھ مین ڈالونگا
اور جو کچھ مین اوسے فرماونگا وہ سب اونسے کہیگا - اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری
باتونکو جنھین وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے لونگا -

موسی علیہ السلام نے یہ خبر جناب محمد صلعم کے مبعوث برسالت ہونے کی دی تھی - اور
جسمین آنحضرت کا نام بھی ظاہر کیا تھا مگر یہود نے اسقدر تحریف کردی کہ نام نکال ڈالا
جسکے سبب سے خلق اللہ دھوکے مین پڑی ہوئی ہے اگرچہ آنحضرت کا نام اس
خبر سے نکال ڈالا گیا تاہم اسقدر تو ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نبی کے مبعوث برسالت ہونیکی
خبر ہے اور وہ نبی مثل موسی علیہ السلام کے ہوگا اور اوسپر وحی نازل ہوگی
نزول وحی کا ثبوت اس جملہ سے ہوتا ہے کہ مین اپنا کلام اوسکے منھ مین ڈالونگا
اور وہ میرا نام لیکر کہیگا پس مثل موسی علیہ السلام کے کہ جسپر وحی نازل ہوئی ہو
بجز جناب محمد صلعم کے آجتک کوئی نبی پیدا نہین ہوا تو گو اس خبر مین سے آنحضرت
کا نام نکال ڈالا گیا ہے تاہم اس خبر سے آپ کی نبوت کی صداقت تو ہوجاتی ہے
اور گمراہونکے واسطے ایک دلیل تو قایم ہوتی ہے - اسیطرح مجموعہ توریات کتاب

Presented by Ziaraat.Com

یسعیاہ باب ۵۳ - مین حسین علیہ السلام کا پورا واقعہ لکھا ہے مگر نام کا لٹا گیا ہو
تاہم اس پیش خبری کا مصداق بجز حسین علیہ السلام کے آجتک کوئی دوسرا - اس روئے
دنیا پر پیدا نہین ہوا - اسلئے شہادت حسین کا ذریعہ نجات ہونا جب اس پیش خبری
سے ظاہر ہوتا ہے تو گو نام نہین ہے - مگر آجتک کوئی دوسرا مصداق اس پیش
خبری کا بجز حسین کے جب پیدا نہین ہوا تو منکرین کے سکوت کے واسطے یہہ
پیش خبری ایک دلیل واضح ہے - اسپر بھی اگر منکرین کو انکار ہوگا تو ادنپر اس
بات کا ثابت کرنا واجب ہوگا کہ وہ کون بزرگ ہین جنکے حق مین یہہ پیش خبری
ہے - کتاب یسعیاہ باب ۵۳ کی بجنسہ نقل ذیل مین کیجاتی ہے -

۱ - ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا - اور خداوند کا ہاتھ کسپر ظاہر ہوا - ۲ - وہ
اوسکے آگے کوپل کیطرح پھوٹ نکلا ہے - اور اوس جڑ کے مانند جو خشک زمین سے
نکلتی ہو - اوسکے ڈیل وڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اوسپر نگاہ
کرین اور کوئی نمائش بھی نہین کہ ہم اوسکے مشتاق ہووین - ۳ - وہ آدمیون مین
نہایت ذلیل وحقیر تھا - وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا - لوگ گویا اوس سے
روپوش تھے - اوسکی تحقیر کی گئی اور ہمنے اوسکی کچھ قدر نجانی - ۴ - یقیناً اوسنے
ہماری مشقتین اوٹھالین - اور ہمارے غمونکا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا - پر ہمنے
اوسکا یہہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے - ۵ - پر وہ ہمارے
گناہونکے سبب سے گھائل کیا گیا - اور ہماری بدکاریونکی باعث کچلا گیا -
ہماری سلامتی کے لئے اوسپر سیاست ہوئی تاکہ اوسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہون
۶ - ہم سب بھیڑونکی مانند بھٹک گئے - ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا -
پر خدا نے ہم سب کی بدکاری اوسپر لادی - ۷ - وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ
ہوا - توبھی اوسنے اپنا منھہ نہ کھولا - وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے اور جیسے

Presented by Ziaraat.Com

بھیڑ اپنے بال کترنے والونکے آگے بے زبان ہے اوسیطرح اوسنے اپنا مونہہ نہ کھولا
۸۔ اندھیر اور ظلم کرکے اوسے لے گئے پر کون اوسکے زمانہ کا ذکر کریگا کہ وہ
زندونکی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میرے گروہ کے گناہ ہونکے سبب اوسپر ضرب پڑی
۹۔ اوسکی قبر بھی شریرونکے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اپنے مرنے کے بعد وہ دولتمند کے
ساتھ ہوا۔ کیونکہ اوسنے کسیطرح کا ظلم نہ کیا۔ اور اوسکے منہ میں ہرگز چھل نہ تھا
۱۰ لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے کچلے اوسنے اوسے غمگین کیا۔ جب اوسکی جان
گناہ کے لیئے گذرانی جاوے۔ تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا۔ اور اوسکی عمر دراز ہوگی
اور خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ کے وسیلے سے بر آویگی۔ ۱۱۔ اپنی جان کا دکھ اوٹھا کے
وہ اوسے دیکھیگا اور سیر ہوگا۔ اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتونکو راستباز
ٹھہراویگا۔ کیونکہ وہ اونکی بدکاریاں اپنے اوپر اوٹھا لیگا۔ ۱۲۔ اسلیئے میں اوسے
بزرگونکے ساتھ ایک حصہ دونگا۔ اور وہ لوٹ کا مال زورآورونکے ساتھ بانٹ
لیگا۔ کہ اوسنے اپنی جان موت کے لیئے اونڈیل دی۔ اور وہ گنہگارونکے درمیان
شمار کیا گیا۔ اور اوسنے بہتونکے گناہ اوٹھا لیئے۔ اور گنہگارونکی شفاعت کی۔

ایکہزار تین سو چھپن برس قبل از وقوع شہادت امام حسین علیہ السلام کے یہ خبر نبی نے
دی ہے جسکی نقل حرف بحرف کتاب یسعیاہ نبی مشمولہ کتاب مجموعہ توراۃ سے کی
گئی ہے۔ جو چاہے اصل کتاب سے مقابلہ کر لے۔

اب میں اس پیشخبری کے ہر ایک جملہ کی ذیل میں توضیح اور تشریح کرتا ہوں ہر
آیت کی نقل موٹے حرفوں میں لکھی جاتی ہے اور تشریح اوسکی باریک حرفوں میں۔

پہلی آیت کا جملہ اول۔ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا۔

بنی آدم میں بنی اسرائیل کو خدا نے برگزیدہ کیا تھا اور دادینی کے قوم کے لوگ

Presented by Ziaraat.Com

مبعوث برسالت ہوئے۔ لیسعیاہ نبی پر جب پروردگار عالم نے حسین علیہ السلام کی پیدائش اور شہادت کا واقعہ ظاہر کیا تو وہ افسوسناک ہوئے اور حالت تاسف مین فرمانے لگے کہ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا ہے یعنے بنی اسرائیل کو خدا نے برگزیدہ کیا۔ اور موسی علیہ السلام نے بنی آخر الزمان کے مبعوث برسالت ہونیکی خبر دی۔ لیکن باوجود اس عزت افزائی اور برگزیدگی کے بنی اسرائیل بنی آخر الزمان کی رسالت پر ایمان نہ لاوینگے اور غیر قومین ایمان لاوینگی۔ لہذا اس حالت تاسف مین بنی فرماتے ہین کہ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا یعنے خبر تو دی گئی تھی بنی اسرائیل کو اور ایمان لائین غیر قومین پس اس جملہ سے بنی نے اپنا تاسف ظاہر کیا ہے۔

پہلی آیت کا جملہ دوم۔ اور خداوند کا ہاتھ کسپر ظاہر ہوا

دست خدا کا اشارہ علی ابن ابیطالب کیطرف ہر کیونکہ یداللہ آپکا لقب ہے۔ پس بنی حالت استعجاب مین فرماتے ہین کہ بنی اسرائیل کی نافرمانی کے سبب جب غیر قومین بنی آخر الزمان کی رسالت پر ایمان لاوینگی تو اونھین کے اوپر خدا کا ہاتھ بھی ظاہر ہوگا یعنی حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام پیدا ہونگے۔

دوسری آیت کا جملہ اول۔ وہ اوسکے آگے کونپل کی طرح پھوٹ نکلا ہے

یہ اشارہ حسین علیہ السلام کی پیدائش کا ہے۔ لفظ وہ کا اشارہ تو حسین علیہ السلام کیجانب ہے اور لفظ اوسکے سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہین جسکا مطلب یہ ہی کہ وہ یعنے حسین اوسکے آگے یعنے حضرت علی علیہ السلام کے آگے کونپل کیطرح پھوٹ نکلے۔

Presented by Ziaraat.Com

جسطرح درخت سے کونپل پھوٹتی ہے اوسیطرح وہ موعود کہ جسکا ذکر نبی اس پیشین خبری
مین کرتے ہین صلب حضرت علی علیہ السلام سے پیدا ہوگا - اصل مطلب اس جملہ کا
یہہ ہوا کیونکہ آیت اولی مین ہے کہ خدا کا ہاتھ آشکار ہوا اور دست خدا سے مراد
علی ہین اور لفظ اوسکے سے کا اشارہ اوس دست خدا کی جانب ہے یعنی اوسکے
آگے کیلئے اُٹھے مین جھک گئے - وہ موعود اوسکے پیدا ہوگا جسطرح درخت مین کونپل
پھوٹتی ہے - اور تیسرے جملہ مین کنایہ کا مطلب یہ ہے کہ علی علیہ السلام سے وہ موعود یعنے
حسین علیہ السلام پیدا ہونگے - پس اس پیشینگوئی مین اوسی موعود کے پیدا ہونے کی
خبر دی گئی ہے جو تمام عالم کی نجات کا ذریعہ مانا گیا ہے جسکا ثبوت آیات مابعد
سے ہوتا ہے -

دوسری آیت کا دوسرا جملہ اور اوس جڑ کی مانند جو خشک زمین سے نکلتی ہو

خشک زمین مین جو کسی درخت کی جڑ ہوتی ہے اوسمین کونپل نہین پھوٹا کرتی جب
تک وہ زمین پانی سے سیراب نہو - اسیطرح جس عورت کو حیض نہین ہوتا اوسکے
وطن مین نہ نطفہ قیام پکڑتا ہے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور جناب فاطمہ زہرا
کثافت حیض و آلودگی ہاے دیگر سے طیب و طاہر تھین - پس اس آیت مین
نبی نے ظاہر کیا ہے کہ وہ موعود اوس بطن طیب و طاہر سے پیدا ہوگا جو کثافت
حیض و آلودگی ہاے دیگر سے طیب و طاہر ہوگا - دوسرا مطلب اس آیت سے
یہہ ہے کہ جسطرح خشک زمین مین کسی درخت کی جڑ قدرت آلہی سے بغیر پانی
سرسبز و شاداب ہوتی ہے - اسیطرح وہ موعود پیدا ہوکر پرورش پاویگا
یہہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ حسین علیہ السلام ششماہہ پیدا ہوئے ہین

Presented by Ziaraat.Com

اور جو بچہ شش ماہہ پیدا ہوتا ہے وہ زندہ نہین رہتا۔ اس دنیا مین بجز دو بزرگون کے تیسرا شش ماہہ پیدا ہوکر زندہ نہین رہا۔ ان مین سے ایک حسین علیہ السلام ہین اور مولود ثانی مین اختلاف ہے بعضون نے لکھا ہے کہ جناب یحیٰی بنی شش ماہہ پیدا ہوئے تھے اور جلاء العیون مین جناب مسیح کا شش ماہہ پیدا ہونا درج ہے پس جسطرح خشک زمین سے کسی درخت کا سرسبز وشاداب ہونا قابل تعجب سمجھا جاتا ہے اسیطرح اس موعود یعنے حسینؑ کا شش ماہہ پیدا ہوکر زندہ رہنا قابل تعجب ہے یعنی جسطرح خشک زمین سے کسی درخت کی جڑ سرسبز وشاداب ہوتی ہے اسیطرح وہ موعود شش ماہہ پیدا ہوکر زندہ رہیگا۔ تیسرا مطلب اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسینؑ جب پیدا ہوئے تھے تو جناب سیدہ کے دودھ بالکل نتھا اور جسطرح خشک زمین مین بیج درخت کا سرسبز وشاداب ہونا قابل حیرت ہے اسیطرح کسی مولود کا بغیر شیر مادر زندہ رہنا مشکل ہے پس جسطرح خشک زمین سے درخت کی جڑ سرسبز وشاداب ہوتی ہے اسیطرح اس موعود کا یعنے حسینؑ کا بے شیر مادر بزبان رسول خدا صلعم جوس کر پرورش پانیکا بھی اس آیت مین اشارہ کرتے ہین

دوسری آیت کا تیسرا جملہ اوسکے ڈیل ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اوسپر نگاہ کرین اور کوئی نمایش بھی نہین کہ ہم اوسکے مشتاق ہون

اس جملہ مین حسین علیہ السلام کی مظلومی کیجانب اشارہ ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ موعود مثل رستم واسفندیار وغیرہ پہلوانان نامی کے نہ بہت بڑا پہلوان شہرت یافتہ ہوگا نہ خوبصورتی مین مثل یوسف علیہ السلام کے بے مثل ہوگا کہ لوگ اوسکے دیکھنے کے مشتاق ہون اور نہ کوئی ظاہری نمایش اونمین مثل سلاطین کے ہوگی کہ جنکے دیکھنے کا کوئی

Presented by Ziaraat.Com

متعشق مشتاق ہو۔

تیسری آیت کا پہلا جملہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا

یہہ جملہ خبر دیتا ہے امت محمدی و اصحاب محمدی کی بیوفائی اور وصیت رسول اللہ صلعم کی نافرمانی کا۔ امیر معاویہ جب واسطے یزید کی بیعت لینے مدینہ منورہ میں آئے تو اہل مدینہ واسطے استقبال کے گئے اون میں حسین علیہ السلام بھی تھے۔ امیر معاویہ حسین علیہ السلام کو دیکھکر خشمناک ہوئے۔ اور بدترشی روئی کرنے لگے انتہا کا حسد اور عداوت کو میں خوب پہچانتا ہوں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے معاویہ اپنی زبان کو روک میں ان کلمات سخت کا سزاوار نہیں ہوں جو تو کہتا ہے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ تم انھیں سخت کلمات کے لائق ہو۔ بلکہ ان سے زیادہ بدتر کلام کے لائق ہو۔ تم جو چاہتے ہو خدا اوسکے خلاف چاہتا ہے پس اس جملہ میں جو اشارہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا ظاہر کرتا ہے اس بات کو کہ جناب رسالتمآب صلعم نے انھیں حسین کے حق میں فرمایا تھا کہ یہہ سردار جوانان بہشت کے۔ اور امت کو وصیت کی تھی کہ یہہ میرے اہلبیت ہیں اونکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا۔ اور پروردگار عالم نے انھیں حسنین کی محبت امت پر واجب کی تھی اور آیہ قل لا اسئلکم نازل فرمایا تھا۔ بعد وفات حضرت صلعم اوسی حسین کی یہہ قدر تھی کہ امیر معاویہ نے بوجہہ انکار بیعت یزید کلمات سخت کہے۔ اور سب اصحاب دیکھتے رہے اور حسین علیہ السلام کی کچھہ اعانت نکی کسیکی نسبت ہی نہ ظاہر کیا کہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا اگر ذلیل و حقیر امت کی نظر میں نہوتے تو امیر معاویہ کو نہ جرأت سخت کلامی کی ہوتی نہ اصحاب رسول و نیز اہل مدینہ اس ہتک کو دیکھ سکتے۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسری آیت کا جملہ دوم۔ وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا

پہلا صدمہ رنج و غم تو حسین علیہ السلام کو اون اصحاب رسول سے پہونچا کہ جنھوں نے حضرت علی علیہ السلام کو حکومت ظاہری سے محروم کر کے خود خلیفہ بن بیٹھے اور امت گمراہی میں پڑی۔ دوسرا صدمہ یہ پہونچا کہ مسلمانوں ہی کی سازش سے حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے۔ تیسرا صدمہ یہ پہونچا کہ امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید کیے گئے اور امام حسین علیہ السلام تنہا رہ گئے اس تنہائی میں چوتھا صدمہ یہ پہونچا کہ امیر معاویہ نے سخت کلامی کی اور کسی نے آپکی اعانت نہ کی۔ پانچواں صدمہ یہ ہوا کہ وفات معاویہ کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اوس نے ولید حاکم مدینہ کو لکھا کہ حسین سے میری بیعت لو اگر انکار کریں تو مار ڈالو مگر حضرت حسین علیہ السلام نے بیعت سے انکار کیا اور ترک وطن کر کے مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے اور ترک وطن اور جدائی روضہ رسول خدا اور جدائی ناناعزا [illegible] اور اٹھانا پڑا چھٹا صدمہ یہ ہوا کہ مکہ معظمہ میں بھی امن نہ لینے پایا اور یزید نے بھیجا ایک گروہ قتل حسین علیہ السلام کیواسطے جس سے امام حسین کو مجبوراً جانب عراق ہجرت کرنی پڑی۔ ساتواں صدمہ یہ ہوا کہ صحرائے کربلا میں جوان فرزند شیر خوار بچہ جوان بھائی بھتیجے بھانجے یاور و انصار وغیرہ آپکی آنکھوں کے سامنے ذبح کیے گئے اور انجام میں بیبیونکو بے مونس و غمخوار دشمنان دین کے نرغہ میں چھوڑ کر آپ کو بھی شربت شہادت نوش کرنا پڑا۔ انھیں رنج و غم کی نسبت نبی نے اس جملہ میں خبر دی ہے۔

تیسری آیت کا تیسرا جملہ لوگ گویا اوس سے روپوش تھے اوسکی تحقیر کی گئی اور ہمنے اوسکی کچھ قدر نہ جانی۔

اس جملہ میں نبی ظاہر کرتے ہیں کہ باوجود اس تحقیر کے کہ بعد ذکر جملہ اول و جملہ دوم

Presented by Ziaraat.Com

آیت نمبر ۱ کی توضیح مین بیان کیا گیا ہے امت محمدی کے لوگ حسین علیہ السلام کو ہجرت کرتے ہوئے دیکھینگے مگر حسین علیہ السلام کی اعانت سے کنارہ کشی اختیار کرینگے اور حسین علیہ السلام کی کچھ قدر نکرینگے گویا کہ وہ حسین علیہ السلام کی تحقیر اور شہادت اور ہجرت اور اہلحرم کی اسیری سے کہ جو باعث حقارت تھا بیخبر تھے اس روگردانی پر نبی نے افسوس ظاہر کیا ہے ۔

چوتھی آیت یقیناً اونسے ہمارے مشقتین اوٹھالین اور ہمارے غمونکا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا پر ہمنے اوسکا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہو

اور خدا صلعم کے وسیلہ سے جو شریعت امت محمدی کو ملی تھی اوسکی حفاظت اور اوسپر عمل کرنا ساری امت کے ذمہ تھا مگر امت نے شریعت کی حفاظت اور اسپر عمل کرنے سے بے پروائی او غفلت کی اور اپنا امام اور پیشوا اون لوگون کو بنایا جو قابل امامت نہ تھے اور یزید کی خلافت پر سب نے اجماع کرکے اوسکو اپنا امام بنایا ۔ اور یزید نے امام بنکر شراب خواری اور زنا اور لواطت اور حقیقی بھائی بہن کا عقد و سودخواری وغیرہ منہیات شرعی کو رواج دیا اور سب دیکھتے رہے حفاظت شریعت اور مخالفت یزید پر کوئی آمادہ نہین ہوا ۔ اور حسین علیہ السلام نے امت کی ان مصیبون کا بار اپنی گردن پر لیا یعنے حفاظت شریعت کا بار کہ جسکا تحفظ ساری امت پر واجب تھا ۔ اسپر بھی امت نے حسین علیہ السلام کی کچھ قدر نہ کی اور اونکو بوجہ مخالفت یزید امام وقت کا مخالف سمجھا ۔ اس واقعہ کیجانب نبی نے اس آیت مین خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا ۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا

Presented by Ziaraat.Com

پانچوین آیت یہ ۔ وہ ہمارے گناہونکے سبب گھائل کیا گیا ۔ اور ہماری بدکاریونکے باعث کچلا گیا ۔ ہماری سلامتی کے لیئے اوسپر سیاست ہوئی تاکہ اوسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہون

اس آیت مین خبر دی گئی ہے ۔ کہ جب امت محمدی تحفظ شریعت مین لاپرواہی اور غفلت کرکے گنہگار ہوگی اور اونکے گناہونکے سبب تحفظ شریعت کا بار وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام اپنی گردن پر لینگے تو اس سبب سے وہ گھائل یعنے نیزہ و شمشیر سے زخمی کیئے جاوینگے ۔ اور امت محمدی جو گمراہی مین پڑکر نااہلون کو دین اسلام کا امام بناوینگے اور ان نااہلونکی حکومت سے دین اسلام و شریعت اسلام مین اختلافات پیدا کرینگی اور اپنی خودرائی اور قیاسات پر دار و مدار ایمان کا رکھینگی ۔ اونکی ان بدکاریون سے ایماندارونکے بچانے کے لیئے وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام جب مستعد ہونگے تو کچلے جاوینگے یعنے قتل ہونگے اور نعش اونکی سم اسپان سے پامال کیجاویگی ۔ اور جملہ سوم مین جو خبر ہے کہ ہماری ہی سلامتی کے لیئے اوسپر سیاست ہوئی اسکا مطلب یہہ ہے کہ اوس موعود یعنے حسین علیہ السلام پر جسقدر ظلم ہونگے رہنمائی اور ہدایت امت کے واسطے تاکہ اوسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہون یعنے ہماری ہدایت اور رہنمائی کے واسطے بغرض حفاظت شریعت اوس موعود یعنے حسین علیہ السلام پر جو ظلم و ستم ہونگے اونکے سبب شریعت اسلام تاقیامت قایم رہیگی اور امت ہدایت پاویگی اور یہہ ہدایت بوجہہ حسین علیہ السلام ایمانداروںکی نجات کا ذریعہ ہوگی ۔ اور دین اسلام اسکے سبب سے تاقیامت قایم رہیگا ۔

اسیوجہہ سے شہادت حسین علیہ السلام نجات امت کا باعث قرار پائی ہے ۔

Presented by Ziaraat.Com

چھٹی آیت ہم سب بھیڑونکے مانند بھٹک گئے ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا پر خداوند نے ہم سبھون کی بدکاری اوسپر لادی۔

بھیڑونکے گلہ مین جب کوئی چروا ہا نہین ہوتا تو جسطرف جسکا منھ اوٹھتا ہے چلی جاتی ہے۔ رسولخداصلعم کے مرتے ہی لوگ سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے اور ہر شخص خلافت کا دعویدار تھا اسکی بابت جملہ اول مین اشارہ ہے کہ ہم سب بھیڑونکے مانند بھٹک گئے یعنے نعش آنحضرت کو بےگور و کفن چھوڑدینگے اور علی ابن ابیطالب جانشین پیغمبر و خلیفہ برحق سے برگشتہ ہوکر گمراہی اختیار کرینگے۔ اور جملہ دوم کا اشارہ اختلاف مذہبی کیجانب ہے یعنے حضرت علی علیہ السلام سے برگشتہ ہوکر بطلب ریاست و حکومت فتنہ و فساد برپا کرینگے اور پیشوایانکے لوگونکو گمراہ کرینگے جیسا کہ سورہ محمد و سورہ انعام و سورہ مائدہ و سورہ فرقان مین پیشین خبری ہوئی ہے جسکی نقل تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے اسکی بابت نبی نے جملہ دوم مین ظاہر کیا ہے کہ ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا یعنے شریعت کی راہ مستقیم ترک کرکے اور حضرت علی علیہ السلام سے منحرف ہوکر لوگ بطلب ریاست و حکومت گمراہ ہوجاوینگے اور اپنے اپنے طریقہ جدا جدا قایم کرکے ایک مذہب کے چند مذہب بناوینگے۔ اور اس گمراہی اور خلاف مذہبی کا نتیجہ نبی نے جملہ سوم مین ظاہر کیا ہے۔ کہ اون گمراہونکی اون بدکاریونکا بار اوس موعود کو اوٹھانا پڑیگا کون سا موعود یعنے حسین علیہ السلام کو اون کیسی بدکاریان یعنے طلب ریاست و حکومت کے سبب جو احکام شرعی کی

Presented by Ziaraat.Com

نافرمانی کرینگے اور اس نافرمانی کے سبب اختلاف مذہبی پیدا ہوگا تو لوگونکو حق و ناحق کا تمیز مشکل ہوگا جسکے انجام مین نجات سے محروم ہونگی لهذا خدا اوس موعود کو واسطے رہنمائی و ہدایت امت کے ظاہر کریگا اوسکے ذریعہ ہمیشہ کیواسطے حق و ناحق کی تمیز کا ذریعہ لوگونکو حاصل ہوگا

ساتوین آیت کا پہلا جملہ وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہوا تو بھی اوسنے اپنا منہہ نہ کھولا۔

آیت ششم کے جملہ اخیر کی توضیح مین جو ظاہر کیا گیا ہے کہ جب وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام امت کی بدکاریون کے سبب رہنمائی و ہدایت کے بار کو اپنے اوپر بحکم الٰہی اوٹھاوینگے تو اوسکی عوض وہ بہت ستائے جاوینگے اور اونکو شدید رنج و غم پہونچایا جاویگا اور وہ سب برداشت کرینگے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اور جبکو سب نے دیکھ لیا کہ خلافت یزید مین شریعت اسلام نیست و نابود ہوئی جاتی تھی حسین نے بنظر حفاظت شریعت بیعت یزید سے انکار کیا اور اس انکار بیعت کے سبب فوج یزید نے حضرت کے نو عمر اور جوان اور شیر خوار بچون و برادرون و برادر زادون و بھانجون کو تیغ جفا سے ذبح کیا کہ جسکے سبب سے حسین علیہ السلام بدرجہ غایت غمزدہ ہوے مگر آپنے بجز شکر الٰہی کے بیعت یزید کا اقرار نکیا اوسیکا اظہار اس آیت مین کیا گیا ہے۔ کہ وہ بہت ستایا جاویگا جسکا مطلب یہ ہے کہ تمامی عزیز و انصار اوسکی آنکھونکے سامنے شہید ہونگے۔ پھر لکھا ہے کہ وہ غمزدہ ہوا اسکا مطلب یہ ہے کہ ان مصائب شدید کے سبب اوسکو رنج عظیم ہوگا۔ پھر لکھا ہے کہ تو بھی اوسنے اپنا منہہ نہ کہولا یعنی باوجود گذرنے ایسے مصائب عظیم کے بھی وہ صبر اور شکر کریگا۔ اور بیعت یزید کا اقرار نکریگا۔ موہنہ نہ کھولنے کا اشارہ

Presented by Ziaraat.Com

بیعت یزید کیجانب ہے۔

ساتوین آیت کا دوسرا جملہ۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والونکے آگے بے زبان ہے۔ اوسیطرح اوسنے اپنا مُنہ نہ کھولا

اس جملہ مین نبی نے ظاہر کیا ہی کہ جس طرح بھیڑ اپنے ذبح کرنیوالے کے آگے مجبور ہوتی ہی اور اپنے بال کترنیوالے کے آگے بوجہ مجبوری سکوت کرتی ہی اسیطرح وہ موعود یعنے حسینؑ کوفیون اور شامیونکی کثرت کے سبب مثل بھیڑ کے مجبور اور بے بس ہونگے مگر اس بے بسی اور مجبوری کے سبب بھی وہ اپنا منہ نہ کھولینگے یعنی بیعت یزید کا اقرار نکرینگے۔

آٹھوین آیت۔ اندادیکے اور اوسپر حکم کرکے وہ اوسے لے گئے پر کون اوسکے زمانہ کا ذکر کریگا کہ وہ زندگی کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا میری گروہ کے گناہون کے سبب اوسپر مار پڑی

جب حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوچ کرکے جانب عراق روانہ ہوئے تھے توجب دو منزل کے قریب کوفہ رہ گیا۔ تو حُر ابن ریاحی مع بارہ ہزار سوار کے آپکے سد راہ ہوئے اور عرض کی کہ عبید اللہ ابن زیاد نے مجھکو متعین کیا ہے کہ آپ کو گرفتار کرکے اوسکے پاس لیجاؤن۔ اور حُر نے آپ کو گھیر کر صحرا کربلا تک پہونچایا۔ ایکی بابت جملہ اول مین نبی اشارہ کرتے ہین کہ اوسپر حکم کرکے

Presented by Ziaraat.Com

لے گئے اور جلد دوم وسوم مین نبی نے اپنا تاسف ظاہر کیا ہے کہ جب وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام شہید ہو جاوینگے تو اونکے اس واقعہ شہادت کا ذکر اسطور پر کہ بوجہ گناہان امت لبغرض شفاعت امت آپ شہید ہوے کون کریگا کیونکہ اوس زمانہ کے کل مسلمان بوجہ بیعت یزید باستثنار بعض کے حسین علیہ السلام کے دشمن تھے اور یہہ دشمنی زمانہ دراز تک قایم رہی اور محبان حسین بوجہ ذکر حسین بکثرت قتل ہوے اور آجتک دشمنان حسین اس کوشش سے غافل نہین ہین کہ جسطور سے ہو سکے ذکر شہادت حسین ومجالس عزا حسین کو بند کرنا چاہیے۔ نبی کو بذریعہ الہام ان واقعات سے اطلاع ہوئی جسکی نسبت وہ افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہین کہ کون اوسکے زمانہ کا بیان کریگا یعنے ہر طرف تو دشمن ہی دشمن ہونگے پھر اوس موعود کے زمانہ شہادت کا واقعہ دشمنون کے ظلم اور سختی اور مزاحمت کے سبب راست راست کون بیان کریگا کہ وہ گنہگارونکی نجات کے واسطے قتل کیے گئے اور نجات گنہگاران کے لیے اونہون نے مصایب عظیم برداشت کئے۔

نوین آیت۔ اوسکی قبر بھی شریرون کے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اپنے مرنے کے بعد دولتمندونکے ساتھ وہ ہوا۔ کیونکہ اوسنے کسیطرحکا ظلم نہ کیا۔ اور اوسکے منہ مین ہرگز چھل تھا

جملہ اول مین بطور تمثیل اسبات کا اشارہ کیا گیا ہی کہ اوسکی قبر شریرون کے درمیان ٹھہرائی گئی مطلب اسکا یہہ ہے کہ وہ بالزام انکار بیعت امام وقت قتل کیا جاویگا اور وہ گنہگار ومنکر امام وقت قرار دیا جاویگا اور شریرون مین شمار

Presented by Ziaraat.Com

کیا جاویگا لیکن وہ بعد قتل بڑا ذی رتبہ اور صاحب کمال - اور خاصان خدا
مین شمار ہوگا - کیونکہ دوسرے جملہ مین جو دولتمندونکے شامل ہونے کا
اشارہ ہے - یہ بالکل بے موقع ہے کیونکہ قبر کو دولتمندون سے کیا نسبت
اصل مطلب لفظ دولتمند سے یہی ہے کہ اوسکا شمار خاصان آلہی مین ہوگا -
کیونکہ متوفی کو دولتمندی سے کیا تعلق - اور جملہ اول و دوم کی جو توضیح مین
نے کی ہے اوسکی تائید جملہ سوم و چہارم سے ہوتی ہے جسمین لکھا ہے
کہ اوسنے کسیطرحکا ظلم نہ کیا - اسوجہ سے وہ بعد مردن دولتمندونکے ساتھ
ہوا - جسکا مطلب یہ ہے کہ بیعت یزید سے اوسکا انکار باعث گناہ نہوگا کہ
اوسکا شمار شریرون مین ہو - اور جملہ چہارم مین ہے کہ اوسکے منہ مین چھل
نہ تھا - یعنے وہ براہ مکر یا طمع بیعت یزید سے انکار نکریگا کہ شریرون مین
شمار کیا جاوے - بلکہ وہ بنظر تحفظ شریعت و استحکام دین بیعت یزید سے انکار
کریگا اسلیئے اوسکا شمار خاصان آلہی مین ہوگا - چنانچہ اسکا ثبوت ابوشکور
سلمی بہ حاشیہ شرح عقاید نسفی کی تحریر و حجت الاسلام امام غزالی و صاحب
شرح فقہ اکبر و ابن حجر مکی کے اون اقوال سے ہوتی ہے کہ جو تنقیح نمبر پنجم
مین نقل ہوے ہین اور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول کی
نقل تنقیح نمبر یازدہم و دوازدہم مین کی گئی کہ حسین قتل ہوے اپنے
نانا کی تلوار سے -

دسوین آیت - لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے کچلے - اوسنے
اوسے غمگین کیا - جب اوسکی جان گناہ کے لیے گذرانی جاوے
تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا - اور اوسکی عمر دراز ہوگی - اور

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ کے وسیلے برآویگی -

جملہ اول مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام انتہا سے درجہ رنج و مصیبت اوٹھاکر شہید ہوگا - کیونکہ پروردگار عالم کو یہی پسند آیا کہ نزول رحمت و شفاعت گنہگاران کے واسطے اسی ذریعہ کو قایم فرماوے اور جملہ سوم و چہارم مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام درجہ شہادت حاصل کرنیکے بعد اپنی نسل کو دیکھینگے - اور عمر اونکی دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اونکے وسیلے سے برآویگی - نسل سے مراد ہے اولاد اور مطیع و فرمانبردار و جب کا مطلب یہہ ہے کہ بعد شہادت اپنے اور اپنے عزیزون اور رفیقون کے خون اور مصائب عظیم کے معاوضہ مین وہ اپنی اولاد اور اپنے محبون اور فرمانبردارون اور معتقدون کی شفاعت درگاہ الٰہی سے کرا دینگے - اور درازی عمر سے یہہ مطلب ہے کہ یہہ ذریعہ نجات تاقیامت قایم رہیگا -

گیارہوین آیت اپنی جان ہی کا دکھ اوٹھا کے وہ اوسے دیکھیگا اور سیر ہوگا - اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتونکو راستباز ٹھہراویگا کیونکہ وہ اونکی بدکاریان اپنے اوپر اوٹھالیگا

جملہ اول کا تو یہہ مطلب ہے کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام مصائب شدید برداشت کرکے اور تین دن کی بھوک و پیاس مین اپنا گلا مثل گوسفندان قربانی کٹواکر اپنی اولاد اور مطیع اور فرمانبردارون اور محبون اور معتقدون کی نجات کیجانب سے اطمینان حاصل کرینگے - دیکھنے اور سیر ہونے کی غرض ہے مطمئن ہونا - یعنے

Presented by Ziaraat.Com

اپنی شہادت کی مصیبت کے عوض مین نجات محبان و فرمانبرداران و معتقدان
و مطیعان و اولاد کی نجات کا آپ کو اطمینان حاصل ہوگا - اور جملہ دویم کا یہ
مطلب ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ گمراہونکی رہنمائی اور ہدایت
کا ذریعہ ہوگا - اور اکثر منافق اور مرتد - اس واقعہ شہادت کے حالات سنکر
استبانا اور مومن ہوجاوینگے چنانچہ اسکا ثبوت اظہر من الشمس ہے کہ مجالس
عزا مین ذکر شہادت حسین علیہ السلام کی سماعت کے سبب شیعونکی کثرت بہت
زیادہ ہوگئی جسکا اقرار مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اپنی کتاب تحفہ
اثنا عشری کے دیباچہ مین کرتے ہین جسکی نقل تنقیح نمبر بست و یکم مین ہوچکی ہے
اور سارا زمانہ جانتا ہے کہ زمانہ اختتام خلافت بنی عباس تک شیعہ بے حد و
بے حساب قتل ہوسے ہین - پھر بھی اونکی کثرت روز بروز بڑھتی جاتی ہے
اور منافق و مرتد شہادت حسین علیہ السلام کے واقعات سنکر اور ان واقعات
کی اصلیت سے واقف ہونے پر راست باز ہوتے چلے جاتے ہین - اور
جملہ سوم کا یہ مطلب ہے کہ حسین علیہ السلام یہ سارے مصائب گنہگاران
امت ہی کیواسطے اوٹھاوینگے اسلئے وہ اپنے محبون اور معتقدون اور
فرمانبردارونکی نجات کا ذریعہ قرار پاوینگے -

بارہوین آیت - اسلیئے مین اوسے بزرگونکے ساتھ ایک
حصہ دونگا اور وہ لوٹ کا مال زور آورونکے ساتھ بانٹ لیگا
کہ اوسنے اپنی جان موت کے لیئے اونڈیل دی - اور وہ
گنہگارونکے درمیان شمار کیا گیا - اور اوسنے بہتونکے گناہ

Presented by Ziaraat.Com

اوٹھائینگے اور گنہگارونکی شفاعت کی

جملہ اول مین جو لفظ بزرگوں کا ہے اور جملہ دوم مین لفظ زور آورونکا ان دونون
لفظون سے مراد انبیا سے ہی اور جملہ دوم مین جو لفظ لوٹ کے مال کا ہے
اس سے مراد رحمت آلہی ہے پس جملہ سوم مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنی
حسین علیہ السلام بنظر تحفظ دین و تحفظ شریعت اپنی شہادت کو بخوشی و رضامندی
قبول کرینگے اور اس تحفظ دین و تحفظ شریعت مین وہ اس درجہ مصائب شدید
برداشت کریگا کہ ابتداے پیدائش دنیا سے کسی انسان نے برداشت نہین
کئے لہذا پروردگار عالم اونکو انبیا کے ساتھ ایک حصہ دیگا اور وہ انبیا کے
ساتھ لوٹ کا مال بانٹ لیگا یعنے خلق اللہ کی ہدایت و رہنمائی مین جو مصائب
انبیا علیہ السلام نے اوٹھائے ہین اونکے معاوضہ مین وہ رحمت آلہی کے سزاوار
ہونگے ۔ لہذا اونکے ساتھ ایک حصہ رحمت آلہی کا حسین علیہ السلام کو بھی بعوض
شہادت ملیگا اور اوس رحمت کے سبب وہ یعنی حسین علیہ السلام اپنے گنہگار
محبون اور معتقدون اور فرمانبردارونکی شفاعت کریگا کیونکہ وہ یعنے حسین
علیہ السلام سارے مصائب اور ایذاے قتل اسیواسطے گوارا کریگا کہ اوسکی اولاد
اور اوسکے محب اور اوسکے معتقد اور اوسکے فرمانبردار بحالت گناہان کبیرہ و
صغیرہ بھی رحمت آلہی کے سبب نجات پاوین اور رحمت الہی بعوض خون
حسین اونکی اولاد و اونکے محبون و معتقدون و فرمانبردارون کے معافی
گناہان کا ذریعہ اور باعث شفاعت ہو ۔ اور جملہ چہارم و پنجم مین نبی خبر دیتے
ہین کہ وہ موعود یعنے حسین اگر دشمنونکے نظر مین گنہگار شمار ہوگا بوجہ انکار
بیعت یزید لیکن پروردگار عالم اوسکی شہادت کو امت گنہگار کی شفاعت کا
ایک ذریعہ مقرر کریگا اور اوسکی شہادت کے معاوضہ مین اوسکی اولاد کو اوسکے

Presented by Ziaraat.Com

مجھکو اور میرے فرمانبرداروں کو اور میرے معتقدوں کو بخشدیگا خواہ وہ لوگ کیسے ہی گنہگار ہوں۔

تجویز آخیر

واقعات مذکورہ سے یہہ بات بخوبی ثابت ہے کہ وفات رسولخدا صلعم کے بعد اصحاب رسول اللہ صلعم نے بمطلب ریاست و حکومت طمع دنیا مین پھنسکر فتنہ و فساد برپا کیا۔ اور منصب خلافت و امامت کو خاندان رسالت سے منتقل کر کے امت کو رہنمائی و ہدایت سے محروم کیا۔ اور اس طمع دنیاوی کے سبب اسلام کی حالت کو اسدرجہ خراب و برباد کیا کہ ایک دین چند فرقون مین تقسیم ہو گیا۔ اور جس اتحاد اور اتفاق کی بنیاد اسلام نے قایم کی تھی اوسکو ایسا برباد کیا کہ جسکا انجام زوال سلطنت اور باہمی دشمنی کا ترقی دینے والا ہوا اور اس طمع دنیاوی کے سبب خاندان رسالت کو تباہ و برباد کر دیا۔ آل رسول کے ساتھ ایسی مخالفت کی کہ وہ امت کی نظرون مین حقیر ہو گئے۔ اور امت نے آل رسول کی امامت کو قبول نہین کیا۔ اور خلیفہ وقت نے جسکو چاہا امام بنا کر امت کو راہ نجات سے گمراہ کیا۔ کتنے بڑے تعجب کی بات ہی کہ امام جعفر صادقؑ کے زمانہ حیات مین ابوحنیفہ امام بنین اور سارا زمانہ اونکی تقلید کرے اور اونکا مذہب از نام حنفی دنیا مین جاری ہو۔ اور امام اعظم کے نام سے مشہور ہون اور کعبہ مین اونکا مصلی بنایا جاوے۔ اور امام برحق حضرت جعفر صادقؑ کی پیروی اور تقلید سے امت برگشتہ رہے۔ اور مذہب جعفری کے نام سے نفرت کرے۔ اور پھر بے شرمی کے ساتھ فخریہ یہہ بھی کہا جاوے کہ ابوحنیفہ امام جعفر صادق کے شاگرد تھے۔ افسوس افسوس

صد افسوس کہ شاگرد تو امام اعظم کہلاوے اور اوستاد کی اوسکے مقابلہ مین کوئی وقعت نہو اور یہہ لقب امام اعظم کا صاف صاف اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ ابو حنیفہ کل دعویداران امامت سے بڑے اور افضل تھے اور جب اونکا بڑا اور بزرگ ہونا امت نے تسلیم کیا اور اونکا مذہب اختیار کیا تو یہہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ ابو حنیفہ اپنے اوستاد امام جعفر صادق سے بھی بڑے اور افضل اور بزرگ تھے۔ اگر امت ابو حنیفہ کو امام جعفر صادق سے بڑا اور افضل نہ تسلیم کرتی تو بمقابلہ امام جعفر صادق کے ابو حنیفہ کو لقب امام اعظم نہ دیتے اور بمقابلہ امام جعفر صادق کے ابو حنیفہ کی پیروی نکرتے اور اسلام مین از نام حنفی ایک مذہب قایم نہ کرتے۔ ابو حنیفہ کو محض دشمنی آل رسول کے سبب مسلمانون کے اوس گروہ نے کہ جسکے قبضہ مین حکومت تھی امام بنایا اور اونکے نام سے ایک مذہب قایم کیا اور اونکا مصلی بیت اللہ مین قایم کیا اور امام جعفر صادق کی توہین اور شرمندہ کرنے کی غرض سے ابو حنیفہ کو لقب امام اعظم سے نامزد کیا تاکہ خلق اللہ پر ظاہر ہو کہ امام جعفر صادق کے بمقابلہ ابو حنیفہ کے کوئی حقیقت نہین نہ امام جعفر صادق کو کوئی فضیلت ابو حنیفہ کے مقابلہ مین حاصل تھی۔ مین مولانا شبلی صاحب پروفیسر علی گڈہ کالج کی تحریر مندرجہ سیرۃ النعمان صفحہ ۵۴ کو حسرت اور تعجب کی نظرون سے دیکھتا ہون شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی لکھتے ہین کہ ابو حنیفہ ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے امام محمد باقر کی خدمت مین حاضر رہے۔ اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتین اونسے حاصل کین اوسکو شیعہ وسنی دونون نے مانا ہے اور ابو حنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ امام محمد باقر کی فیض صحبت تھا۔ ابو حنیفہ نے اونکے فرزند حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے

Presented by Ziaraat.Com

فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اوٹھایا جسکا ذکر عموماً تاریخون مین پایا
جاتا ہے - ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے - لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی
اور خیرہ چشمی ہے - ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہون لیکن فضل و کمال مین
اونکو حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت - حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم
اہلبیت کے گھر سے نکلے - یہ اقرار مولوی صاحب کا مجبوری کا ہے نہ عقیدتاً
کیونکہ علے العموم اہل سنت ابن تیمیہ کے ساتھ متفق القول ہین - چنانچہ امام
زہری نے تمام عالم مین چار صاحبون کا عالم و فاضل ہونا تسلیم کیا ہے مدینہ مین
ابن المسیب بصرہ مین حسن شام مین مکحول کوفہ مین شعبی - اگر اہل سنت کے نزدیک
امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کو درجہ فضیلت حاصل ہوتا تو انکے
مقابلہ مین ابن المسیب و حسن و مکحول کو علم و فضل مین ترجیح دیجاتی نہ ابو
حنیفہ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوتے مولانا شبلی صاحب یا بعض دیگر
علمائے اہل سنت جو مثل مولانا شبلی صاحب کے امام محمد باقر و امام جعفر صادق
کی فضیلت کا اقرار کرتے ہین اونکا یہ اقرار ہر ذی فہم کو افسوسناک کرتا ہے کہ باوجود
اس صاف و صریح اقرار کے پھر بھی دشمنان آل رسول سے عقیدت ترک نہین
ہوتی اور محبت آل رسول کا زبان سے تو اقرار کیا جاتا ہے مگر دل سے پیروی
نہین کیجاتی اگر دل سے پیروی ہوتی تو دشمنان آل رسول کی نفرت بھی یقیناً
دل مین پیدا ہوجاتی اور جب آل رسول کے دشمنون کیجانب سے دل مین نفرت
پیدا ہوتی تو اسمین بھی شک نہین کہ بجز دوازدہ امام کے مصنوعی امامون کی
تقلید بھی نہ کیجاتی نہ امام ابوحنیفہ کو بمقابلہ دوازدہ امام کے امام اعظم کے لقب
سے یاد کرتے نہ بمقابلہ مذہب دوازدہ امام کے مذہب حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی
کو اہلسنت اختیار کرتے - یہ زبانی اقرار محبت آل رسول کا محض اس غرض

Presented by Ziaraat.Com

سے ہے کہ عامہ خلائق کی نظرون مین اہل سنت دشمنان آل رسول مین شمار ہوون۔ مگر یہ غیر ممکن ہے جو شخص آل رسول کے مخالفونکو یا آل رسول کی توہین کرنیوالونکو اچھا کہیگا اونکی بزرگی کا قائل ہوگا اونکو اپنا پیشوا سمجھیگا۔ وہ بظاہر چاہے جسقدر آل رسول کی صفت کرے مگر شمار اوسکا دشمنان آل رسول ہی مین ہوگا۔

اصحاب رسول کی طمع دنیوی حضرت علی علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا باعث ہوئی اگر اصحاب رسول طمع دنیوی کے سبب آل رسول کو امت کی نظرون مین کم وقعت نہ کردیتے تو حضرت علی علیہ السلام و حسین علیہ السلام تیغ جفا سے اور امام حسن و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسی کاظم و امام رضا و امام محمد تقی و امام محمد نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام زہر ہلاہل سے شہید نہ ہوتے۔

عالمون اور فاضلون نے بنظر حصول عزت و دولت غاصبان خلافت و دشمنان آل رسول کی عیب پوشی کے واسطے شریعت اسلام مین قیاس کو اور اپنی رائے کو داخل کرکے اصول اسلام کو ایسا خراب کیا کہ عوام کو حق و ناحق کی تمیز مشکل ہوگئی اور اسلام کو اسدرجہ تباہ و برباد کیا کہ مسلمانونکو باہمی دشمنی سے فرصت نہین ملتی وہ اشاعت دین اور ترقی اسلام مین کیا کوشش کرسکتے ہین۔ بلکہ باہمی دشمنی کے سبب مفلس اور محتاج ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین۔ جہالت روز بروز ترقی پر ہے علم انگریزی حاصل کرنے والے تو اسلام کو بالکل ہی بےحقیقت جانتے ہین۔ جسقدر حکومتین و سلطنتین اسوقت مسلمانونکے قبضہ مین ہین وہ باہمی دشمنی کے سبب بوجہ یورش مخالفان اسلام خطرناک حالت مین ہین۔ مین حیران ہون کہ مسلمانان ہندوستان کے ہاتھ مین اسوقت کون سی

سلطنت اور حکومت ہے کہ جسکا عیش دنیوی اونکو نجات عقبےٰ کیجانب رجوع ہونے سے روکتا ہے۔

جو لوگ واقعات اسلام سے ناواقف ہونے کے سبب اپنے باپ دادون کی تقلید کو نجات عقبی کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہین وہ بڑی غلطی مین ہین۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے بخوبی ثابت ہے کہ بلا محبت آل رسول نجات کا پانا غیر ممکن ہے اور روزہ، نماز کی تکلیف بلا محبت آل رسول بے سود ہے۔ اور محبت آل رسول اوسوقت تک غیر معتبر ہے جب تک کہ دشمنان آل رسول کے ساتھ اظہار نفرت نہ کیا جاوے۔

اسوقت اسلام مین بجز امید نجات حصول دنیا کا نام ونشان باقی نہین۔ اور جب اسلام کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حصر صرف نجات عقبی پر ہے تو پھر باہمی دشمنی سے حاصل کیا ہے۔ فرض کر لیا جاوے کہ شیعہ امیر معاویہ کو برا جانتے ہین اور اونکے ساتھ اپنی نفرت ظاہر کرتے ہین اور اہل سنت امیر معاویہ کو قابل درود سمجھتے ہین اور اپنا پیشوا جانتے ہین۔ اگر درحقیقت امیر معاویہ قابل درود ہین اور شیعہ اونکو بلاوجہ برا کہتے ہین تو اس کا مواخذہ قیامت مین شیعون سے ہوگا۔ اہل سنت کا کیا نقصان ہے جو شیعون سے دشمنی کرکے اسلام کو تباہ کرتے چلے جاتے ہین۔

مین افسوس کرتا ہون اہل سنت کے اس عقیدہ پر کہ زبان سے تو اقرار توحید واقرار نبوت کرتے ہین۔ مگر حضرت عمر کے حکم کے سامنے احکام الٰہی واحکام رسالت پناہی کی کوئی قدر نہین سمجھتے۔ زبان سے تو آل رسول کی محبت کا اقرار کرتے ہین مگر دلون مین آل رسول کا بغض بھرا ہوا ہے جب فضائل آل رسول بیان ہوتے ہین تو سنکر غضب ناک ہوتے ہین مصائب آل رسول

Presented by Ziaraat.Com

سنکر خندہ زنی کرتے ہین - بنی فاطمہ کو کہ جو اصلی شیعہ ہین اور جنکی تقلید مین ایک
بڑا گروہ اہل عجم کا اور دوسری قومین مذہب شیعت کو اختیار کئے ہوئے ہین
انکو ابن سبا کا چیلہ اور مرید بتاتے ہین - حضرت علی علیہ السلام کی نسبت کہتے
ہین کہ وہ عاصی اور گنہگار تھے مشکل کشا نہ تھے اور نہین انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی
اور اس دشمنی کا اظہار بھی کرتے جاتے ہین اور آل رسول کی محبت کے بھی
دعویدار ہین اور مطلق شرم نہین کرتے - مجالس عزا کی مسدودی اور نام پنجتن
کے مٹانے کی انتک کوشش کرتے چلے جاتے ہین - اسپر بھی مسلمان ہونیکا
بڑے ناز کے ساتھ دعوی کرتے ہین - اہل سنت کی معتبر کتابون سے بخوبی ثابت
ہے کہ اسلام مین بجز مذہب شیعہ کے کوئی دوسرا مذہب ہرگز ناجی نہین ہے
شیعہ حق پر ہین اور بجز شیعونکے کسی دوسرے فرقہ کو حق نجات حاصل نہین
جیسا کہ بالتصریح تنقیح وار ہین ثابت کر چکا ہون - پس بوجوہ مندرجہ کتاب ہذا
مین ظاہر کرتا ہون کہ جناب مولوی شیخ احمد صاحب کی کل تصنیفات گمراہونکو
راہ بتانے والین اور بے دینونکو راہ ہدایت دکھلانے والین اور نجات
بخشنے کا سبق پڑھانے والین ہین - اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی تصنیفات
دوزخ کا راستہ بتانے والین آل رسول کی دشمنی کو ترقی دینے والین ایماندارونکو
گمراہ کرنیوالین مذہب اسلام مین دشمنی اور نفاق پر لوگونکو آمادہ کرنیوالین ہین
اسوقت اہل سنت مین جو بتقلید سرسید بالقابہ جابجا انجمنین بنظر تجویز حصول
معاشرت قایم ہوئی ہین وہ بالکل بیکار ہین میرے نزدیک دو کام اختیار کرنے
سے اہل سنت کو یقیناً نفع پہونچیگا - جسکی تصریح ذیل مین کی جاتی ہے -

۱- اگر حصول دنیا کی رغبت ہے تو سرسید کے ہاتھ پر دستور قدیم کے مطابق
اجماع کرکے بیعت کرنا چاہیے اور سرسید کی امامت کو بالاتفاق تسلیم کرنے سے

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت کو وہی عروج از سر نو حاصل ہو جاویگا کہ جو عروج امیر معاویہ کی امامت
اور خلافت سے حاصل ہوا تھا۔ سرسید کے ساتھ مخالفت کرنا یا اونکے قایم کیے
گئے ہوے طریقہ کو اسلام کے خلاف تبلانا یا اونپر کفر کے فتوے لگانا سراسر
جہالت اور نادانی ہے اور اس مخالفت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل سنت واقعات
اسلام سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہین اور سادہ لوحی کے سبب سرسید کے
ساتھ مخالفت کرتے ہین ورنہ سرسید کی جسقدر تدبیرین اور تجویزین ہین وہ
پوری پوری حضرت عمر کی تقلید ہے سر مو فرق نہین ہے۔ اور وفات حضرت عمر کے بعد مثل
حضرت عمر بجز سرسید کے اہل سنت مین آجتک کوئی ذی فہم اور دانشمند پیدا نہین ہوا
۲- اور اگر حصول نجات کی خواہش ہے تو جو انجمنین قایم ہوئی ہین اونمین
اتفاق باہمی سے اول ایک فہرست مختصر واقعات اسلام کی مرتب کرنی چاہیے
اور اوس فہرست سے غور کامل کے بعد اون لوگون کے نام منتخب کرنا چاہیے
کہ جنھون نے وفات رسول خدا صلعم کے بعد محض طمع دنیا اور طلب حکومت
و ریاست کے سبب فتنہ و فساد کیا اور آل رسول کے ساتھ دشمنی کرکے خاندان
رسالت کو تباہ و برباد کیا اور دین اسلام مین رخنہ ڈالا ان لوگون کے ساتھ
اظہار نفرت کرکے آل رسول کے ہدایات و قرآن و حدیث کی پابندی اختیار
کرکے باپ دادونکی تقلید اور خلاف قران جو رسم و رواج جاری ہین اونسے
پرہیز اختیار کرنا چاہیے۔ اسطور پر اگر کوشش کیجاویگی تو نجات عقبی بھی حاصل
ہوگی۔ اسلام مین اتفاق بھی پیدا ہو جاویگا۔ اختلاف مذہبی بھی باقی نہین
رہیگا۔ شیعہ سنیون مین اتحاد بھی ہو جاویگا۔ اور مخالفت مذہبی بھی باقی
نرہیگی۔ اور جب تک باپ دادونکی تقلید ترک نہ کیجاویگی دشمنان آل رسول و بانیان
اختلافات دینی کی عیب پوشی کی تدبیرون سے دست برداری اختیار نکی جاویگی اوسوقت تک

Presented by Ziaraat.Com

نہ ذریعہ نجات حاصل ہوگا۔ نہ عیش دنیا میسر ہوگا۔ اور جب نجات عقبیٰ کا اطمینان نہو تو پھر روزہ و نماز کی تکلیف باپ دادو نکی تقلید مین رنج و مصائب کا اوٹھانا ایک فعل عبث ہے۔ میری راے مین سرسید نے جو کچھ سمجھا خوب سمجھا۔ اور یہی ثبوت اونکے اعلے درجہ کے ذی فہم اور قابل ہونے کا ہے کہ اسوقت اسلام جو عروج اور اعزاز اونکو اور اونکے خاندان کو حاصل ہوا وہ آجتک انگلش حکومت مین کسی مسلمان کو حاصل نہین ہوا تدبیرین سب نے کین مگر جب سرسید کے برابر بیدار مغزی دانشمندی مین کوئی نکلتا تو مثل سرسید عروج و اعزاز پاتا۔ بقول شخصی ؎

اگرچہ شیخ نے ڈاڑھی بڑھائی سن کی سی مگر وہ بات کہان مولوی مدن کی سی۔

یہانتک مین لکھ چکا تھا کہ ایک لیکچر مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا دربارہ اثبات خلافت شیخین مطبوعہ نہم فروری ۱۸۹۶ء میرے پاس پہونچا جسکے مطالعہ سے میرے اس فیصلہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔

لیکچر مذکور کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولویصاحب ممدوح ایک متعصب سنت والجماعت مذہب کے عالم ہین۔ وہ اپنے لیکچر مذکور کے صفحہ پنجم مین تحریر فرماتے ہین کہ۔ (مین نے سیالکوٹ مین ایک اشتہار دیکھا جسکا نام مشتہر نے آئینہ حق نما رکھا تھا۔ اس اشتہار مین یہ دعوی تھا کہ شیخین اس دنیا سے باایمان نہین گئے یا یون سمجھے کہ دنیا سے بے ایمان اور منافق اور مرتد گئے۔ اس اشتہار سے جو قلق اور اضطراب میرے دلپر طاری ہوا۔ اللہ تعالے علیم اوسے خوب جانتا ہے۔ جس دن سے یہ اشتہار دیکھا اوسی دن سے مجھکو کرب اور غم لگا رہا۔ بہت دیر تک سوچتا رہا کہ مین اون بزرگ بدونکی طرف سے کیا ذب اور دفاع (ڈیفنس) کرسکتا ہون مین نے اشتہار دیا تھا کہ مین قران مجید کی

Presented by Ziaraat.Com

رو سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کو ثابت کرونگا) یہ
عبارت کہ دخطوط ہلالی کے اندر ہے وہ بجنسہ مولوی عبدالکریم صاحب کے لیکچر
کی عبارت کی نقل ہے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اس لیکچر کے دیباچہ میں صفحہ
نمبر۲ مندرجہ ذیل عبارت ارقام فرمائی ہے۔ عبارت "اگرچہ اس لیکچر کی نسبت
بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اسمیں شیعوں کے اشتہار کے مندرجہ حوالجات پر بھی کلام ہوگا
جنھیں وہ علماء اہل سنت سے منسوب کرتے ہیں بعض بہت غور کرنے کے
معتاد نہ تھے اپنے مظنون کے خلاف دیکھکر کچھ شکستہ دل ہوئے۔ الی آخرہ۔
اس تحریر سے بخوبی ثابت ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب سا عالم و فاضل سنت جماعت
کو جبکہ شیعوں کا اشتہار آئینہ حق نما دیکھکر انتہا درجہ کا قلق اور اضطراب ہوا۔ اور
اونھوں نے اس قلق اور اضطراب کی حالت میں اشتہار دیا کہ قرآن کریم سے
خلافت شیخین ثابت کیجاویگی بربنا اس اشتہار کے نہم فروری ۱۸۹۶ء کو شہر
سیالکوٹ میں بمکان میر حسام الدین صاحب بکثرت اہل سنت جمع ہوئے اور
مولوی عبدالکریم صاحب نے ثبوت خلافت میں بہت کچھ زور مارا اور کوشش
کی اور تقریر طویل و طویل بیان فرمائی مگر ثابت نہ کر سکے اور آئینہ حق نما میں
جو شیعوں نے حوالجات کتب اہل سنت سے دربارہ تکذیب خلافت خلفاء
ثلثہ لکھے تھے اونکی تردید نہو سکی جسکے سبب سے حاضرین جلسہ کی دل شکنی ہوئی
جسکا اقرار مولوی صاحب ممدوح نے لیکچر مذکور کے صفحہ دوم میں کیا ہے۔ بس اس
اقرار سے میرے اس فیصلہ کی پوری پوری تائید ہوگئی۔ اور اب تو غالباً
ہر ذی فہم اس امر کا یقین کرسکتا ہے کہ اس دنیا میں بجز فرقہ شیعہ کے اسلام
میں کوئی دوسرا فرقہ ناجی نہیں قرار پاسکتا۔
مولوی صاحب ممدوح نے اشتہار تو دیا کہ میں قرآن مجید سے خلافت شیخین کو

Presented by Ziaraat.Com

ثابت کرونگا اور ارنکے ہم مذہبون نے بحالت نا امیدی اس وعدے کو غنیمت سمجھکر مجمع بھی کیا۔ مگر ثبوت خلافت شیخین کا ذکر قران مجید مین پاتے تو کہان پاتے وہی قیاسی قصہ بیان کرنا شروع کردیا جس قیاس پر مذہب اہل سنت کی بنا ہو جسکو سنکر ذی فہم سامعین شکستہ دل ہوگئے۔ اور اس شکستہ دلی کا مولویصاحب کو اقرار کرنا پڑا جس اقرار کی نقل بلفظہ مین نے لکھدی ہے۔

زیادہ تر تعجب یہہ ہے کہ مولویصاحب ممدوح اگر خلافت شیخین کے ثابت کرنے سے عاجز ہوئے تھے تو اونپر یہہ تو فرض تھا کہ شیخین کے کامل الایمان فوت ہونے کو تو ثابت کردیتے اور اشتہار آئینہ حق نما مین جو بحوالجات اہل سنت شیخین کے اس دنیا سے باایمان فوت نہونے کا اثبات کیا گیا تھا اوسکی تو تردید کردیتے۔ مگر اسکی بھی تردید نکر سکے۔ سچ بھی تو ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحب سے انگریزی تعلیم یافتہ عالم اپنے علماء مذہبی کے اقرارات کی تکذیب کے دلائل کہان سے پیدا کرکے شیخین کے کامل الایمان مرنے کو ثابت کرسکتے۔ مجبور ہوکر سکوت اختیار کرنا پڑا۔ اور ذی فہم کیواسطے بجز سکوت کے چارہ کیا تھا۔ مگر مولویصاحب ممدوح سے ایک غلطی بہت سخت ہوئی۔

جب انکو اشتہار آئینہ حق نما دیکھکر اضطراب اور قلق پیدا ہوا۔ اور عرصہ تک وہ سوچتے بھی رہے کہ شیخین کے الزامات کو کس طریقہ سے دفع کرین اور اس فکر وغم مین اونھون نے خواب بھی دیکھا جسکا ذکر اونھون نے اپنے لیکچر کے صفحہ دوم مین لکھا ہی تو جو ہدایت اونکو خواب مین ہوئی تھی اوسپر عمل کرتے مگر افسوس ہر کہ اونھون نے اپنے خواب پر بھی عمل نہ کیا۔ مولویصاحب ممدوح نے جو خواب دیکھا ہر اوسکی نقل انکے لیکچر سے بجنسہ ذیل مین لکھ دیتا ہون تاکہ ناظرین مولویصاحب کے مبارک خواب سے بھی مطلع ہو جاوین۔

نقل عبارت مولوی عبد الکریم صاحب مندرجہ صفحہ دوم لیکچر مرقومہ نہم فروری ۱۹۰۶ء

جب مین نے اس لیکچر کے دینے کا ارادہ کیا معمولاً جناب باریتعالے مین بہت بہت دعا کی اور اپنے سید مولا رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر انتظار کیا کہ اللہ تعالے اس کام مین مجھے اپنی روح سے تایید بخشی لیکچر کے مین دن کی رات کو کیا دیکھتا ہون - اللہ تعالے کا کوئی مبشر میرے دوست چودھری نصر اللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ کی تمثیل مین آیا - اور مجھے بڑی خوبصورت عینک دکھائی مین نے اوسے تجربہ کرکے بینائی کے لیئے فوق العادہ نوربخش اور تقویت دہ پایا قیمت پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ مین یہہ آپکے لیئے ہدیہ لایا ہون - میرے دلمین اس سے بڑا یقین حاصل ہوا کہ اس کام مین اللہ تعالی میری بڑی نصرت کریگا - الی آخرہ -

جناب مولوی صاحب خواب تو آپ نے بہت عمدہ دیکھا اور اس خواب مین ہدیت بھی آپ کو اچھی ہوئی مگر چونکہ رجوع آپکا جانب گمراہی تھا بدینوجہ اس خواب نے آپکو کوئی نفع نہ بخشا اور آپ نے مطلب اوسکا اولٹا سمجھا - بقول سعدی ؎

نصیحت کن مرا چندان کہ خواہی ۔ کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی

دیکھیے مین اس خواب کا مطلب آپکو سمجھائے دیتا ہون اور تعبیر کیے دیتا ہون قبول کرنا نہ کرنا آپ کے اختیار مین ہے - اسبات کو اس دنیا کے کل ڈاکٹر اور حکیم اور تمامی عقلا تسلیم کر چکے ہین کہ چشمہ یعنے عینک کی احتیاج اوس شخص کو ہوتی ہے جسکی بصارت کم ہوجاتی ہے - چونکہ آپ نے اشتہار دیدیا تھا کہ مین خلافت شیخین کو قرآن مجید سے ثابت کرونگا اور یہہ امر محال عقلی تھا اگر شیخین کی خلافت کا قرآن مجید سے ثابت ہونا ممکن ہوتا تو تیرہ سو برس سے بڑے بڑے زبردست علماء اہل سنت مجبور ہوکر یہہ نہ کہدیتے

کہ خلافت کا تعین خدا پر یا رسولخدا پر واجب نہ تھا بلکہ یہ امر امت کے اختیار مین چھوڑا گیا کہ جسکو چاہین اجماع کرکے اپنا خلیفہ بنا لین۔ اسی بنا پر امت نے اجماع کرکے شیخین کو اپنا خلیفہ بنایا اسکے ثبوت مین صحیح مسلم وصحیح بخاری وغیرہ کتب معتبر کو ملاحظہ فرمائی اور شرح عقائد نسفی کا صفحہ ۱۰۴ دیکھی گئی۔ خلافۃ ای نیابتھم عن الرسول فی اقامۃ الدین بحیث یجب علی کافۃ الامم الاتباع ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب علی الخلق لا یجب علی اللہ بدلیل سمعی او عقلی لیس فیہ۔ ترجمہ خلافت یعنی نیابت طرف سے رسول کے قایم کرنے مین دین کے بانیطور کہ بیعت اوسکی اوپر سب امت کے واجب ہو اور اس امر پر اجماع ہے کہ نصب کرنا امام کا واجب ہی خلق پر ونہین واجب ہے اوپر اللہ کے بدلیل حدیث اور بدلیل عقلی۔

اب غور فرمائیے کہ اگر قران مجید سے شیخین کی خلافت ریگ دریا کے ایک ذرہ کے برابر بھی ثابت ہوتی۔ تو بڑے بڑے علماء اہل سنت مجبور ہوکر اجماع امت کیجانب رجوع نکرتے۔ چونکہ آپکا یہ دعوی کہ خلافت شیخین قران مجید سے مین ثابت کرونگا تمامی متقدمین ومتاخرین علماء اہل سنت وقران مجید کے مخالف تھا۔ اور آپ نے اعانت چاہی خدا سے اور غالبًا یہ دعاء طلب اعانت کی آپ نے برجوع قلب کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی سادہ لوحی کے سبب اپنی گمراہی سے بالکل بے خبر ہین لہذا آپکو ہوشیار کرنے اور راہ راست کی شناخت بتلانے کی غرض سے حالت خواب مین ہدایت ہوئی اور چشمہ یعنے عینک آپ کو ملی جسکا مطلب یہ ہے کہ عینک دینے والا آپکو ہدایت کرتا ہے اور اشارہ کرتا ہے آپکی نابینائی پر اور آپ سے کہتا ہے کہ بصارت تمہاری جاتی رہی ہے جو دعوی دروغ کر بیٹھے ہو اور غاصبان خلافت وبربادکنندہ دین محمدی کی خلافت

Presented by Ziaraat.Com

قرآن سے ثابت کرنے بیٹھے ہو۔ بلکہ آئینہ حق نما مین دربارہ منافقت شیخین جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح و درست ہے تم اوسکے خلاف کوشش کیون کرتے ہو بصارت تمھاری جاتی رہی ہے آنکھون پہ عینک لگاؤ اور نظر انصاف سے آئینہ حق نما کو دیکھو اور گمراہی کو ترک کرکے راہ راست اختیار کرو۔ اور دعوی موضوع کے ذریعہ سے خلق اللہ کو گمراہ مت کرو پس آپ کے خواب کی صحیح صحیح تعبیر یہ ہے جو مین نے بیان کی اس دنیا مین جو بڑے بڑے عالم تعبیر کہنے والے ہین اون سب کو میرے مقابلہ مین جمع کرکے اپنے خواب کی تعبیر سن لیجیے جو تعبیر مین نے بیان کی ہے سب اسی پر اتفاق کرینگے۔ اگر کسی نے خلاف کیا تو میرا ہاتھ ہے اور اوسکا گریبان۔ افسوس ہے کہ اس صاف اور صریح ہدایت پر بھی اگر آپ گمراہی مین پڑے رہین اور خلق اللہ کو بھی گمراہی مین پھنساؤ تو تمکو اختیار ہے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

مجھکو افسوس ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے خواب مین ہدایت پاکر بھی راہ راست کو اختیار نفرمایا۔ اور اپنی گمراہی پر اصرار کرتے رہے قرآن مجید سے تو خلافت شیخین کو ثابت نہ کرسکے وہی پرانا سبق یعنے دلائل قیاسی بیان کرنا شروع کردیا کہ جن دلائل قیاسی پر اہل سنت کے مذہب کا دار ومدار ہے۔ اور وہ دلائل قیاسی بھی حضرت نے اپنی طبیعت پر زور دیکر بیان نہین فرمائین بلکہ جناب نواب محسن الملک بہادر بالقابہ نے جو قیاسات اپنی کتاب آیات بینات مین لکھے ہین اور جنکا جھاڑ شیعون نے رمی الجمرات مین کیا ہے اون قیاسات کا تھوڑا سا خلاصہ کرکے حضرت نے بیان کردیا اور لہو لگاکر شہیدون مین داخل ہوگئے جسکو سنکر اونکے ہم مذہب اہلسنت

Presented by Ziaraat.Com

اظہار نفرت کر کے جلسہ سے اوٹھ گئے جسکا اقرار مولویصاحب ممدوح اپنے لیکچر کے صفحہ دوم مین کرتے ہین۔ مین یقین کرتا ہون کہ اونکے ہم مذہب اگر کتاب رمی الجمرات کو مطالعہ کرینگے تو مذہب اہل سنت سے بالکل بدگمان ہو جارینگے۔

مولوی عبد الکریم صاحب نے جو اپنے دعوی کے خلاف دلائل قیاسی ثبوت خلافت شیخین مین بیان فرمائی ہین اونکا تذکرہ اسمقام پر باعث طوالت ہے اور اون دلائل کا جواب کتاب رمی الجمرات مین بالتصریح موجود ہے۔ لہذا مین اس سے زیادہ اور کوئی راے ظاہر نہین کر سکتا کہ صاحب رمی الجمرات نے جو کچھ لکھا ہے مجھکو اونکے ساتھ اتفاق ہے۔ لیکن بنظر ہمدردی اسلام مین مولوی عبد الکریم سیالکوٹی اور اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالون پر اس بات کا ظاہر کر دینا فرض سمجھتا ہون کہ جسطرح زمانہ حال مین اونکے ہم مذہب مرزا احمد صاحب قادیانی نے اپنے مرشد برحق امام صادق ہونے کا دعوی کیا ہے جسکو مولوی صاحب ممدوح نے اپنے لیکچر کے صفحہ دوم مین قبول کیا ہے۔ اسیطرح حضرات خلفاء ثلثہ خلیفہ بن بیٹھے تھے۔ پس مرزا احمد صاحب قادیانی کا دعوی بھی بربناء تقلید حضرات خلفاء ثلثہ ہے۔ اور آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ جو اسوقت دعویدار امامت ہین اور اپنے کو ریفارمر کہتے ہین یہہ دعوی بھی بربناء تقلید خلفاء ثلثہ ہے۔ اور یزید جو خلیفہ ہوا وہ بھی تقلید خلفاء ثلثہ کی تھی۔ اور حضرات خلفاء ثلثہ کی ان تقلید دون نے مذہب اسلام مین اختلاف کی بنیاد قایم کر کے خاندان نبوت کا چراغ گل کر دیا اور اسلام کو ایسا خراب کیا کہ جسکی اصلاح تاقیامت محال ہوگئی ہے

مجمع سے خلافت کا جو ایجاد ہوا	محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
عاشور کو کربلا مین گھر زہرا کا	ایسا اوجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

Presented by Ziaraat.Com

خاتمہ

اسوقت کتاب تذکرۃ الخلفا مصنفہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی اور اشتہار لوٹکا اشتہار فروخت مجالس یعنی محمد بخش و عاشق علی ساکنان چھتہ گھاٹ آگرہ و بندہ علی حسان و محمد شاہ خان مالکان مطبع ستارہ ہند آگرہ میرے سامنے ہے اور عبارات مندرجہ ذیل کو بغور دیکھ رہا ہون

نقل عبارت صفحہ ۱۷۲ تذکرۃ الخلفا - واضح ہو کہ ہمارے سوالات لاجواب مندرجہ بدر الدجی کو شائع ہوئے مدت مدید گذری مگر ہنوز کسی صاحب اجتہاد کا حوصلہ نہ پڑا کہ اونکے جواب باصواب لکھنے مین عادلانہ قلم تہذیب رقم اوٹھاوین اس سکوت کا نام عجز نام نہ رکھا جاوے تو کیا کہنا چاہیے - کانون مین گودڑ ٹھونسنا اور آنکھون پر پٹی باندھنا دلیل شکست فاش کی ہے - اور امام غائب کی طرح گوشہ عافیت مین چھپکر بیٹھ رہنا ہمارے مقابلہ مین کمر ہمت کی بندھانا اور ٹٹی کی اوٹ مین تہ دے تیر لگانا -

الی آخرہ -

نقل عبارت اشتہار محمد بخش و عاشق علی وغیرہ معیار الہدیٰ مولفہ نیم حکیم فیروزآبادی کا ترکی بہ ترکی جواب باصواب اسم باسمی تذکرۃ الخلفا تیار ہوا - مرزا صاحب جواب الکسا کا دیکھنے ہے اور سینہ چڑانا اور چیز - ذرا اپنے عنوان ٹائٹل التماعی کو کہ اہل سنت دیکھین کچھ عبرت معائنہ کیجئے - پھر ہمارے نشان ٹائٹل اطلاعی کو کہ خاصان اہل شیعہ انعام معینہ پر جواب لکھین بعید عبرت ملاحظہ کیجئے -

یہ عبارتین شہادت دے رہی ہین اس بات کی کہ شیعہ جھگڑے اور فساد سے کنارہ کش ہوتے جاتے ہین اور اہل سنت کی جانب سے جو مذہبی حملے ہوتے ہین اون حملون کے جواب وہ صرف اپنے ہم مذہبون کی تعلیم و تلقین کے واسطے شایع کر دیتے ہین - تاکہ

کوئی ناواقف گمراہ نہووے یاد رہے اس کنارہ کشی پر بھی اہل سنت بذریعہ اس قسم کی تحریرون کے شیعون کی طبیعتون کو مشتعل کرکے امن خداؤن مین فتور ڈالنا چاہتے ہین اور جب شیعہ ترکی بترکی جواب دینگے تو پھر اہل سنت عدالت کو نالش کرنے دوڑینگے ان عبارتون کے ساتھہ مندرجۂ ذیل اشعار بھی پیش نظر رکھے ہوئے ہین ؎

فرعون کو کس طرح کیا غرق خدا نے	نمرود کو برباد کیا حرص و ہوا نے
شداد کو اک دم کی نہ مہلت دی قضا نے	کیا ہوگئے قارون کے چالیس خزانے
گر گر کبھی خودسر کو سنبھلتے نہین دیکھا	موذی کو کبھی پھولتے پھلتے نہین دیکھا

مین ان عبارتون کو دیکھکر متعجب ہون کہ شمس الضحیٰ نجم الہدیٰ ورمی الجمرات مین شیعون نے جسقدر جواب دئے ہین اون جوابات سے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالون کی تسکین نہین ہوئی اب اگر مثل میر مشیر صاحب مرحوم کے کوئی شیعہ مولوی صاحب ممدوح کی جناب مین مثل کتاب کتاب کوئی جدید کتاب عرض کرے تو غالباً تسکین ہو۔ اوسوقت عدالت مین نالش کرنے جاوینگے۔ کیونکہ میر مشیر صاحب مرحوم کی کتہ کتاب سے حضرت کی سیری نہین ہوئی۔

جناب مولوی صاحب کتاب موسوم بہ تشفی خوارج واہل سنت مطبوعہ مطبع الانوار نخاس لکھنؤ مصنفۂ جناب مولوی سید محمد حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مین آپکے کل سوالات کا جواب شیعون کی جانب سے اوسی محاورہ مین دیا گیا ہے جو محاورہ کہ آپ نے اختیار کیا ہے اوس کتاب کو طلب فرماکر ملاحظہ فرمائیے۔ غالباً اوسکے دیکھنے سے آپکو معلوم ہوجاویگا کہ آپکی سخت کلامی کا اور سوالات بے سروپا کا شیعون نے کس عمدگی سے جواب دیا ہے۔ اس تنازعہ کے فیصلہ مین یہ بات ضرور قابل تسلیم ہے کہ جب نجم الہدیٰ بجواب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سنی المذہب لکھی گئی تھی تو

Presented by Ziaraat.Com

یہ کتاب تو بالخصوص اہل سنت کے مطالعہ کے لائق تھی پھر اس کتاب پر جو یہ عبارت
لکھی گئی ہے کہ حضرات اہل سنت نہ اس کتاب کو خرید کرین نہ ملاحظہ فرماوین تو یہ جواب
لکھنے سے کیا فائدہ۔ لیکن جب مین اہل سنت کے اوس فتنہ و فساد پہ غور کرتا ہون
کہ وہ اپنی تصنیفات مین جو دل مین آتا ہے شیعون کے اور پیشوایان شیعان
کے حق مین کلمات سخت لکھدیا کرتے ہین اور دشنام دہی مین مطلق دریغ نہین
کرتے مگر شیعہ یہ سخت باتین سنکر سکوت اختیار کرتے ہین اور جب کوئی شیعہ تنگ
ہوکر ترکی بترکی جواب لکھدیتا ہے تو اہل سنت واسطے نالش کے عدالت کو جاتے
ہین لہذا نالش عدالت سے محفوظ رہنے کے واسطے شیعہ اپنی کتاب پر لکھدیتے ہین
کہ حضرات اہل سنت اس کتاب کو نہ دیکھین اور نہ خرید فرماوین۔ اور
شیعہ جسقدر دبے جاتے ہین اہل سنت اوسیقدر زبان درازی کرتے چلے جاتے
ہین۔ جس زبان درازی کا ایک ادنی ثبوت عبارت کتاب مولوی [illegible]
صاحب و عبارت اشتہار محمد بخش و عاشق علی مذکورہ بالا سے بخوبی ہوتا ہے
جسکو مین نقل کرچکا ہون اگر شیعہ اپنی کتابون پر یہ نہ لکھا کرین کہ
اہل سنت اس کتاب کو خرید نہ فرماوین تو کیا اہل سنت شیعون کی
مصنفہ کتابون کو خرید نہ یا مطالعہ فرماوینگے۔ ہرگز نہین۔ اہل سنت تو
کسی حالت مین شیعون کی مصنفہ کتابون کو نہ خرید کرتے ہین نہ مطالعہ
کرتے ہین اون کے عالمون نے اون کو ایسا ڈرا دیا ہے کہ شیعون
کی کتابون مین سحر ہے کہ جس کے ڈر سے کوئی سنی شیعون کی کتاب
نہین دیکھتا خریدنا تو کجا اگر اہل سنت شیعون کی کتابین مطالعہ کرتے
تو ابتک بے انتہا سنی شیعہ ہوجاتے۔ پہر شیعون کا اشتہار ممنوعی لکھدینا
اپنے کو آئندہ فسادات سے محفوظ کرنا ہے۔ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب

Presented by Ziaraat.Com

و عاشق علی و محمد بخش و بندہ علی خان و محمد شاہ خان کا مطلب اس اشتعال سے غالباً یہی ہے کہ کوئی تازہ فساد قابل عدالت پیدا کیا جاوے اور اس بہانہ سے کوئی رقم چندہ کی جمع کی جاوے اگر شیعہ اپنی کتاب پر لکھدیتے ہین کہ کوئی سنی نہ دیکھے تو قباحت کیا ہے جن اہل سنت کو شوق ہے وہ ہر حالت مین دیکھہ ہی لیتے ہین یہ ممانعت تو صرف فتنہ پردازون کے انسداد کے واسطے لکھدی جاتی ہے۔ تاہم مجھکو حیرت ہے کہ شیعہ اسقدر کیون دبتے ہین۔ اس کا سبب بجز اس کے اور کچھہ معلوم نہین ہوتا کہ شیعون مین ہمدردی بالکل نہین ہے۔ چنانچہ جن شیعون پر الہ آباد و لکھنؤ وغیرہ مین اہل سنت کی جانب سے امور دینی مین مقدمے دائر ہوے اون کی اعانت کسی شیعہ نے نہین کی اور غیرت کے سبب مظلوم شیعہ طالب اعانت ہی نہین ہوے۔ مگر اہل سنت امور دینی مین ہر قوم کے مقابلہ مین بچشم زدن دامے درمے قدمے واسطے اعانت کے آمادہ ہوجاتے ہین۔ اسی حمایت کے بہروسہ پر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور محمد بخش و عاشق علی و بندہ علیخان و محمد شاہ خان کو عبارت مذکورہ کے تحریر کی جراءت ہوئی۔ لہذا ہمدردی پیدا کرنے اور اتفاق قومی کی تکمیل کی غرض سے بنظر اشاعت دین و حفاظت اسلام مین چاہتا ہون کہ ایک قومی اخبار شیعون کا ایسا جاری ہوجاوے کہ جو ہندوستان کے ہر مقام پر شیعون کے پاس پونہچا کرے۔

پس اپنی قوم کو غیرت دلانا اور عبرت کا مادہ پیدا کرنا قوم کے ہر انسان پر فرض ہے۔ اور جس قوم مین غیرت باقی نہین رہتی اوس قوم

Presented by Ziaraat.Com

نقشہ صحت الفاظ کتاب قول فیصل معروف بہ مرقع اسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۶	تہک	تہتک	۲۹	۱۷	معجزہ	معجزہ
″	۱۷	جاسے	جاسنے	۳۰	۵	جانتا	جانتا تھا
۴	۱۸	نعش	نفس	۳۴	۸	گوارا گیئے	گوارا کیئے
۷	۲۱	پیشواؤن کا	پیشواؤن کے	″	۱۱	افراروان	اقراروان
۸	۱۸	انوار الہدیٰ	انوار الہدیٰ مین	۳۷	۲۰	بہانہ	بہانہ
″	۲۱	سمس	سمسن	۳۹	۱۶	قریب	مرتب
۱۱	۷	ملت	حلت	۴۱	۶	انیرا	ایذا
۱۳	۴	سدالعرب	سیدالعرب	″	۲۰	چند باز	چند بار
۱۵	۱۲	لوالی	یوالی	۴۲	۱۲	مااعند	مااعندی
″	۱۴	سعدًا	سجدًا	۴۴	۱	ازادہ	ارادہ
۱۶	۳	عبداللہ	عبدالبر	″	۱۱	خلافت	خلاف
″	۹	المعصیرورۃ	لاصیرورۃ	″	۱۸	سیف لسلول	سیف المسلول
۱۷	۱۳	افزارات	اقرارات	۴۵	۱۲	ہی	بہی
۱۹	۶	سہرت	شہرت	″	۱۶	ہوتا	ہوتا
۲۱	۶	نصرت	نفرت	۴۷	۳	انین	ان مین
۲۲	۷	گرشتے	لرشتے	۴۸	۱۴	عثمان	عثمان مین
″	۱۱	مشکل	مشکل کستا	″	۱۷	سسند	مسند
۲۳	۴	ہوجادین	ہوجاتے ہین	۴۹	۱۹	توکہ معظم مین	یہ عبارت مکرر

Presented by Ziaraat.Com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		اون دوازدہ امام کی امامت کو حق سمجھتے	لکھی گئی ہے جو قابل قلمزد ہونیکے ہے۔
۵۲	۶	۴۱۶	۳۱۶
۵۳	۱۵	قربانی	قرآنی
"	۱۰	سمجنا	سمجھانا
۵۵	۵	ہوتے	ہوے
"	۲۱	نب	تب
۵۴	۱۱	با	یا
"	۱۶	گر وتہا	گر وٹہا
۵۶	۵	نزرگون	بزرگون
"	۶	سودہ	سورہ
۵۸	۵	دلفل	دلبل
"	۱۳	گواہ ہین	گواہ رہین
۵۹	۱	سعد	سعید
۶۰	۱۰	ال محبت	آل محمد
"	۲۱	صحت	صحبت
۶۲	۱	جنکو	جنکی
"	۷	فرابت	قرابت
۶۵	۴	تواصب	نواصب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۷	۳	اخل	داخل
"	۱۹	ابل	اہل
"	۵	قرابت	قرابت مند
"	۱۲	ہوتین	ہوتے
۶۹	۷	جارو	چارون
۷۱	۴	ابوشحمہ	عبیداللہ
۷۲	۹	سورہ	سورۃ
۷۴	۱۷	یہ	یہ کا لفظ زائد لکھا گیا ہے۔
۷۵	۲۰	گر دیا ہے	کر دیا ہے
۷۶	۱۱	راعنی ہو	راضی ہوا
۸۵	۱۵	کات	کاٹ
"	۱۵	بدریار	بدیار
"	۱۶	دار بدریار	دیار بدیار
۸۶	۲	بدریار	بدیار
"	۱۱	عثمان نے	عثمان کے
۸۸	۱۹	بمفابلہ	بمقابلہ
"	۲۰	لعنہ	طعنہ
۹۴	۱۱	مذہنی	مذہبی
۹۵	۲۰	گگئے	کئے

Presented by Ziaraat.Com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۷	۱۶	قصۃ الشوری	قصۃ الشوریٰ
۹۸	۲	نیچرن	نیچری
۹۹	۷	رل	دل
"	۱۰	پناہی کی	پناہی کی نقل
۱۰۱	۵	نبوت	نبوت
"	۱۲	مبابلہ	مباہلہ
"	۱۵	الضا	ایضا
۱۰۲	۸ و ۹	سب روز دن سے زیادہ زشک ہوا تجھے آپ کی نبوت مین مگر	سب وز دن سے زیادہ شک ہوا مجھے آپکی نبوت مین آچکے روز
۱۰۳	۶	رسوال	سوال
۱۰۶	۶	ازالتہ النخلفاء	ازالتہ الخفا
۱۰۷	۶	حرف الباء	حرف الیاء
"	۱۰	ازالتہ النخلفا	ازالۃ الخفا
۱۰۹	۲۱	مسلمانوںکا	مسلمانون کا فرقہ
"	۹	نغرض محال	بفرض محال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۹	رضاہ حلمہٗ	رضاہ حلمہ
"	۲۱	شرع کی	شرع
۱۱۷	۱	حسکی	جنکی
۱۱۸	۳	شفیوق	شقیق
۱۲۳	۴	متع	سمع
"	۲۰	اجودہ	بوجودہ
۱۲۵	۷	قبیول	قبول
۱۲۸	۲۰	نہین	نہین
۱۳۵	۱۵	ہ	یہ
"	۲۰	کات	کاٹ
۱۳۷	۱۲	بعض	بغض
"	۱۴	بعوض	بعیوض
۱۳۹	۱۴	حضرت علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام
۱۴۵	۲	قانہ	قانہ
۱۴۶	۸	بسبب	نسبت
"	۱۳	ذبیح الحسین	ذبیح اللہ الحسین
۱۵۴	۱۳	حلافت	خلافت
۱۵۵	۳	باتفاق	بالاتفاق
۱۶۱	۴	کثرت سے	کثرت

Presented by Ziaraat.Com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۹	خوسی	خوشی
"	۲۰	اجگ	اجنگ
۱۶۹	۱۰	یزیداین	یزیدابن
۱۷۹	۲۱	ہونیگے	ہونیکے
۱۸۱	۹	حلق اللہ	خلق اللہ
۱۸۲	۱۳	لہدا	لہذا
۱۸۶	۱	عمّا	اَمّا
"	۳	جبرۃ	جمرۃ
۱۹۰	۱۱	معنی ہے	معنی ہین
۱۹۱	۱۶	اس	ان
۱۹۵	۱۱	لوبت	نوبت
۱۹۸	۱۴	قال المقداد	قام المقداد
۲۰۲	۲	اوسے	اوسنے
"	۱۴	بامنۃ	بامامۃ
۲۰۲	۱۹	ماعث	باعث
۲۰۴	۱	قربالی	قربانی
"	۵	پیشوایار	پیشوایان
"	۱۸	ترا	تبرا
"	۲۰	ابوشحمہ	عبید اللہ
۲۰۵	۱	الضاً	ایضاً

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۶	۱۹	تہار	تیار
۲۰۸	۱۲	جلافت	خلافت
"	۱۴	قرار	یہ لفظ زائد لکھا گیا
۲۰۹	۱۰	عداوت کے	عداوت
		میہ	کو امیہ
۲۱۰	۱۸	رفافت	رفاقت
۲۱۲	۲۰	طعن کے	طعن سے
۲۱۴	۷	شلمی	سلمی
۲۲۰	۲۱	افاد	اقاد
۲۲۱	۱۱	درود بہیجا	درود بہیجا
"	۱۴	وصبب	وصیت
۲۲۳	۲	اہلبت	اہلبیت
۲۲۷	۲۰	گفنگو	گفتگو
۲۳۲	۲۰	اشاعت	اشاعت
		اشاعت	
۲۲۸	۱۰	بمان دار	ایمان دار
۲۲۹	۱۱	نہ برہنہ تن	برہنہ تن
۲۳۵	۱	حسکڑا	جھگڑہ
۲۳۶	۶	ہم مذہنوں	ہم مذہبوں

Presented by Ziaraat.Com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۹	۳	یاور	یا ور
۲۳۹	۱۷	یاقیوم	یاقوم
۲۴۰	۲۱	مولاہٗ	مولاہٗ السم
			وال من والاہ
			وعاد من
			عادہ
			علقمہ عمر
			بعد ذالک
			فقال لہ
۲۴۳	۸	توسب پر	تم سب پر
〃	۹	مجھے	مجھسے
۲۴۴	۵	السبیل	السبیل
۲۴۶	۱۱	حضرت	حضرت عمر
〃	۲۱	جسا	جیسا
۲۵۳	۱۳	اد ترے	او تر
۲۵۸	۱۹	مذہت	مذہب
۲۶۲	۹	مذبورہ	مذکورہ
۲۶۴	۱۷	کئے	کے
۲۶۸	۱۰	عبدالقادر	عبدالقادر
		صاحب	بمنصب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۸	۱۸	جندق	خندق
۲۶۹	۱۵	طاعت	طاقت
۲۷۰	۱۵	ستمم زبان	دشمن زبان
۲۷۴	۵	علیہ السلام	علیہم السلام
		ئہ	
۲۷۷	۱۶	خلافت	خلاف
۲۷۸	۱۶	وکذا	کذا وکذا
۲۸۰	۲۱	ازواج	ارواج
۲۸۱	۷	گرداتے	گردانتے
〃	۱۲	حانشینی	جانشینی
〃	۱۶	حسب	جب
۲۹۲	۹	مذہب	ہم مذہب
۲۹۳	۱۶	بچائی	بچاتی
۳۰۱	۸	خلافت	خلاف
۳۰۴	۱۱	قلوت	قلوب
۳۰۵	۲	لہذ	لہذا
۳۰۷	۲۰	بھگایا	بہکایا
۳۰۸	۱۷	نافرما	نافرمانی
۳۰۹	۱۰	عاجزا	عاجز
۳۱۳	۱۶	انوا	انواع

Presented by Ziaraat.Com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۸	۳	داحل	داخل	۳۷۴	۱۰	کی وھسان	[illegible]
۳۱۹	۱۰	دلن	اوائ			کی وھسان	
"	۱۳	صدت	صحت	۳۹۸	۱۱	[illegible]	[illegible]
۳۲۳	۱۰	بجی	بڑی	۴۰۳	۱۰	[illegible]	[illegible]
۳۲۴	۲۱	لی	کی	۴۰۵	۱۱	[illegible]	[illegible]
۳۳۳	۱ و ۲	بیبہ اپیرا [illegible]	[illegible]	۴۱۰	۱۵	آکر	[illegible]
				۴۱۸	۱۰	[illegible]	[illegible]
۳۳۴	۱	بہولی	بہوتی	۴۰۵	۴	[illegible]	[illegible]
۳۳۱	۱۷	کہی	[illegible]	۴۳۰	۲۰	[illegible]	[illegible]
۳۳۳	۱۸	[illegible]	[illegible]	۴۲۶	۴	[illegible]	[illegible]
۳۴۸	۱	مدال	[illegible]		۱۰	[illegible]	[illegible]
۳۵۳	۱	[illegible]	[illegible]				
"	۱۰	[illegible]	[illegible]				
۳۶۳	۹	الآسی	الواسا				
۳۶۵	۳	سار	[illegible]				
"	۱۷	[illegible]	[illegible]				
"	۱۸	ساتے	جاسے				
۳۶۸	۵	اوٹھا	اوٹھانا				
۳۷۳	۳	کیونک	کیونکر				
"	۱۰	[illegible]	[illegible]				

Presented by Ziaraat.Com